امام الصرف والنحو علامہ محمد حسین بن محمد جلال الدین کامروی (م ۱۳۷۷ھ)

کی علم الصرف پر مقبول و متداول کتاب

قانونچہ کامروی

قوانینِ صرف کا ایک بہترین مجموعہ

مرتب

نقاب العلوم والفنون جامع المعقول والمنقول

استاذ العلماء حضرت مولانا حفیظ الرحمٰن صاحب حفظہ اللہ

تسہیل وتلخیص

حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمٰن صاحب حفظہ اللہ

تحقیق، تخریج، تعلیق

مفتی رشاد الرحمٰن المعتصم

امام الصرف والنحو علامہ محمد حسین بن محمد جلال الدین کامرویؒ (م ۱۳۷۷ھ)

کی علم الصرف پر مقبول و متداول کتاب

قانونچہ کامروی

قوانینِ صرف کا ایک بہترین مجموعہ

مرتب

نقاب العلوم والفنون جامع المعقول المنقول استاذ العلماء حضرت مولانا حفیظ الرحمن صاحب حفظہ اللہ

تسہیل و تلخیص

حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمن صاحب حفظہ اللہ

تحقیق، تخریج، تعلیق

مفتی ارشاد الرحمن المعتصم

نام کتاب ------ قانونچہ کامروی

مرتب ------ جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا حفیظ الرحمن صاحب

تسہیل و تلخیص ------ مفتی حبیب الرحمن صاحب

تحقیق، تخریج، تعلیق ------ مفتی ارشاد الرحمن المعتصم

طبع اول ------ ربیع الاول ۱۴۴۴ھ

ناشر ------ مکتبہ پیر، باجوڑ

03144525099/03029865895

فہرست

پیشِ لفظ

اسلامی علوم وفنون میں صرف ونحو کو بنیادی اور کلیدی حیثیت حاصل ہے، عربی زبان کی معرفت اوراس کے اَسرار ورُموز سے آشنائی صرف ونحو میں مہارت کے بغیر مشکل نہیں بلکہ ناممکن بھی ہے، قصرِ عربیت کی اساس کا یہ خشتِ اول ہیں اور یہ وہ بھاری بھرکم چٹان ہے جس پر عربی زبان کی عمارت استوار ہے، لسانیاتِ عالم میں عربی کو یہ اعزاز وافتخار حاصل ہے کہ یہ اسلامی منابع و مآخذ (قرآن وسنت) کی زبان ہے، اس لیے عربی زبان کا ربط و تعلق اسلام اور مسلمانوں سے دائمی اور عالمی طور پر مستحکم کردیا گیااوراس زبان کو تاقیامِ قیامت بقائے دوام اور آفاقیت عطا کردی گئی، یہی وجہ ہے کہ اس زبان کا تعلیم و تعلم فرضِ کفایہ ہے، اسی کا نتیجہ ہے کہ ظہورِ اسلام کیساتھ اس زبان کو عالمی شہرت اور دائمی وجود کا شرف بھی ملا۔

اعاجم اور غیر عرب نژادوں نے صرف عربی تعلیم و تعلم کی طرف اعتناء وتوجہ ہی نہیں کیا، بلکہ ہزاروں کی تعداد میں ایسے سخن طراز ادیب، انشاپرداز اور عربی دان پیدا کیے، جنہوں نے اس میں ایسا تبحر و تعمق اور رسوخ واتقان پیدا کیا کہ وہ صرف عربی کے حرف شناس ہی نہیں بلکہ اس کے اداشناس اور رمز آشنا بھی بنیں، وہ زبان کی باریکیوں ،لطافتوں اور نوک وپلک سے اتنے واقف ہوئے کہ خالص عرب دان اوراہل لسان جب ان کی وسعتِ نظر، دقتِ فہم نگاہی، نکتہ رَسی اور تعمق کو دیکھتے تو وارفتہ اور محو تماشا ہو جاتے اوران کی عقلیں دنگ رہ جاتیں، جن میں سرفہرست امام النحویین عمروبن عثمان سیبویہؒ (م۱۸۰ھ)، امام عبداللہ بن جعفر بن محمد بن درستویہؒ (م۳۴۷)، امام ابو منصور محمد بن احمد ازہری ہرویؒ، صاحب تہذیب اللغۃ (م۳۷۰ھ)، ابوالفتح عثمان بن جنی موصلیؒ (م۳۹۲ھ)، امام ابو علی حسن بن احمد فارسیؒ (م۳۷۷ھ)، امام ابوالحسین احمد بن فارس رازیؒ (م۳۹۵ھ)، امام عبدالقاہر بن عبدالرحمن جرجانیؒ (م۴۷۱ھ) ،امام ابوالقاسم جاراللہ محمود بن عمروز مخشریؒ (م۵۸۳ھ)، امام ابوالحسن علی بن مؤمن بن محمد اشبیلی ابن عصفوراندلسیؒ (م۶۶۹ھ)، علامہ ابوالفضل محمد بن مکرم جمال الدین ابن منظورافریقی (م۷۱۱ھ)، علامہ ابوطاہر محمد بن یعقوب بن محمد مجدالدین فیروزآبادیؒ (م۸۱۷ھ)، امام ابوالبقاء ایوب بن موسی کفویؒ (م۱۰۹۴ھ) اور علامہ محمد بن محمد ابوالفیض مرتضی زَبیدیؒ (م۱۲۰۵ھ) وغیرہ کا نام نمایاں اور درخشاں ہے[1]۔

پہلی صدی ہجری میں اسلام کی عالمگیر دعوت جزیرۃ العرب سے نکل کر باقی کرہ ارض پر نصب النہار کی طرح

---

(۱) مشہور مؤرخ علامہ عبدالرحمن بن خلدون اشبیلیؒ (م۸۰۸ھ) جو خود بھی عجمی ہیں، تاریخ خلدون (۱/۷۴۷ھ) میں رقم طراز ہیں: ''من الغريب الواقع أنّ حملة العلم في الملّة الإسلاميّة أكثرهم العجم.'' یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ ملت اسلامیہ میں اکثر اہل علم عجم نژاد ہیں۔

نمودار ہوئی، مختلف اقوامِ عالم مشرف باسلام ہوئے اور روز بروز عرب و عجم کا میل جول بڑھتا گیا تو اس باہمی اختلاط کی وجہ سے خالص عربی میں فرق آنے لگا، کچھ غیر عربی اور عجمی الفاظ عربی میں دخیل ہونے لگے تو اس دور میں عربیت کی حفاظت کے لیے فنی قواعد وضوابط کی تاسیس و تدوین کی ضرورت پیش آئی، صرف و نحو کے بنیادی قواعد وضوابط کی تدوین کا سلسلہ شروع ہوا اور یہ غیر منضبط اور روایتی طور پر سینہ بہ سینہ ایک دوسرے کی طرف منتقل ہوتا رہا اور یہ اس کا تاسیسی و تدوینی دور تھا۔

دوسری صدی ہجری میں تصنیفی و تالیفی دور شروع ہوا، اس دوسرے ارتقائی دور میں عرب و عجم نے ایک دوسرے سے بڑھ کر حصہ لیا، ارباب قلم نے اس میدان میں خوب نبرد آزمائی کی، امام سیبویہ[(۱)] نے عنفوانِ شباب میں ”الکتاب“ جیسی شہرہ آفاق فنی کتاب تصنیف کی، جس میں صرف و نحو کی بنیادی قواعد ومباحث پر سیر حاصل گفتگو کی گئی۔ ادھر بصرہ اور کوفہ میں فنی قواعد وضوابط کی تنقیح و تشکیل کے سلسلہ میں دو مکاتبِ فکر بصریین اور کوفیین معرض وجود میں آئے، صرف و نحو کے بیسوں مسائل میں ایک دوسرے سے اختلاف کیا اور ہر ایک فریق نے اپنے موقف و مذہب کی تائید میں دلائل کے انبار لگا دیئے، ان اختلافات کو علامہ ابو البرکات عبد الرحمن بن محمد کمال الدین انباریؒ (م ۵۷۷ھ) نے ”الانصاف فی مسائل الخلاف بین النحویین البصریین والکوفیین“ میں بسط و تفصیل کیساتھ بیان کیا ہے۔

اسی دوسری صدی ہجری کے اوائل تک علم الصرف علم النحو کیساتھ مدون ہوتا تھا اور فن صرف علم نحو کی ایک ذیلی شاخ تھی، اس کے مسائل نحو ہی کے تحت بیان کئے جاتے تھے، بعد میں دوسری صدی ہجری کے اواخر یا تیسری صدی ہجری کے اوائل میں اسے ایک مستقل فن کی حیثیت حاصل ہوئی اور اس کے مسائل واحکام اور قواعد وضوابط کو الگ سے تدوین کی حیثیت سے مرتب کرنے والی اولین شخصیت معاذ بن مسلم ہرویؒ (م ۱۸۷ھ)[(۲)] ہیں، بعض حضرات نے ابو عثمان مازنیؒ

---

(۱) عمرو بن عثمان بن قنبر حارثی، ابو بشر سیبویہ: شیراز میں ۱۴۸ھ کو پیدا ہوئے، اپنے دور میں نحو کے بہت بڑے امام اور جید عالم تھے، حصول علم سلسلے میں بصرہ آئے اور امام خلیل احمدؒ سے کسب فیض کیا، پھر بغداد چلے گئے۔ علم نحو میں آپ کے شہرہ آفاق کتاب ”کتاب سیبویہ“ ہے، اہل علم فرماتے ہیں کہ اس جیسی کتاب نہ ان سے پہلے لکھی گئی ہے اور نہ ہی بعد میں کوئی لکھ سکے گا۔ آپ نے ۳۲ سال عمر پائی اور شیراز میں عنفوان شباب میں ۱۸۰ کو وفات پائی۔ (تاریخ بغداد: ۱۲/ ۱۹۵، وفیات الاعیان: ۱/ ۴۸۷، سیر اعلام النبلاء: ۸/ ۳۵۱، الاعلام للزرکلی: ۵/ ۸۱)

(۲) علّامہ جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) سببِ وضع علم العربیۃ (ص ۶۱) میں، علّامہ خالد الازہریؒ (م ۹۰۵ھ) شرح التصریح علی التوضیح: (۱/ ۵) میں، علّامہ حمد بن محمد الرائقی المالکیؒ (م ۱۲۵ھ) فتح المتعال علی القصیدۃ المسماۃ بلامیۃ الأفعال: ص ۱۷۰ میں، علّامہ ابو العرفان محمد بن علی الصبان الشافعیؒ (م ۱۲۰۶ھ) حاشیۃ الصبان علی الأشمونی: ۱/ ۲۴ میں، علّامہ صادق بن محمد البیضانیؒ نزہۃ الطرف شرح بناء الأفعال فی علم الصرف: ص ۴ میں اور علّامہ أحمد بن محمد الحملاویؒ (م ۱۳۵۱ھ) شذا العرف فی فن الصرف: ص ۱۱ میں فرماتے ہیں کہ علم الصرف کے واضع اول معاذ بن مسلم الہرویؒ (م ۱۸۷ھ) ہیں۔ آپ کا مختصر ترجمہ یہ ہے، آپ کا نام نام معاذ بن مسلم کنیت ابو علی، یزید =

(م۲۴۹ھ) کو مدون اول کہاہے[1] اور بعض اہل علم کہتے ہیں کہ علم صرف کا مدون امام ابو حنیفہؒ (م۱۵۹ھ) ہیں،[2] جنہوں نے علم صرف پر "المقصود" کے نام سے ایک جامع اور مختصر متن لکھاہے۔

چوتھی صدی ہجری میں صرف ونحو کی ارتقاء کا تیسرا تنقیحی وتشریحی دور شروع ہوا، جس میں فنی مسائل کی تنقیحات وتشریحات پر سینکڑوں کتابیں تصنیف ہوئیں، متون لکھے گئے، پھر متون پر شروحات لکھی گئیں، پھر شروحات پر شروحات اور حواشی لکھے گئے۔ جن میں علامہ ابو الفتح عثمان بن جنی موصلیؒ (م۳۹۲ھ) کی "مختصر التصریف" اور "المصنف"، امام ابوالقاسم عمر بن ثابت ثمانینیؒ (م۴۴۲ھ) کی "شرح التصریف"، علامہ عبد القاہر بن عبد الرحمن جرجانیؒ (م۴۷۱ھ) کی "المفتاح فی الصرف"، علامہ ابن القطاع صقلیؒ (م۵۱۵ھ) کی "أبنية الأسماء والأفعال

= بن عبد الملک کے دورِ خلافت میں پیدا ہوئے، کوفہ کے باشندے تھے، علم نحو اور علم قرأت کے امام اور امام کسائی کے استاذ تھے، ہروتی کپڑوں کے مشہور تاجر تھے، اسی نسبت سے ہروی کہلاتے ہیں، ۱۸۷ھ کو وفات پائی۔ (وفیات الاعیان: ۵/ ۲۱۸، سیر أعلام النبلا: ۸/ ۴۸۲، شذرات الذہب: ۱/ ۳۱۶، إنباہ الرواۃ علی أنباہ النحاۃ: ۲/ ۳۲۹).

(۱) حاجی خلیفہؒ (م۱۰۶۷ھ) کشف الظنون: ۱/ ۴۱۲ میں، طاش کبری زادہؒ (م۹۶۸ھ) مفتاح السعادۃ: ۱/ ۱۱۳، علّامہ نواب صدیق حسن خانؒ (م۱۳۰۷ھ) ابجد العلوم: ۲/ ۱۵۱ میں فرماتے ہیں کہ علم الصرف کے واضع ابو عثمان المازنیؒ (م۲۴۹ھ) ہیں۔ آپ کا مختصر ترجمہ یہ ہے، آپ کا نام نام أبو عثمان بکر بن محمد بن عثمان بن بقیۃ بن حبیب المازنی، بصرہ کے باشندے تھے اور ابو العباس مبرد کے استاد اور اپنے زمانہ میں علم نحو وادب کے امام تھے، امام اصمعی اور ابو عبیدہ آپ کے معروف اساتذہ ہیں، امام ابو جعفر الطحاوی الحنفیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے قاضی مصر بکار بن قتیبہ سے سنا "کہ میں نے نحاۃ میں ابو عثمان مازنی جیسا فقیہ نہیں دیکھا" امام مبرد فرماتے ہیں کہ سیبویہ کے بعد ابو عثمان جیسا متبحر نحوی پیدا نہیں ہوا، ۲۴۹ھ کو بصرہ میں وفات پائی۔ (وفیات الأعیان: ۱/ ۲۸۳، غایۃ النہایہ: ۱/ ۱۷۹، تاریخ بغداد: ۷/ ۹۳، إنباہ الروایہ علی أنباہ النحاۃ: ۱/ ۲۸۱، بغیۃ الوعاۃ: ۲۰۲).

(۲) مفتی محمّد رفیع عثمانیؒ اور بعض اہل علم کی رائے یہ ہے کہ علم الصرف کے مدوِّن اول ابو عثمان المازنیؒ نہیں، بلکہ اس سے ایک صدی قبل امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ (م۱۵۰ھ) ہیں، جو فقہ کے مدوِّن اول ہونے کے علاوہ فنِ صرف میں بھی ایک مستقل رسالہ تصنیف فرما چکے تھے، رسالہ کا نام "المقصود" ہے جو مصر کے مشہور مکتبہ ومطبعہ مصطفی البانی الحلبی سے ۱۳۵۹ھ بمطابق ۱۹۴۰ء میں طبع ہوا۔ جو علم الصرف کا نہایت جامع ومختصر مگر واضح اور منضبط متن ہے، نیز معجم المطبوعات العربیۃ: ۱/ ۳۰۴ میں بھی "المقصود" کو امام ابو حنیفہؒ کی طرف منسوب کیا گیاہے، جامعہ الازہر (مصر) کے استاذ احمد سعید علی کے تحقیق کیساتھ اصلی رسالہ بمع اپنے متن اور شروحات کے شائع ہو چکا ہے۔ اس رسالہ "المقصود" کی تین شروحات مشہور ہیں:

(الف)۔ المطلوب شارح کا نام معلوم نہیں، مگر دیباچہ سے معلوم ہوتاہے کہ یہ شرح ۹۵۲ھ سے کافی پہلے لکھی گئی ہے، معلوم ایسے ہوتا ہے کہ اس کے مؤلف امام ابو حنیفہؒ کے کوئی شاگرد یا معتقد ہیں، لیکن تحقیقی بات یہ ہے کہ المطلوب کے مؤلف شمس الدین احمد بن عبد اللہ البروسی الرومی الحنفیؒ (م۸۵۵ھ ہیں)۔ (فہرس المخطوطات المسجد النبوی ۲/ ۱۲۹)۔ (ب)۔ اعطان النّظر مصنف کا نام علّامہ نور الدّین محمد بن بیر علی ہے یہ شرح ۹۵۲ھ میں مکمل ہوئی، انہوں نے رسالہ کے آخر میں لکھاہے کہ "المقصود" کے مصنف امام ابو حنیفہؒ ہیں۔ (ج)۔ روحُ الشُّروح اس کے مصنف استاذ السیروی ہیں۔ بہر حال اس تالیف کی نسبت امام ابو حنیفہؒ کی طرف صحیح ہے جیسا کہ ظنِ غالب ہے تو رسالہ "المقصود" اس بات کی شاہد ہے کہ امام ابو حنیفہؒ فنِ صرف کے بھی مدوِّن اول ہیں۔ واللہ أعلم۔ دیکھئے: علم الصیغۃ (اردو): ۱۷-۱۸، الأنوار الأشرفیۃ فی الفوائد الصرفیۃ: ۳۱، مسائل النحو والصرف: ۱۳۹-۱۴۲).

والمصادر''، علامہ ابن عصفور شبیلیؒ(م۶۶۹ھ) کی''الممتع الکبیر فی التصریف''، علامہ ابن حاجب عثمان بن عمر کردی مالکیؒ (م۶۴۶ھ) کی''الشافیة فی علمی التصریف والخط''، امام محمد بن عبداللہ جمال الدین ابن مالکؒ (م۶۷۲ھ) کی''إیجازالتعریف فی علم التصریف''، علامہ حسین بن بدرابن ایازبغدادیؒ(م۶۸۱ھ) کی''شرح التعریف بضروری التصریف''، اور علامہ احمد بن علی بن مسعودؒ (م۷۰۰ھ) کی''مراح الأرواح''وغیرہ کی کتابیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

برصغیر کے مدارس ومکاتب میں علم الصرف[1] کی مختلف عربی اور فارسی کتابیں داخل نصاب رہیں اور وقتاً فوقتاًان میں معمولی تبدیلیاں بھی ہوتی رہیں، ملانظام الدین لکھنویؒ(م۱۱۶۱ھ) کی تشکیل کردہ درس نظامی میں علامہ ابن حاجبؒ کی الشافیہ، مراح الارواح، فصولِ اکبری، زنجانی، قوانین زرادی، علم الصیغہ، پنج گنج، صرفِ میر، ارشاد الصرف، میزان الصرف اور صرف بہائی وغیرہ داخل نصاب رہیں۔

پھر جوں ہی طلبہ کا علمی انحطاط روز بروز بڑھتا گیا، تن آسانی، بے اعتنائی اور کم ہمتی کا عنصر غالب آنے لگا تو اہل علم نے اردوزبان میں تصنیف وتالیف کا سلسلہ شروع کیا، کیونکہ مادری زبان میں فنی رسوخ واتقان جلدی پیدا ہوتا ہے، اس ضرورت کے پیش نظر بعض عربی اور فارسی کتابوں کا اردو اور پنجابی میں ترجمہ وتلخیص کیا گیا، بعض نے ان کی تہذیب وتسہیل کی، جن میں کتاب الصرف، کنزالنوادر، علم الصرف، تسہیل الصرف، علم التصریف، قانونچہ عجیبیہ، صرف گھوٹوی، صرفِ بُھترال، قانونچہ شاہ جمالی، قانونچہ کھیوالی، قانونچہ رسولیہ، قانونچہ فی الصرف اور قانونچہ کامروی وغیرہ شامل ہیں۔

قانونچہ کامروی یہ علامہ محمد حسین بن جلال الدین کامرویؒ(المعروف بہ صرفی بابا) کی املائی غیر مطبوعہ قلمی افادات ہیں، یہ قوانین صرف کا ایک مختصر اور جامع مجموعہ ہے، باباکامروی نے بڑی خلوص وللّٰہیت کیساتھ زندگی بھر علم

---

[1] علم الصرف کو"علم المیزان،علم الصیغة،علم التصریف، علم المفردات،علم البناءاور علم الإشتقاق"بھی کہتے ہیں۔اشتقاق لغت میں "الشَقُّ، أيْ: الخَرْقُ" پھاڑنے کو کہتے ہیں اور اصطلاحی تعریف ہے:"هُوَ علمٌ بتحوِيلِ الْأصلِ الْواحِدِ إلٰى أمثِلةٍ مُّختلِفةٍ لِّمعانِي مَّقصُودةٍ" وہ علم ہے جس میں کسی کلمہ کو اصل کی طرف لوٹا کر معلوم کیا جائے کہ یہ لفظ کس سے اور کیسے بنا؟ جیسے:نَاصِرٌ کو یَنْصُرُ سے یَنْصُرُ کو نَصَرَ سے اور نَصَرَ کو نَصْرًا سے بنایا گیاہے۔ علمِ اشتقاق کا موضوع ہے:"مُفْردَاتُ كلامِ العَربِ مِنْ حيثُ الإصَالةِ وَالفَرْعيَّةِ".اور اس کی غرض وغایت ہے:"تَحصِيلُ مَلكةٍ يُّعرف بها الانْتِسابُ عَلٰى وجهِ الصَّوابِ والاحْتِرازِ عَنِ الْخللِ فِي الانْتِسابِ" ایساملکہ حاصل کیا جائے جس کے ذریعے بعض کلمات کی طرف اصالت کی اور بعض کی طرف فرعیت کی نسبت صحیح طریقے سے کی جائے۔ علم الصرف اور علم اشتقاق کے مسائل قریب قریب ہونے کی وجہ سے بعض حضرات نے اس کو ایک ہی علم سمجھ لیاہے، حالانکہ یہ دونوں جدا جدا علوم ہیں۔ علم الصرف میں اسمائے مشتقہ اور اسمائے جامد دونوں سے بحث ہوتی ہے، جبکہ علمِ اشتقاق میں جامد اسماء سے بحث نہیں ہوتی یعنی علم الصرف اور علمِ اشتقاق میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے، ہر تصریف اشتقاق ہے لیکن ہر اشتقاق تصریف نہیں۔

الصرف کی تعلیم وتدریس کی، بے شمار لوگوں نے آپ سے استفادہ کیا، جو بعد میں اپنے دور کے عظیم محقق، مدقق، جبال العلم اورنابغہ روزگار شخصیات بنیں، ان عباقرہ اور جہابذہ میں استاذالاساتذہ رازی زماں، غزالی دوراں جامع المعقول والمنقول حضرت مولاناغلام ربانی ہزارویؒ (م۱۹۸۹ء) سرفہرست ہیں، لبید بن ربیعہ عامری نے کیاخوب کہاہے:

ذَهَبَ الذِّيْنَ يُعَاشُ فِيْ أَكْنَافِهِمْ　　وَبَقِيْتُ فِيْ خَلْفٍ كَجِلْدِ الْأَجْرَبِ[1]

مشہور شاعر ابوالعباس عبداللہ بن محمد المعتز باللہ نے کہاتھا:

قَدْاسْتَوَى النَّاسُ وَمَاتَ الْكُمَّالُ　　وَنَادَتِ الْأَيَّامُ أَيْنَ الرِّجَالُ![2]

آپ اپنے دور کے صرف کہنہ مشق، تجربہ کاراور تمام فنون میں مہارت رکھنے والے عظیم مدرس ہی نہیں بلکہ مدرس گر بھی تھے، آپ نے فنی کتابوں کی تدریس میں تعمق اورانہماک کیساتھ ساتھ اپنے استاذ باباکامرویؒ کی اس علمی تراث سے سینکڑوں تشنگان علوم کو سیراب کیا، علوم وفنون کے اس بحر بے کنار اور منبع صافی سے بے شمار لوگوں نے استفادہ کیا، ان مستفیدین میں نمایاں نام ہمارے مشفق استاذ امام الصرف والنحو نقاب العلوم والفنون جامع المعقول والمنقول سند المدرسین حضرت مولاناحفیظ الرحمن صاحب حفظہ اللہ کا ہے، جنہوں نے اپنے استاذ کی اس علمی امانت اور گنج گرانمایہ کی تعلیم وتدریس میں ساری زندگی صرف کی اوراپنے مرشد کے علوم وعرفان کی ترویج وتوزیع کو اپنی

---

(۱) حَدَّثَنِي أَبُو حُمَيْدٍ الْحِمْصِيُّ أَحْمَدُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُهَاجِرٍ، حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: يَا وَيْحَ لَبِيدٍ حَيْثُ يَقُولُ:

ذَهَبَ الَّذِينَ يُعَاشُ فِي أَكْنَافِهِمْ　　وَبَقِيتُ فِي خَلْفٍ كَجِلْدِ الْأَجْرَبِ

قَالَتْ عَائِشَةُ: فَكَيْفَ لَوْ أَدْرَكَ زَمَانَنَا هَذَا؟ قَالَ عُرْوَةُ: رَحِمَ اللهُ عَائِشَةَ، فَكَيْفَ لَوْ أَدْرَكَتْ زَمَانَنَا هَذَا؟ ثُمَّ قَالَ الزُّهْرِيُّ: رَحِمَ اللهُ عُرْوَةَ، فَكَيْفَ لَوْ أَدْرَكَ زَمَانَنَا هَذَا؟ ثُمَّ قَالَ الزُّبَيْدِيُّ: رَحِمَ اللهُ الزُّهْرِيَّ، فَكَيْفَ لَوْ أَدْرَكَ زَمَانَنَا هَذَا؟ قَالَ مُحَمَّدٌ: وَأَنَا أَقُولُ: رَحِمَ اللهُ الزُّبَيْدِيَّ، فَكَيْفَ لَوْ أَدْرَكَ زَمَانَنَا هَذَا؟ قَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: قَالَ عُثْمَانُ: وَنَحْنُ نَقُولُ: رَحِمَ اللهُ مُحَمَّدًا، فَكَيْفَ لَوْ أَدْرَكَ زَمَانَنَا هَذَا؟ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: قَالَ لَنَا أَبُو حُمَيْدٍ: رَحِمَ اللهُ عُثْمَانَ، فَكَيْفَ لَوْ أَدْرَكَ زَمَانَنَا هَذَا؟ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: رَحِمَ اللهُ أَحْمَدَ بْنَ الْمُغِيرَةِ، فَكَيْفَ لَوْ أَدْرَكَ زَمَانَنَا هَذَا؟ قَالَ الشَّيْخُ: رَحِمَ اللهُ أَبَاجَعْفَرٍ، فَكَيْفَ لَوْ أَدْرَكَ زَمَانَنَا هَذَا؟!(تہذیب الآثار:۱۲۴، رقم:۲۰۴، کنزالعمال:۱۴/۵۷۸، رقم:۳۹۶۴۸)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایاتعجب کی بات ہے اگرلبید ہمارا زمانہ دیکھ لیتاتو کیا کہتا؟! عروہ نے فرمایا: اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پررحم فرمائے اگروہ ہمارے زمانے کودیکھ لیتیں توکیا کہتیں؟! زہری نے فرمایا: اللہ عروہ پررحم فرمائے اگروہ ہمارے زمانے کوپالیتے توکیاکہتے؟ زبیدی نے فرمایا: اللہ تعالیٰ زہری پررحم فرمائے اگروہ ہمارا زمانہ دیکھتے توکیا کہتے؟! محمد بن مہاجر نے فرمایا: اللہ تعالیٰ زبیدی پررحم فرمائے اگروہ ہمارے زمانے کودیکھتے توکیاکہتے؟ ابوحمید کہتے ہیں ہمارے استاذ عثمان بن سعید نے فرمایا: اللہ تعالیٰ محمد پررحم فرمائے اگروہ ہمارے زمانے کودیکھتے توکیاکہتے؟ ابن جریر فرماتے ہیں: اللہ احمد بن مغیرہ پررحم فرمائے اگروہ ہمارے زمانے کودیکھتے توکیاکہتے؟! احقر کہتاہے کہ اللہ جل شانہ ان سب حضرات پررحم فرمائے اگر یہ حضرات ہمارا زمانہ دیکھ لیتے توکیا کہتے؟!!

(۲) دیوان ابن المعتز:۷۷۹۔

حیاتِ مستعار کا بہترین مشغلہ بنایا، ہمہ وقت اس فکر میں مگن رہے کہ اس منہج کو کس طرح فروغ ملے تاکہ یہ طالبانِ علوم نبوت کی قصرِ علمی کی مضبوط خشتِ اول ثابت ہو؟!اس ہمہ گیر فکر اور خلوص وللّٰہیت کا یہ نتیجہ نکلا کہ قانونچہ کامروی نے علم الصرف میں درجہ استناد حاصل کرلیا۔اس منبع صافی، چشمہ رواں اور آبِ شیریں سے بلاواسطہ اور بالواسطہ سیر اب ہونے والے صرف مدرس نہیں بلکہ مدرس گر اور معلم ساز تخلیقی اتالیق بنے،اس ثمر دار اور بارآور منہج نے گونگوں کو گویا کر دیا، نالائقوں کو مسندِ تدریس پر براجمان کیا!کوتاہ ہمتوں کو حوصلہ تدریس بخشا!مایوسوں کو آس دیا اور ناخواندوں کو خواندبنایا!!لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ!

حاصلِ عمر نثارِ رہِ یار کردم
شادم از زندگی خویش کہ کار کردم

قانونچہ [1] کامروی کی مخصوص طرزِ تدریس تعلیلات، اجراء قوانین، مواضعِ اجراء، ابنیۃ الصرف اور صیغہائے مختلفہ کا اجراء وغیرہ طلبہ میں ایسا ملکہ اور استعداد پیدا کرتی ہے جو دیگر مناہج اور اسالیب صرف میں ناپید ہے، اسی وجہ سے اس طرز کو قلیل عرصہ میں بہت مقبولیت اور عروج ملا اور اس نے اپنی افادیت کا لوہا منوایا، یہ طرز پاکستان اور افغانستان کے مختلف مدارس و مکاتب میں رائج اور مدرَس ہے اور اس کے لیے طلبہ اپنی تشنگی بجانے کے لیے شد رحال کرتے ہیں۔

ہر کجا چشمہ بود شیریں   مردم و مرغ و مور گرد آیند

۱۹۹۷م میں احقر نے اپنی تعلیمی سفر کا آغاز مشہور و معروف عظیم دینی درسگاہ دارالعلوم تعلیم الاسلام کاملپور موسیٰ سے کیا، صرف و نحو کی ابتدائی اور وسطانی کتابیں یہی پڑھیں، پھر ۲۰۰۱م میں دارالعلوم معارف القرآن حسن ابدال میں داخلہ لیا، ان دنوں دارالعلوم کی پڑھائی کا خوب چرچا تھا یہاں احقر نے مجمع العلم والحلم استاذ العلماء حضرت مولانا شفیق الرحمن سواتی صاحب حفظہ اللہ سے قانونچہ کامروی پڑھا، پھر دوبارہ ۲۰۰۵م میں استاذ العلماء حضرت مولانا حفیظ الرحمن صاحب حفظہ اللہ سے پڑھنے کی توفیق ملی اور ایک مرتبہ استاذ العلماء حضرت مولانا محبوب الرحمن صاحب حفظہ اللہ کو بھی سنایا تھا۔

دارالعلوم معارف القرآن کے آغوش اور رحاب علمی میں رہ کر استاذ محترم مرشد و مربی تقی الاتقیاء فناء فی اللہ شیخ الحدیث حضرت مولانا ظہور الحق صاحب حفظہ اللہ سے اپنی بے بضاعتی اور نالائقی کے باوجود بہت استفادہ کیا۔

گلے خوشبوئے در حمام روزے   رسید از دستِ محبوبے بدستم

---

[1] قانون یونانی زبان کا لفظ ہے اور "چہ" فارسی سے بطور لاحقہ تصغیر کے لیے لگایا گیا ہے، اس کے معنی ہیں: قواعد کی چھوٹی سی کتاب، چھوٹا سا مجموعہ۔ فارسی اور اُردو میں اس طرح نام شائع ہیں، جیسے: کتابچہ، دیباچہ، روزنامچہ، دریچہ، افسانچہ وغیرہ۔

بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری　　　　کہ از بوئے دلاویز تو مستم
بگفتا من گِلے ناچیز بودم　　　　ولیکن مدتے با گُل نشستم
جمالِ ہم نشیں در من اثر کرد　　　　ورنہ من ہُما خاکم کہ ہستم

زیر نظر کتاب قانونچہ کامروی اصل کتاب کی تلخیص و تہذیب ہے، چونکہ اصل کتاب طویل اور مغلق تھی، جس کی تہذیب و تلخیص اور تسہیل فخر الاماثل حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمن صاحب نے بڑی عرق ریزی اور جانفشانی سے کی، مناسب اضافات اور ترمیمات بھی کیے۔

عرصہ دراز سے دل میں یہ داعیہ تھا کہ اس کتاب پر تحقیق، تخریج، تعلیق اور حواشی کا ایسا کام ہو کہ جو اس کتاب کی افادیت میں مزید اضافہ کرے اور پڑھنے والوں کو اصل کتاب کے علاوہ مستزاد فنی معلومات بھی مہیا ہوں اور جو مغلق مقامات ہیں ان کی مختصر مگر جامع وضاحت ہو۔ کچھ عرصہ قبل بنام خدا یہ کام شروع کیا تھا اور آج الحمد للہ ثم الحمد للہ پایہ تکمیل کو پہنچا۔ تعلیق و تخریج میں درج ذیل امور کا التزام کیا گیا ہے:

۱۔ اصل کتاب میں کسی قسم کا حک و اضافہ، ترمیم اور تقدیم و تاخیر نہیں کی گئی ہے۔
۲۔ ہر قانون کا فارسی متن ذکر کیا گیا، کیونکہ فارسی متن مختصر اور منضبط ہوتا ہے۔
۳۔ ہر قانون کی امہات الکتب اور متداول کتابوں سے تخریج کا التزام کیا گیا ہے۔
۴۔ مشکل اور مغلق مقامات کو سہل اور مختصر انداز میں حل کیا گیا ہے۔
۵۔ ہر قانون کیساتھ مواضع اجراء کی نشاندہی کی گئی ہے۔
۶۔ اختلافی مسائل میں راجح قول کی تعیین کی گئی ہے۔
۷۔ دفع شذوذ کی حتی الامکان کوشش کی گئی ہے۔
۸۔ فنی مباحث پر جابجا سیر حاصل جامع گفتگو اور کلام کیا گیا ہے۔
۹۔ لازمی اور متعدی افعال کے قواعد بیان کرنے کیساتھ ساتھ ان کی ابواب کی نشاندہی کی گئی ہے۔
۱۰۔ اختلافی آراء اور مذاہب کی تعیین کیساتھ ساتھ جابجا فنی احکام کے اسباب و علل بھی بیان کیے گئے ہیں۔

آخر میں بندہ اپنے تمام محسنین اور معاونین کا تہہ دل سے شکر گذار اور ان کے الطاف و عنایات کا صمیم قلب سے ممنون ہے، بالخصوص برادر محترم مفتی محمد طیب صاحب، عزیزم مولوی محمد حذیفہ اور طالب علم عرفان اللہ کا جنہوں نے تخریج و تصحیح میں معاونت کی، التجا ہے کہ اللہ تعالی ہماری اس حقیر کوشش کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور اس کو باعثِ خیر و برکت بنائے اور اس کو اپنے اصل کی طرح کالشمس بین النجوم کا مصداق بنائے۔

ارشادالرحمن المعتصم

حالا مقیم اٹک شہر / ۱۳ ربیع الاول ۱۴۴۴ھ

تقریظ

یادگار اسلاف استاذالعلماء شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا عبد السلام صاحب زید مجدہم [1]

جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو، اٹک

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

أمابعد: پیش کردہ کتاب یعنی "قانونچہ کامروی" اس کے مؤلف مولانا محمد حسین المعروف کامروی بابا رحمۃ اللہ علیہ کی املائی غیر مطبوعہ قلمی تحریر ہے، جو اَب اختصار اور تسہیل قوانین کیساتھ اردو میں لکھا گیا ہے، باباکامروی کے طلبہ کا دارالعلوم دیوبند میں علم الصرف اور ترکیب میں داخلہ امتحان نہیں ہوتا تھا، جس طرح اَنہی ضلع منڈی بہاء الدین کے طلبہ کا داخلہ امتحان دیوبند میں منطق وفلسفہ میں نہ لیا جاتا تھا، کیونکہ باباکامروی اور اَنہی علمی لیاقت اور استعداد کا دوسرا نام تھا۔

درسِ گاہ بابا اَنھی سے پاکستان کے اکابر علماء شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحبؒ المتوفی ۱۹۸۰ء، جامع المنقول والمعقول شیخ الحدیث حضرت مولانا قاضی شمس الدینؒ المتوفیٰ ۱۴۱۰ھ اور شیخ الحدیث مولانا عبد القدیرؒ المتوفیٰ ۱۹۹۴ھ وغیرہم نے فنون کی کتب پڑھیں۔

باباکامروی سے سینکڑوں طلباء کرام نے قانونچہ کامروی اور بابا انھی حضرت مولانا غلام رسولؒ اور حضرت مولانا ولی اللہؒ سے منطق وفلسفہ پڑھا اور تدریس کے ستارے بنے اور آفتاب ومہتاب بن کر چمکے، فخر المدرسین استاذنا المکرم حضرت مولانا غلام ربانی ہزارویؒ المتوفیٰ ۱۹۸۹ء نے باباکامروی اور بابا انھی سے بہت فیض پایا اور ان سے فنون کی تمام کتابیں راقم الحروف، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صابر رحمۃ اللہ علیہ المتوفیٰ ۱۰ شعبان ۱۴۲۳ھ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد امتیاز خان صاحب دامت فیوضہم نے پڑھیں، استاذنا المکرم کا یہ فیض (قانونچہ کامروی) ان کے تلمیذ فاضل عزیز قابل اور مقبول مدرس مولانا حفیظ الرحمن صاحب مدظلہ نے مرتب کیا۔

مولانا حفیظ الرحمن صاحب نے دارالعلوم معارف القرآن حسن ابدال میں سینکڑوں طلباء کو قانونچہ صرف پڑھایا، پھر اسے مرتب کر کے شائع کیا، آج کل حضرت مولانا حفیظ الرحمن صاحب جامعہ تعلیم الاسلام کامل پور موسیٰ اٹک میں مدرس ہیں، جس کے بانی و مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا رشید احمد صاحب دامت فیوضہم ہیں، اس جامعہ کا سنگ بنیاد شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ صاحب نے رکھا، علاقہ چھچھ کے غیور بزرگ عالم مولانا عبد الحکیم

---

[1] شیخ الحدیثؒ کی وفات ۱۳ اگست ۲۰۱۲م کو ہوئی۔

صاحب جیسے اکابر عالم ربانی، عابد، زاہد جو شیخ الحدیث مولانا سیف الرحمن صاحب مدظلہ کے والد بزگوار ہیں، عرصہ دراز تک اس جامعہ میں تدریس فرماتے رہے ہیں اور جامعہ میں شیخ الحدیث مولانا ظہورالحق صاحب دامت فیوضہم بھی چھ سال تک تدریس فرماتے رہیں، اس جامعہ کی زمین حضرت مہتمم صاحب کے عم محترم حاجی عبدالاحد نے وقف فرمائی رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ!

اب قانونچہ کامروی کی دوبارہ جدید طرز پر اشاعت فخر المدرسین حضرت مولانا حفیظ الرحمن صاحب مدظلہ اپنی نگرانی میں کرارہے ہیں، اللہ کریم سے دعاہے کہ اس تالیف میں اوراس کی اشاعت پر باباکامروی، استاذنا المکرم مولانا غلام ربانی ہزارویؒ، مرتب حضرت مولانا حفیظ الرحمن صاحب اوران کے معاونین مولوی حبیب الرحمن اورانعام اللہ خان کو ثواب دارین عطافرمائے اوراس کتاب کو شرف قبولیت بخشے اوراس کا فیض عام فرمائے۔ آمین!

(شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا) عبدالسلام

خادم جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو

یکم رجب المرجب ۱۴۲۷ھ بمطابق ۱۷ اگست ۲۰۰۶ء

حالاتِ مصنف

نام ونسب: قانونچہ کامروی کے مصنف کااسم گرامی مولانامحمد حسینؒ المتوفیٰ۱۳۷۷ھ اوروہ کامروی باباجی کے لقب سے معروف ومشہور ہوئے،والد محترم کااسم گرامی محمد جلال الدین تھا۔

تحصیل علم اوراساتذہ: آپ نے شہر رائے چراغ(نزدشہر رائے سعد اللہ) تحصیل فتح جنگ ضلع اٹک میں جامع المنقول والمعقول امام الصرف حضرت مولانا قاضی محمد جی سے علمِ صرف ونحو کی تحصیل کی اور علم میراث حضرو کے قریب ایک گاؤں دریامیں ماہر علوم وفنون حضرت مولانامحمد جی سے پڑھا،اس کے بعد دیگر کئی مقامات میں مختلف اکابر سے کسبِ فیض کیا۔

تدریس: مختلف مقامات سے تکمیل علوم کے بعد باباجی جامع مسجد قدیم کامرہ خودرمیں تقریباً۵۳یا۵۴سال تک علوم دینیہ کی تدریس فرمارتے رہے،باباجی بالخصوص صرف ونحومیں اپناعدیل نہیں رکھتے تھے جس کی وجہ سے کئی علماء کرام تکمیل علوم کے بعد پھر علم صرف ونحومیں مہارت حاصل کرنے کے لیے آپ کے پاس تشریف لاتے۔

تلامذہ: کثیر تعداد آپ سے علمی فیض حاصل کرنے کے لیے آیاکرتی تھی حتیٰ کہ فلپائن سے وسطِ ایشیاء تک کے طلبہ کاآنامعلوم ہوسکاہے،آپ کے تلامذہ کی مکمل فہرست ملنامشکل ہے،البتہ چند مشہور شاگردوں کے نام پیش کیے جاتے ہیں:

-حضرت مولاناغلام ربانیؒ صاحب منڈی پھلرواں سرگودھا۔-حضرت مولاناشیر محمد صاحبؒ پنڈسلطانی، ضلع اٹک۔ *-حضرت مولانامفتی زین العابدین صاحبؒ جوتبلیغی جماعت کے معروف ومشہوراکابرین میں سے تھے۔*-حضرت مولانامفتی محمد عثمان قاسمی صاحبؒ، شمس آباد،اٹک۔*-حضرت مولاناقاری اکبرشاہ صاحبؒ،اسلام آباد۔*- شیخ الحدیث حضرت مولاناسراج الدین صاحبؒ، پشاور،باڑہ۔*-حضرت مولاناولی اللہ شاہ صاحبؒ واہ کینٹ۔ *-مشہور مناظر حضرت مولانامحمد زبیر شاہ صاحب فتح جنگ۔*-حضرت مولاناقاضی انوارالحق صاحب ،اٹک۔*- حضرت مولاناقاضی میر عالم بالاکوٹی صاحب، گوجرخان(1)۔

---

(1) آپ کے تلامذہ میں ایک مشہورنام علامہ سید معروف شیر ازیؒ فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور کابھی ہے،احقر کی۲۰۱۷م میں ان کی رہائش گاہ G:15 اسلام آبادمیں ان سے ملاقات ہوئی توعلامہ شیر ازیؒ نے کہاکہ میں نے۱۹۴۵-۴۶م میں باباکامروی سے قانونچہ کامروی پڑھاتھا۔آپ مولاناسید سخی شاہ شیر ازیؒ فاضل دارالعلوم دیوبند کے صاحبزادے اور مولاناسید فیض علی شاہؒ فاضل وسابق استاذ دارالعلوم دیوبند کے بھائی ہیں،مشہور مصنف اورمترجم ہیں،سید قطب مرحوم کی شہرہ آفاق تفسیر"فی ظلال القرآن"کے مترجم ہیں،کچھ عرصہ ماہنامہ"تعلیم القرآن،راجہ بازار،راولپنڈی"کے مدیر بھی رہیں،۱۵اپریل ۲۰۲۲م کواسلام آبادمیں وفات پائی۔

رَبِّ يَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَيْرِ وَبِكَ نَسْتَعِيْنُ يَافَتَّاحُ يَارَبَّ الْعَالَمِيْنَ

بابِ اول

صرف صغیر[۱] ثلاثی مجرد صحیح ازباب فَعَلَ يَفْعِلُ چوں اَلضَّرْبُ (زدن/مارنا)

ضَرَبَ يَضْرِبُ ضَرْبًا فَهُوَ[۲] ضَارِبٌ وَضُرِبَ يُضْرَبُ ضَرْبًا[۳] فَذَاكَ[۴] مَضْرُوْبٌ لَمْ يَضْرِبْ لَمْ يُضْرَبْ[۵] لَايَضْرِبُ لَايُضْرَبُ لَنْ يَّضْرِبَ لَنْ يُّضْرَبَ.

---

[۱] صرف صغیر اس گردان کو کہتے ہیں جس میں ایک صیغہ معلوم کا ہو اور ایک صیغہ مجہول کا ہو۔ صرف صغیر کے بارے میں دو مذہب ہیں: ایک متقدمین کا اور دوسرا متاخرین کا، متقدمین کا مذہب یہ ہے کہ ماضی، مضارع، اسم فاعل، اسم مفعول وغیرہ ان کل بارہ چیزوں میں سے اَفْعَال کے معلوم ومجہول کے ابتدائی ایک ایک صیغہ کو اور اسماء کے ایک ایک صیغہ کو ذکر کر دیا جائے تو اس کے مجموعہ کو "صرف صغیر" کہتے ہیں اور متاخرین کا مذہب یہ ہے کہ ماضی اور مضارع وغیرہ افعال کی تو ہر بحث کے معلوم ومجہول کا ابتدائی ایک ایک صیغہ ذکر کیا جائے اور اسماء میں اسم فاعل اور مفعول کے علاوہ مکمل صیغے ذکر کئے جائیں تو اس مجموعے کو "صرف صغیر" کہتے ہیں، متاخرین کا مذہب راجح اور معمول بہ ہے۔

[۲] اسم فاعل اسمِ ظاہر میں سے ہے اور اسم ظاہر غائب کے حکم میں ہوتا ہے، اس وجہ سے اسم فاعل کے ساتھ ضمیر غائب کو لایا گیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اسمِ فاعل ومفعول اسم کے اقسام میں سے ہیں اور اعراب کے مستحق ہیں؛ اس لئے ان سے پہلے مبتداء لا کر ان کو خبر مرفوع والا اعراب دیا گیا۔

[۳] "ضَرْبًا" مفعول مطلق کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے منصوب ہے اور اس کو دو دفعہ ذکر کرنے سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مصدر بھی معلوم ومجہول ہوتا ہے چنانچہ پہلے مصدر کا معنی ہے "مارنا" اور دوسرے کا معنی ہے "مارا جانا"۔

[۴] اسمِ فاعل اور مفعول میں فرق کرنے کے واسطے اسم مفعول کے ساتھ "ذَاكَ" ذکر کیا گیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ مفعول کی طرف اسنادِ بعید ہوتی ہے اور "ذَاكَ" اسم اشارہ بھی بعید کے لئے آتا ہے اس وجہ سے اسم مفعول کیساتھ "ذَاكَ" ذکر کیا گیا، "فَهُوَ" اور "فَذَاكَ" میں فاء فصیحیہ ہے جو کہ شرطِ محذوف کی جزاء پر داخل ہوتی ہے اور اس کی شرط عام طور پر "إِذَا كَانَ الْأَمْرُ كَذَالِكَ" ہوتی ہے۔

[۵] اصل گردان فعل کی ہوتی ہے، اس لئے فعل کا صرف صغیر میں ایک ایک صیغہ ذکر کیا گیا اور اسم کی گردان بالتبع ہوتی ہے، اس لئے اس کے تمام صیغے صرفِ صغیر ہی میں ذکر کر دیے گئے۔ اصل کا لحاظ کرتے ہوئے اس کو صرفِ صغیر کے ساتھ موسوم کیا گیا ہے اور اسمِ فاعل اور مفعول چونکہ فعل کی طرح ہیں، لہذا فعل کی طرح اس کا بھی ایک ایک صیغہ ذکر کیا گیا اور اسمِ تفضیل بھی مثل فعل کے ہے لیکن مشابہت کمزور ہے اس وجہ سے اس کے تمام صیغے ذکر کر دیے گئے اور ماضی بنسبت مضارع کے اصل ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ مضارع کی بناء ماضی سے ہوتی ہے اور اصل تقدیم میں اولی ہوتا ہے، اس لئے ماضی کو مضارع پر مقدم کیا گیا۔ معلوم کو مجہول پر مقدم کرنے کی بھی یہی وجہ ہے کہ معلوم اصل اور مجہول فرع ہوتی ہے۔

الْأَمْرُمِنْهُ: اضْرِبْ[1] لِتُضْرَبْ لِيَضْرِبْ لِيُضْرَبْ[2].

وَالنَّهْيُ عَنْهُ[3]:لَاتَضْرِبْ لَاتُضْرَبْ لَايَضْرِبْ لَايُضْرَبْ.

وَالظَّرْفُ مِنْهُ: مَضْرِبٌ مَضْرِبَانِ مَضَارِبُ مُضَيْرِبٌ.

وَالْآلَةُمِنْهُ:مِضْرَبٌ مِضْرَبَانِ مَضَارِبُ مُضَيْرِبٌ[4]. مِضْرَبَةٌ مِضْرَبَتَانِ مَضَارِبُ[5] مُضَيْرِبَةٌ[6]. مِضْرَابٌ مِضْرَابَانِ مَضَارِيْبُ مُضَيْرِيْبٌ[7].

وَأَفْضَلُ التَّفْضِيْلِ الْمُذَكَّرِمِنْهُ:أَضْرَبُ أَضْرَبَانِ أَضْرَبُوْنَ أَضَارِبُ أُضَيْرِبٌ.

وَالمؤَنَّثِ مِنْهُ:ضُرْبٰى ضُرْبَيَانِ ضُرْبَيَاتٌ ضُرَبٌ ضُرَيْبٰى.

وَفِعْلُ التَّعَجُّبِ مِنْهُ: [8]مَا أَضْرَبَهُ وَأَضْرِبْ بِهٖ. وَقِيْلَ[9]: ضَرُبَ.

---

(۱) صحیح بات یہ ہے کہ "اِضْرِبْ" میں ہمزہ وصلیہ درج کلام میں گر جاتا ہے، بعض حضرات کہتے ہیں کہ "اِضْرِبْ" میں ہمزہ وصلیہ نہیں گرایا جائے گا، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس جگہ "اِضْرِبْ" سے مطلوب ترجمہ نہیں، بلکہ لفظ "اِضْرِبْ" اور ذات مراد ہے تو گویا یہ ذات کے لئے علَم ہے اور اعلام کا ہمزہ قطعی ہوتا ہے، تاہم یہ بات محل نظر ہے۔

(۲) امر و نہی کے گردانوں میں مخاطب کے صیغوں کو غائب کے صیغوں سے اس لئے مقدم ذکر کیا گیا کہ امر سے مقصود مخاطب کو حکم دینا اور نہی سے مقصود مخاطب کو روکنا ہوتا ہے، لہذا پہلے مخاطب کے صیغوں کو ذکر کیا گیا اور بعد میں بالتبع غائب کے صیغوں کو ذکر کیا گیا۔

(۳) اسم فاعل سے پہلے "فَهُوَ"، اسم مفعول سے پہلے "فَذَاكَ"، امر میں "مِنْهُ" اور "وَالنَّهْيُ عَنْهُ" اس لئے ذکر کیا گیا ہے؛ تاکہ ربطِ معنوی قائم رہے۔

(۴) یہ چار صیغے اسم آلہ صغریٰ کے ہیں۔

(۵) یہ وزن اسم ظرف اور اسم آلہ دونوں میں مشترک ہے۔

(۶) یہ چار صیغے اسم آلہ وسطیٰ کے ہیں۔

(۷) یہ چار صیغے اسم آلہ کبریٰ کے ہیں۔

(۸) فعل تعجب میں پہلا صیغہ ماضی کا جبکہ دوسرا امر کا ہے ایک صیغہ خبر کا اور دوسرا انشاء کا ہے مگر معنی میں دونوں خبر ہیں۔

(۹) یہ امام سیبویہ ؒ کا قول ہے۔

صرفِ کبیر [۱]

فعل ماضی معلوم

ضَرَبَ	مارااس ایک مردنے		صیغہ واحد مذکر غائب
ضَرَبَا	مارااُن دومردوں نے	زمانہ	صیغہ تثنیہ مذکر غائبَین
ضَرَبُوْا	مارااان سب مردوں نے		صیغہ جمع مذکر غائبِین
ضَرَبَتْ	مارااس ایک عورت نے	گذشتہ	صیغہ واحدہ مؤنث غائبہ
ضَرَبَتَا	مارااان دوعورتوں نے		صیغہ تثنیہ مؤنث غائبَتَین
ضَرَبْنَ	مارااان سب عورتوں نے	میں	صیغہ جمع مؤنث غائبات
ضَرَبْتَ	مارااُتُوایک مردنے		صیغہ واحدمذکر مخاطب
ضَرَبْتُمَا	مارااتم دومردوں نے		صیغہ تثنیہ مذکر مخاطَبَین
ضَرَبْتُمْ	مارااتُم سب مردوں نے	زمانہ	صیغہ جمع مذکر مخاطِبین
ضَرَبْتِ	مارااتُو ایک عورت نے		صیغہ واحد مؤنث مخاطبہ
ضَرَبْتُمَا	مارااتُم دوعورتوں نے	گذشتہ	صیغہ تثنیہ مؤنث مخاطَبَتَین
ضَرَبْتُنَّ	مارااتُم سب عورتوں نے		صیغہ جمع مؤنث مخاطبات
ضَرَبْتُ	ماراامیں ایک مردیاایک عورت نے	میں	صیغہ واحد متکلم
ضَرَبْنَا	مارااہم دومردوں یادوعورتوں نے یا سب مردوں یاسب عورتوں نے		صیغہ متکلم مع الغیر [۲]

(۱) صرف کبیر کا معنٰی یہ ہے کہ مصدر سے مشتق ہونے والے کلمے کو غائب، مخاطب اور متکلم کی طرف تذکیر وتانیث کے اعتبار سے جدا جداذکر کردیاجائے۔ فنِّ صرف میں صرف کبیر کی ترتیب افراد وترکیب کے اعتبار سے ہوتی ہے کیونکہ غائب کے صیغے بمنزلہ مفرد کے ہوتے ہیں کیونکہ ان میں حروف کی وہ زیادتی نہیں ہوتی جو مخاطب اور متکلم کے صیغوں میں ہوتی ہے اور نحاۃ معنی کا اعتبار کرتے ہوئے پہلے متکلم پھر مخاطب اور پھر غائب کے صیغوں کو بیان کرتے ہیں چونکہ متکلم کے صیغے اعرف المعارف ہوتے ہیں اور اس کے بعد معرفت کے اعتبار سے مخاطب اور پھر غائب کے صیغوں کو ذکر کیا جاتا ہے۔

(۲) اس کو جمع متکلم بھی کہتے ہیں، تاہم متکلم مع الغیر کی تعبیر زیادہ مناسب ہے، کیونکہ یہ تثنیہ کو بھی شامل ہے، اس لیے اس کو اختیار کیا گیاہے۔

صرفِ کبیر فعل ماضی مجہول

ضُرِبَ	مارا گیا وہ ایک مرد		صیغہ [1] واحد مذکر غائب
ضُرِبَا	مارے گئے وہ دو مرد	زمانہ	صیغہ تثنیہ مذکر غائبَین
ضُرِبُوْا	مارے گئے وہ سب مرد		صیغہ جمع مذکر غائبِین
ضُرِبَتْ	ماری گئی وہ ایک عورت	گذشتہ	صیغہ واحدہ مؤنث غائبہ
ضُرِبَتَا	ماری گئیں وہ دو عورتیں		صیغہ تثنیہ مؤنث غائبَتَین
ضُرِبْنَ	ماری گئیں وہ سب عورتیں	میں	صیغہ جمع مؤنث غائبات
ضُرِبْتَ	مارا گیا تُو ایک مرد		صیغہ واحد مذکر مخاطب
ضُرِبْتُمَا	مارے گئے تم دو مرد		صیغہ تثنیہ مذکر مخاطَبَین
ضُرِبْتُمْ	مارے گئے تُم سب مرد	زمانہ	صیغہ جمع مذکر مخاطِبین
ضُرِبْتِ	ماری گئی تُو ایک عورت		صیغہ واحد مؤنث مخاطبہ
ضُرِبْتُمَا	ماری گئیں تُم دو عورتیں	گذشتہ	صیغہ تثنیہ مؤنث مخاطَبَتَین
ضُرِبْتُنَّ	ماری گئیں تُم سب عورتیں		صیغہ جمع مؤنث مخاطبات
ضُرِبْتُ	مارا گیا میں ایک مرد یا ایک عورت	میں	صیغہ واحد متکلم
ضُرِبْنَا	مارے گئے ہم دو مرد یا دو عورتیں، یا سب مرد یا سب عورتیں		صیغہ متکلم مع الغیر

---

(۱) لفظ "صیغہ" اصل میں "صِوْغٌ" تھا، واؤ ما قبل مکسور مِیْعَادٌ والے قانون کیساتھ "صیغ" ہو گیا، علامہ ابن منظور افریقی، علامہ جوہری اور ابن اثیر لکھتے ہیں: "وأَصلها الْوَاوُ فَانْقَلَبَتْ يَاءً لِكَسْرَةِ مَا قَبْلَهَا. وَيُقَالُ: صِيغَةُ الأَمرِ كَذَا وَكَذَا أَي هَيْئَتُهُ الَّتِي بُنِيَ عَلَيْهَا." (لسان العرب:۸/۴۴۳، الصحاح:۴/۱۲۲۴، النہایۃ:۳/۶۷).

صیغہ کا لغوی معنی "سونا کو کسی سانچے میں ڈھانا" ہے، صاحب غیاث اللغات اور صاحب تبیان نے بھی اسی معنی کو بیان کیا ہے اور اصطلاح صرف میں صیغہ نام ہے حروف کو حرکات وسکنات کیساتھ اس طرح جوڑنا جس سے کسی کلمہ کی ہیئت معلوم ہو۔ شیخ ابن اثیر صاحب النہایۃ فرماتے ہیں کہ قائل یا فاعل نے جس ہیئت وصورت کو وجود بخشا ہو وہ صیغہ ہے اور کشاف اصطلاحات الفنون میں ہے کہ اہل عربیت کے نزدیک حروف وحرکات اور سکنات کو باہم جوڑنے پر حاصل شدہ ہیئت وشکل کو نام صیغہ ہے۔ صاحب غیاث اللغات اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حروف، حرکات وسکنات کی تقدیم وتاخیر سے کلمہ کی ہیئت وتصویر کا نام صیغہ ہے: "الصَّيْغَةُ (بالكسر عند أهل العربية: هَيَ الْهَيْئَةُ الْحَاصِلَةُ مِنْ تَرْكِيْبِ الْحُرُوفِ)"۔ (کشاف اصطلاحات الفنون: ۱/۸۳۵، النہایۃ:۳/۶۷، تبیان:۱۲، غیاث اللغات:۳۱۳، حاشیہ زنجانی:۲۶، مشکلات الصرف:۴۲)

صرفِ کبیر

فعل مضارع معلوم

يَضْرِبُ	مارتا ہے یامارے گا وہ ایک مرد		صیغہ واحد مذکر غائب
يَضْرِبَانِ	مارتے ہیں یاماریں گے وہ دو مرد	زمانہ	صیغہ تثنیہ مذکر غائبَین
يَضْرِبُوْنَ	مارتے ہیں یاماریں گے وہ سب مرد		صیغہ جمع مذکر غائبِین
تَضْرِبُ	مارتی ہے یامارے گی وہ ایک عورت		صیغہ واحدہ مؤنث غائبہ
تَضْرِبَانِ	مارتی ہیں یاماریں گی وہ دو عورتیں	حال	صیغہ تثنیہ مؤنث غائبَتَین
يَضْرِبْنَ	مارتی ہیں یاماریں گی وہ سب عورتیں		صیغہ جمع مؤنث غائبات
تَضْرِبُ	مارتا ہے یامارے گا تو ایک مرد		صیغہ واحد مذکر مخاطب
تَضْرِبَانِ	مارتے ہیں یامارو گے تم دو مرد	یا	صیغہ تثنیہ مذکر مخاطَبین
تَضْرِبُوْنَ	مارتے ہیں یامارو گے تم سب مرد		صیغہ جمع مذکر مخاطِبین
تَضْرِبِيْنَ	مارتی ہے یامارے گی تو ایک عورت		صیغہ واحد مؤنث مخاطبہ
تَضْرِبَانِ	مارتی ہو یامارو گی تم دو عورتیں	استقبال	صیغہ تثنیہ مؤنث مخاطَبَتَین
تَضْرِبْنَ	مارتی ہو یامارو گی تم سب عورتیں		صیغہ جمع مؤنث مخاطبات
أَضْرِبُ	مارتا ہوں یاماروں گا میں ایک		صیغہ واحد متکلم
نَضْرِبُ	مرد یا ایک عورت مارتے ہیں یاماریں گے ہم دو مرد یا دو عورتیں یا سب مرد یا سب عورتیں	میں	صیغہ متکلم مع الغیر

صرفِ کبیر
فعل مضارع مجہول

يُضْرَبُ	مارا جاتا ہے یا مارا جائے گا وہ ایک مرد		صیغہ واحد مذکر غائب
يُضْرَبَانِ	مارتے جاتے ہیں یا مارے جائیں گے وہ دو مرد	زمانہ	صیغہ تثنیہ مذکر غائبَین
يُضْرَبُوْنَ	مارتے ہیں یا مارے جائیں گے وہ سب مرد		صیغہ جمع مذکر غائبِین
تُضْرَبُ	ماری جاتی ہے یا ماری جائے گی وہ ایک عورت		صیغہ واحدہ مؤنث غائبہ
تُضْرَبَانِ	ماری جاتی ہیں یا ماری جائیں گی وہ دو عورتیں	حال	صیغہ تثنیہ مؤنث غائبتَین
يُضْرَبْنَ	ماری جاتی ہیں یا ماری جائیں گی وہ سب عورتیں		صیغہ جمع مؤنث غائبات
تُضْرَبُ	مارا جاتا ہے یا مارا جائے گا تو ایک مرد		صیغہ واحد مذکر مخاطب
تُضْرَبَانِ	مارے جاتے ہیں یا مارے جائیں گے تم دو مرد	یا	صیغہ تثنیہ مذکر مخاطبَین
تُضْرَبُوْنَ	مارے جاتے ہو یا مارے جاؤ گے تم سب مرد		صیغہ جمع مذکر مخاطِبین
تُضْرَبِيْنَ	ماری جاتی ہے یا ماری جائی گی تو ایک عورت		صیغہ واحد مؤنث مخاطبہ
تُضْرَبَانِ	ماری جاتی ہو یا ماری جاؤ گی تم دو عورتیں	استقبال	صیغہ تثنیہ مؤنث مخاطبتَین
تُضْرَبْنَ	ماری جاتی ہو یا ماری جاؤ گی تم سب عورتیں		صیغہ جمع مؤنث مخاطبات
أُضْرَبُ	مارا جاتا ہوں یا مارا جاؤں گا میں ایک مرد یا ایک عورت		صیغہ واحد متکلم
نُضْرَبُ	یا مارے جاتے ہیں یا مارے جائیں گے ہم دو مرد یا دو عورتیں، یا سب مرد یا سب عورتیں	میں	صیغہ متکلم مع الغیر

صرفِ کبیر اسمِ فاعل

ضَارِبٌ	مارنے والا ایک مرد	صیغہ واحد مذکر اسم فاعل
ضَارِبَانِ	مارنے والے دو مرد	صیغہ تثنیہ مذکر اسم فاعل
ضَارِبُوْنَ	مارنے والے سب مرد	صیغہ جمع مذکر سالم اسم فاعل
ضَرَبَةٌ[۱]	زیادہ مارنے والے سب مرد	صیغہ جمع مذکر مکسر اسم فاعل
ضُرَّابٌ	زیادہ مارنے والے سب مرد	صیغہ جمع مذکر مکسر اسم فاعل
ضُرَّبٌ	زیادہ مارنے والے سب مرد	صیغہ جمع مذکر مکسر اسم فاعل
ضُرْبٌ	زیادہ مارنے والے سب مرد	صیغہ جمع مذکر مکسر اسم فاعل
ضُرَبَاءُ	زیادہ مارنے والے سب مرد	صیغہ جمع مذکر مکسر اسم فاعل
ضُرْبَانٌ	زیادہ مارنے والے سب مرد	صیغہ جمع مذکر مکسر اسم فاعل
ضِرَابٌ	زیادہ مارنے والے سب مرد	صیغہ جمع مذکر مکسر اسم فاعل
ضُرُوْبٌ	زیادہ مارنے والے سب مرد	صیغہ جمع مذکر مکسر اسم فاعل
ضَارِبَةٌ	مارنے والی ایک عورت	صیغہ واحدہ مؤنث اسم فاعل
ضَارِبَتَانِ	مارنے والی دو عورتیں	صیغہ تثنیہ مؤنث اسم فاعل
ضَارِبَاتٌ	مارنے والی سب عورتیں	صیغہ جمع مؤنث سالم اسم فاعل
ضَوَارِبُ	زیادہ مارنے والی سب عورتیں	صیغہ جمع مؤنث مکسر اسم فاعل
ضُرَّبٌ	زیادہ مارنے والی سب عورتیں	صیغہ جمع مؤنث مکسر اسم فاعل
ضُوَيْرِبٌ[۲]	تھوڑا مارنے والا ایک مرد[۳]	صیغہ واحد مذکر مصغر اسم فاعل
وَّضُوَيْرِبَةٌ	اور تھوڑا مارنے والی ایک عورت	صیغہ واحدہ مؤنث مصغرہ اسم فاعل

(۱) اسم فاعل میں جو اوزان جمع مکسر کے بیان کئے گئے ہیں یہ اوزان اسم فاعل کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ صفت مشبہ، مصدر، اسم جامد، اسم مبالغہ، مفرد اور جمع کے صیغے بھی آسکتے ہیں۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر اسم فاعل، صفت مشبہ اور اسم مبالغہ کی جمع مکسر ان میں سے ہر وزن پر آسکتی ہے، مثلاً: ''شَاعِرٌ'' کی جمع مکسر ''شُعَرَاءُ'' مسموع ہے، اس کے علاوہ دیگر اوزان ''شَعَرَةٌ، شُعُوْرٌ، شُعْرَانٌ، شِعَارٌ'' وغیرہ پر اس کی جمع مکسر غیر مسموع ہے۔

(۲) عام کتب صرف میں اسم فاعل کے آخر میں صرف مفرد کی تصغیر ''ضُوَيْرِبٌ وَّ ضُوَيْرِبَةٌ'' ذکر کی جاتی ہے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ تصغیر صرف مفرد ہی کی بنتی ہے، تثنیہ اور جمع کی نہیں، حالانکہ تصغیر جس طرح مفرد کی بنتی ہے تو اسی طرح تثنیہ اور جمع کی تصغیر بھی بنتی ہے۔

(۳) تصغیر کا قاعدہ یہ ہے کہ تصغیر وصف میں نہیں، بلکہ ذات میں ہوتی ہے، اب ''ضُوَيْرِبٌ وَّضُوَيْرِبَةٌ'' کا ترجمہ ''تھوڑا مانے والا =

صرفِ کبیر

اسمِ مفعول

مَضْرُوْبٌ	ماراہواایک مرد	صیغہ واحد مذکر اسم مفعول
مَضْرُوْبَانِ	مارے ہوئے دومرد	صیغہ تثنیہ مذکر اسم مفعول
مَضْرُوْبُوْنَ	مارے ہوئے سب مرد	صیغہ جمع مذکر سالم اسم مفعول
مَضْرُوْبَةٌ	ماری ہوئی ایک عورت	صیغہ واحدہ مؤنث اسم مفعول
مَضْرُوْبَتَانِ	ماری ہوئی دوعورتیں	صیغہ تثنیہ مؤنث اسم مفعول
مَضْرُوْبَاتٌ	ماری ہوئی سب عورتیں	صیغہ جمع مؤنث سالم اسم مفعول
مَضَارِیْبُ	مارے ہوئے سب مردیاسب عورتیں	صیغہ جمع مکسر مشترک اسم مفعول
مُضَيْرِيْبٌ [1]	تھوڑاماراہواایک مرد [2]	صیغہ واحد مذکر مصغر اسم مفعول
وَّمُضَيْرِيْبَةٌ	اور تھوڑی ماری ہوئی ایک عورت	صیغہ واحدہ مؤنث مصغرہ اسم مفعول

= ایک مرد، تھوڑامارنے والی ایک عورت" درست نہیں، کیونکہ اس میں تصغیر ذات (بندے) کی نہیں، بلکہ وصف "مار" کی ہے۔اس کا صحیح ترجمہ یہ ہے:"مارنے والاایک چھوٹاآدمی،مارنے والی ایک چھوٹی عورت"۔کیونکہ یہ تصغیرمار(وصف)میں نہیں، بلکہ مارنے والے شخص(ذات)میں ہے۔

(۱) عام کتب صرف میں اسم مفعول کے آخرمیں صرف مفرد کی تصغیر"مُضَيْرِيْبٌ وَّ مُضَيْرِيْبَةٌ" ذکر کی جاتی ہے،اس کامطلب یہ نہیں کہ تصغیرصرف مفردہی کی بنتی ہے، تثنیہ اورجمع کی نہیں،حالانکہ تصغیرجس طرح مفرد کی بنتی ہے تواسی طرح تثنیہ اورجمع کی تصغیر بھی بنتی ہے۔نیزیہ بات بھی ذہن نشیں رکھیں کہ تصغیرجس طرح ثلاثی مجرد کے ابواب میں اسم فاعل،اسم مفعول،اسم ظرف،اسم آلہ،اسم تفضیل اورصفتِ مشبہ کے صیغوں کی بنتی ہے تواسی طرح ثلاثی مزیدفیہ،رباعی مجرد اوررباعی مزیدفیہ وغیرہ سے اسم فاعل،اسم مفعول اوراسم ظرف کے صیغوں کی بھی تصغیر بنتی ہے۔

(۲) تصغیرکاقاعدہ یہ ہے کہ تصغیروصف میں نہیں،بلکہ ذات میں ہوتی ہے،اب"مُضَيْرِيْبٌ وَّ مُضَيْرِيْبَةٌ"کاترجمہ"تھوڑاماراہواایک مرد، تھوڑی ماری ہوئی ایک عورت" درست نہیں،کیونکہ اس میں تصغیرذات (بندے) کی نہیں،بلکہ وصف "مار" کی ہے۔اس کا صحیح ترجمہ یہ ہے:"ماراہواایک چھوٹاسامرد،ماری ہوئی ایک چھوٹی سی عورت"۔کیونکہ یہ تصغیرمار(وصف)میں نہیں،بلکہ مارنے والے شخص(ذات)میں ہے۔

صرفِ کبیر

فعل جحد معلوم

لَمْ يَضْرِبْ	نہیں مارا اس ایک مرد نے		صیغہ واحد مذکر غائب
لَمْ يَضْرِبَا	نہیں مارا ان دو مردوں نے		صیغہ تثنیہ مذکر غائبَین
لَمْ يَضْرِبُوْا	نہیں مارا ان سب مردوں نے	زمانہ	صیغہ جمع مذکر غائبِین
لَمْ تَضْرِبْ	نہیں مارا اس ایک عورت نے		صیغہ واحدہ مؤنث غائبہ
لَمْ تَضْرِبَا	نہیں مارا ان دو عورتوں نے	گذشتہ	صیغہ تثنیہ مؤنث غائبَتَین
لَمْ يَضْرِبْنَ	نہیں مارا ان سب عورتوں نے		صیغہ جمع مؤنث غائبات
لَمْ تَضْرِبْ	نہیں مارا تو ایک مرد نے	میں	صیغہ واحد مذکر مخاطب
لَمْ تَضْرِبَا	نہیں مارا تم دو مردوں نے		صیغہ تثنیہ مذکر مخاطَبین
لَمْ تَضْرِبُوْا	نہیں مارا تم سب مردوں نے		صیغہ جمع مذکر مخاطِبین
لَمْ تَضْرِبِيْ	نہیں مارا تو ایک عورت نے	زمانہ	صیغہ واحد مؤنث مخاطبہ
لَمْ تَضْرِبَا	نہیں مارا تم دو عورتوں نے		صیغہ تثنیہ مؤنث مخاطَبَتَین
لَمْ تَضْرِبْنَ	نہیں مارا تم سب عورتوں نے	گذشتہ	صیغہ جمع مؤنث مخاطبات
لَمْ أَضْرِبْ	نہیں مارا میں ایک مرد یا ایک عورت نے		صیغہ واحد متکلم
لَمْ نَضْرِبْ	نہیں مارا ہم دو مردوں یا دو عورتوں نے، یا سب مردوں یا سب عورتوں نے	میں	صیغہ متکلم مع الغیر

صرفِ کبیر

فعل جحد مجہول

لَمْ یُضْرَبْ	نہیں مارا گیا وہ ایک مرد		صیغہ واحد مذکر غائب
لَمْ یُضْرَبَا	نہیں مارے گئے وہ دو مرد	زمانہ	صیغہ تثنیہ مذکر غائبَین
لَمْ یُضْرِبُوْا	نہیں مارے گئے وہ سب مرد		صیغہ جمع مذکر غائبِین
لَمْ تُضْرَبْ	نہیں ماری گئی وہ ایک عورت	گذشتہ	صیغہ واحدہ مؤنث غائبہ
لَمْ تُضْرَبَا	نہیں ماری گئی وہ دو عورتیں		صیغہ تثنیہ مؤنث غائبَتَین
لَمْ یُضْرَبْنَ	نہیں ماری گئی وہ سب عورتیں	میں	صیغہ جمع مؤنث غائبات
لَمْ تُضْرَبْ	نہیں مارا گیا تو ایک مرد		صیغہ واحد مذکر مخاطب
لَمْ تُضْرَبَا	نہیں مارے گئے تم دو مرد		صیغہ تثنیہ مذکر مخاطَبین
لَمْ تُضْرَبُوْا	نہیں مارے گئے تم سب مرد	زمانہ	صیغہ جمع مذکر مخاطِبین
لَمْ تُضْرَبِيْ	نہیں ماری گئی تو ایک عورت		صیغہ واحد مؤنث مخاطبہ
لَمْ تُضْرَبَا	نہیں ماری گئی تم دو عورتیں	گذشتہ	صیغہ تثنیہ مؤنث مخاطَبَتَین
لَمْ تُضْرَبْنَ	نہیں ماری گئیں تم سب عورتیں		صیغہ جمع مؤنث مخاطبات
لَمْ أُضْرَبْ	نہیں مارا گیا میں ایک مرد یا ایک عورت	میں	صیغہ واحد متکلم
لَمْ نُضْرَبْ	نہیں مارے گئے ہم دو مرد یا دو عورتیں، یا سب مرد یا سب عورتیں		صیغہ متکلم مع الغیر

صرفِ کبیر
فعل نفی معلوم

لَایَضْرِبُ	نہیں مارتا ہے یا نہیں مارے گا وہ ایک مرد		صیغہ واحد مذکر غائب
لَایَضْرِبَانِ	نہیں مارتے ہیں یا نہیں ماریں گے وہ دو مرد	زمانہ	صیغہ تثنیہ مذکر غائبَین
لَایَضْرِبُوْنَ	نہیں مارتے ہیں یا نہیں ماریں گے وہ سب مرد		صیغہ جمع مذکر غائبِین
لَاتَضْرِبُ	نہیں مارتی ہے یا نہیں مارے گی وہ ایک عورت		صیغہ واحدہ مؤنث غائبہ
لَاتَضْرِبَانِ	نہیں مارتی ہیں یا نہیں ماریں گی وہ دو عورتیں	حال	صیغہ تثنیہ مؤنث غائبَتَین
لَایَضْرِبْنَ	نہیں مارتی ہیں یا نہیں ماریں گی وہ سب عورتیں		صیغہ جمع مؤنث غائبات
لَاتَضْرِبُ	نہیں مارتا ہے یا نہیں مارے گا تو ایک مرد		صیغہ واحد مذکر مخاطب
لَاتَضْرِبَانِ	نہیں مارتے ہیں یا نہیں مارو گے تم دو مرد	یا	صیغہ تثنیہ مذکر مخاطَبین
لَاتَضْرِبُوْنَ	نہیں مارتے ہیں یا نہیں مارو گے تم سب مرد		صیغہ جمع مذکر مخاطِبین
لَاتَضْرِبِیْنَ	نہیں مارتی ہے یا نہیں مارے گی تو ایک عورت		صیغہ واحد مؤنث مخاطبہ
لَاتَضْرِبَانِ	نہیں مارتی ہو یا نہیں مارو گی تم دو عورتیں	استقبال	صیغہ تثنیہ مؤنث مخاطَبَتَین
لَاتَضْرِبْنَ	نہیں مارتی ہو یا نہیں مارو گی تم سب عورتیں		صیغہ جمع مؤنث مخاطبات
لَاأَضْرِبُ	نہیں مارتا ہوں یا نہیں ماروں گا میں ایک مرد یا ایک عورت	میں	صیغہ واحد متکلم
لَانَضْرِبُ	نہیں مارتے ہیں یا نہیں ماریں گے ہم دو مرد یا دو عورتیں یا سب مرد یا سب عورتیں		صیغہ متکلم مع الغیر

صرفِ کبیر
فعل نفی مجہول

لَا یُضْرَبُ	نہیں مارا جاتا ہے یا نہیں مارا جائے گا وہ ایک مرد		صیغہ واحد مذکر غائب
لَا یُضْرَبَانِ	نہیں مارے جاتے ہیں یا نہیں مارے جائیں گے وہ دو مرد	زمانہ	صیغہ تثنیہ مذکر غائبَین
لَا یُضْرَبُوْنَ	نہیں مارے جاتے ہیں یا نہیں مارے جائیں گے وہ سب مرد		صیغہ جمع مذکر غائبِین
لَا تُضْرَبُ	نہیں ماری جاتی ہے یا نہیں ماری جائے گی وہ ایک عورت		صیغہ واحدہ مؤنث غائبہ
لَا تُضْرَبَانِ	نہیں ماری جاتی ہیں یا نہیں ماری جائیں گی وہ دو عورتیں	حال	صیغہ تثنیہ مؤنث غائبَتَین
لَا یُضْرَبْنَ	نہیں ماری جاتی ہیں یا نہیں ماری جائیں گی وہ سب مرد		صیغہ جمع مؤنث غائبَات
لَا تُضْرَبُ	نہیں مارا جاتا ہے یا نہیں مارا جائے گا تو ایک مرد		صیغہ واحد مذکر مخاطب
لَا تُضْرَبَانِ	نہیں مارے جاتے ہیں یا نہیں مارے جاؤ گے تم دو مرد	یا	صیغہ تثنیہ مذکر مخاطَبین
لَا تُضْرَبُوْنَ	نہیں مارے جاتے ہو یا نہیں مارے جاؤ گے تم سب مرد		صیغہ جمع مذکر مخاطِبین
لَا تُضْرَبِیْنَ	نہیں ماری جاتی ہے یا نہیں ماری جائی گی تو ایک عورت		صیغہ واحد مؤنث مخاطبہ
لَا تُضْرَبَانِ	نہیں ماری جاتی ہو یا نہیں ماری جاؤ گی تم دو عورتیں	استقبال	صیغہ تثنیہ مؤنث مخاطَبتَین
لَا تُضْرَبْنَ	نہیں ماری جاتی ہو یا نہیں ماری جاؤ گی تم سب عورتیں		صیغہ جمع مؤنث مخاطبات
لَا أُضْرَبُ	نہیں مارا جاتا ہوں یا نہیں مارا جاؤں گا میں ایک مرد یا ایک عورت	میں	صیغہ واحد متکلم
لَا نُضْرَبُ	نہیں مارے جاتے ہیں یا نہیں مارے جائیں گے ہم دو مرد یا دو عورتیں یا سب مرد یا سب عورتیں		صیغہ متکلم مع الغیر

صرفِ کبیر

فعل نفی معلوم مؤکد بہ لَنْ ناصبہ

لَنْ یَضْرِبَ	ہرگز نہیں مارے گا وہ ایک مرد		صیغہ واحد مذکر غائب
لَنْ یَضْرِبَا	ہرگز نہیں ماریں گے وہ دو مرد		صیغہ تثنیہ مذکر غائبَین
لَنْ یَضْرِبُوْا	ہرگز نہیں ماریں گے وہ سب مرد	زمانہ	صیغہ جمع مذکر غائبِین
لَنْ تَضْرِبَ	ہرگز نہیں مارے گی وہ ایک عورت		صیغہ واحدہ مؤنث غائبہ
لَنْ تَضْرِبَا	ہرگز نہیں ماریں وہ دو عورتیں		صیغہ تثنیہ مؤنث غائبَتَین
لَنْ یَضْرِبْنَ	ہرگز نہیں ماریں گی وہ سب عورتیں		صیغہ جمع مؤنث غائبات
لَنْ تَضْرِبَ	ہرگز نہیں مارے گا تو ایک مرد		صیغہ واحد مذکر مخاطب
لَنْ تَضْرِبَا	ہرگز نہیں مارو گے تم دو مرد	استقبال	صیغہ تثنیہ مذکر مخاطَبَین
لَنْ تَضْرِبُوْا	ہرگز نہیں مارو گے تم سب مرد		صیغہ جمع مذکر مخاطِبِین
لَنْ تَضْرِبِيْ	ہرگز نہیں مارو گی تو ایک عورت		صیغہ واحد مؤنث مخاطبہ
لَنْ تَضْرِبَا	ہرگز نہیں مارو گی تم دو عورتیں		صیغہ تثنیہ مؤنث مخاطَبَتَین
لَنْ تَضْرِبْنَ	ہرگز نہیں مارو گی تم سب عورتیں		صیغہ جمع مؤنث مخاطبات
لَنْ أَضْرِبَ	ہرگز نہیں ماروں گا میں ایک مرد یا ایک عورت	میں	صیغہ واحد متکلم
لَنْ نَضْرِبَ	ہرگز نہیں ماریں گی ہم دو مرد یا دو عورتیں ، یا سب مردوں یا سب عورتیں		صیغہ متکلم مع الغیر

صرفِ کبیر

فعل نفی مجہول مؤکد بہ لَنْ ناصبہ

لَنْ يُضْرَبَ	ہر گز نہیں مارا جائے گا وہ ایک مرد		صیغہ واحد مذکر غائب
لَنْ يُضْرَبَا	ہر گز نہیں مارے جائیں گے وہ دو مرد		صیغہ تثنیہ مذکر غائبَین
لَنْ يُضْرِبُوْا	ہر گز نہیں مارے جائیں گے وہ سب مرد		صیغہ جمع مذکر غائبِین
لَنْ تُضْرَبَ	ہر گز نہیں ماری جائے گی وہ ایک عورت	زمانہ	صیغہ واحدہ مؤنث غائبہ
لَنْ تُضْرَبَا	ہر گز نہیں ماری جائیں گی وہ دو عورتیں		صیغہ تثنیہ مؤنث غائبَتَین
لَنْ يُضْرَبْنَ	ہر گز نہیں ماری جائیں گی وہ سب عورتیں		صیغہ جمع مؤنث غائبات
لَنْ تُضْرَبَ	ہر گز نہیں مارا جائے گا تو ایک مرد		صیغہ واحد مذکر مخاطب
لَنْ تُضْرَبَا	ہر گز نہیں مارے جاؤ گے تم دو مرد		صیغہ تثنیہ مذکر مخاطَبَین
لَنْ تُضْرَبُوْا	ہر گز نہیں مارے جاؤ گے تم سب مرد	استقبال	صیغہ جمع مذکر مخاطِبِین
لَنْ تُضْرَبِيْ	ہر گز نہیں ماری جائی گی تو ایک عورت		صیغہ واحد مؤنث مخاطبہ
لَنْ تُضْرَبَا	ہر گز نہیں ماری جاؤ گی تم دو عورتیں		صیغہ تثنیہ مؤنث مخاطَبَتَین
لَنْ تُضْرَبْنَ	ہر گز نہیں ماری جاؤ گی تم سب عورتیں		صیغہ جمع مؤنث مخاطبات
لَنْ أُضْرَبَ	ہر گز نہیں مارا جاؤں گا میں ایک مرد یا ایک عورت	میں	صیغہ واحد متکلم
لَنْ نُضْرَبَ	ہر گز نہیں مارے جائیں گے ہم دو مرد یا دو عورتیں ،یاسب مرد یاسب عورتیں		صیغہ متکلم مع الغیر

صرفِ کبیر
فعل امر حاضر معلوم

اضْرِبْ	مارتوایک مرد		صیغہ واحد مذکر مخاطب
اضْرِبَا	ماروتم دومرد	زمانہ	صیغہ تثنیہ مذکر مخاطَبَین
اضْرِبُوْا	ماروتم سب مرد		صیغہ جمع مذکر مخاطِبین
اضْرِبِيْ	مارتوایک عورت	استقبال	صیغہ واحد مؤنث مخاطبہ
اضْرِبَا	ماروتم دوعورتیں		صیغہ تثنیہ مؤنث مخاطَبَتَین
اضْرِبْنَ	ماروتم سب عورتیں	میں	صیغہ جمع مؤنث مخاطبات

مؤکد بانون تاکید ثقیلہ

اضْرِبَنَّ	ضروربضرورمارتوایک مرد		صیغہ واحد مذکر مخاطب
اضْرِبَانِّ	ضروربضرورماروتم دومرد	زمانہ	صیغہ تثنیہ مذکر مخاطَبَین
اضْرِبُنَّ	ضروربضرورماروتم سب مرد		صیغہ جمع مذکر مخاطِبین
اضْرِبِنَّ	ضروربضرورمارتوایک عورت	استقبال	صیغہ واحد مؤنث مخاطبہ
اضْرِبَانِّ	ضروربضرورماروتم دوعورتیں		صیغہ تثنیہ مؤنث مخاطَبَتَین
اضْرِبْنَانِّ	ضروربضرورماروتم سب عورتیں	میں	صیغہ جمع مؤنث مخاطبات

مؤکد بانون تاکید خفیفہ

اضْرِبَنْ	ضرورمارتوایک مرد	زمانہ	صیغہ واحد مذکر مخاطب
اضْرِبُنْ	ضرورماروتم سب مرد	استقبال	صیغہ جمع مذکر مخاطِبین
اضْرِبِنْ	ضرورمارتوایک عورت	میں	صیغہ واحد مؤنث مخاطبہ

صرفِ کبیر

فعل امر حاضر مجہول

لِتُضْرَبْ	چاہیے کہ مارا جائے تو ایک مرد		صیغہ واحد مذکر مخاطب
لِتُضْرَبَا	چاہیے کہ مارے جاؤ تم دو مرد	زمانہ	صیغہ تثنیہ مذکر مخاطَبین
لِتُضْرَبُوْا	چاہیے کہ مارے جاؤ تم سب مرد		صیغہ جمع مذکر مخاطِبین
لِتُضْرَبِيْ	چاہیے کہ ماری جائے تو ایک عورت	استقبال	صیغہ واحد مؤنث مخاطبہ
لِتُضْرَبَا	چاہیے کہ ماری جاؤ تم دو عورتیں		صیغہ تثنیہ مؤنث مخاطَبتَین
لِتُضْرَبْنَ	چاہیے کہ ماری جاؤ تم سب عورتیں	میں	صیغہ جمع مؤنث مخاطبات

مؤکد بانون تاکید ثقیلہ

لِتُضْرَبَنَّ	چاہیے کہ ضرور بضرور مارا جائے تو ایک مرد		صیغہ واحد مذکر مخاطب
لِتُضْرَبَانِّ	چاہیے کہ ضرور بضرور مارے جاؤ تم دو مرد	زمانہ	صیغہ تثنیہ مذکر مخاطَبین
لِتُضْرَبُنَّ	چاہیے کہ ضرور بضرور مارے جاؤ تم سب مرد		صیغہ جمع مذکر مخاطِبین
لِتُضْرَبِنَّ	چاہیے کہ ضرور بضرور ماری جائے تو ایک عورت	استقبال	صیغہ واحد مؤنث مخاطبہ
لِتُضْرَبَانِّ	چاہیے کہ ضرور بضرور ماری جاؤ تم دو عورتیں		صیغہ تثنیہ مؤنث مخاطَبتَین
لِتُضْرَبْنَانِّ	چاہیے کہ ضرور بضرور ماری جاؤ تم سب عورتیں	میں	صیغہ جمع مؤنث مخاطبات

مؤکد بانون تاکید خفیفہ

لِتُضْرَبَنْ	چاہیے کہ ضرور مارا جائے تو ایک مرد	زمانہ	صیغہ واحد مذکر مخاطب
لِتُضْرَبُنْ	چاہیے کہ ضرور مارے جاؤ تم سب مرد	استقبال	صیغہ جمع مذکر مخاطِبین
لِتُضْرَبِنْ	چاہیے کہ ضرور ماری جائے تو ایک عورت	میں	صیغہ واحد مؤنث مخاطبہ

صرفِ کبیر

فعل امر غائب معلوم

لِیَضْرِبْ	چاہیے کہ مارے وہ ایک مرد		صیغہ واحد مذکر غائب
لِیَضْرِبَا	چاہیے کہ ماریں وہ دو مرد	زمانہ	صیغہ تثنیہ مذکر غائبَین
لِیَضْرِبُوْا	چاہیے کہ ماریں وہ سب مرد		صیغہ جمع مذکر غائبین
لِتَضْرِبْ	چاہیے کہ مارے وہ ایک عورت	استقبال	صیغہ واحدہ مؤنث غائبہ
لِتَضْرِبَا	چاہیے کہ ماریں وہ دو عورتیں		صیغہ تثنیہ مؤنث غائبَتَین
لِیَضْرِبْنَ	چاہیے کہ ماریں وہ سب عورتیں	میں	صیغہ جمع مؤنث غائبات
لِأَضْرِبْ	چاہیے کہ ماروں میں ایک مرد یا ایک عورت		صیغہ واحد متکلم
لِنَضْرِبْ	چاہیے کہ کہ ماریں ہم دو مرد یا دو عورتیں یا سب مرد یا سب عورتیں		صیغہ متکلم مع الغیر

مؤکد با نون تاکید ثقیلہ

لِیَضْرِبَنَّ	چاہیے کہ ضرور بضرور مارے وہ ایک مرد		صیغہ واحد مذکر غائب
لِیَضْرِبَانِّ	چاہیے کہ ضرور بضرور ماریں وہ دو مرد	زمانہ	صیغہ تثنیہ مذکر غائبَین
لِیَضْرِبُنَّ	چاہیے کہ ضرور بضرور ماریں وہ سب مرد		صیغہ جمع مذکر غائبین
لِتَضْرِبَنَّ	چاہیے کہ ضرور بضرور مارے وہ ایک عورت	استقبال	صیغہ واحدہ مؤنث غائبہ
لِتَضْرِبَانِّ	چاہیے کہ ضرور بضرور ماریں وہ دو عورتیں		صیغہ تثنیہ مؤنث غائبَتَین
لِتَضْرِبْنَانِّ	چاہیے کہ ضرور بضرور ماریں وہ سب عورتیں	میں	صیغہ جمع مؤنث غائبات
لِأَضْرِبَنَّ	چاہیے کہ ضرور بضرور ماروں میں ایک مرد یا ایک عورت		صیغہ واحد متکلم
لِنَضْرِبَنَّ	چاہیے کہ ضرور بضرور ماریں ہم دو مرد یا دو عورتیں یا سب مرد یا سب عورتیں		صیغہ متکلم مع الغیر

مؤکد بانون تاکید خفیفہ

لِيَضْرِبَنْ	چاہیے کہ ضرور مارے وہ ایک مرد	زمانہ	صیغہ واحد مذکر غائب
لِيَضْرِبُنْ	چاہیے کہ ضرور ماریں وہ سب مرد		صیغہ جمع مذکر غائبین
لِتَضْرِبَنْ	چاہیے کہ ضرور مارے وہ ایک عورت	استقبال	صیغہ واحد مؤنث غائبہ
لِأَضْرِبَنْ	چاہیے کہ ضرور ماروں میں ایک مرد یا ایک عورت		صیغہ واحد متکلم
لِنَضْرِبَنْ	چاہیے کہ ضرور ماریں ہم دو مرد یا دو عورتیں یا سب مرد یا سب عورتیں	میں	صیغہ متکلم مع الغیر

صرفِ کبیر
فعل امر غائب مجہول

لِيُضْرَبْ	چاہیے کہ مارا جائے وہ ایک مرد		صیغہ واحد مذکر غائب
لِيُضْرَبَا	چاہیے کہ مارے جائیں وہ دو مرد	زمانہ	صیغہ تثنیہ مذکر غائبَین
لِيُضْرَبُوْا	چاہیے کہ مارے جائیں وہ سب مرد		صیغہ جمع مذکر غائبین
لِتُضْرَبْ	چاہیے کہ ماری جائے وہ ایک عورت		صیغہ واحدہ مؤنث غائبہ
لِتُضْرَبَا	چاہیے کہ ماری جائیں وہ دو عورتیں	استقبال	صیغہ تثنیہ مؤنث غائبتَین
لِيُضْرَبْنَ	چاہیے کہ ماری جائیں وہ سب عورتیں		صیغہ جمع مؤنث غائبات
لِأُضْرَبْ	چاہیے کہ مارا جاؤں میں ایک مرد یا ایک عورت		صیغہ واحد متکلم
لِنُضْرَبْ	چاہیے کہ کہ مارے جائیں ہم دو مرد یا دو عورتیں یا سب مرد یا سب عورتیں	میں	صیغہ متکلم مع الغیر

مؤکد بانون تاکید ثقیلہ

لِيُضْرَبَنَّ	چاہیے کہ ضرور بضرور مارا جائے وہ ایک مرد		صیغہ واحد مذکر غائب
لِيُضْرَبَانِّ	چاہیے کہ ضرور بضرور مارے جائیں وہ دو مرد	زمانہ	صیغہ تثنیہ مذکر غائبَین
لِيُضْرَبُنَّ	چاہیے کہ ضرور بضرور مارے جائیں وہ سب مرد		صیغہ جمع مذکر غائبِین
لِتُضْرَبِنَّ	چاہیے کہ ضرور بضرور ماری جائے وہ ایک عورت		صیغہ واحدہ مؤنث غائبہ
لِتُضْرَبَانِّ	چاہیے کہ ضرور بضرور ماری جائیں وہ دو عورتیں	استقبال	صیغہ تثنیہ مؤنث غائبَتَین
لِتُضْرَبْنَانِّ	چاہیے کہ ضرور بضرور ماری جائیں وہ سب عورتیں		صیغہ جمع مؤنث غائبات
لِأُضْرَبَنَّ	چاہیے کہ ضرور بضرور مارا جاؤں میں ایک مرد یا ایک عورت		صیغہ واحد متکلم
لِنُضْرَبَنَّ	چاہیے کہ کہ ضرور بضرور مارے جائیں ہم دو مرد یا دو عورتیں یا سب مرد یا سب عورتیں	میں	صیغہ متکلم مع الغیر

مؤکد بانون تاکید خفیفہ

لِيُضْرَبَنْ	چاہیے کہ ضرور مارا جائے وہ ایک مرد	زمانہ	صیغہ واحد مذکر غائب
لِيُضْرَبُنْ	چاہیے کہ ضرور مارے جائیں وہ سب مرد		صیغہ جمع مذکر غائبِین
لِتُضْرَبَنْ	چاہیے کہ ضرور ماری جائے وہ ایک عورت	استقبال	صیغہ واحدہ مؤنث غائبہ
لِأُضْرَبَنْ	چاہیے کہ ضرور مارا جاؤں میں ایک مرد یا ایک عورت		صیغہ واحد متکلم
لِنُضْرَبَنْ	چاہیے کہ کہ ضرور مارے جائیں ہم دو مرد یا دو عورتیں یا سب مرد یا سب عورتیں	میں	صیغہ متکلم مع الغیر

صرفِ کبیر
فعل نہی حاضر معلوم

لَاتَضْرِبْ	نہ مار تو ایک مرد		صیغہ واحد مذکر مخاطب
لَاتَضْرِبَا	نہ مارو تم دو مرد	زمانہ	صیغہ تثنیہ مذکر مخاطَبَین
لَاتَضْرِبُوْا	نہ مارو تم سب مرد		صیغہ جمع مذکر مخاطِبین
لَاتَضْرِبِيْ	نہ مار تو ایک عورت	استقبال	صیغہ واحد مؤنث مخاطبہ
لَاتَضْرِبَا	نہ مارو تم دو عورتیں		صیغہ تثنیہ مؤنث مخاطَبَتَیْن
لَاتَضْرِبْنَ	نہ مارو تم سب عورتیں	میں	صیغہ جمع مؤنث مخاطبات

مؤکد بانون تاکید ثقیلہ

لَاتَضْرِبَنَّ	ضرور بضرور نہ مار تو ایک مرد		صیغہ واحد مذکر مخاطب
لَاتَضْرِبَانِّ	ضرور بضرور نہ مارو تم دو مرد	زمانہ	صیغہ تثنیہ مذکر مخاطَبَین
لَاتَضْرِبُنَّ	ضرور بضرور نہ مارو تم سب مرد		صیغہ جمع مذکر مخاطِبین
لَاتَضْرِبِنَّ	ضرور بضرور نہ مار تو ایک عورت	استقبال	صیغہ واحد مؤنث مخاطبہ
لَاتَضْرِبَانِّ	ضرور بضرور نہ مارو تم دو عورتیں		صیغہ تثنیہ مؤنث مخاطَبَتَیْن
لَاتَضْرِبْنَانِّ	ضرور بضرور نہ مارو تم سب عورتیں	میں	صیغہ جمع مؤنث مخاطبات

مؤکد بانون تاکید خفیفہ

لَاتَضْرِبَنْ	ضرور نہ مار تو ایک مرد	زمانہ	صیغہ واحد مذکر مخاطب
لَاتَضْرِبُنْ	ضرور نہ مارو تم سب مرد	استقبال	صیغہ جمع مذکر مخاطِبین
لَا تَضْرِبِنْ	ضرور نہ مار تو ایک عورت	میں	صیغہ واحد مؤنث مخاطبہ

صرفِ کبیر
فعل نہی حاضر مجہول

لَاتُضْرَبْ	نہ مارا جائے تو ایک مرد		صیغہ واحد مذکر مخاطب
لَاتُضْرَبَا	نہ مارے جاؤ تم دو مرد	زمانہ	صیغہ تثنیہ مذکر مخاطَبَین
لَاتُضْرَبُوْا	نہ مارے جاؤ تم سب مرد		صیغہ جمع مذکر مخاطِبین
لَاتُضْرَبِيْ	نہ ماری جائے تو ایک عورت	استقبال	صیغہ واحد مؤنث مخاطبہ
لَاتُضْرَبَا	نہ ماری جاؤ تم دو عورتیں		صیغہ تثنیہ مؤنث مخاطَبَتَین
لَاتُضْرَبْنَ	نہ ماری جائیں تم سب عورتیں	میں	صیغہ جمع مؤنث مخاطبات

مؤکد بانون تاکید ثقیلہ

لَاتُضْرَبَنَّ	ضرور بضرور نہ مارا جائے تو ایک مرد		صیغہ واحد مذکر مخاطب
لَاتُضْرَبَانِّ	ضرور بضرور نہ مارے جاؤ تم دو مرد	زمانہ	صیغہ تثنیہ مذکر مخاطَبَین
لَاتُضْرَبُنَّ	ضرور بضرور نہ مارے جاؤ تم سب مرد		صیغہ جمع مذکر مخاطِبین
لَاتُضْرَبِنَّ	ضرور بضرور نہ ماری جائے تو ایک عورت	استقبال	صیغہ واحد مؤنث مخاطبہ
لَاتُضْرَبَانِّ	ضرور بضرور نہ ماری جاؤ تم دو عورتیں		صیغہ تثنیہ مؤنث مخاطَبَتَین
لَاتُضْرَبْنَانِّ	ضرور بضرور نہ ماری جائیں تم سب عورتیں	میں	صیغہ جمع مؤنث مخاطبات

مؤکد بانون تاکید خفیفہ

لَاتُضْرَبَنْ	ضرور نہ مارا جائے تو ایک مرد	زمانہ	صیغہ واحد مذکر مخاطب
لَاتُضْرَبُنْ	ضرور نہ مارے جاؤ تم سب مرد	استقبال	صیغہ جمع مذکر مخاطِبین
لَا تُضْرَبِنْ	ضرور نہ ماری جائے تو ایک عورت	میں	صیغہ واحد مؤنث مخاطبہ

صرفِ کبیر
فعل نہی غائب معلوم

لَایَضْرِبْ	نہ مارے وہ ایک مرد		صیغہ واحد مذکر غائب
لَایَضْرِبَا	نہ ماریں وہ دو مرد	زمانہ	صیغہ تثنیہ مذکر غائبَین
لَایَضْرِبُوْا	نہ ماریں وہ سب مرد		صیغہ جمع مذکر غائبِین
لَاتَضْرِبْ	نہ مارے وہ ایک عورت	استقبال	صیغہ واحدہ مؤنث غائبہ
لَاتَضْرِبَا	نہ ماریں وہ دو عورتیں		صیغہ تثنیہ مؤنث غائبَتَین
لَایَضْرِبْنَ	نہ ماریں وہ سب عورتیں	میں	صیغہ جمع مؤنث غائبات
لَاأَضْرِبْ	نہ ماروں میں ایک مرد یا ایک عورت		صیغہ واحد متکلم
لَانَضْرِبْ	نہ ماریں ہم دو مرد یا دو عورتیں یا سب مرد یا سب عورتیں		صیغہ متکلم مع الغیر

مؤکد بانون تاکید ثقیلہ

لَایَضْرِبَنَّ	ضرور بضرور نہ مارے وہ ایک مرد		صیغہ واحد مذکر غائب
لَایَضْرِبَانِّ	ضرور بضرور نہ ماریں وہ دو مرد	زمانہ	صیغہ تثنیہ مذکر غائبَین
لَایَضْرِبُنَّ	ضرور بضرور نہ ماریں وہ سب مرد		صیغہ جمع مذکر غائبِین
لَاتَضْرِبَنَّ	ضرور بضرور نہ مارے وہ ایک عورت		صیغہ واحدہ مؤنث غائبہ
لَاتَضْرِبَانِّ	ضرور بضرور نہ ماریں وہ دو عورتیں	استقبال	صیغہ تثنیہ مؤنث غائبَتَین
لَاتَضْرِبْنَانِّ	ضرور بضرور نہ ماریں وہ سب عورتیں		صیغہ جمع مؤنث غائبات
لَاأَضْرِبَنَّ	ضرور بضرور نہ ماروں میں ایک مرد یا ایک عورت		صیغہ واحد متکلم
لَانَضْرِبَنَّ	ضرور بضرور نہ ماریں ہم دو مرد یا دو عورتیں یا سب مرد یا سب عورتیں	میں	صیغہ متکلم مع الغیر

مؤکد بانون تاکید خفیفہ

لَا یَضْرِبَنْ	ضرور نہ مارے وہ ایک مرد	زمانہ	صیغہ واحد مذکر غائب
لَا یَضْرِبُنْ	ضرور نہ ماریں وہ سب مرد		صیغہ جمع مذکر غائبِین
لَا تَضْرِبَنْ	ضرور نہ مارے وہ ایک عورت	استقبال	صیغہ واحد مؤنث غائبہ
لَا أَضْرِبَنْ	ضرور نہ ماروں میں ایک مرد یا ایک عورت		صیغہ واحد متکلم
لَا نَضْرِبَنْ	ضرور نہ ماریں ہم دو مرد یا دو عورتیں یا سب مرد یا سب عورتیں	میں	صیغہ متکلم مع الغیر

صرفِ کبیر
فعل نہی غائب مجہول

لَا یُضْرَبْ	نہ مارا جائے وہ ایک مرد		صیغہ واحد مذکر غائب
لَا یُضْرَبَا	نہ مارے جائیں وہ دو مرد	زمانہ	صیغہ تثنیہ مذکر غائبَین
لَا یُضْرَبُوْا	نہ مارے جائیں وہ سب مرد		صیغہ جمع مذکر غائبِین
لَا تُضْرَبْ	نہ ماری جائے وہ ایک عورت		صیغہ واحدہ مؤنث غائبہ
لَا تُضْرَبَا	نہ ماری جائیں وہ دو عورتیں	استقبال	صیغہ تثنیہ مؤنث غائبتَین
لَا یُضْرَبْنَ	نہ ماری جائیں وہ سب عورتیں		صیغہ جمع مؤنث غائبات
لَا أُضْرَبْ	نہ مارا جاؤں میں ایک مرد یا ایک عورت		صیغہ واحد متکلم
لَا نُضْرَبْ	نہ مارے جائیں ہم دو مرد یا دو عورتیں یا سب مرد یا سب عورتیں	میں	صیغہ متکلم مع الغیر

مؤکد بانون تاکید ثقیلہ

لَا یُضْرَبَنَّ	ضرور بضرور نہ مارا جائے وہ ایک مرد		صیغہ واحد مذکر غائب
لَا یُضْرَبَانِّ	ضرور بضرور نہ مارے جائیں وہ دو مرد	زمانہ	صیغہ تثنیہ مذکر غائبَین
لَا یُضْرَبُنَّ	ضرور بضرور نہ مارے جائیں وہ سب مرد		صیغہ جمع مذکر غائبِین
لَا تُضْرَبِنَّ	ضرور بضرور نہ ماری جائے وہ ایک عورت		صیغہ واحدہ مؤنث غائبہ
لَا تُضْرَبَانِّ	ضرور بضرور نہ ماری جائیں وہ دو عورتیں	استقبال	صیغہ تثنیہ مؤنث غائبَتَین
لَا تُضْرَبْنَانِّ	ضرور بضرور نہ ماری جائیں وہ سب عورتیں		صیغہ جمع مؤنث غائبات
لَا أُضْرَبَنَّ	ضرور بضرور نہ مارا جاؤں میں ایک مرد یا ایک عورت		صیغہ واحد متکلم
لَا نُضْرَبَنَّ	ضرور بضرور نہ مارے جائیں ہم دو مرد یا دو عورتیں یا سب مرد یا سب عورتیں	میں	صیغہ متکلم مع الغیر

مؤکد بانون تاکید خفیفہ

لَا یُضْرَبَنْ	ضرور نہ مارا جائے وہ ایک مرد	زمانہ	صیغہ واحد مذکر غائب
لَا یُضْرَبُنْ	ضرور نہ مارے جائیں وہ سب مرد		صیغہ جمع مذکر غائبِین
لَا تُضْرَبَنْ	ضرور نہ ماری جائے وہ ایک عورت	استقبال	صیغہ واحد مؤنث غائبہ
لَا أُضْرَبَنْ	ضرور نہ مارا جاؤں میں ایک مرد یا ایک عورت		صیغہ واحد متکلم
لَا نُضْرَبَنْ	ضرور نہ مارے جائیں ہم دو مرد یا دو عورتیں یا سب مرد یا سب عورتیں	میں	صیغہ متکلم مع الغیر

وَالظَّرْفُ مِنْهُ

مَضْرِبٌ	مارنے کی ایک جگہ [۲]	صیغہ واحد اسم ظرف
مَضْرِبَانِ	مارنے کی دو جگہیں	صیغہ تثنیہ اسم ظرف
مَضَارِبُ	مارنے کی سب جگہیں	صیغہ جمع اسم ظرف
مُضَيْرِبٌ [۱]	تھوڑا مارنے کی ایک جگہ [۳]	صیغہ واحد مصغر اسم ظرف

وَالْآلَةُ مِنْهُ

مِضْرَبٌ	مارنے کا ایک آلہ	صیغہ واحد اسم آلہ
مِضْرَبَانِ	مارنے کے دو آلے	صیغہ تثنیہ اسم آلہ
مَضَارِبُ	مارنے کے سب آلے	صیغہ جمع اسم آلہ
مُضَيْرِبٌ [۴]	تھوڑا مارنے کا ایک آلہ	صیغہ واحد مصغر اسم آلہ
مِضْرَبَةٌ	مارنے کا ایک آلہ	صیغہ واحد اسم آلہ
مِضْرَبَتَانِ	مارنے کے دو آلے	صیغہ تثنیہ اسم آلہ
مَضَارِبُ	مارنے کے سب آلے	صیغہ جمع اسم آلہ
مُضَيْرِبَةٌ [۵]	تھوڑا مارنے کا ایک آلہ	صیغہ واحد مصغر اسم آلہ

---

[۱] عام کتب صرف میں اسم ظرف کے آخر میں صرف مفرد کی تصغیر "مُضَيْرِبٌ" ذکر کی جاتی ہے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ تصغیر صرف مفرد ہی کی بنتی ہے، تثنیہ اور جمع کی نہیں، حالانکہ تصغیر جس طرح مفرد کی بنتی ہے تو اسی طرح تثنیہ اور جمع کی تصغیر بھی بنتی ہے۔ نیز یہ بات بھی ذہن نشیں رکھیں کہ تصغیر جس طرح ثلاثی مجرد کے ابواب میں اسم فاعل، اسم مفعول، اسم ظرف، اسم آلہ، اسم تفضیل اور صفتِ مشبہ کے صیغوں کی بنتی ہے تو اسی طرح ثلاثی مزید فیہ، رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ وغیرہ سے اسم فاعل، اسم مفعول اور اسم ظرف کے صیغوں کی بھی تصغیر بنتی ہے۔

[۲] اسم ظرف کے صیغہ میں ظرف مکان اور ظرف زمان دونوں کا ترجمہ کیا جائے گا: مارنے کی ایک جگہ ایک، یا مارنے کا ایک وقت۔ مارنے کی دو جگہیں، یا مارنے کے دو اوقات، مارنے کی سب جگہیں، یا مارنے کے سب اوقات۔ مارنے کی ایک چھوٹی جگہ، یا مارنے کا ایک چھوٹا سا وقت۔

[۳] تصغیر کا قاعدہ یہ ہے کہ تصغیر وصف میں نہیں، بلکہ ذات میں ہوتی ہے، اب "مُضَيْرِبٌ" کا ترجمہ "تھوڑا مارنے کی ایک جگہ" صحیح نہیں، کیونکہ اس میں تصغیر ذات (بندے) کی نہیں، بلکہ وصف "مار" کی ہے۔ اس کا صحیح ترجمہ یہ ہے: "مارنے کی ایک چھوٹی سی جگہ، یا مارنے کا ایک چھوٹا سا وقت"۔ کیونکہ یہ تصغیر مار (وصف) میں نہیں، بلکہ مارنے والے شخص (ذات) میں ہے۔

[۴] یہ چار صیغے اسم آلہ صغریٰ کے ہیں۔

[۵] یہ چار صیغے اسم آلہ وسطیٰ کے ہیں۔

مِضْرَابٌ [۱]	مارنے کا ایک آلہ	صیغہ واحد اسم آلہ
مِضْرَابَانِ	مارنے کے دو آلے	صیغہ تثنیہ اسم آلہ
مَضَارِيْبُ	مارنے کے سب آلے	صیغہ جمع اسم آلہ
مُضَيْرِيْبٌ [۲]،[۳]	تھوڑا مارنے کا ایک آلہ [۴]	صیغہ واحد مصغر اسم آلہ [۵]

وَأَفْضَلُ التَّفْضِيْلِ الْمُذَكَّرِ مِنْهُ

أَضْرَبُ	زیادہ مارنے والا ایک مرد	صیغہ واحد مذکر اسم تفضیل
أَضْرَبَانِ	زیادہ مارنے والے دو مرد	صیغہ تثنیہ مذکر اسم تفضیل
أَضْرَبُوْنَ	زیادہ مارنے والے سب مرد	صیغہ جمع مذکر سالم اسم تفضیل
أَضَارِبُ	زیادہ مارنے والے سب مرد	صیغہ جمع مذکر مکسر اسم تفضیل
أُضَيْرِبٌ [۶]	تھوڑا سا زیادہ مارنے والا ایک مرد [۷]	صیغہ واحد مذکر مصغر اسم مفعول

---

(۱) "مِفْعَالٌ" کا وزن اسم مبالغہ اور اسم الہ دونوں میں مشترک ہے تاہم دونوں میں فرق لفظی یا معنوی قرینے سے ہو گا۔

(۲) یہ چار صیغے اسم آلہ کبریٰ کے ہیں۔

(۳) عام کتب صرف میں اسم آلہ کے آخر میں صرف مفرد کی تصغیر "مُضَيْرِبٌ، مُضَيْرِبَةٌ، مُضَيْرِيْبٌ" ذکر کی جاتی ہے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ تصغیر صرف مفرد ہی کی بنتی ہے، تثنیہ اور جمع کی نہیں، حالانکہ تصغیر جس طرح مفرد کی بنتی ہے تو اسی طرح تثنیہ اور جمع کی تصغیر بھی بنتی ہے۔

(۴) تصغیر کا قاعدہ یہ ہے کہ تصغیر وصف میں نہیں، بلکہ ذات میں ہوتی ہے، اب "مُضَيْرِبٌ، مُضَيْرِبَةٌ، مُضَيْرِيْبٌ" کا ترجمہ "تھوڑا مارنے کا ایک آلہ" درست نہیں، کیونکہ اس میں تصغیر ذات (بندے) کی نہیں، بلکہ وصف "مار" کی ہے۔ اس کا صحیح ترجمہ یہ ہے: "مارنے کا ایک چھوٹا سا آلہ"۔ کیونکہ یہ تصغیر مار (وصف) میں نہیں، بلکہ مارنے والے شخص (ذات) میں ہے۔

(۵) اسم الہ میں تذکیر و تانیث کا کوئی فرق نہیں ہوتا۔

(۶) عام کتب صرف میں اسم تفضیل کے آخر میں صرف مفرد کی تصغیر "أُضَيْرِبٌ" ذکر کی جاتی ہے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ تصغیر صرف مفرد ہی کی بنتی ہے، تثنیہ اور جمع کی نہیں، حالانکہ تصغیر جس طرح مفرد کی بنتی ہے تو اسی طرح تثنیہ اور جمع کی تصغیر بھی بنتی ہے۔

(۷) تصغیر کا قاعدہ یہ ہے کہ تصغیر وصف میں نہیں، بلکہ ذات میں ہوتی ہے، اب "أُضَيْرِبٌ" کا ترجمہ "تھوڑا سا زیادہ مارنے والا ایک مرد" درست نہیں، کیونکہ اس میں تصغیر ذات (بندے) کی نہیں، بلکہ وصف "مار" کی ہے، یعنی اس میں تفضیل ذات میں ہے اور تصغیر وصف میں۔ اس کا صحیح ترجمہ یہ ہے: "زیادہ مارنے والا ایک چھوٹا مرد"۔ کیونکہ یہ تصغیر مار (وصف) میں نہیں، بلکہ مارنے والے شخص (ذات) میں ہے، نیز اس میں تفضیل وصف میں ہے اور تصغیر ذات میں۔ اس کی واضح مثال یہ ہے کہ مذکورہ اصول کے مطابق "قَتَلَ يَقْتُلُ" سے اسم مفعول "مَقْتُوْلٌ" کی تصغیر "مُقَيْتِيْلٌ" کا ترجمہ ہو گا: "تھوڑا قتل ہوا ایک مرد"، حالانکہ قتل میں کمیت غیر معتبر ہوتی ہے، قتل قتل ہی ہے، نہ تھوڑا ہوتا ہے اور نہ زیادہ! اس لیے صحیح ترجمہ یوں ہو گا: "قتل کیا ہوا ایک چھوٹا سا مرد!"

وَالمؤَنَّثِ مِنْهُ

ضُرْبٰی	زیادہ مارنے والی ایک عورت	صیغہ واحد مؤنث اسم تفضیل
ضُرْبَیَانِ	زیادہ مارنے والی دو عورتیں	صیغہ تثنیہ مؤنث اسم تفضیل
ضُرْبَیَاتٌ	زیادہ مارنے والی سب عورتیں	صیغہ جمع مؤنث سالم اسم تفضیل
ضُرَبٌ	زیادہ مارنے والی سب عورتیں	صیغہ جمع مؤنث مکسر اسم تفضیل
ضُرَیْبٰی [1]	تھوڑا سا زیادہ مارنے والی ایک عورت [2]	صیغہ واحدہ مؤنث مصغرہ اسم تفضیل

وَفِعْلُ التَّعَجُّبِ مِنْهُ

مَا أَضْرَبَهُ	کتنا اچھا مارا اس ایک مرد نے	صیغہ واحد مذکر غائب [4]
وَأَضْرِبْ بِهِ	کتنا اچھا مارا اس ایک مرد نے	صیغہ واحد مذکر غائب
(وَقِیْلَ) [3]: ضَرُبَ	کتنا اچھا مارا اس ایک مرد نے	صیغہ واحد مذکر غائب

---

(۱) عام کتب صرف میں اسم تفضیل کے آخر میں صرف مفرد کی تصغیر ''ضُرَیْبَی'' ذکر کی جاتی ہے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ تصغیر صرف مفرد ہی کی بنتی ہے، تثنیہ اور جمع کی نہیں، حالانکہ تصغیر جس طرح مفرد کی بنتی ہے تو اسی طرح تثنیہ اور جمع کی تصغیر بھی بنتی ہے۔

(۲) اس کا صحیح ترجمہ یہ ہے: ''زیادہ مارنے والی ایک چھوٹی سی عورت''۔ تفصیل پیچھے بیان ہو چکی ہے۔

(۳) جمہور کے نزدیک فعل تعجب کے دو صیغے ''مَاأَفْعَلَهُ ،أَفْعِلْ بِهِ''ہیں، لیکن امام سیبویہؒ کے نزدیک ''فَعُلَ''کا وزن بھی فعل تعجب کے لیے آتا ہے، لیکن یہ قول محلِ نظر ہے اس لیے صرفی حضرات اسے ''قِیْلَ''صیغہ تمریض سے تعبیر کرتے ہیں۔

(۴) فعل تعجب کی تثنیہ، جمع، مخاطب، متکلم، تذکیر و تانیث کی طرف گردان نہیں آتی، یہی وجہ ہے کہ اس کو فعل غیر متصرف بھی کہا جاتا ہے۔

مقدمۃ[۱] الصرف[۲]

ہر علم کے شروع کرنے سے پہلے تین باتوں کا جاننا ضروری ہے:
۱۔ تعریف[۳] ۲۔ موضوع[۴] ۳۔ غرض وغایت[۵].

---

[۱] لفظ ''مقدمہ'' بفتح الدال بھی ہو سکتا ہے اور بکسر الدال بھی ہو سکتا ہے، اگر بفتح الدال ہو تو باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہو گا اس صورت میں اس کا معنی ہو گا: ''آگے کیا ہوا'' چونکہ اس کو مقصود سے پہلے لایا جاتا ہے اس لیے اس کو مقدمہ کہتے ہیں، اور اگر بکسر الدال ہو تو باب تفعیل سے اسم فاعل بمعنی ''آگے کرنے والا'' ہو گا مقدمہ بھی اپنے جاننے والے کو نہ جاننے پر مقدم کرتا ہے اس وجہ سے اس کو مقدمہ کہتے ہیں، یا کسرہ کی صورت میں تفعیل بمعنی تفعل یعنی لازمی ہے متعدی نہیں ہے اور مقدمہ بمعنی متقدمہ بمعنی ''آگے ہونے والا'' کے ہے چونکہ یہ بھی مقصود سے آگے ہوتا ہے اس لیے اس کو مقدمہ کہتے ہیں۔ لفظ مقدمہ مُقَدِّمَةُ الْجَيْش سے ماخوذ ہے، مُقَدِّمَةُ الْجَيْش لشکر کے اس اہم دستے کو کہتے ہیں جو آگے آگے جائے تاکہ فوج کے لیے مناسب جگہ کا انتظام اور جنگی ضروریات کا انتظام کرے، جس طرح باقی فوج کی حفاظت اور کامیابی کا دار و مدار مُقَدِّمَةُ الْجَيْش پر ہوتا ہے اسی طرح کتاب کے مسائل کے سمجھنے کا دار و مدار بھی مقدمہ میں لکھی ہوئی باتوں پر ہوتا ہے اور جس طرح فوج میں اس دستے (مُقَدِّمَةُ الْجَيْش) کو اہم اور ضروری سمجھا جاتا ہے اسی طرح کتابوں میں بھی مقصودی مسائل سے پہلے مقدمہ کو بھی اہم اور ضروری سمجھا جاتا ہے۔

لفظ ''مقدمۃ'' میں تاء وصفیت سے اسمیت کی طرف منتقل ہونے پر دلالت کرنے کے لیے ہے یعنی اصل میں یہ اسم فاعل یا اسم مفعول کا صیغہ تھا بعد میں معنی وصفی سے منتقل ہو کر لشکر کے اگلے دستے کا نام بن گیا، اس کے بعد لفظ مقدمہ کو مُقَدِّمَةُ الْجَيْش سے کتاب کے مقدمہ کے لیے منتقل کیا گیا، اور بعض کے نزدیک لفظ مقدمۃ میں تاء اس لیے لائی گئی ہے کہ اس کا موصوف مؤنث ہے جس کو حذف کیا گیا ہے، اصل عبارت یوں ہے: الْأُمُوْرُ الْمُقَدِّمَةُ، الطَّائِفَةُ المقَدِّمَةُ.

پھر مقدمہ کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ مقدمۃ العلم ۲۔ مقدمۃ الکتاب

۱۔ مقدّمة العلم: ان چیزوں کا نام ہے جن پر اس علم کی شروع علی وجہ البصیرہ موقوف ہو، جیسے تعریف، موضوع، غرض وغایت۔

۲۔ مقدّمة الكتاب کلام کے اس مجموعہ کا نام ہے جو فن کے مسائل سے پہلے لایا جاتا ہے اس لیے کہ اس کے ساتھ مقصود کا ربط ہوتا ہے اور مقصود سے نفع حاصل کرنا اس سے وابستہ ہوتا ہے، جیسے علم صرف میں اصل مباحث سے پہلے کلمہ اور اس کے اقسام اسم، فعل، حرف اور ہفت اقسام وغیرہ پر مشتمل کلام۔

[۲] علم الصرف کو علم المیزان، علم الصیغة، علم التصریف، علم المفردات، علم الإشتقاق اور علم البناء بھی کہتے ہیں۔ (شرح الشافیۃ لابن جماعۃ: ۱/ ۱۴۰، ہامش ایجاز الصرف لابن مالک: ۱۷)

[۳] تعریف لغت میں "مَا يُعْرَفُ بِهِ الشَّيْئُ" کو کہتے ہیں کہ جس کے ذریعے کوئی دوسری چیز پہچانی جائے اور اصطلاح میں "مَا يُمَيَّزُ بِهِ الشَّيْئُ عَنْ جَمِيْعِ مَا عَدَاهُ" کو کہتے ہیں کہ جس کے ذریعے کسی چیز کو دوسری چیز سے جدا کیا جائے اور تعریف کا جاننا اس لیے ضروری ہے کہ مجہول مطلق یعنی بالکل نامعلوم چیز کی طلب اور حصول لازم نہ آئے۔

[۴] موضوع لغت میں "رکھا ہوا" کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں "مَا يُبْحَثُ فِيْهِ عَنْ عَوَارِضِهِ الذَّاتِيَّةِ" کو کہتے ہیں، یعنی جس میں کسی علم کے عوارض ذاتیہ سے بحث کی جائے، جیسے بدن انسانی علم طب کا موضوع ہے اس لیے کہ علم طب میں انسانی بدن کے عوارض ذاتیہ مثلاً: صحت یا مرض وغیرہ سے بحث ہوتی ہے اور موضوع کا جاننا اس لیے ضروری ہے کہ مطلوبہ علم دوسرے علم سے جدا ہو جائے کیونکہ علوم ایک دوسرے سے موضوعات کی بنا پر جدا ہوتے ہیں۔

[۵] غرض لغت میں مطلوب اور مقصد کو کہتے ہیں اور اصطلاحی تعریف یہ ہے: ''مَا يَكُوْنُ بَاعِثًا لِلْفِعْلِ''، جو کسی فعل کے وجود اور حصول کا سبب ہو اور غرض وغایت کا جاننا اس لیے ضروری ہے کہ بے فائدہ اور لایعنی چیز کی طلب لازم نہ آئے اگر غرض معلوم نہ ہو تو پھر اس علم کا حاصل کرنا ایک فضول اور لایعنی کام ہو گا۔

۱۔تعریف علم الصرف: اَلصَّرْفُ عِلْمٌ بِأُصُوْلٍ يُعْرَفُ بِهَا أَحْوَالُ أَبْنِيَّةِ الْكَلِمَةِ مِنْ حَيْثُ الصِّيْغَةِ. [۱]

۲۔موضوع علم الصرف: اَلْكَلِمَةُ مِنْ حَيْثُ الصِّيْغَةِ. [۲]

۳۔غرض وغایت[۳]: صِيَانَةُ الذِّهْنِ عَنِ الْخَطَاءِ اللَّفْظِيِّ فِيْ كَلَامِ الْعَرَبِ مِنْ حَيْثُ الصِّيْغَةِ. [۴]

اہل عرب اپنی اصطلاح[۵] میں زبر کو فتحہ، زیر کو کسرہ اور پیش کو ضمہ کہتے ہیں یہ نام ان کے خاص ہے عام نام ان کا حرکت ہے، جس حرف پر فتحہ ہو اس کو مفتوح اور جس پر ضمہ ہو اس کو مضموم اور جس پر کسرہ ہو اس کو مکسور کہتے ہیں، اصطلاح عام میں ان کو متحرک کہا جاتا ہے، جس حرف پر شد ہو اسے مشدد کہتے ہیں اور حرکت کے نہ ہونے کو سکون کہتے ہیں۔ جس حرف پر سکون ہو اس کو ساکن کہتے ہیں۔ جس حرف پر دو حرکتیں ہوں تو دوسری حرکت تنوین کی علامت ہوتی ہے۔ تنوین وہ نون ساکن ہے جو کلمہ کی آخری حرکت کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔

کلمہ[۶]: کلمہ وہ لفظ ہوتا ہے جو معنی مفرد[۷] کے لیے وضع کیا جائے۔

---

[۱] اہل علم نے علم الصرف کی کئی تعریفیں ذکر کی ہیں، تاہم سب کا حاصل اور مآل یہ ہے کہ علم الصرف چند ایسے اصول و ضوابط کے جاننے کا نام ہے جن سے عربی کلمات کے صیغے ان کی اصلی اور متغیر صورتوں کی پہچان و بناوٹ اور ایک کلمے سے دوسرا کلمہ بنانے کے طریقے معلوم ہوں، چند تعریفات یہ ہیں:

(الف)۔ هُوَ عِلْمٌ بِأُصُوْلٍ يُبْحَثُ فِيْهِ عَنْ أَحْوَالِ أَبْنِيَّةِ الْكَلِمَةِ صِحَّةً وَ إِعْتِلَالًا وَزِيَادَةً وَّ نُقْصَانًا. (ایجازالتعریف:۱۷)

(ب)۔تَحْوِيْلُ الْأَصْلِ الْوَاحِدِ إِلَى أَمْثِلَةٍ مُخْتَلِفَةٍ لِيَحْصِلَ بِنَفْسِ تِلْكَ الْأَمْثِلَةِ مَعَانٍ مُتَفَاوِتَةٍ. (ایجازالتعریف:۱۷)

(ج)۔هُوَ عِلْمٌ بِأُصُوْلٍ تُعْرَفُ بِهَا أَحْوَالُ أَبْنِيَّةِ الْكَلِمِ اللَّتِيْ لَيْسَتْ بِإِعْرَابٍ وَّ لَا بِنَاءٍ. (ایجازالتعریف:۱۷، جاربردی:۱/ ۱۲۵، شرح الشافیۃ لابن نقرہ:۱/ ۱۲۶، دورس التصریف:۵)

[۲] اس فن میں عربی کلمات سے بحث کی جاتی ہے کہ کونسا کلمہ کس سے بنا ہے، کس طرح بنا ہے اور اس کلمے میں کونسی تبدیلیاں ہوئی ہیں۔

[۳] علم صرف کو حاصل کرنے کی غرض اور مقصد یہ ہے کہ عربی مفردات میں زبان کو تلفظ اور قلم کو لکھنے کی غلطی سے محفوظ رکھنا ہے۔

[۴] تعریف، موضوع اور غرض وغایت کے علاوہ مدون اور واضع کا جاننا بھی ضروری ہے، جس کی تفصیل مقدمہ میں بیان ہو چکی ہے۔

[۵] اصطلاح لغت میں جمع کرنے کو کہتے ہیں، عربی محاورہ ہے: إِصْطَلَحَ الْمَاءُ، أَيْ جَمْعُ الْمَاءُ اور اصطلاح میں إِتِّفَاقُ قَوْمٍ مَّخْصُوْصٍ عَلَى أَمْرٍ مَخْصُوْصٍ "کسی خاص قوم کا کسی خاص حکم یا کام پر اتفاق کرنا۔

[۶] علم الصرف میں ہر کلمہ سے بحث نہیں ہوتی، بلکہ اسماء میں صرف اسماء متمکنہ (اسم معرب) سے بحث ہوتی ہے، دو قسم کے اسماء اس کی بحث سے خارج ہیں: ۱۔ عجمی اسماء جیسے: ابرہیم، یعقوب، یوسف وغیرہ۔ ۲۔ مبنی اسماء خواہ وہ ضمائر ہوں، جیسے: هُوَ، أَنْتَ، انا وغیرہ۔ یا اسمائے اشارہ ہوں، جیسے: هَذَا، ذَالِكَ۔ یا اسمائے موصولہ ہوں، جیسے: الَّذِيْ، التِّي وغیرہ۔ یا اسمائے شرط یا استفہام وغیرہ ہوں، جیسے: مِنْ، مَا، أَيْنَ، مَّتى، مهما وغیرہ۔ اور افعال میں صرف افعال متصرفہ سے بحث ہوتی ہے، افعال جامدہ غیر متصرفہ سے اس فن میں بحث نہیں ہوتی، جیسے: نِعْمَ، بِئْسَ، عَسَى، حَبَّذَا، لَيْسَ وغیرہ۔ نیز علم صرف میں حروف کے اوزان وغیرہ سے بھی بحث نہیں ہوتی، خواہ حروف تہجی ہوں، یا حروف معانی ہوں، خواہ حروف عاملہ ہوں، یا غیر عاملہ ہوں، کیونکہ حروف میں تصریف اور گردان بہت ہی نادر ہے۔ (ایجاز التعریف لابن مالک:۱۷)

[۷] معنی مفرد وہ ہوتا ہے جس میں لفظ کا جز معنی کے جز پر دلالت نہ کرے، جیسے: "زید" ایک کلمہ ہے، اب لفظ "زید" کے اجزاء "ز.ی.د" معنی کے اجزاء "زید" کے کان، ناک وغیرہ پر دلالت نہیں کرتے۔

کلمہ کی تین اقسام ہیں:

۱۔اسم ۲۔ فعل ۳۔ حرف [۱]

۱۔اسم [۲]: وہ کلمہ ہے جس کا معنی دوسرے کلمہ کے ملائے بغیر معلوم ہو جائے اور تینوں زمانوں میں سے کوئی زمانہ [۳] نہ پایا جائے، جیسے: "رَجُلٌ، فَرَسٌ" وغیرہ۔

۲۔ فعل [۴]: وہ کلمہ ہے جس کا معنی بغیر دوسرے کلمہ کے ملائے معلوم ہو جائے اور تینوں زمانوں میں سے کوئی زمانہ پایا جائے، جیسے: "نَصَرَ یَنْصُرُ" وغیرہ۔

۳۔ حرف [۵]: وہ کلمہ ہے جس کا معنی دوسرے کلمہ کے ملائے بغیر معلوم نہ ہو، جیسے: "مِنْ، فِی" وغیرہ جب تک ان کے ساتھ کوئی اسم یا فعل نہ ملائیں گے ان کا مطلب سمجھ نہ آئے گا [۶]۔

اسم کی پہلی تقسیم:

پھر اسم کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ظاہر ۲۔ضمیر [۷]

---

[۱] اسم، فعل اور حرف سے کتب نحو میں تفصیلی بحث کی جاتی ہے، یہ علم النحو اور علم الصرف کے مشترکہ اصطلاحات ہیں، ان دونوں علوم میں ان سے مختلف حیثیات سے بحث کی جاتی ہے۔

[۲] اسم کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ بصریین کے نزدیک یہ "سِمْوٌ" سے مشتق ہے جس کے معنی بلندی کے ہیں اور چونکہ اسم اپنے دونوں قسموں (فعل و حرف) پر فائق رہتا ہے اس طور پر کہ یہ مسند اور مسند الیہ دونوں کی صلاحیت رکھتا ہے اور کوفیین کے نزدیک "وِسْمٌ" سے مشتق ہے جس کے معنی علامت کے ہیں، چونکہ اسم اپنے مسمیٰ کے لیے علامت ہوتا ہے، راجح مذہب بصریین کا ہے۔ (شرح الشافیۃ للرضی: ۳/۲۵۸، ہامش کافیہ: ۲)

[۳] زمانہ تین قسم پر ہے، ماضی گزرا ہوا زمانہ، حال موجودہ زمانہ، مستقبل آنے والا زمانہ۔

[۴] فعل کی وجہ تسمیہ ہے کہ فعل "تَلْفَعٌ" سے ماخوذ ہے بمعنی "تَضْمَنُ"، چونکہ فعل، فعل لغوی (مصدر) کو بھی شامل ہے، جیسے: "الضَّرْبُ" میں "مارنا" ایک فعل ہے جو مارنے والے قائم مقام ہے اور جو چیز فاعل سے صادر ہو وہ مصدر ہے اس لیے تسمیہ الدال باسم المدلول کی بناء پر فعل نام رکھ دیا گیا ہے۔ (ہامش کافیہ: ۳، الہامیہ: ۳۵)

[۵] حرف کو حرف کہنے کی وجہ یہ ہے کہ حرف لغت میں "کنارہ اور طرف" کو کہتے ہیں، جیسے عربی محاورہ ہے: "جَلَسْتُ حَرْفَ الْوَادِیْ"، "میں وادی کے کنارہ بیٹھا" اور چونکہ حرف کلام کے کنارے میں واقع ہوتا ہے اس لیے یہ اسم اور فعل کے کنارے اور طرف میں ہوتا ہے، یعنی یہ دونوں کلام میں عمدہ واقع ہوتے ہیں اور حرف نہیں۔ (فوائد ضیائیہ: ۴۲، ہامش کافیہ: ۳، الہامیہ: ۳۷)

[۶] حروف جب تک ایک دوسرے سے نہ ملے ہوں تو ان میں سے ہر ایک صرف ایک رمز اور علامت ہوتا ہے اور اس کی دلالت اپنی ذات تک محدود ہوتی ہے، لیکن جب دو یا زیادہ حروف مل جائیں تو اس ملنے سے کلمات بنتے ہیں۔

[۷] ضمیر یا تو اضمار سے مشتق ہے بمعنی استتار یعنی چھپانے کے ہے اور یہ بھی بعض مواقع پر فعل میں چھپا ہوتا ہے، اس لئے اِسے ضمیر کہتے کہتے ہیں اور یا ضمور سے مشتق ہے اور ضمور گوشت کی کمی کو کہا جاتا ہے اور ضمیر کو ضمیر اس لئے کہتے یں کہ یہ اسم ظاہر کے بہ نسبت حروف میں کم ہوتا ہے اور اصطلاحی تعریف علامہ ابن حاجب یوں فرماتے ہیں: المضمَرُ: مَا وُضِعَ لمتكلّمٍ، أو مخاطَبٍ، أوْ غائِبٍ تَقَدّمَ ذِكْرُه لفظاً أَوْ مَعْنًى أوْ حُكْماً، وَهُوَ مُتَّصِلٌ وَمُنْفَصِلٌ، فَالمنْفَصِلُ: المسْتَقِلُّ بِنَفْسِهِ، وَالمتَّصِلُ: غَيْرُ المسْتَقِلِّ بِنَفْسِهِ، وَهُوِ مَرْفُوْعٌ، وَمِنْصُوْبٌ وَمَجْرُوْرٌ. (الکافیہ: ۷۹).

۱۔اسم ضمیر[۱]: وہ اسم ہے کہ جس میں متکلم، مخاطب یا غائب کا حال بیان کیا جائے[۲]، جیسے: أَنَا، نَحْنُ، أَنْتَ، یہ سب اسم ضمیر ہیں ماسوائے ان کے سب اسم ظاہر ہیں۔[۳]
پھر اسم ضمیر[۴] کی تین قسمیں ہیں:
۱۔ مرفوع ۲۔ منصوب ۳۔ مجرور
مرفوع علامت فاعل کی ہے، منصوب علامت مفعول کی ہے اور مجرور علامت مضاف الیہ کی ہے۔
پھر مرفوع کی دو قسمیں ہیں:
۱۔ مرفوع متصل ۲۔ مرفوع منفصل
مثال مرفوع متصل کی: ضَرَبَ، ضَرَبَا، ضَرَبُوْا، ضَرَبَتْ، ضَرَبَتَا، ضَرَبْنَ، ضَرَبْتَ، ضَرَبْتُمَا، ضَرَبْتُمْ، ضَرَبْتِ، ضَرَبْتُمَا، ضَرَبْتُنَّ، ضَرَبْتُ، ضَرَبْنَا.
مثال مرفوع منفصل کی: هُوَ، هُمَا[۵]، ....

---

[۱] صرفی حضرات ضمائر سے بحث نہیں کرتے، بلکہ اس سے نحات بحث کرتے ہیں، کیونکہ علم الصرف میں ہر کلمہ سے بحث نہیں ہوتی، بلکہ اسماء میں صرف اسماء متمکنہ (اسم معرب) سے بحث ہوتی ہے، دو قسم کے اسماء صرف کی بحث سے خارج ہیں :۱۔ عجمی اسماء جیسے: :ابرہیم ،یعقوب، یوسف وغیرہ ۔ ۲۔ مبنی اسماء خواہ وہ ضمائر ہوں، یا اسمائے اشارہ ہوں ، یا اسمائے موصولہ ہوں، یا اسمائے شرط یا استفہام ہوں۔ اورافعال میں صرف افعال متصرفہ سے بحث ہوتی ہے، افعال جامدہ غیر متصرفہ سے اس فن میں بحث نہیں ہوتی، جیسے :نِعْمَ ، بِئْسَ ، عَسَی ، حَبَّذَا، لَيْسَ وغیرہ۔

[۲] اسم ضمیر: وہ اسم ہے جس میں متکلم، مخاطب یا ایسے غائب کا حال بیان کیا جائے جس کا ذکر پہلے لفظا یا معنا یا حکما ہو چکا ہو۔

[۳] صاحب حنفیہ کہتے ہیں کہ ضمیر اسم ظاہر کے مقابلہ میں آتی ہے اور اسم ظاہر کی تین قسمیں ہیں:۔ ۱۔ مرفوع ۲۔ منصوب ۳۔ مجرور۔ پھر اول دو کی دو قسمیں ہیں:۔ ۱۔ مرفوع متصل ۲۔ مرفوع منفصل ۳۔ منصوب متصل ۴۔ منصوب منفصل ۵۔ مجرور متصل۔ یہ کل پانچ قسمیں ہوئیں، اس طرح ایک ایک قسم کی بارہ بقولِ بعض چودہ ضمیریں ہیں، چنانچہ بارہ کو پانچ میں ضرب دینے سے ساٹھ اور چودہ سے ستر ضمیریں ہو جائیں گی۔ (الحنفیہ علی المراح:۵۹-۶۱، الفلاح:۵۰)

[۴] ضمائر کی کل تعداد میں اہل علم کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ساٹھ ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ کل ضمائر ستر ہیں، دونوں قول صحیح ہیں، اس طرح کہ جو ستر کے قائل ہیں وہ چودہ صیغوں کے چودہ ضمائر علیحدہ علیحدہ شمار کرتے ہیں اور جو ساٹھ کے قائل ہیں وہ بارہ ضمیر شمار کرتے ہیں، کیونکہ تثنیہ مذکر غائب ومؤنث دونوں کی ضمیر ایک ہی آتی ہے اس طرح تثنیہ مذکر ومونث دونوں کی ایک ہی ضمیر ہے، لہٰذا مؤخر الذکر حضرات غائب میں سے ایک اور حاضر میں سے ایک شمار کرتے ہیں اور دو ضمیریں ان کے نزدیک متروک ہو جاتی ہیں اس اعتبار سے کل ساٹھ ضمیر ہوئیں۔

[۵] تثنیہ مذکر ومؤنث غائب دونوں کی ضمیر ایک ہی آتی ہے اس لیے دو کو ایک مانا گیا، اسی طرح تثنیہ مذکر ومؤنث حاضر کی ضمیر ایک ہی ہے اس لیے اس میں سے بھی ایک اور متکلم کے لیے صرف دو صیغے رکھے گئے، کیونکہ متکلم اکثر احوال یا آواز کے ذریعہ دیکھا سنا جاتا ہے کہ وہ مذکر ہے یا مؤنث، تثنیہ ہے یا جمع، لہٰذا متکلم کی چھ ضمیروں میں سے دو ضمیریں لی گئیں اور چار ضمیریں شمار میں چھوڑ دی گئیں، اسی طرح تثنیہ میں سے دو چھوڑ دی گئیں، اس اعتبار سے چھ ضمائر شمار میں نہیں آئیں، اس لیے ہر قسم کی بارہ بارہ ضمیریں ہوئیں، بارہ کو پانچ میں ضرب دینے سے ساٹھ ہو جائیں گی، محشی زنجانی چودہ ضمیر شمار کرتے ہیں وہ صرف متکلم کی چھ ضمیروں میں سے چار کو شمار ترک کرتے ہیں۔ (الحنفیہ:۶۰، فلاح:۵۱، زنجانی:۱۵)

هُمْ[1]، هِيَ[2]، هُمَا، هُنَّ، أَنْتَ، أَنْتُمَا، أَنْتُمْ، أَنْتِ، أَنْتُمَا، أَنْتُنَّ، أَنَا، نَحْنُ.

ضمیر مرفوع متصل کی دو قسمیں ہیں:

۱۔بارز ۲۔مُستَتِر[3]

۱۔بارز: بارز کا لغوی معنی "ظاہر ہونے والا" ہے اور اصطلاح میں بارز وہ ضمیر ہوتی ہے[4] جو فعل کے لام کلمہ سے ملی ہوئی ہو اور اس کے بغیر فعل تام نہ ہو[5]، جیسے: "ضَرَبَا، ضَرَبُوْا" اور وہ حرف جو ضرب کے آخر میں آتے ہیں سوائے تاء تانیث ساکنہ کے سب ضمیر مرفوع متصل بارز ہیں۔

۲۔مُستَتِر: لغت میں چھپی ہوئی کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں وہ ضمیر ہوتی ہے جو ظاہر نہ پڑھی جائے، بلکہ اپنی طرف سے اعتبار کی جائے۔ مستتر کی دو قسمیں ہیں:

(الف)۔واجب الاستتار (ب)۔جائز الاستتار

---

(۱) مرفوع منفصل کی ضمیر تثنیہ "هُمَا" اور جمع "هُمْ" میں "میم" کا اضافہ ہے جب کہ "هُوَ" مفرد کے لحاظ سے تثنیہ "هُوَا" اور جمع "هُوَوا" ہونا چاہیے، کیونکہ تثنیہ میں صرف "الف" اور جمع میں "واؤ" کا اضافہ ہوتا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ "واؤ" اور "میم" کا مخرج ایک ہے اس لیے "واؤ" کو "میم" سے بدل دیا۔ اسی طرح جمع "هُوَوا" میں چونکہ دو "واؤ" (ایک واؤ ضمیر دوسرا واؤ جمع) کا جمع ہونا ناجائز ہے، کیونکہ "واؤ" حروف علت میں زیادہ ثقیل اور اس کے ماقبل مضموم دونوں کا جمع ہونا زیادہ ثقل کے باعث ہونے کی بناء پر "هُوَوا" کے اول "واؤ" کو "میم" سے بدل دیا "هُمَوا" ہو گیا، پھر "واؤ" چونکہ ظرف میں واقع ہے، دوسرے یہ کہ اسم کے آخر میں واؤ ماقبل مضموم نہیں پایا جاتا ہے اس لیے "واؤ" کو حذف کر دیا اور ماقبل "واؤ" نہ ہونے کی بنا پر "میم" کے ضمہ کو ساکن سے بدل دیا "هُمْ" ہو گیا۔ (الحنفیہ علی المراح: ۶۲، فلاح: ۵۳، ہامش مراح: ۴۰)

(۲) ضمیر مرفوع منفصل "هُوَ" اور "هِیَ" کی "واؤ" اور "یاء" میں بصریین اور کوفیین کا اختلاف ہے، بصریین کہتے ہیں کہ "هُوَ" میں "واؤ" اور "هِیَ" میں "یاء" دونوں اصل کلمہ ہیں، اشباع کے لیے نہیں، کیونکہ حرف اشباع متحرک نہیں ہوتا۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ حروف اشباع بغیر ضرورت نہیں لائے جاتے اور دونوں میں "واؤ" اور "یاء" مفتوح ہونے کی بناء پر مستقل کلمہ ہو گئے، کیونکہ اگر ان دونوں پر حرکت نہ دی جائے تو دونوں حروف اشباع کے لیے ہو جائیں گے اور عدم مستقل کی صورت میں "واؤ" اور "یاء" ساکن ہوں گے، جیسے: "بِهِیْ، وَانْهُوْ".

کوفیین کا مذہب یہ ہے کہ دونوں میں "واؤ" اور "یاء" اشباع کے لیے ہیں اور اصل دونوں میں صرف "ہا" ہے، یہ اپنے اس قول کی تائید میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ تثنیہ اور جمع کے وقت "هُوَ" سے "واؤ" اور "هِیَ" سے "یاء" حذف ہو جاتے ہیں اور "هُمَا، هُمْ" کہا جاتا ہے، لہٰذا کسی شئ کا حذف ہونا اس کی عدمِ اصل کی دلیل ہے۔ شارح شافیہ علامہ رضی استر آبادی نے بصریین کے مذہب کو راجح قرار دیا اور کوفیین کا جواب دیتے ہیں کہ تثنیہ اور جمع میں حذف ہونا اصل کلمہ کے منافی نہیں۔ (شرح رضی: ۲/ ۱۰، الحنفیہ علی المراح: ۶۱، فلاح: ۵۳، مشکلات الصرف: ۷۷)

(۳) اس کا صحیح تلفظ "مُستَتِر" ہے، اسم فاعل کا صیغہ ہے، یہ مادہ باب افتعال سے لازمی استعمال ہوتا ہے اس سے اسم مفعول نہیں آتا۔

(۴) جو ظاہر پڑھی جائے اور فعل کے لام کلمہ سے ملی ہو اور اس کے بغیر فعل تام نہ ہو، ضمیر بارز کی یہ تین شرائط ہیں۔

(۵) ضمیر بارز ترکیب میں ہمیشہ فاعل یا نائب فاعل واقع ہوتا ہے۔

(الف)۔واجب الاستتار: وہ ضمیر ہوتی ہے جو صیغہ واحد مذکر مخاطب اور متکلم کے دونوں صیغوں میں آتی ہے بالاتفاق اور صیغہ واحدہ مؤنث مخاطبہ میں آتی ہے بالاختلاف، لیکن سوائے ماضی کے، کیونکہ ماضی میں ان صیغوں میں ضمیر بارز ہوتی ہے، بالاختلاف کا مطلب یہ ہے کہ ماضی کے علاوہ صیغہ واحدہ مؤنث مخاطبہ کی ضمیر میں اختلاف ہے، جمہور کے نزدیک ان میں ضمیر بارز ہوتی ہے اور بعض صرفیوں [1] کے نزدیک اس میں ضمیر مستتر واجب الاستتار ہوتی ہے۔

(ب)۔جائز الاستتار: وہ ضمیر ہوتی ہے جو فعلوں کے غائب اور غائبہ [2] کے صیغوں میں آتی ہے اور صفات میں مطلقاً [3]۔ مطلقاً کا معنی یہ ہے کہ خواہ صیغہ مفرد ہو، یا تثنیہ، یا جمع مذکر ہو، یا جمع مؤنث ہو، اس میں ضمیر خواہ متکلم کی ہو، یا مخاطب کی یا غائب کی۔

---

(۱) یہ امام اخفشؒ کا مذہب ہے۔(مراح الارواح:۲۰)۔

(۲) فعل ماضی کے دوصیغوں (واحد مذکر غائب اور واحدہ مؤنث غائبہ) میں ضمیر مستتر جائز الاستتار جبکہ باقی بارہ صیغوں میں ضمیر بارز ہوتی ہے، ضَرَبَا میں الف، ضَرَبُوْا میں واؤ، ضَرَبَتَا میں الف، ضَرَبْنَ میں نون، ضَرَبْتَ میں تاء مفتوحہ، ضَرَبْتُمَا میں الف، ضَرَبْتُمْ میں واو، ضَرَبْتِ میں تاء مکسورہ، ضَرَبْتُمَا میں الف، ضَرَبْتُنَّ میں نون، ضَرَبْتُ میں تاء مضمومہ، ضَرَبْنَا میں نَا ضمیر ہے اور فعل مضارع کے دوصیغوں (یَضْرِبُ واحد مذکر غائب اور واحدہ مؤنث غائبہ) میں ضمیر مستتر جائز الاستتار ہوتی ہے، تین صیغوں (واحد مذکر مخاطب ،واحد متکلم ،اور جمع متکلم) میں ضمیر مستتر واجب الاستتار ہوتی ہے، نوصیغوں میں ضمیر بارز ہوتی ہے، چار ان میں سے تثنیہ ہیں: تثنیہ مذکر غائب، تثنیہ مؤنث غائب، تثنیہ مذکر مخاطب، تثنیہ مؤنث مخاطب، ان چاروں میں الف ضمیر ہے، جمع مذکر غائب و مخاطب میں واؤ اور جمع مؤنث غائب و مخاطب میں نون ضمیر بارز ہیں، واحدہ مؤنث مخاطب میں اختلاف ہے، عندالجمہور اس میں ضمیر بارز ہے اور امام اخفشؒ کے نزدیک اس میں ضمیر واجب الاستتار ہے۔

فعل مضارع مجہول میں بھی مضارع معلوم کی طرح ضمائر نکالے جائیں گے، فعل جحد، مضارع مؤکد بلن ناصبہ اور امر، نہی کو مضارع پر قیاس کیا جائے گا، یعنی اضْرِبْ میں أَنْتَ ضمیر مستتر اور باقی صیغوں میں ضمیر بارز ہوتی ہے، اضْرِبِیْ میں اختلاف ہے جمہور کے نزدیک اس میں یاء ضمیر بارز ہوتی ہے جبکہ امام اخفشؒ کے نزدیک اس میں ضمیر مستتر واجب الاستتار ہے اور امر غائب کے دوصیغوں واحد مذکر غائب، واحدہ مؤنث غائبہ میں ضمیر مستتر جائز الاستتار اور واحد و جمع متکلم میں ضمیر واجب الاستتار ہوتی ہے۔

اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ، اسم فعل بمعنی ماضی اور مبالغہ کے تمام صیغوں میں ضمیر مستتر جائز الاستتار ہوتی ہے، یعنی ان سے پہلے جو ضمیر ہوگی وہی ضمیر مستتر ان میں نکالی جائے گی، یہ ضمیریں تکلم، خطاب اور غائب ہونے میں ماقبل کے تابع ہوتی ہے، مثلا: أَنْتُمْ آكِلُوْنَ میں أَنْتُمْ، هُمْ آكِلُوْنَ میں هو اور نَحْنُ آكِلُوْنَ میں نَحْنُ ضمیر نکالی جائے گی اور اگر صیغہ صفاتی کے شروع میں اسم ظاہر ہو تو وہاں ہمیشہ غائب کی ضمیر نکالی جائے گی، جیسے: زَيْدٌ ضَارِبٌ.

یادرہے کہ مصدر، اسم ظرف اور اسم آلہ میں ضمائر نہیں ہوتے۔ علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ مشتقات میں اسم فعل بمعنی امر، اسم تفضیل اور فعل تعجب میں ضمیر مستتر واجب الاستتار ہوتی ہے۔(ھمع الھوامع:۱/۲۴۴)

(۳) یہ جمہور اہل علم کی رائے ہے کہ صفات میں مطلقاً ضمائر جائز الاستتار ہیں، خواہ غائب ہوں، یا مخاطب ہوں، یا متکلم ہوں، کیونکہ اسمائے صفات میں ماقبل کا اعتبار ہوتا ہے، اگر ماقبل ضمیر غائب ہے تو اس میں بھی ضمیر غائب ہوگی، اگر ماقبل مخاطب ہے تو اس میں بھی ضمیر مخاطب ہوگی اور اگر ماقبل متکلم ہے تو اس میں بھی ضمیر متکلم ہوگی، بہر حال سب صورتوں میں ضمیر جائز الاستتار ہوگی، لیکن بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ اسمائے صفات میں مطلقاً ضمائر جائز الاستتار نہیں، بلکہ جائز الاستتار ضمیر صرف اس صورت میں ہوگی جب اس کا ماقبل ضمیر غائب ہو اور اگر ماقبل ضمیر مخاطب یا متکلم ہو تو پھر اس میں ضمیر واجب الاستتار ہوگی، جیسے: ''أَنا قائم'' اور ''أَنت قائم'' میں ضمائر واجب الاستتار ہیں۔

پھر ضمیر منصوب کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ منصوب متصل ۲۔ منصوب منفصل

۱۔ منصوب منفصل: وہ ضمیر ہوتی ہے جو اپنے عامل سے جدا ہو اور ترکیب میں ہمیشہ مفعول بہ واقع ہو جیسے: إِيَّاهُ[۱]، إِيَّاهُمَا، إِيَّاهُمْ، إِيَّاهَا، إِيَّاهُما، إِيَّاهُنَّ، إِيَّاكَ، إِيَّاكُمَا، إِيَّاكُمْ، إِيَّاكِ، إِيَّاكُمَا، إِيَّاكُنَّ، إِيَّاىَ، إِيَّانَا.

۲۔ منصوب متصل: وہ ضمیر ہوتی ہے جو اپنے عامل سے ملی ہوئی ہو اور یہ فعلوں، حروفِ مشبہ بالفعل اور اسمائے افعال کے بعد آتی ہے[۲]۔

مثال فعلوں کی، جیسے: ضَرَبَهُ، ضَرَبَهُمَا، ضَرَبَهُمْ، ضَرَبَهَا، ضَرَبَهُمَا، ضَرَبَهُنَّ، ضَرَبَكَ، ضَرَبَكُمَا، ضَرَبَكُمْ، ضَرَبَكِ، ضَرَبَكُمَا، ضَرَبَكُنَّ، ضَرَبَنِيْ[۳]، ضَرَبَنَا.

مثال حروفِ مشبہ بالفعل کی، جیسے: إِنَّه، إِنَّهُمَا، إِنَّهُمْ، إِنَّهَا، إِنَّهُمَا، إِنَّهُنَّ، إِنَّكَ، إِنَّكُمَا، إِنَّكُمْ، إِنَّكِ، إِنَّكُمَا، إِنَّكُنَّ، إِنَّنِيْ، إِنَّنَا.

---

[۱] علامہ رضی اور صاحب محرم آفندی فرماتے ہیں کہ ''إِيَّاهُ'' اور اس کے اخوات میں نحویوں کا شدید اختلاف ہے، امام خلیلؒ، مازنیؒ اور ابو علی فارسی کہتے ہیں کہ ضمیر صرف ''إِيَّا'' ہے اور اس سے متصل لواحق اسماء ہیں، جن کی اضافت ''إِيَّا'' کی طرف کی جاتی ہے، لیکن بات درست نہیں، کیونکہ ضمائر مضاف نہیں ہوتے۔ امام زجاج اور سیرافی فرماتے ہیں کہ ضمیر منصوب منفصل ''إِيَّا'' اسم ظاہر ہے جو ضمیر کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ کوفیین کا مذہب یہ ہے کہ ''إِيَّاكَ، إِيَّاهُ'' اور ''إِيَّاىَ'' سب مکمل اسماء ہیں، لیکن شیخ رضی الدین نے اس کو ضعیف قرار دیا، کیونکہ جن اسماء کا آخر ''ك''، ''هاء'' اور ''ياء'' سے بدلتے ہوں وہ نہ مکمل اسماء ظاہرہ ہیں اور نہ ہی اسماء مضمرہ۔ لہذا کوفیین کی یہ بات درست نہیں۔ بعض کوفیین اور ابن کیسان بصری فرماتے ہیں کہ ''إِيَّاهُ وَإِيَّاكَ'' وغیرہ میں ضمائر وہ ہیں جو ''إِيَّا'' سے ملحق ہوں اور لفظ ''إِيَّا'' ان ضمائر کے لیے بمنزلہ ستون ہیں تاکہ اس کے باعث ضمیر منفصل ہو سکے۔ شیخ رضی کہتے ہیں کہ کوفیین اور ابن کیسان بصری کا مذکورہ موقف کچھ کچھ صحیح ہے۔

امام سیبویہؒ کا مذہب اس سلسلہ میں یہ ہے کہ منصوب مفصل میں اسم ضمیر صرف ''أَيَّا'' ہے اور اس کا مابعد متصل حرف ہے جو مرجوع الیہ متکلم، مخاطب اور غائب کی حالتوں پر دلالت کرتا ہے، جیسا کہ اسمائے اشارہ کے آخر میں لواحق ہیں، جیسے: ''ذٰلِكَ، أُوْلٰئِكَ'' وغیرہ ہیں۔ اسی قول کو علامہ نورالدین جامی نے ''فوائد ضیائیہ'' میں اختیار کیا ہے اور یہی قول مختار ہے، اس کو ابن مالک اور ابو حیان نے راجح قرار دیا ہے۔ (شرح رضی: ۲/ ۱۳، فلاح: ۵۸، ہامش مراح: ۴۵، محرم آفندی: ۲/ ۲۷، تاج العروس: ۴۰/ ۳۹۴، ہامش شرح ابن عقیل: ۵۱-۵۲)

[۲] ضمیر منصوب متصل ترکیب میں ہمیشہ مفعول بہ اور حروفِ مشبہ بالفعل کا اسم واقع ہوتی ہے۔

[۳] نون کی تین قسمیں ہیں:۔ ۱۔ نون اعرابی، ۲۔ نون وقایہ، ۳۔ نون قطنی۔

۱۔ نون اعرابی: جو ضمہ اعرابی کے عوض کلمہ کے آخر میں لایا جائے جیسے: يَضْرِبَانِ، يَضْرِبُوْنَ یہ نون يَضْرِبُ کے ضمہ اعرابی کے عوض ہے۔ ۲۔ نون وقایہ: جو کلمہ کے آخری حرکت کی حفاظت کیلئے لایا جائے جیسے: ضَرَبَنِيْ، يَضْرِبُنِيْ یہ نون فعل کے تحفظ کیلئے آیا ہے تاکہ فعل کو کسرہ دینے سے محفوظ رکھے۔ ۳۔ نون قطنی: جو کلمہ منکّر کے بعد معرف باللام کے ذکر کے وقت دو ساکنوں کا جو اجتماع ہوتا ہے، ان کو ملاتے وقت پڑھنے میں نون پیدا ہو جاتا ہے جو رسم الخط میں چھوٹا سا لکھا جاتا ہے جیسے: قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ. اللّٰهُ الصَّمَدُ.

حروفِ مشبہ بالفعل کل چھ ہیں: إِنَّ، أَنَّ، كَأَنَّ، لٰكِنَّ، لَيْتَ، لَعَلَّ.

مثال اسمائے افعال کی، جیسے: رُوَيْدَهُ، رُوَيْدَهُمَا، رُوَيْدَهُمْ، رُوَيْدَهَا، رُوَيْدَهُمَا، رُوَيْدَهُنَّ، رُوَيْدَكَ، رُوَيْدَكُمَا، رُوَيْدَكُمْ، رُوَيْدَكِ، رُوَيْدَكُمَا، رُوَيْدَكُنَّ، رُوَيْدَنِيْ، رُوَيْدَنَا.

اسمائے افعال کی دو قسمیں ہیں[1]: ۱۔ **بمعنی فعل ماضی، جیسے:** هَيْهَاتَ ، شَتَّانَ، سَرْعَانَ. **۲۔ بمعنی امر حاضر**

---

[1] اسماءافعال کی دو قسمیں ہیں:(۱)۔ قیاسی (۲)۔ سماعی

۱)۔اسم فعل قیاسی: اسے کہتے ہیں جس کے لئے قاعدہ مقرر ہو۔ ۲)۔اسم فعل سماعی: سماعی اسے کہتے ہیں جس کے لئے کوئی قانون اور قاعدہ مقرر نہ ہو بلکہ جس طرح اہل لسان سے سنا گیا ہو اسی طرح ادا ہو۔ اسم فعل سماعی کی دو قسمیں ہیں:(۱)۔ مرتجل (۲)۔ منقول ۔

۱۔ مرتجل: اس کلمہ کو کہتے ہیں جس کو ابتداء سے اسم فعل کے لئے وضع کیا گیا ہو، جیسے:"صَهٍ، هَيْهَاتَ، أُفٍّ" وغیرہ۔

۲۔ منقول: وہ کلمہ ہے جس کی وضع کسی اور معنی کے لئے ہو، لیکن پھر اس کا استعمال اسم فعل میں کیا جانے لگا ہو، جیسے:"عَلَيْكُمْ أَنْفُسكُمْ" میں "عَلَيْكُمْ"، "أَلْزِمُوْا" کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

اسم فعل قیاسی کے لئے قانون یہ ہے کہ فعال کے وزن پر اسم فعل بمعنی امر بنایا جائے، بشرطیکہ اس میں تین شرائط موجود ہوں: (۱)۔ فعل ثلاثی ہو، (۲)۔ متصرف ہو جامد (بِئْسَ، نِعْمَ وغیرہ) نہ ہو، ۳۔ تام ہو ناقص (ظَلَّ، بَاتَ، كَانَ وغیرہ) نہ ہو، جیسے:"عَمَالَ، وَصَالَ" اور "تَرَاكِ" یہ تینوں اسمائے افعال فعال کے وزن پر "عَمَلَ، وَصَلَ" اور "تَرَكَ" سے بنائے گئے ہیں اور ان افعال میں تینوں شرائط موجود ہیں۔ ان کو "معدول" بھی کہتے ہیں۔ اسمائے افعال میں منقول اور معدول صرف امر کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جبکہ اسم فعل مرتجل ماضی، مضارع اور امر سب معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اسم فعل کا ایک ہی صیغہ مذکر و مؤنث، واحد، تثنیہ جمع سب کے لئے استعمال ہوتا ہے، جیسے:"صَهٍ يَا غُلَامُ، صَهٍ يَا غُلَامَانِ، صَهٍ يَا غِلْمَانُ". اسماء افعال انہی افعال والا عمل کرتے ہیں جن افعال پر وہ دلالت کرتے ہیں اگر وہ افعال لازمی ہیں تو اسم فعل لازمی والا عمل کرے گا اگر متعدی ہو تو متعدی والا عمل کرے گا۔

اہم اور مشہور اسمائے افعال درج ذیل ہیں:

اسم فعل	زمانہ	معنی	اسم فعل	زمانہ	معنی
إِلَيْكَ كَذَا	امر	خُذْ	صَهٍ	امر	اُسْكُتْ
عَلَيْكَ	امر	أَلْزِمْ	إِلَيَّ	امر	أَقْبِلْ
إِلَيْكَ	امر	تَنَحَّ	أَمَامَكَ	امر	تَقَدَّمْ
هَلُمَّ كَذَا	امر	أَحْضِرْ	حَيَّ	امر	تَعَالْ
هَلُمَّ إِلَيَّ	امر	تَعَالْ	هَيْتَ	امر	تَعَالْ
دُوْنَكَ	امر	خُذْ	هَلَّا	امر	تَعَالْ
آمِيْن	امر	اسْتَجِبْ	هَلْ	امر	تَعَالْ
حَيَّهَلْ	امر	أَقْبِلْ، عَجِّلْ	هَيْهَاتَ	ماضی	بَعُدَ
مَهْ	امر	اُكْفُفْ	شَتَّانَ	ماضی	اِفْتَرَقَ
مَكَانَكَ	امر	اثْبُتْ	سَرْعَانَ	ماضی	سَرَعَ
هَاكَ	امر	خُذْ	وَيْ	مضارع	أَتَعَجَّبُ
بَلْهَ	امر	اُتْرُكْ	آهٍ	مضارع	أَتَوَجَّعُ

معلوم، جیسے: رُوَيْدَ، بَلْهَ، حَيَّهَلْ، هَلُمَّ، دُوْنَكَ، عَلَيْكَ، هَا.

مجرور[1] کی ایک ہی قسم ہے[2]، مجرور متصل یہ وہ ضمیر ہوتی ہے جو حروفِ جارہ اور اسمائے مضاف کے بعد آئے آئے اور ترکیب میں مضاف الیہ واقع ہو۔

مثال اسمائے مضاف کی، جیسے: غُلَامُهُ، غُلَامُهُمَا، غُلَامُهُمْ، غُلَامُهَا، غُلَامُهُمَا، غُلَامُهُنَّ، غُلَامُكَ، غُلَامُكُمَا، غُلَامُكُمْ، غُلَامُكِ، غُلَامُكُمَا، غُلَامُكُنَّ، غُلَامُنِيْ، غُلَامُنَا.

مثال حروفِ جارہ کی، جیسے: لَهُ، لَهُمَا، لَهُمْ، لَهَا، لَهُمَا، لَهُنَّ، لَكَ، لَكُمَا، لَكُمْ، لَكِ، لَكُمَا، لَكُنَّ، لِيْ، لَنَا.[3]

---

(۱) ضمیر مجرور متصل کو مؤخر کرنے کی کئی وجوہات ہیں: پہلی وجہ یہ ہے کہ ضمیر منصوب، متصل اور منفصل دونوں ہوتی ہے اور ضمیر مجرور صرف متصل ہوتی ہے، لہٰذا ضمیر منصوب زیادہ ہے بنسبت مجرور کے اور کثرت اولیت کا حقدار ہوا کرتی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ضمیر منصوب کسی واسطہ کے بغیر فعل کا معمول ہوتی ہے اور ضمیر مجرور جر کے واسطے سے معمول ہے اور عدم واسطہ اصل اور بالواسطہ فرع ہے، لہٰذا اصل ضمیر منصوب کو ضمیر مجرور سے مقدم کرنا اولی ہے اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ عامل جر حرف ہے اور حرف اسم و فعل دونوں سے مؤخر الذکر ہوتا ہے، لہٰذا اس کا معمول ضمیر مجرور بھی مؤخر ہو گا۔ (الحنفیہ علی المراح:۶۹، مشکلات الصرف:۹۱)

(۲) ضمیر مجرور صرف متصل ہوتی ہے، منفصل نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ مجرور منفصل کی صورت میں مجرور کا جار پر مقدم ہونا لازم آئے گا، جیسے: "مَرَرْتُ بِزَيْدٍ" میں جب مجرور منفصل کریں گے تو: "مَرَرْتُ زَيْدٍبِ" کہنا پڑے گا اور یہ صحیح نہیں، اسی وجہ سے کلام عرب میں ضمیر مجرور منفصل نہیں آتی، بخلاف مرفوع و منصوب منفصل کے کہ ان میں عامل رافع و ناصب پر مقدم ہونا جائز ہے۔ جس کی اول وجہ یہ ہے کہ مجرور جار سے بہت زیادہ متصل ہونے کی وجہ سے ایک جزء کی طرح ہو گیا اور کسی شئی کا جزء مقدم نہیں ہوتا۔ لہٰذا مجرور جار سے مقدم نہیں ہو سکتا اور جب مقدم نہیں ہو سکتا تو مجرور منفصل نہ ہونا یقینی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جار یا تو حرف ہے یا مضاف اور مجرور اسم ظاہر جار سے جدا نہیں ہوتا، اس لیے مظہر کا قائم مقام ضمیر مجرور بھی علیحدہ نہیں ہو گی، چنانچہ ضمیر منفصل نہ ہونے کی صریح دلیل ہے بخلاف ضمیر مرفوع و منصوب کے کہ ان دونوں کا اسم ظاہر عامل سے جدا ہو جاتا ہے۔ (الحنفیہ علی المراح:۵۹، الفلاح:۵۰)

(۳) "هَاء" ضمیریں کہیں مرفوع ہوتی ہیں، جیسے: "له" اور کہیں مجرور، جیسے: "به" ہے اس کے متعلق چند قواعد ذہن نشیں رکھیں:

قاعدہ نمبر ۱: جب "ها" ضمیر سے پہلے کسرہ ہو، یا یاء ساکنہ ہو تو ضمیر کو بھی مکسور پڑھا جائے گا، جیسے: "بِهِ، إِلَيْهِ"، لیکن قرآن مجید میں اس سے چار جگہ مستثنیٰ ہیں:۔ ۱- وَمَا أَنْسَانِيْهُ ۲-عَلَيْهُ اللهَ ۳-أَرْجِهْ ٤-وَأَلْقِهْ۔ اول الذکر دونوں مثالوں میں ضمیر پر ضمہ ہے اور مؤخر الذکر دونوں مثالوں میں ضمیر ساکن ہے۔

قاعدہ نمبر ۲: جب اس "هَا" سے پہلے کسرہ اور یاء ساکنہ نہ ہو تو ضمیر پر ضمہ پڑھیں گے، جیسے: "مِنْهُ، أَخَاهُ"، لیکن قرآن مجید میں ایک جگہ اس سے مستثنیٰ ہے اور وہ "وَيَتَّقْهِ" ہے کہ اس میں ضمیر مکسور ہے اور جب "هَا" ضمیر سے پہلے اور بعد دونوں طرف حرکت ہو تو ضمیر میں صلہ ہو گا، یعنی ضمیر پر اگر پیش ہو تو "واو" یعنی الٹا پیش زائد کر کے پڑھیں گے اور اگر ضمیر پر کسرہ ہو تو "یاء" یعنی کھڑا زیر زائد کر کے پڑھیں گے، جیسے: "رَسُوْلُهُ أَحَقُّ، جَمْعُهُ وَقُرْآنَه، مِنْ رَبِّهِ وَالمؤْمِنُوْنَ"۔ ایک جگہ قرآن مجید میں اس سے مستثنیٰ ہے اور وہ "إِنْ يَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ" ہے اس میں الٹا پیش نہیں پڑھیں گے۔

قاعدہ نمبر ۴: جب "هَا" ضمیر سے پہلا والا حرف ساکن ہو تو "هَا" ضمیر کی حرکت کا صلہ نہ ہو گا، جیسے: "فِيْهِ"، لیکن قرآن مجید میں ایک جگہ اس سے مستثنیٰ ہے، جیسے: "فِيْهِ مُهَاناً" اس میں صلہ ہے۔ (معلم التجوید:۱۷۲، مشکلات الصرف:۹۴)

حروفِ جارہ کل سترہ ہیں:

باؤ، تاؤ، وکاف، ولام، وَوَاؤ، وَمُنْذُ، وَمُذْ، خَلَا، رُبَّ، حَاشَا، مِنْ، عَدَا، فِيْ، عَنْ، علَىٰ، حَتّٰى، إِلٰى.

اسم کی دوسری تقسیم:

اسم ظاہر کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ معرب [۱] ۲۔ مبنی [۲]

۱۔ معرب: وہ کلمہ ہے جس کا آخر مختلف عوامل کے بدلنے سے بدلتا رہے، جیسے: جَاءَ زَيْدٌ، وَرَأَيْتُ زَيْدًا، وَمَرَرْتُ بِزَيْدٍ.

۲۔ مبنی: وہ کلمہ ہے جس کا آخر مختلف عوامل کے آنے سے نہ بدلے، جیسے: جَاءَ هَؤُلَاءِ، وَرَأَيْتُ هَؤُلَاءِ، وَمَرَرْتُ هَؤُلَاءِ.

معرب کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ منصرف ۲۔ غیر منصرف

۱۔ منصرف: وہ ہوتا ہے جس کے آخر میں تینوں حرکتیں تنوین سمیت پڑھی جائیں، جیسے: جَاءَ زَيْدٌ، وَرَأَيْتُ زَيْدًا، وَمَرَرْتُ بِزَيْدٍ.

۲۔ غیر منصرف: وہ ہوتا ہے جس کے آخر میں کسرہ اور تنوین نہ پڑھی جائیں، جیسے: جَاءَنِيْ أَحْمَدُ، رَأَيْتُ أَحْمَدَ، مَرَرْتُ بِأَحْمَدَ.

اسم کی تیسری تقسیم:

اسم معرب [۳] کی تین قسمیں ہیں [۴]:

---

[۱] معرب باب افعال سے اسم ظرف (مکان) ہے اس کا مصدر اعراب ہے، بمعنی ظاہر ہونے کی جگہ، چونکہ اسم معرب میں معانی کا اظہار ہوتا ہے، معانی سے مراد فاعل، مفعول اور مضاف الیہ ہیں، اس لیے کہ تبدیلی حرکات یا حروف سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کلمہ اب فاعل یا مفعول یا مضاف الیہ بن گیا ہے، اس لیے ایسے اسم کو لفظ معرب سے اہل عرب تعبیر کرتے ہیں۔ (الہامیہ: ۴۵، المصباح: ۳۲)

[۲] مبنی "بَنَى يَبْنِيْ" سے اسم مفعول کا صیغہ ہے، یہ اصل میں "مَبْنَوِيٌ" تھا، "واؤ" اور "یاء" ایک کلمہ میں جمع ہوئے، پہلا ساکن تھا اس لیے "واؤ" کو "یاء" سے بدل کر "یاء" کو "یاء" میں مدغم کیا اور پھر "یاء" کی مناسبت سے کسرہ دیدیا۔ اس کا معنی بناء کیا ہوا، قرار، عدم تغییر، چونکہ مبنی ایک ہی حالت پر بر قرار رہتا ہے کوئی تبدیلی نہیں ہوتی، اس لیے اسے مبنی کہتے ہیں۔ (المصباح: ۳۲)

[۳] اسم متمکن کے تقسیم میں مشتق اور غیر مشتق ہونے کے اعتبار سے تین اقوال ہیں:

۱۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اسم کی قسمیں ہیں:۔ ۱۔ جامد، ۲۔ مصدر اور مشتق فعل کے تابع ہے، اور بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ اسم کی دو قسمیں ہیں:۔ ۱۔ جامد، ۲۔ مشتق اور مصدر مشتق کے زمرے میں داخل ہے، اور جبکہ محققین حضرات فرماتے ہیں کہ اسم کی تین قسمیں ہیں:۔ ۱۔ جامد، ۲۔ مصدر، ۳۔ مشتق یہی قول معروف اور مختار ہے۔

[۴] ان کی وجہ حصر یہ ہے: اسم مأخذ ہو گا یا ماخوذ ہو گا، یا نہ مأخذ ہو گا اور نہ ہی ماخوذ ہو گا اگر مأخذ ہو تو مصدر، اگر ماخوذ ہو تو مشتق، اور اگر نہ مأخذ ہو اور نہ ہی ماخوذ ہو تو جامد۔

۱۔مصدر[1] ۲۔ مشتق ۳۔ جامد

۱۔مصدر[2]: لغت میں نکلنے کی جگہ کو کہتے ہیں اور اصطلاح صرف میں مصدر وہ کلمہ ہے جس سے فعل کی بناء کی جائے[3] اور اُردو میں ترجمہ کرتے وقت آخر میں "نا" آئے، جیسے: الضَّرْبُ "مارنا"، الْأَكْلُ "کھانا"۔[4]

---

[1] مصدر کی تین قسمیں ہیں: ۱۔مصدر اصلی، ۲۔مصدر میمی، ۳۔مصدر صناعی

۱)۔مصدر اصلی اسے کہتے ہیں جو ذات سے خالی ہو، نہ شروع میں میم ہو اور نہ اس کے آخر ایسی "یاء مشدد" ہو جس کے بعد "تائے تانیث" ہو۔ جیسے "عِلْمٌ، فَهْمٌ" وغیرہ۔مصدر اصلی کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ثلاثی، ۲۔رباعی۔ پھر ہر ایک کی دو قسمیں ہیں: ۱۔مجرد، ۲۔مزید۔ اس طرح کل چار قسمیں ہوئیں: ۱۔ثلاثی مجرد، ۲۔ثلاثی مزید، ۳۔رباعی مجرد، ۴۔رباعی مزید۔

۲)۔مصدر میمی ایسے معنی پر دلالت کرتا ہے جو ذات سے خالی ہو، شروع میں میم ہو اور آخر میں "یاء مشدد" نہ ہو۔ جیسے "مَرْجِعٌ" وغیرہ۔ مصدر میمی ثلاثی مجرد سے عموما "مَفْعَلٌ" کے وزن پر آتا ہے۔ جیسے "مَخْرَجٌ" اور غیر ثلاثی مجرد سے مصدر میمی اسم مفعول کے وزن پر آتا ہے۔ جیسے "مُدَخْرَجٌ". اور سات مصدر میمی ثلاثی مجرد سے "مَفْعِلٌ" کے وزن پر آتے ہیں۔ جیسے "المَرْجِعُ، المَرْفِقُ، المَجِيْئُ، المَقِيْلُ، المَشِيْبُ، المَسِيْرُ، المَصِيْرُ".

۳)۔مصدر صناعی ہر وہ لفظ ہے جس کے آخر میں "یاء مشدد" ہو اور اس کے بعد "تاء تانیث مربوطہ زائدہ" کردی گئی ہو۔ جیسے "أَسَدٌ" سے "أَسَدِيَّةٌ".

[2] اکثر متقدمین کے نزدیک مصدر اور اسم مصدر میں کوئی فرق نہیں دونوں ایک ہی چیز ہیں، جب کہ متاخرین حضرات کے نزدیک مصدر اور اسم مصدر میں فرق پایا جاتا ہے:

(۱) پہلا فرق یہ ہے کہ مصدر فقط وصف پر دلالت کرتا ہے جبکہ اسم مصدر وصف پر دلالت نہیں کرتا جیسے: عطاء کہ یہ أعطی سے اسم مصدر ہے اسم مصدر اس لیے ہے کہ یہ محض وصف پر دلالت نہیں کرتا بلکہ عطاء اس چیز کو کہتے ہیں جو دی جائے اس لحاظ سے اس نے اسم کی حیثیت اختیار کی ہے۔ (۲) دوسرا فرق یہ ہے کہ مصدر میں اپنے فعل کے تمام حروف کا موجود ہونا ضروری ہے، خواہ لفظا ہوں یا تقدیرا یا تعویضا، لفظاً کی مثال جیسے: ضَرَبَ کہ اس میں ضَرَبَ فعل کے تمام حروف موجود ہیں، تقدیرا کی مثال جیسے: هُدًى اس کا فعل هُدَى ہے اب هُدًى میں تلفظ کے اعتبار سے یاء اگرچہ محذوف ہے لیکن اصل میں موجود تھی جو بعد میں حذف ہوگئی تو تقدیرا یہاں یاء موجود ہے، تعویضاً کی مثال جیسے: عِدَةٌ جو وِعْدٌ فعل کا مصدر ہے یہ اصل میں وعد تھا اس میں اگرچہ واؤ محذوف ہے لیکن تعویضاً (یعنی حرف محذوف کے عوض میں کوئی اور حرف آیا ہو) واؤ موجود ہے کہ اس کے عوض میں تاء آئی ہے۔ (۳) تیسرا فرق یہ ہے کہ مصدر اسے کہتے ہیں جس کے لیے اسی لفظ سے فعل متصرف ہو، جیسے: ضَرْبٌ سے ضَرَبَ وغیرہ اور اسم مصدر اسے کہتے ہیں جس کے لیے اسی لفظ سے فعل متصرف نہ ہو، جیسے: قَهْقَرِیٌ. (شرح الشافیۃ للرضی:۱/۱۶۰)

اور اسم مصدر علم مصدر اور نفس مصدر میں فرق یہ ہے کہ اسم مصدر معنی حدثی پر دلالت کرتا ہے لیکن مشتق منہ نہیں ہوتا۔ جیسے "سُبْحَانُ"، علم مصدر وہ ہوتا ہے جو نہ مشتق ہو اور نہ معنی حدثی پر دلالت کرتا ہو بلکہ کسی کا علم ہوتا ہے۔ جیسے "عُثْمَانُ" اور نفس مصدر اسے کہتے ہیں: جو مشتق ہونے کے ساتھ ساتھ معنی حدثی پر دلالت کرے۔ جیسے "النَّصْرُ" وغیرہ۔

[3] چونکہ اس سے بھی مشتقات نکلتے ہیں، اس لیے اسے مصدر کہتے ہیں۔ کوفیوں کے نزدیک مصدر بھی مشتق میں داخل ہے اس لیے کہ ان کے نزدیک اصل فعل ہے باقی سب اس سے مشتق ہے، لہذا ان کے نزدیک اسم کی دو ہی قسمیں بنتی ہیں، (۱) جامد (۲) مشتق ان کے نزدیک مصدر مشتق میں داخل ہے۔ (پنج گنج اردو:۱۵)

[4] ہر مصدر سے چودہ چیزیں مشتق ہوتی ہیں، جن میں ثلاثی مجرد سے آٹھ چیزیں تین فعل (ماضی، مضارع، امر)۔ پانچ اسماء (اسم فاعل، اسم مفعول، اسم ظرف، اسم آلہ، اسم تفضیل) اور غیر ثلاثی مجرد سے چھ چیزیں تین فعل (ماضی، مضارع، امر)۔ تین اسماء (اسم فاعل، اسم مفعول، اسم ظرف) کی اشتقاق کی جاتی ہے۔ (کنز النوادر فی القوانین والمصادر ۲۲)۔

۲۔ مشتق[1]: اشتقاق سے ہے لغت میں چیرنے اور پھاڑنے کو کہتے ہیں اور اصطلاح صرف میں مشتق وہ کلمہ ہوتا ہے جو مصدر سے بنایا جائے، یعنی مصدر کے معنی اور مادہ باقی رکھتے ہوئے دوسری شکل اور معنی پیدا کیے جائیں، اسمائے مشتقات کی سات قسمیں ہیں:

۱۔ اسم فاعل[2] ۲۔ اسم مفعول ۳۔ صفت مشبہ ۴۔ اسم تفضیل ۵۔ صیغہ مبالغہ[3] ۶۔ اسم آلہ ۷۔ اسم ظرف (پہلے پانچ کو اسمائے صفات بھی کہتے ہیں)۔

۳۔ جامد: لغت میں بانجھ کو کہتے ہیں[4] اور اصطلاح صرف میں جامد وہ کلمہ ہے جو نہ مصدر ہو، نہ مصدر سے مشتق ہو۔

اسم[5] کی چوتھی تقسیم: (شش اقسام)

اسم جامد[6] کی تین قسمیں ہیں[7]:

---

[1] مشتق کا معنی ہے بنایا ہوا چونکہ یہ بھی مصدر سے بنا ہوتا ہے اس لیے اسے مشتق کہتے ہیں۔ اسم مشتق ذات اور وصف دونوں پر دال ہوتا ہے، جیسے: ضَارِبٌ (مارنے والا) یہ ذات پر بھی دلالت کرتا ہے جس سے ضرب صادر ہوئی ہے اور وصف مارنے پر بھی دال کرتا ہے۔

[2] اسم فاعل اور صفتِ مشبہ میں فرق یہ ہے کہ معنی مصدری پر دلالت کرنے والا اسم فاعل میں صفت عارضی ہوتی ہے، یعنی شروع سے نہ ہو، بلکہ کسی خاص وقت میں وہ متصف ہو جاتا ہے اور یہ حدوث پر دلالت کرتا ہے استمرار پر نہیں، مثلاً: "حَائِضٌ، طَالِقٌ" تو مراد یہ ہو گا کہ وہ عورت پہلے حائضہ اور مطلقہ نہیں تھی، بلکہ اب ہو گئی اور کسی وقت ختم ہو جائے گی اور صفت صفت میں لازمی اور دائمی صفت ہوتی ہے، جیسے: "زَيْدٌ حَسَنٌ وَكَرِيْمٌ"، اس سے مراد یہ ہو گا کہ زید میں صفت حسن اور صفت کرم شروع سے پائی گئی، یعنی اس میں یہ صفت دائمی واستمراری ہے، اسی طرح اسم فاعل کے صیغے قیاسی ہیں اور صفتِ مشبہ کے صیغے اکثر سماعی ہیں، اسم فاعل حال یا استقبال سے مشروط ہو کر عمل کرتا ہے اور صفت مشبہ مطلقاً بغیر زمانہ حال یا استقبال کے فعل لازم جیسا عمل کرتا ہے، اس لیے یہ بمعنی ثبوت و دوام ہوتا ہے اور زمانہ حال یا استقبال حدوث کو مستلزم ہے، نیز اسم فاعل لازم اور متعدی دونوں بابوں سے آتا ہے اور صفت مشبہ صرف لازمی ابواب سے آتا ہے۔ (مصباح: ۲۳۵)

اسم فاعل اور فاعل میں فرق یہ ہے کہ اسم فاعل اس اسم کو کہتے ہیں جو فعل مصدر سے اس ذات کے لیے مشتق ہو جس کیساتھ یہ فعل بطریق حدوث و تجدد قائم ہو اور فاعل وہ اسم ہے جس کیساتھ فعل قائم ہو، خواہ صادر ہو یا نہ ہو اور یہ محض ذات و تشخص پر دلالت کرتا ہے۔ (ایضاح: ۱۳۰، ارشاد الصرف: ۲۴)

[3] اسم تفضیل اور صیغہ مبالغہ میں فرق یہ ہے کہ صیغہ مبالغہ میں معنی فاعلیت کی زیادتی بغیر کسی تقابل کے فی حد ذاتہ مقصود ہوتی ہے کسی دوسرے کا لحاظ نہیں، جیسے: "علامہ" بہت زیادہ جاننے والا۔ اور اسم تفضیل میں زیادتی دوسرے کے مقابلے میں ہوتی ہے، جیسے: "زَيْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو"، زید عمرو سے زیادہ اچھا ہے۔ (علم الصیغہ فارسی: ۱۶)

[4] جامد کا معنی ہے جم جانا، اس کو بھی جامد اس لیے کہتے ہیں کہ یہ بھی ایک جمی ہوئی چیز ہے کہ نہ یہ کسی سے بنا ہوتا ہے اور نہ اس سے کوئی کلمہ بنتا ہے۔ جامد صرف ذات پر دلالت کرتا ہے، جیسے: رَجُلٌ ، جَعْفَرٌ وغیرہ۔

[5] صرفی حضرات جب لفظ اسم استعمال کرتے ہیں تو اس سے مراد اسم جامد معرب یا اسم مصدر و مشتق ہوتا ہے۔

[6] یہ اسم جامد کی تقسیم باعتبارِ تعداد حروف اصلیہ کے ہے، صرفی حضرات مذکورہ اقسام کے مقسم کو مطلق اسم معرب کے بجائے اسم جامد قرار دیتے ہیں کیونکہ مصدر خماسی نہیں ہوتا، اور اسم معرب کی اقسام ثلاثہ کی طرف تقسیم اس امر کو مقتضی ہے کہ مصدر خماسی ہو، اس لئے کہ مقسم اپنے اقسام کے ضمن میں ملحوظ ہوتا ہے۔

[7] اسم جامد کے مزید اور مجرد ہونے کا مدار خود اسی اسم پر ہوتا ہے کسی دوسری چیز پر نہیں ہوتا اور اسم مصدر صرف ثلاثی یا رباعی ہو گا خماسی نہیں ہوتا، اسی طرح وہ اسماء جو مصدر سے مشتق ہوتے ہیں وہ بھی صرف ثلاثی یا رباعی ہوں گے۔

ا۔ ثلاثی ۲۔ رباعی ۳۔ خماسی [۱]

پھر ان میں ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں: ا۔ مجرد [۲] ۲۔ مزید [۳]

اس طرح کل چھ قسمیں ہوئیں، انہیں شش اقسام بھی کہتے ہیں۔

ا۔ مجرد: وہ ہوتا ہے جس میں تمام حروف اصلی ہوں اور کوئی حرف زائد نہ ہو، جیسے: رَجُلٌ.

۲۔ مزید: وہ ہوتا ہے جس میں کوئی حرف زائد ہو [۴]، جیسے: حِمَارٌ.

حروف اصلی: وہ ہوتے ہیں، جو فاء، عین، لام کلمہ کے مقابلے میں ہوں اور تمام گردانوں میں پائے جائیں۔

حروف زائد: وہ ہوتے ہیں، جو فاء، عین، لام کلمہ کے مقابلے میں نہ ہوں [۵]۔

---

[۱] اسم سداسی نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں ثقل لازم آئے گا نیز التباس کا خدشہ بھی ہے کیونکہ کلمہ کا صالح بناء ہونے کے لئے تین حروف کا ہونا ضروری ہے تو سداسی کی طرف میں یہ وہم پیدا ہو گا کہ یہ ایک ہے یا دو کلمے ہیں۔

[۲] مجرد تجرید سے ہے جس کا معنی "خالی کیا ہوا" آتا ہے، یعنی وہ کلمہ جو حرف زائد سے خالی ہو اور مزید فیہ اس کلمہ کو کہتے ہیں جس میں کوئی زائد حرف ہو۔

[۳] ثلاثی مجرد کے مصدر سے بارہ چیزیں مشتق ہوتی ہیں، انہیں دوازدہ اقسام بھی کہتے ہیں، جن میں چھ افعال اور چھ اسماء ہیں: (۱) فعل ماضی (۲) فعل مضارع (۳) فعل جحد (۴) فعل نفی (۵) فعل امر (۶) فعل نہی (۷) اسم فاعل (۸) اسم مفعول (۹) صفت مشبہ (۱۰) اسم تفضیل (۱۱) اسم ظرف (۱۲) اسم آلہ ان میں فعل ماضی بلا واسطہ مصدر سے بنا ہے فعل مضارع ماضی کے واسطے اور باقی مشتقات فعل مضارع کے واسطے سے مصدر سے بنے ہیں۔

[۴] کسی اسم میں زائد حروف چار سے زائد نہیں آسکتے اور نہ کوئی اسم سات حروف سے زائد ہوتا ہے، سات حروف سے مراد وہ حروف ہیں جو الف تانیث، تائے تانیث، یائے نسبت یائے تصغیر، اور علامت تثنیہ وجمع کے علاوہ ہوں، جیسے: مُسْتَخْرَجَانِ، مُسْتَخْرَجَاتٌ.

[۵] حروفِ زائدہ کی تین قسمیں ہیں: ا۔ زائدہ برائے اشتقاق، ۲۔ زائدہ برائے نقل باب، ۳۔ زائدہ برائے الحاق

ا۔ زائدہ برائے اشتقاق: اس کو کہتے ہیں کہ ایک صیغہ سے دوسرا صیغہ بناتے وقت کوئی حرف زیادہ کیا جائے جیسے: ضَرَبَ (ماضی) سے يَضْرِبُ (مضارع) بناتے وقت "یا" زیادہ کیا گیا ہے، صرفیوں کے نزدیک زائد برائے اشتقاق کا کوئی اعتبار نہیں کیا جاتا ان کے نزدیک یہ صرف صیغوں کی علامات اور نشانات ہیں۔ یاد رہے کہ جو زائد حرف واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم میں نہ ہو بعد والے صیغوں میں لایا گیا ہو تو یہ زائد برائے اشتقاق ہو گا۔ جیسے: "ضَرَبَا" کا الف زائد جو "ضَرَبَ" میں نہیں تھا تو یہ الف زائد برائے اشتقاق ہے۔

۲۔ زائدہ برائے نقل باب: اس کو کہتے ہیں کہ ایک باب سے دوسرا باب بناتے وقت کوئی حرف زیادہ کیا جائے جیسے: كَرُمَ (مجرد) سے أَكْرَمَ (مزید) بناتے وقت ہمزہ کا اضافہ کیا گیا ہے اور زائد برائے نقل باب صرف مزید میں آتا ہے مجرد میں نہیں۔ یاد رہے کہ جو زائد حرف صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مزید میں ہو اور مجرد میں نہ ہو تو یہ زائد حرف برائے نقل باب کے ہوتا ہے۔ جیسے: "أَكْرَمَ" کا ہمزہ جو کہ مجرد "كَرُمَ" میں نہیں ہے، یہ ہمزہ برائے نقل باب کا ہے۔

۳۔ زائدہ برائے الحاق: اس کو کہتے ہیں کہ ایک صیغے کو دوسرے صیغے کے ہموزن کرتے وقت کسی حرف کی زیادتی کی جائے جیسے: جَلَبَ کو دَحْرَجَ کے ہموزن کرنے کی خاطر دوسری "باء" بڑھا کر جَلْبَبَ کر دیا گیا ہے۔ (ایجاز التعریف: ۹۴)

فائدہ: زیادتی برائے اشتقاق مجرد کو مجرد رکھے گی، مزید نہیں بنائے گی، اور زیادتی برائے نقل باب مجرد کو مزید بناتی ہے جبکہ زیادتی برائے الحاق ثلاثی مجرد کو رباعی مجرد کی طرف جاتی ہے، يَضْرِبُوْنَ، ضَارِبٌ، مَضْرُوْبٌ میں زیادتی برائے اشتقاق ہے۔

فائدہ: صرفی حضرات زوائد میں زائدہ برائے نقل باب اور زائدہ برائے الحاق کا زیادہ اعتبار کرتے ہیں۔ (کنز النوادر: ۱۱، ایجاز التعریف: ۹۴)

فائدہ: حروفِ زائدہ کے معرفت کے تین طریقے ہیں: ا۔ اشتقاق، ۲۔ غلبہ، ۳۔ عدم النظیر =

صرفی حضرات نے وزن کرنے کے لیے فاء عین لام[1] کلمہ کو میزان مقرر کیا ہے، جس کلمہ کا وزن کیا جائے اسے

=ا۔ اشتقاق: جو صرف گردان میں کہیں ہو اور کہیں نہ ہو جیسے: ضَرَبَا میں "الف"، ضَرَبُوْا میں "واوَ" ضَرَبَتْ میں "تاء" الخ۔۔
۲۔ غلبہ: جو حروف خاص خاص مقامات پر زائد ہوں جیسے تائے مدوَّرہ جو حالتِ وقف میں "ھاء" بن جاتی ہے، بشرطیکہ "تاء" سے پہلے تین حروف ہوں جیسے: حَبَّةٌ بروزن فَعْلَةٌ، یا الف ونون زائد تان جو کلمہ کے آخر میں زائد ہوں بشرطیکہ ان سے پہلے تین حرف ہوں جیسے سُلْطَانٌ بروزن فُعْلَانٌ وغیرہ۔
۳۔ عدم النظیر: اگر اس کلمہ کے جملہ حروف کو اصلی سمجھ کو وزن نکال لیں تو ایسا وزن حاصل ہو کہ لغت عربی میں اس جیسا کوئی کلمہ نہ ہو جیسے: قَرَنْفُلٌ اس کے جملہ حروف اصلی متصوّر کرنے کے وقت یہ وزن ہو گا فَعَلْلُلٌ یہ وزن لغتِ عربی میں معدوم ہے لہذا معلوم ہوا کہ "نون" زائدہ ہے تو اب وزن ہو گا فَعَنْلُلٌ یہ ایک درخت کا نام ہے۔ (ہامش ایجاز التعریف: ۹۷، شرح التصریف: ۵۳، ۵۲، ۴۱، نغزک شرح زرادی: ۵۵، کنز النوادر: ۱۲)
فائدہ: ایک صیغہ سے دوسرا صیغہ بناتے وقت جو حروف زائد کئے جاتے ہیں، ان کی تعداد دس ہے اور ان کے مجموعے کے متعلق علامہ رضی الدین استر آبادی کہتے ہیں کہ یہ بیس سے زیادہ ہیں، تاہم تتبع واستقراء کے بعد مجموعہ حروف زائدہ اٹھائیس ملے ہیں، جو یہ ہیں:
۱-هَويتُ السِّمَان ۲-أَمَانٌ وَتَسْهِيلُ ۳-هُمْ يَتَسَاءَلُوْنَ ٤-مَا سَالَتْ يَهُوْنُ ٥-الْتَمَسْنَ هَوَايَ ٦-سَأَلْتُمْ هَوَانِيْ ۷-هَلْ نِمْتَ يَا أَرْسُ ۸- لَمْ يَأتِنَا سَهْوٌ ۹-سَالْتُ هُنَا يَوْمٌ ۱۰- أَتَوْهُ سَالِمِيْنَ ۱۱-يَاهَوْلُ إسْتَنِمْ ۱۲-إِهْوَتْ سُلَيْمَانُ ۱۳-أَسْلَمْنِيْ وَتَاهُ ١٤- إِنَّهَا وَتَسْلِيْمٌ ۱۵-نِهَايَةٌ مَسْئُوْلٌ ۱٦-وَهِيَ مَسْأَلَتُنَا ۱۷-تَلَاهُ أَنَسٌ يَوْمٌ ۱۸-سَأَلْتَنِيْ مَا هُوَ ۱۹-تَسْأَلُنِيْ مَا هُوَ ۲۰-مَنْ هُوَيْتَ سَائِلٌ ۲۱-تَهْوِيْ مَنْ يَّسْأَلُ ۲۲-بَلْ تَنَامُ يَسُوْءُ ۲۳-أَمِيْنَ كَه مُوْسَى ۲٤-وَمَاسَأَلْتَنِيْهِ ۲۵-تَوِي مَنْ سَأَلَهَا ۲٦-نَسِيْتَهَا الْيَوْمَ ۲۷- سَأَلْتُمُوْنِيْهَا ۲۸- الْيَوْمُ تَنْسَاهُ. (شرح الشافیہ للرضی: ۲/۳۲۱، ہامش ایجاز التصریف: ۸۵، مشکلات الصرف: ۱۱۰)
علامہ رضی نے شرح شافیہ میں حرف زائدہ کے متعلق ایک دلچسپ واقعہ ذکر کیا ہے کہ ایک شاگرد نے اپنے استاذ سے حروف زائدہ کے متعلق سوال کیا تو اس کے جواب میں استاذ نے کہا: "سَأَلْتُمُوْنِيْهَا" (تم نے اس سے پہلے مجھ سے پوچھا تھا!) کہا۔ شاگرد نے عرض کیا کہ حضرت! میں نے آپ سے حروف زائدہ کے متعلق اس سے پہلے کبھی نہیں پوچھا! پھر استاذ نے فرمایا: "" (آج تم اس کو بھول گئے!) اس پر شاگرد بہت پریشان ہوا اور عرض کیا کہ حضرت! میں نہیں بھول رہا ہوں! استاذ نے جب دیکھا کہ طالب علم میری کو نہیں سمجھ پارہا ہے تو فرمایا کہ بے وقوف! میں تم کو دو حروف زیادت دو مرتبہ بتلایا، یعنی میرے دونوں جملوں میں تمام حروف زائدہ ہیں۔
علامہ رضی کہتے ہیں کہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ مبرد نحوی نے امام الصرف ابو عثمان مازنی سے حروف زائدہ کا سوال کیا تو علامہ مازنی نے جواب میں یہ جواب شعر پڑھا:

هَوِيتُ السِّمَانَ فَشَيَّبْنَنِي وَقَدْ كُنْتُ قِدْماً هَوِيتُ السِّمَانَا

ترجمہ: میں موٹی اور فربہ عورتوں کو محبوب رکھتا تھا اور ان لوگوں کی محبت نے مجھ کو بوڑھا کر دیا، حالانکہ میں ہمیشہ موٹی عورتوں کو پسند کرتا ہوں۔
مبرد نحوی نے کہا کہ میں آپ سے حروف زائدہ پوچھ رہا ہوں اور آپ شعر سنا رہے ہیں۔ مازنی نے جواب دیا کہ میں نے دوبار "هَوِيتُ السِّمَانَ" جواب دیا جو کہ حروف زائدہ ہیں اور تو نے نہیں سمجھا۔ (شرح الشافیہ: ۲/۳۳۱)
فائدہ: فعلوں میں حروف اصلیہ اور زائدہ مل کر چھ سے متجاوز اور جبکہ اسموں میں سات سے متجاوز نہیں ہو سکتے ہیں۔

[1] صرفیوں نے وزن کے لیے "فعل" کو اس لیے متعین کیا ہے کہ مخارج تین قسم کے ہوتے ہیں: ا۔ مبدء ۲۔ وسطیٰ ۳۔ منتہیٰ۔ صرفیوں نے وضع کرتے وقت وزن کے صیغوں میں تینوں قسموں کو ملحوظ رکھتے ہوئے مبدء میں سے عین کلمہ کو لیا، کیونکہ یہ حلق سے نکلتا ہے اور حلق مبدء مخارج ہے اور وسطیٰ سے لام کو لیا، کیونکہ یہ وسط مخرج سے ظاہر ہوتا ہے اور مخرج منتہیٰ سے فاء کلمہ کو لیا، کیونکہ یہ شفویہ ہے یعنی ہونٹوں سے نکلتا ہے جو کہ منتہیٰ المخارج ہے۔ (شرح الشافیۃ لابن جماعۃ: ۱/۱۳٦، شرح الشافیۃ للانصاری: ۱/۱۳٦، الحنفیہ: ۱۳)
باقی رہی یہ بات کہ ان حروف کی وزن کے لیے تخصیص کی وجہ کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ فاء، عین اور لام کے باہم ملانے سے ایسا کلمہ بنتا ہے جو تمام افعال کے معانی پر مشتمل ہوتا ہے، مثلاً جب کسی نے کہا: "أَكَلَ" تو اس کے معنی ہوئے "فَعَلَ فِعْلَ الْأَكْلِ"، یعنی =

موزون کہا جاتا ہے[۱]۔

قاعدہ: وزن کرنے کا قاعدہ یہ ہے کہ فاء عین لام کلمہ کی شکل موزون کی شکل کے مثل بنالی جائے اور جو حرف فاء کلمہ کے مقابلے میں ہو، اس کو فاء کلمہ اور جو حرف عین کلمہ کے مقابلے میں ہو، اس کو عین کلمہ اور جو حرف لام کلمہ کے مقابلے میں ہو، اس کو لام کلمہ کہتے ہیں،[۲] جو حرف پڑھنے میں پہلے آئے اس کو ما قبل اور جو حرف پڑھنے میں بعد آئے اس کو مابعد کہتے ہیں[۳]۔

= کھانے کا کام کیا اور جب کہا "قتَلَ" تو اس کے معنی ہوئے "فَعَلَ فعْلَ الْقَتْل"، یعنی قتل کا کام انجام دیا۔ اسی طرح جب کسی نے کہا: "نَامَ" تو اس کے معنی ہوئے "فَعَلَ فِعْلَ النَّوْم"، یعنی نیند کا کام کیا وغیرہ۔ لہذا فاء، عین اور لام کو اختیار کرنے اور تعیین اوزان میں مفید ہونے کی بناء پر ان کو متعین کیا۔ رہی یہ بات کہ فاء، عین لام میں خاص ترتیب "فَعَلَ" کو کیوں اپنانا، جب کہ ان حروف کی ترتیب مبدء مخارج حلق کی جانب سے "عَلَفَ" ہو سکتی تھی، کیونکہ عین کلمہ حلق اور لام وسط اور فاء شفتین سے صادر ہوتے ہیں، اسی طرح شفتین کی جانب سے "فَلَعَ" اور جانب وسط سے "لَفَعَ" یا "لَعَفَ" جیسی ترتیب کو کیوں متعین نہیں کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مذکورہ ترتیب مفید نہیں، کیونکہ مذکورہ ترتیب کی مثال اگرچہ مخارج تینوں حروف "حلق، وسط، شفت" کو جامع ہے، لیکن "فَعَلَ" کی ترتیب کے معانی حدثی ہوتے ہیں جو تمام الفاظ میں پائے جاتے ہیں، بخلاف دیگر تراتیب مثلاً "عَلَفَ" کے معنی جانور کا چار گھاس کے آتے ہیں جو کہ حدثی نہیں اور باقی "فَلَعَ" وغیرہ مہمل ہیں، اس لیے معروف ترتیب کو ترجیح دی گئی ہے۔ (الحنفیہ ۱۳۱۴، ہامش مراح الارواح:۹)

(۱) وزن کے لیے "فَعَلَ" ثلاثی کو اختیار کیا گیا ہے، رباعی یا خماسی کو اس لیے متعین نہیں کیا گیا کہ اگر وزن کے لیے رباعی یا خماسی متعین کیا جاتا تو ثلاثی بنانے کے لیے ایک یا دو حروف کو حذف کرنا پڑتا اور ثلاثی ہونے کی صورت میں رباعی یا خماسی بنانے کے لیے ایک یا دو حرف کی زیادتی ہو گی اور صرفیین کے نزدیک حذف کی بہ نسبت زیادتی کرنا زیادہ آسان اور بہتر ہے، لہذا اس حکمت کے پیش نظر ثلاثی ہی کو اختیار کیا گیا۔ "لأنه لوكان رباعيا او خماسيا يكون وزن الثلاثى بحذف حرف اوحرفين". (حاشیہ فلاح:۱۰، حاشیہ مراح الارواح:۹، شرح الشافیۃ للانصاری:۱/ ۱۴۲، دورس التصریف:۲۹)

(۲) وزن صرفی کے متعدد فوائد ہیں: سب سے اہم فائدہ یہ ہے کہ وزن نکالنے کے بعد ہر لفظ کا مادہ اصلی اور مشتق منہ معلوم ہو جاتا ہے اور ہر ایک صیغہ واضح طور پر معلوم ہو جاتا ہے، حروف اصلیہ اور حروف زائدہ کی پہچان ہو جاتی ہے؟ نیز صرفی تعلیلات کے متعلق پتہ چل جاتا ہے کہ یہ صیغہ معلل ہے یا غیر معلل؟ اگر معلل ہے تو اس میں کونسے قوانین جاری ہوئے ہیں؟ اب وزنِ صرفی کا قاعدہ تفصیلاً ذکر کیا جاتا ہے تاکہ کسی بھی لفظ کا صحیح وزن نکالنے میں آسانی رہے۔ (دورس التصریف:۲۹)

(۳) صرفی حضرات نے حروف اصلی اور حروف زائدہ کے پہچاننے کے لیے فاء، عین، لام کو میزان مقرر کیا ہے، جس کلمہ کا وزن کیا جائے اُسے موزون کہتے ہیں، وزن کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ موزون کی جو شکل ہو گی وہی شکل میزان کی بھی ہو گی، موزون کے جو حرکات وسکنات ہوں گے تو میزان کے بھی وہی حرکات وسکنات ہوں گے، موزون کے جو حروف میزان (فاء، عین، لام) کے جن حروف کے مقابلے میں ہوں گے وہ حروفِ اصلیہ ہوں گے، اور جو حروف میزان کے حروف کے مقابلے میں نہ ہوں تو وہ زائد کہلائیں گے، اگر موزون چھوٹا ہو گا تو میزان بھی چھوٹا ہو گا جیسے: "ضَرَبَ" بروزن "فَعَلَ"، اگر موزون متوسط ہو تو میزان بھی متوسط ہو گا جیسے: "أَكْرَمَ" بروزن "أَفْعَلَ"، اور اگر موزون بڑا ہو تو میزان بھی بڑا ہو گا جیسے: "تَدَحْرَجَ" بروزن "تَفَعْلَلَ". (شرح الشافیۃ للرضی:۱/ ۱۲، جاربردی:۱/ ۱۴۰، شرح الشافیۃ لابن جماعۃ:۱/ ۱۴۰، شرح الشافیۃ للانصاری:۱/ ۱۴۰، دورس التصریف:۳۰) =

نیز مصدر اور مشتق من المصدر مجرد اور مزید بولنے میں اپنی فعل ماضی کے پہلے صیغے کے تابع ہونگے [1]۔

=وزن کرنے کے لئے قانون یہ ہے: موزون میں کوئی حرف محذوف ہو گا یا نہیں؟، اگر محذوف ہو تو وزن میں بھی محذوف ہو گا جیسے: "یَعِدُ" بروزن "یَعِلُ، قُلْ" بروزن "فُل" اور "دَاعٍ" بروزن "فَاعٍ" اور اگر محذوف نہ ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں فقط حروفِ اصلیہ ہوں گے یا کوئی حرف زائد ہو گا، اگر فقط حروف اصلیہ ہو تو وزن میں بھی فقط حروف اصلیہ ہوں گے جیسے: "ضَرَبَ" بروزن "فَعَلَ" اور "دَحْرَجَ" بروزن "فَعْلَلَ" وغیرہ، اور اگر کوئی حرف زائد ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں، حرف زائد بدل ہو گا یا غیر بدل، اگر غیر بدل ہو تو وزن میں وہی آئے گا جو موزون میں زائد ہو جیسے: "یَضْرِبُ" بروزن "یَفْعِلُ"، "عَالِمٌ" بروزن "فَاعِلٌ" اور "مُکْرِمٌ" بروزن "مُفْعِلٌ". (شرح الرضی:۱/۳۱، جاربردی:۱/۴۷، شرح الشافیۃ نقرہ کار:۱/۴۷، شرح الشافیۃ للانصاری:۱/۱۷۴، محاضرات فی الصرف:۱۳)

اور اگر حرف زائد بدل ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں زائد زائد سے بدل ہو گا، یا زائد صحیح سے بدل ہو گا، اگر زائد زائد سے بدل ہو تو پھر بھی وزن میں وہی حرف آئے گا جو موزون میں زائد ہو جیسے: "اِضْطَرَبَ" بروزن "اِفْطَعَلَ"، "اِذْدَکَرَ" بروزن "اِفْدَعَلَ"، "ھٰذَا عِنْدَ الرَّضِیْ"، اور عند الجمہور جو حرف زائد تائے افتعال سے بدل ہو تو اسکا وزن تاء کیساتھ آئے گا جیسے: "اِضْطَرَبَ"، "اِذْدَکَرَ" بروزن "اِفْتَعَلَ". (شرح الشافیۃ للرضی:۱/۱۸، جاربردی:۱/۱۵۶، ایجاز التعریف:۱۱، محاضرات فی الصرف:۱۴، دروس التصریف:۳۱)

اور اگر زائد صحیح سے بدل ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں مدغم ہو گا یا غیر مدغم، اگر غیر مدغم ہو تو اس کے وزن میں "شیخ عبد القاہر جرجانیؒ" اور جمہور کا اختلاف ہے، "شیخ عبد القاہر جرجانیؒ" کے نزدیک تعبیر بلفظہ ہو گی جیسے: "قَالَ" بروزن "فَالَ"، "دَعَا" بروزن "فَعَا" وغیرہ۔ اور جمہور کے نزدیک حرف اصلی کیساتھ تعبیر ہو گی۔ اور اگر مدغم ہو تو پھر دیکھا جائے گا۔ ۱۔ زائد اصلی میں مدغم ہو گا، ۲۔ یا اصلی زائد میں مدغم ہو گا م ۳۔ یا زائد زائد میں مدغم ہو گا، ۴۔ یا اصلی اصلی میں مدغم ہو گا۔ (شرح الرضی:۱/۱۸، ایجاز التعریف:۱۱)

اگر حرفِ زائد اصلی میں مدغم ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں، ایک کلمہ ہو گا یا دو کلمے ہوں گے اگر ایک کلمہ ہو تو (وزن میں تعبیر بلفظہ نہ ہو گی، بلکہ مابعد کے ساتھ ہو گی) پھر دیکھا جائے گا حرفِ زائد کا ادغام فاء کلمہ میں ہو گا یا عین کلمہ میں ہو گا یا لام کلمہ میں ہو گا، اگر ادغام فاء کلمہ میں ہو تو تعبیر فاء کلمہ کے ساتھ ہو گی جیسے: "اِثَّبَتَ" "اِثَّابَتَ" بروزن "اِفَّعَلَ" "اِفَّاعَلَ" وغیرہ۔ (شرح الشافیۃ للرضی:۱/۱۹، ایجاز التعریف:۱۱)

اگر ادغام عین کلمہ میں ہو تو تعبیر عین کلمہ کے ساتھ ہو گی جیسے: "کَرَّمَ" بروزن "فَعَّلَ" اور "تَصَرَّفَ" بروزن "تَفَعَّلَ"، اور اگر ادغام لام کلمہ میں ہو تو تعبیر لام کلمہ کے ساتھ ہو گی جیسے: "مَدْعُوٌّ" "مَرْمِیٌّ" بروزن "مَفْعُوْلٌّ"۔ اگر ادغام دو کلموں میں ہو تو تعبیر بلفظہ ہو گی جیسے: لفظ "اَللّٰہُ" بروزن "اَلْعَالُ" اور "اَلرَّحْمٰنُ" بروزن "اَلْفَعْلَانُ" وغیرہ، اور اگر صرف اصلی زائد میں مدغم ہو تو تعبیر بلفظہ بدون الادغام ہو گی جیسے: "اِذْھَبْ بِزَیْدٍ" بروزن "اِفْعَلْ بِزَیْدٍ" وغیرہ، اور اگر زائد زائد میں مدغم ہو تو تعبیر بلفظہ مع الادغام ہو گی جیسے: "اِجْلَوَّذَ" بروزن "اِفْعَوَّلَ" اور "مُسْلِمِیَّ" بروزن "مُفْعِلِیَّ" وغیرہ اور اگر اصلی اصلی میں مدغم ہو تو تعبیر بحرف اصلی بدون الادغام ہو گی جیسے: "مَدَّ" بروزن "فَعَلَ" اور "حَبَّ" بروزن "فَعُلَ". (شرح الشافیۃ للرضی:۱/۱۹، ایجاز التعریف:۱۱)

اگر کسی کلمہ میں قلبِ مکانی (ایک حرف کو دوسرے حرف کی جگہ پر رکھ دیا ہو) ہوئی ہو تو وزن میں بھی قلب مکانی کرنا واجب ہے، قلب مکانی کی مثال، جیسے: "أَیِسَ" بروزن "فَعِلَ" اور "أَشْیَاءُ" بروزن "لَفْعَاءُ"۔ پہلی مثال میں عین کلمہ کو فاء کلمہ کی جگہ رکھ دیا اور دوسری مثال میں لام کلمہ کو فاء کلمہ کی جگہ پر رکھ دیا اور یہ اصل میں "یَئِسَ" اور "شَیْئَاً" بروزن "فَعِلَ" اور "فَعْلَاءُ" تھے۔

(شرح الشافیۃ للرضی:۱/۲۱، جاربردی:۱/۱۵۸، شرح الشافیۃ لابن جماعۃ:۱/۱۵۸، شرح الشافیۃ للانصاری:۱/۱۵۸، دروس التصریف:۳۲)

[1] اس کا مطلب یہ ہے کہ ثلاثی مجرد و مزید کا دار و مدار ماضی کے پہلے صیغے پر ہے اگر ماضی کے پہلے صیغے میں تین حروف اصلی ہو، کوئی حرف زائد نہ ہو تو پوری گردان ثلاثی مجرد ہو گی، اگر تین حروف اصلی ہوں اور کوئی حرف زائد ہو تو ساری گردان ثلاثی مزید ہو گی، =

حروف اصلی، ثلاثی میں تین فاء عین اور ایک لام۔ رباعی میں چار فاء عین اور دو لام اور خماسی میں پانچ ہیں: فاء عین اور تین لام[۱]۔

ثلاثی مجرد: وہ ہوتا ہے کہ جس میں تینوں حروف اصلی ہو اور کوئی حرف زائد نہ ہو[۲]، جیسے: "رَجُلٌ" بروزن "فَعُلٌ".

ثلاثی مزید: وہ ہوتا ہے کہ جس میں تین حروف اصلی کے علاوہ کوئی حرف زائد بھی ہو، جیسے: "أَكْرَمَ" بروزن "أَفْعَلَ".[۳]

رباعی مجرد: وہ ہوتا ہے کہ جس میں چار حروف اصلی ہو اور کوئی حرف زائد نہ ہو[۴]، جیسے: "دِرْهَمٌ" بروزن..............

= اگر چار حروف اصلی ہوں کوئی حرف زائد نہ ہو تو ساری گردان رباعی مجرد ہو گی، اور اگر چار حروف اصلی ہوں اور کوئی حرف زائد ہو تو ساری گردان رباعی مزید ہو گی، کیونکہ زوائد اشتقاق کا مجرد و مزید کے مسئلہ میں کوئی اعتبار نہیں۔

[۱] یعنی حروف اصلی ثلاثی میں تین فاء، عین اور ایک لام جیسے: ضَرَبَ بروزن فَعَلَ، رباعی میں چار فاء، عین اور دوم لام جیسے: دَحْرَجَ بروزن فَعْلَلَ، اور خماسی میں پانچ فاء، عین اور تین لام، جیسے: جَحْمَرِشٌ بروزن فَعْلَلِلٌ. (شرح الشافیۃ للانصاری: ۱/ ۱۴۲، ایجاز التعریف: ۲۲، دورس التصریف: ۲۹)۔

[۲] اسم جامد ثلاثی مجرد کے اوزان میں بارہ عقلی احتمالات ہیں یعنی تین حرکتیں فاء کلمہ میں ضمہ، فتحہ، کسرہ اور سکون ابتداء کی وجہ سے محال ہے اور عین کلمہ چار احتمالات ضمہ، فتحہ، کسرہ اور سکون، لام کلمہ چونکہ محل اعراب ہے لہذا اس کے حرکت کا اعتبار نہیں، تو فاء کلمہ کی احتمالوں کو عین کلمہ کی چار احتمالات میں ضرب دینے سے بارہ احتمالات بنتے ہیں، مگر دس مستعمل ہیں: جو یہ ہیں: فَعْلٌ جیسے: فَلْسٌ، فَعَلٌ، جیسے: فَرَسٌ، فَعِلٌ، جیسے: كَتِفٌ، فَعُلٌ، جیسے: عَضُدٌ، فِعْلٌ، جیسے: حِبْرٌ، فِعَلٌ، جیسے: عِنَبٌ، فِعِلٌ، جیسے: إِبِلٌ، فُعْلٌ، جیسے: قُفْلٌ، فُعَلٌ، جیسے: صُرَدٌ، فُعُلٌ، جیسے: عُنُقٌ، اور دو احتمال (فُعِلٌ، فِعُلٌ) ہونے کی وجہ سے مستعمل نہیں۔ (شرح الشافیۃ للرضی: ۱/ ۳۵، ایجاز التعریف: ۲۳)

ثلاثی مزید اسم جامد کے اوزان عندالمحققین غیر محدود ہیں جبکہ امام سیبویہؒ کے نزدیک تین سو آٹھ ہیں اور اسم جامد رباعی مجرد کے قیاسی طور پر اڑتالیس اوزان بنتے ہیں کیونکہ فاء کلمہ میں تین احتمال اور عین کلمہ میں چار احتمال ہیں تو تین کو چار کیساتھ ضرب دینے سے بارہ اوزان بنتے ہیں اور پھر لامِ اول میں چار احتمال ہیں تو بارہ کو چار کیساتھ ضرب دینے سے اڑتالیس اوزان بنتے ہیں، لیکن پانچ اوزان مستعمل ہیں۔ فَعْلَلٌ جیسے: جَعْفَرٌ، فِعْلِلٌ جیسے: ذِبْرِجٌ، فُعْلُلٌ جیسے: بُرْثُنٌ، فِعْلَلٌ جیسے: دِرْهَمٌ، فِعَلٌّ جیسے: قِمَطْرٌ۔

اور اسم جامد رباعی مزید کے اوزان عند المحققین بوجہ کثرت کے غیر منضبط ہیں۔ (شرح الشافیۃ للرضی: ۱/ ۵۰، ایجاز التعریف: ۲۴)

اسم جامد خماسی مجرد میں ایک سو بانوے احتمالات ہیں بایں طور کہ لامِ ثانی کے چار احتمالات کو رباعی مجرد کے اڑتالیس احتمالات میں ضرب دینے سے ایک سو بانوے احتمالات بن جاتے ہیں، لیکن صرف چار اوزان مستعمل ہیں۔ فَعَلَّلٌ جیسے: سَفَرْجَلٌ، فُعَلِّلٌ جیسے: قُذَعْمِلٌ، فَعْلَلِلٌ، جیسے: جَحْمَرِشٌ، فِعْلَلٌّ، جیسے: قِرْطَعْبٌ۔ اور اسم جامد خماسی مزید فیہ کے پانچ اوزان ہیں: فَعْلَلُوْلٌ جیسے: غَضْرَفُوْطٌ، فُعَلِّيْلٌ جیسے: خُذَعْبِيْلٌ، فِعْلَلُوْلٌ جیسے: قِرْطَبُوْسٌ، فَعَلَّلَى جیسے: قَبَعْثَرٰى، فَعْلَلِيْلٌ جیسے: خَنْدَرِيْسٌ اس کے علاوہ دیگر اوزان شاذ ہیں۔ (ایجاز التعریف لابن مالک: ۲۴)

[۳] ثلاثی مزید فیہ میں چار تک حروف زائد آسکتے ہیں، جیسے: حِمَارٌ (ایک حرف زائد)، مِقْوَالٌ (دو حرف زائد)، مُسْتَنْصِرٌ (تین حروف زائد)، اسْتِنْصَارٌ (چار حروف زائد)۔

[۴] حروف اصلیہ اور حرف زائدہ کے پہچان کے کئی طریقے ہیں:

پہلا طریقہ: اصل مادہ نکالنے سے اصلی اور زائد حروف معلوم ہوتے ہیں، جیسے: "يَضْرِبُ، ضَارَبَ" اور "مَضْرُوْبٌ" کا اصل مادہ (ضَرَبَ) نکالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کونسا حرف اصلی اور کونسا زائد ہے۔ اس طریقہ کو "اشتقاق" سے تعبیر کیا جاتا ہے اور یہ =

"فِعْلَلٌ". [۱]

رباعی مزید: وہ ہوتا ہے کہ جس میں چار حروف اصلی کے علاوہ کوئی حرف زائد بھی ہو، جیسے: "قِرْطَاسٌ" بروزن "فِعْلَالٌ". [۲]

خماسی مجرد: وہ ہوتا ہے کہ جس میں پانچ حروف اصلی کے علاوہ کوئی حرف زائد نہ ہو، جیسے: "جَحْمَرِشٌ" بروزن "فَعْلَلِلٌ".

خماسی مزید: وہ ہوتا ہے کہ جس میں پانچ حروف اصلی کے علاوہ کوئی حرف زائد بھی ہو، جیسے: "خَنْدَرِيْسٌ"[۳] بروزن "فَعْلَلِيْلٌ". [۴]

چہار اقسام:

فعل[۵] کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ ثلاثی ۲۔ رباعی

پھر ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ مجرد ۲۔ مزید

اس طرح کل چار قسمیں ہوئیں، انہیں چہار اقسام بھی کہتے ہیں۔

= دوسرا طریقہ: کلمہ کے تثنیہ، جمع، تصغیر اور نسبت سے بھی اصلی اور زائد حروف کی پہچان ہو سکتی ہے، جیسے: "أَيْصَرٌ"، اس کلمہ میں "یاء" زائدہ ہے؛ اس لئے کہ اس کی جمع "أَصَارٌ" آتی ہے۔ اگر "یاء" اصلی ہوتی تو جمع میں حذف نہ ہوتی۔ اس طریقے کو "تصریف" کہا جاتا ہے، اس کے ذریعے اسمائے جامدہ کے حروف اصلی اور زائدہ کی پہچان کی جاتی ہو۔

تیسرا طریقہ: اگر کوئی حرف کسی معنی پر دلالت کرتا ہو تو یہ اس کے زائد ہونے کی علامت ہوتی ہے، جیسے: "ضَارِبٌ" کا الف فاعل پر، "مَضْرُوْبٌ" کا میم مفعول پر، "ضَارِبُوْنَ" کی واؤ اور نون جمع مذکر پر، "مُضَيْرِبٌ" کی یاء تصغیر پر، "نَحْوِيٌّ، صَرْفِيٌّ" کی یاء نسبت پر اور "اِسْتَخْرَجَ" کا سین اور تاء طلب پر دلالت کرتی ہے۔

چوتھا طریقہ: اگر کلمہ کے کسی حرف کو زائد مانا جائے تو اس پر کلام عرب میں نظیر موجود ہو اور اصلی ماننے پر نظیر موجود نہ ہو تو اس حرف کو زائد مانا جائے گا؛ تاکہ خروج عن النظیر لازم نہ آئے، جیسے: "غَزْوِيْتٌ" (مصیبت) کی تاء کو اگر اصلی مانا جائے تو کلمہ کا وزن "فِعْوِيْلٌ" ہوگا، جو عربی زبان میں سرے سے پایا ہی نہیں جاتا۔ اور اگر اس "تاء" کو زائد مانا جائے تو کلمہ کا وزن "فِعْلِيْتٌ" بنتا ہے اور اس کی نظیر کلامِ عرب میں موجود ہے، جیسے: "عِفْرِيْتٌ، كِبْرِيْتٌ" بروزن "فِعْلِيْتٌ".

[۱] رباعی مجرد کے صیغہ میں لام کلمہ "فَعْلَلَ" کا تکرار ہے، "فَفْعَلَ" یا "فَعْعَلَ" اس لیے نہیں کہ رباعی کا صیغہ ثلاثی میں کسی حرف کی زیادتی سے ہی ممکن ہوگا اور زیادتی کا حق کلمہ کا آخری ہے اور کلمہ کا آخری محل لام ہی ہوتا ہے، لہٰذا لام کلمہ مکرر ہوگا۔ (حاشیہ زنجانی:۹، مشکلات الصرف:۳۲)

[۲] رباعی مزید فیہ میں تین تک حروف زائد آسکتے ہیں، جیسے: قَفَنْجَرٌ (ایک حرف زائد)، مُتَدَحْرَجٌ (دو حرف زائد)، عَبَوْثَرَانِ (تین حروف زائد)۔

[۳] بعض حضرات کے نزدیک "خَنْدَرِيْسٌ" میں نون زائد ہے چنانچہ اس کا وزن "فَنْعَلِيْلٌ" ہے اور یہ رباعی مزید فیہ ہے لیکن راجح قول یہ ہے کہ یہ نون اصلی ہے اور یہ خماسی مزید فیہ کا وزن ہے۔ (شرح الشافیۃ للرضی: ۱/ ۵۰)

[۴] خماسی مزید فیہ میں تین تک حروف زائد آسکتے ہیں، جیسے: "عَضْرَفُوْطٌ" (ایک حرف زائد)، "اِصْطَفْلَيْنِ" (دو حرف زائد)۔

[۵] فعل سے فعل متصرف مراد ہے، یعنی فعل بمع جملہ اقسام جملہ اسمائے مشتقہ من الفعل اور مصدر کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ ثلاثی، ۲۔ رباعی یہ خماسی نہیں ہوسکتے کیونکہ فعل تصریف اور لحوق ضمائر کی وجہ سے اسم ثقیل ہے۔ اور جب فعل خماسی الأصل نہیں تو جملہ مشتقات اور مصدر جو اشتقاق میں فعل کے تابع ہیں خماسی الأصل نہیں ہوسکتے۔

۱۔ ثلاثی مجرد ۲۔ ثلاثی مزید ۳۔ رباعی مجرد ۴۔ رباعی مزید
ثلاثی مجرد[1] کی مثال جیسے: "نَصَرَ" بروزن "فَعَلَ". ثلاثی مزید کی مثال، جیسے: "أَکْرَمَ" بروزن "أَفْعَلَ".
رباعی مجرد کی مثال، جیسے: "دَحْرَجَ" بروزن "فَعْلَلَ". رباعی مزید کی مثال، جیسے: "تَدَحْرَجَ" بروزن "تَفَعْلَلَ".

ہفت اقسام[2]:

تمام افعال متصرفہ[3] اور اسماء متمکنہ[4] مذکورہ سات اقسام سے باہر نہیں، ان کو ہفت اقسام بھی کہتے ہیں[5]، جو اس شعر میں مذکور ہیں۔

---

[1] پھر مجرد کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ مطرِد ۲۔ شاذ
۱۔ مطرِد: وہ فعل ثلاثی مجرد ہے جس کا وزن زیادہ استعمال ہوتا ہو، جیسے: "ضَرَبَ".
۲۔ شاذ: وہ فعل ثلاثی مجرد ہے جس کا وزن کم استعمال ہوتا ہو، جیسے: "حَسِبَ".

[2] ہفت اقسام کی اس تقسیم میں صرفیوں کی آراء مختلف ہیں، علامہ ابن حاجب نے اسم و فعل کی حروف کی صحت و سقم کے اعتبار سے دو قسمیں بنائی ہیں: ۱۔ صحیح، ۲۔ معتل۔ صحیح میں مہموز و مضاعف کی دونوں قسمیں داخل ہیں، اور معتل میں چار مثال، اجوف ناقص اور لفیف کی قسمیں داخل ہیں۔ (جاربردی: ۱/ ۱۷۴، شرح الشافیۃ لابن جماعۃ: ۱/ ۱۷۴)۔
صاحب علم الصیغہ، صاحب دستور المبتدی اور علامہ زرادی نے اسم و فعل کی حروف کی صحت و سقم کے اعتبار سے کل چار قسمیں بنائی ہیں: ۱۔ صحیح، ۲۔ مہموز، ۳۔ معتل، ۴۔ مضاعف، اور اصول کے اعتبار سے بھی کل یہی چار قسمیں بنتی ہیں، اور اگر فروع کا اعتبار کیا جائے تو کل دس قسمیں بنتی ہیں: ۱۔ مہموز الفاء، ۲۔ مہموز العین، ۳۔ مہموز اللام، ۴۔ مثال، ۵۔ اجوف، ۶۔ ناقص، ۷۔ مضاعف ثلاثی، ۸۔ مضاعف رباعی، ۹۔ لفیف مقرون، ۱۰۔ لفیف مفروق، اور صاحب کتاب الصرف نے صحیح کو بھی شامل کر کے کل گیارہ قسمیں بنائی ہیں اور اکثر صرفیوں نے سات قسمیں بنائی ہیں اور نحویوں کی تقسیم صرفیوں سے مختلف ہے اس لیے کہ نحویوں کی نظر کلمہ کے آخری حرکت پر ہوتی ہے اس لیے وہ کلمہ کی صرف دو قسمیں بناتے ہیں: ۱۔ ناقص ۲۔ صحیح۔ (علم الصیغہ: ۲۱، دستور المبتدی: ۷، قوانین زرادی: ۱، کتاب الصرف: ۶۳، نغزک: ۱۵، ۱۲)۔

[3] افعال متصرفہ وہ افعال ہیں جن کے مصدر سے ماضی، مضارع اور امر کے صیغے بنائے جائیں۔ افعال غیر متصرفہ بھی صحیح، مہموز، معتل اور مضاعف ہوتے ہیں، مثلاً: "کَرُبَ، بِئْسَ، سَاءَ، حَبَّ"، لیکن صرفیوں کا پیشِ نظر تعلیلات بیان کرنا ہے اور افعالِ غیر متصرفہ کی بہ نسبت افعال متصرفہ میں تعلیلات زیادہ ہوتی ہیں، اس لیے افعال متصرفہ کی قید لگائی جاتی ہے۔ (ہامش پنج گنج: ۹)

[4] اسمائے متمکنہ اور افعال متصرفہ میں الف کبھی اصلی نہیں ہوتا، جب بھی آئے گا کسی حرف سے بدلا ہوا ہو گا، اس لیے مثال، اجوف اور ناقص الفی نہیں ہوتا، صرف وای اور یائی ہوتا ہے۔ (ہامش پنج گنج: ۹)

[5] ہفت اقسام کی وجہ حصر یہ ہے کہ حروف اصلیہ کے مقابلے میں حرفِ علت ہو گا یا نہیں، اگر ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں حرفِ علت ایک ہو گا یا دو ہوں گے، اگر ایک ہو تو پھر دیکھیں گے فاء کے مقابلے میں ہو گا یا عین کے مقابلے اور یا لام کے مقابلے میں ہو گا، اگر فاء کے مقابلے میں ہو تو مثال، جیسے: وَعَدَ، یَسَرَ۔ اگر عین کے مقابلے میں ہو تو اجوف جیسے: قَالَ، بَاعَ، اور اگر لام کے مقابلے میں ہو تو ناقص، جیسے: دَعَا، رَمٰی وغیرہ اور اگر حرفِ علت دو ہوں تو پھر دو حال سے خالی نہیں، ان دونوں میں حرفِ صحیح حائل ہو گا یا نہیں، اگر ہو تو لفیف مفروق جیسے: وَقٰی، وَلِیَ، اور اگر نہ ہو تو لفیف مقرون جیسے: قَوِیَ، طُوٰی۔ اور اگر حرف علت نہ ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں، اس میں ایسا حرف جو حرف علت کے حکم میں ہو ہو گا یا نہیں، اگر نہ ہو تو صحیح جیسے: ضَرَبَ اور اگر ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں حرف تضعیف ہو گا یا ہمزہ ہو گا، اگر حرف تضعیف ہو تو مضاعف جیسے: مَدَّ، حَصْحَصَ، اور اگر ہمزہ ہو تو مہموز جیسے: أَمَرَ، سَئَلَ۔

صحیح[1] است و مثال است و مضاعف لفیف و ناقص و مہموز و اجوف[2]

صحیح: لغت میں تندرست کو کہتے ہیں[3] اور اصطلاح صرف میں صحیح وہ کلمہ[4] ہے جس کے فاء، عین، لام کلمے کے مقابلے میں نہ کوئی حرف علت[5] ہو، نہ ہمزہ ہو اور نہ ہی دو حرف ایک ہی جنس کے ہوں، جیسے:''ضَرَبَ'' بر وزن''فَعَلَ''.

حرف علت[6] تین ہیں: واو، الف، اور یاء جن کا مجموعہ ''وای'' ہیں۔

مہموز: لغت میں ''ہمزہ دے ہوئے'' کو کہتے ہیں اور اصطلاح صرف میں مہموز وہ کلمہ ہے جس کے تین حروف اصلی میں سے ایک حرف ہمزہ ہو۔ اگر ہمزہ فاء کلمہ کے مقابلے میں ہو تو مہموز الفاء۔ اگر عین کلمہ کے مقابلے میں ہو تو مہموز العین اور اگر لام کلمہ کے مقابلے میں ہو تو مہموز اللام کہتے ہیں۔ مثال مہموز الفاء کی، جیسے:''أَمَرَ'' بروزن''فَعَلَ''. مثال مہموز العین کی، جیسے:''سَئَلَ'' بروزن''فَعَلَ''. مثال مہموز اللام کی، جیسے:''قَرَءَ'' بروزن ''فَعَلَ''.

مثال: لغت میں ''مانند'' کو کہتے ہیں[7] اور اصطلاح صرف میں مثال وہ کلمہ ہے جس کے فاء کلمہ کے مقابلے میں حرف علت ہو۔ اگر ''واوٗ'' ہو تو مثال واوی کہا جاتا ہے، جیسے:''وَعَدَ'' بروزن''فَعَلَ''. اگر ''یاء'' ہو تو مثال یائی کہا جاتا ہے

---

[1] صحیح کو سالم، مضاعف کو اصم، مثال کو معتل الفاء، اجوف کو معتل العین، ذوالثلاثہ، ناقص کو معتل اللام، ذوالأربعہ بھی کہتے ہیں۔ صرفی حضرات لفیف کو معتل بدو حرف اور مثال، اجوف اور ناقص کو معتل بیک حرف بھی کہتے ہیں۔

[2] اصول چار ہیں: ۱۔ صحیح، ۲۔ معتل، ۳۔ مضاعف، ۴۔ مہموز اور ان کے فروع دس ہیں: ۱۔ مہموز الفاء، ۲۔ مہموز العین، ۳۔ مہموز اللام، ۴۔ مثال، ۵۔ اجوف، ۶۔ ناقص، ۷۔ مضاعف ثلاثی، ۸۔ مضاعف رباعی، ۹۔ لفیف مقرون، ۱۰۔ لفیف مفروق۔

[3] صحیح کا معنی ہوتا ہے صحیح سالم ہونا اور یہ بھی تغیر و تبدیل سے سالم ہوتا ہے اس لیے اس کو صحیح کہا جاتا ہے۔ (نغزک:۱۵)

[4] کلمہ سے مراد اسم اور فعل ہیں، فعل کی مثال، جیسے:''ضَرَبَ''، ''بَعْثَرَ''۔ اسم کی مثال، جیسے:''جَعْفَرٌ''، ''سَفَرْجَلٌ''.

[5] ''الف''، ''واوٗ'' اور ''یاء'' کو حروف علت اور باقی تمام حروف تہجی کو ''حروف صحیحہ'' کہتے ہیں۔ (نغزک:۱۷)

[6] علت لغت میں ''بیماری'' کو کہتے ہیں، مریضوں کی زبان سے اکثر و بیشتر تکلیف کی وجہ سے ''وای، وای'' کا لفظ نکلتا رہتا ہے اور یہ ''وای'' واوٗ، الف اور یاء کا مجموعہ ہے، اس لیے ان کو حروف علت کہتے ہیں۔ حروف علت حرکات ثلاثہ کی درازی (لمبا کرنے) سے پیدا ہوتے ہیں، یعنی ضمہ کی درازی سے واو، فتحہ کی درازی سے الف اور کسرے کی درازی سے ''یاء'' پیدا ہوتی ہے، اسی لیے صرفی ''واوٗ'' کو اخت ضمہ، ''الف'' کو اخت فتحہ اور ''یاء'' کو اخت کسرہ کہتے ہیں۔ حروف علت کو ام الزوائد بھی کہتے ہیں، کیونکہ بوقت زیادتی یہی حروف زیادہ استعمال ہوتے ہیں۔ اگر حروف علت ساکن ہوں اور ان سے پہلے حرف کی حرکت ان کے موافق ہو تو حروف مدہ کہلاتے ہیں، ''واوٗ'' کے موافق ضمہ، ''یاء'' کے موافق کسرہ اور ''الف'' کے موافق فتحہ ہے، جیسے:''أُوْتِيْنَا''۔ چونکہ مدہ کے معنی ہے:''کھینچنا'' یہ حروف بھی حرکات کے کھینچنے سے پیدا ہوتے ہیں اس لیے اس کو حروف مدہ کہتے ہیں۔ اور اگر حروف علت سے ما قبل حرف کی حرکت مخالف ہو تو اس کو حروف لین کہتے ہیں، جیسے: خَوْفٌ، صَيْفٌ۔ چونکہ لین کا معنی ہے "نرم" یہ حروف بھی ما قبل حرکت مخالف ہونے کی وجہ سے نرمی سے ادا ہوتے ہیں اس لیے اس کو حروف لین کہتے ہیں۔ (نغزک زیرک:۱۹)

[7] مثال کا معنی ہے: مثل ہونا اور اس کی ماضی بھی صحیح کی ماضی کی طرح تغیر و تبدیل سے محفوظ ہوتی ہے، اس لیے اسے مثال کہا جاتا ہے۔ (شرح الشافیۃ للرضی:۱/ ۳۴، نغزک زیرک:۴۰)۔

، جیسے: ''یَسَرَ'' بروزن ''فَعَلَ''.

اجوف[۱]: لغت میں ''خالی پیٹ'' کو کہتے ہیں[۲] اور اصطلاح صرف میں اجوف وہ کلمہ ہے جس کے عین کلمہ کے مقابلے میں حرف علت ہو۔ اگر ''واؤ'' ہو تو اجوف واوی کہتے ہیں، جیسے: ''قَالَ'' بروزن ''فَعَلَ'' اور اگر ''یاء'' ہو تو اجوف یائی کہتے ہیں، جیسے: ''بَاعَ'' بروزن ''فَعَلَ'' جو اصل میں ''قَوَلَ'' اور ''بَیَعَ'' تھے۔

ناقص[۳]: لغت میں ''دُم کٹے'' کو کہتے ہیں[۴] اور اصطلاح صرف میں ناقص وہ کلمہ ہے جس کے لام کلمہ کے مقابلے میں حرف علت ہو۔ اگر ''واؤ'' ہو تو اس کو ناقص واوی کہتے ہیں، جیسے: ''دَعَا'' بروزن ''فَعَلَ''. اور اگر ''یاء'' ہو تو ناقص یائی کہتے ہیں، جیسے: ''رَمَی'' بروزن ''فَعَلَ''. یہ اصل میں ''دَعَوَ'' اور ''رَمَیَ'' تھے۔[۵]

لفیف[۶]: لغت میں ''لپیٹے ہوئے'' کو کہتے ہیں[۷] اور اصطلاح صرف میں لفیف کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ لفیف مقرون ۲۔ لفیف مفروق

۱۔ لفیف مقرون: وہ ہوتا ہے جس کے فاء کلمہ، عین یا عین، لام کلمہ کے مقابلے میں حرف علت ہو[۸]، جیسے: ''وَیْلٌ، طَیٌّ''.

---

[۱] اجوف کو ذوالثلاثۃ بھی کہتے ہیں، اس لیے کہ اس کی ماضی مین واحد متکلم کا صیغہ تین حرفی ہوتا ہے، جیسے: ''قُلْتُ''. (شرح الشافیۃ للرضی: ۱/ ۳۴، نغزک زیرک: ۴۰)

[۲] اجوف کا عین کلمہ بھی حرف صحیح سے خالی ہوتا ہے اس لیے اس کو اجوف کہتے ہیں۔ (شرح الشافیۃ للرضی: ۱/ ۳۲)

[۳] ناقص کو ذوالاربعۃ بھی کہتے ہیں، کیونکہ اس کی ماضی میں واحد متکلم کا صیغہ چار حرفی ہوتا ہے، جیسے: ''دَعَوْتُ''. (الرضی: ۱/ ۳۲)

[۴] ناقص کا معنی ہے ناتمام ہونا، اس کے لام کلمہ کے مقابلے میں بھی حرف علت ہوتا ہے جو کبھی گرتا ہے اور کبھی تبدیل ہوتا ہے، گویا اس کا لام کلمہ ناتمام ہوتا ہے اس لیے اس کو ناقص کہتے ہیں۔ (شرح الشافیۃ للرضی: ۱/ ۳۴)

[۵] ہفت اقسام میں معتل کی تغیر کو اعلال یا تعلیل، مہموز کے تغیر کو تخفیف اور مضاعف کے تغیر کو ادغام کہتے ہیں۔

[۶] مثال، اجوف اور ناقص کو معتل بھی کہتے ہیں، معتل وہ کلمہ روگی ہے کہ جس میں حروف علت میں سے کوئی حرف اس کے اصلی حروف کی جگہ ہو، وہ بے چارہ تصرفات کے مختلف شکنجوں میں کسا جاتا ہے تب کہیں جا کر وہ اس قابل بنتا ہے کہ اہل زبان اس کا استعمال کر کے اس کی عزت افزائی فرمائیں۔ معتل کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ معتل یک حرفی ۲۔ معتل دو حرفی۔ یعنی معمولی مریض اور ڈبل مریض کہ دو حرفی معتل میں دو حرف علت جمع ہو گئے، یک نشد دو شد! ایک بھی کچھ کم نہ تھا، پھر جہاں دو جمع ہو جائیں اس کا کہاں ٹھکانہ!!
معتل یک حرفی کی تین قسمیں ہیں: ۔ ۱۔ معتل الفاء ۲۔ معتل العین ۳۔ معتل اللام۔ معتل الفاء کو مثال، معتل العین کو اجوف اور معتل اللام کو ناقص کہتے ہیں۔ اور معتل دو حرفی کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ لفیف مفروق ۲۔ لفیف مقرون۔
ماتن نے معتل فاء و عین کو یعنی اس لفیف مقرون کو جس کے فاء اور عین کی جگہ حرف علت ہو ذکر نہیں کیا، کیونکہ یہ قسم فعل میں کم پائی جاتی ہے صرف میں پائی جاتی ہے، جیسے: ''ویل، یوم''۔ اور معتل سہ حرفی کلام عرب میں قلیل ہے، یعنی وہ معتل جس کے فاء، عین اور لام تینوں کی جگہ حرف علت ہو بہت ہی کم پایا جاتا ہے، صرف لفظ ''واؤ'' اور ''یای'' اس کی مثالیں ہیں۔ (گنجینہ صرف: ۲۵-۲۸)

[۷] لفیف میں بھی حروف اصلی حرف علت سے لپیٹے ہوئے ہوتے ہیں اس لیے اس کو لفیف کہتے ہیں۔

[۸] مقرون ملے ہوئے کو کہتے ہیں اور اس میں بھی حروف اصلی کے مقابلے میں دو حرف علت ملے ہوئے ہوتے ہیں اس وجہ سے اس کو مقرون کہا جاتا ہے۔ (شرح الشافیۃ للرضی: ۱/ ۳۵، نغزک زیرک: ۴۲)

۲۔لفیف مفروق: وہ ہوتا ہے جس کے فاء اور لام کلمہ کے مقابلے میں حرف علت ہو[1]، جیسے:''وَقٰی''بروزن ''فَعَلَ''جو اصل میں ''وَقَیَ''تھا۔

مضاعف[2]: لغت میں ''دوچند''کو کہتے ہیں اور اصطلاحِ صرف میں مضاعف کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ مضاعف ثلاثی ۲۔ مضاعف رباعی

۱۔مضاعف ثلاثی: وہ ہوتا ہے جس کا فاء، عین، یا عین لام کلمہ ایک جنس کے ہوں، جیسے:''دَدَنَ، تَتَرَ، مَدَّ''.

۲۔مضاعف رباعی: وہ ہوتا ہے جس کا فاء کلمہ و لامِ اول اور عین کلمہ و لام ثانی ایک جنس کے ہوں، جیسے:''مَضْمَضَ، حَصْحَصَ''.

---

[1] مفروق کا معنی ہوتا ہے:''جدا کیا ہوا''۔اس کے حروف اصلی کے مقابلے میں حرف علت جدا ہوتے ہیں اس لیے اس کو مفروق کہا جاتا ہے۔(شرح الشافیۃ للرضی:۱/ ۳۵، نغزک زیرک:۴۲)

[2] مضاعف کو اصم بھی کہتے ہیں، اصم کا معنی ہے:''سخت'' ایک جنس کے دو حرف مکرر آنے کی وجہ سے اس میں شدت اور سختی پائی جاتی ہے اس لیے اس کو اصم کہتے ہیں۔(شرح الشافیۃ للرضی:۱/ ۳۵، نغزک زیرک:۲۲-۲۳)

أبنية الصرف
صرفِ کبیر فعل[1] ماضی معلوم[2]

''ضَرَبَ'': را اَز ''ضَرْباً''[3] بنا کردند[4]، حرفِ اول را بر حالِ خود گذاشتہ، ثانی را فتحہ دادہ، تنوین تمکن علامتِ اسمیت را

---

[1] فعل کو فعل اس لیے کہتے ہیں کہ فعل (بالکسر) میں چونکہ معنی مصدری (یعنی کرنا) پایا جاتا ہے جو کہ جزء ہے، یہ مجاز مرسل تسمیۃ الکل باسم الجزء کے قبیل سے ہے، بالفاظِ دیگر فعل اصطلاحی فعل لغوی کو متضمن ہوتا ہے، لہذا یہ تسمیۃ المتضمِن (بکسر المیم) باسم المتضمَن (بفتح المیم) کے طور پر فعل اصطلاحی کا نام فعل رکھا گیا ہے۔

[2] فعل معلوم کو فعل معروف اور مبنی للفاعل بھی کہتے ہیں۔

[3] اشتقاق اور مشتق منہ کے اعتبار سے مصدر اصل یا فعل۔ اس میں بصریین اور کوفیین کا اختلاف ہے کہ بصریین کہتے ہیں کہ مصدر اصل ہے، فعل ماضی اور مشتقات فرع ہیں، ان کی پہلی دلیل یہ ہے کہ تمام افعال اور اسمائے مشتقہ کے معانی کے لیے مصدری معنی مادہ اور اصل ہے تو مصدر کا لفظ بھی تمام مشتقات کے لیے مادہ اور اصل ہوگا۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ مصدر کا مفہوم (حدث) مفرد ہے اور فعل کا مفہوم مرکب ہوتا ہے، کیونکہ فعل حدث، زمانہ اور نسبت الی الفاعل تینوں پر دلالت کرتا ہے اور مفرد مرکب پر مقدم اور سابق ہوتا ہے، لہذا سابق (مصدر) کو اصل قرار دینا لاحق (فعل) کو اصل قرار دینے سے اولیٰ اور بہتر ہے، کیونکہ سابق ہونا اصل کا خاصہ ہے، لہذا مصدر جب فعل کا اصل ہوا تو متعلقاتِ فعل، اسم فاعل، اسم مفعول، اسم ظرف، اسم آلہ، اسم تفضیل، صفت مشبہ بدرجہ اولیٰ فرع ہوئے اور اگر فعل کو اصل قرار دیا جائے جیسا کہ کوفیین کہتے ہیں تو وضع کے خلاف لازم آئے گا۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ مصدر اسم ہے اور ہر اسم فعل سے افادہ میں مستغنی ہوتا ہے اور جو چیز مستغنی ہوتی ہے وہ اصل ہوتی ہے، لہذا اسم اصل ہے۔ چوتھی دلیل یہ ہے کہ اگر مصدر کو اصل اور مشتق منہ نہ مانا جائے تو اس صورت میں مصدر کو اسم ظرف کا صیغہ ماننے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا، اس لیے لفظ مصدر اس بات کی دلیل ہے کہ مصدر فعل کا اصل اور مشتق منہ ہے اور فعل و متعلقاتِ فعل، اسم فاعل اور اسم مفعول وغیرہ فرع اور مشتق ہیں۔

کوفیین کا مذہب یہ ہے کہ باعتبارِ اشتقاق فعل اصل اور مصدر فرع ہے، ان کی پہلی دلیل یہ ہے کہ تعلیل میں اصل فعل ہے، کیونکہ مصدر کی تعلیل کا دارومدار فعل کی تعلیل پر ہے، گویا مصدر تابع اور فعل متبوع ہوا اور قاعدہ ہے کہ متبوع اصل اور تابع فرع ہوتی ہے، اس لیے کہ اگر مصدر فرع نہ ہوتا تو تابع نہ ہوتا اور صحت و سقم میں کسی کا تابع ہونا یہ فرع کی دلیل ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ مصدر کبھی فعل کی تاکید کے لیے واقع ہوتا ہے، جیسے: ''ضَرَبْتُ ضَرْباً'' اور تاکید کی ایک قسم ہے، لہذا تاکید (مصدر) مؤکد یعنی فعل کی فرع ثابت ہوئی، کیونکہ مؤکد بالفتح اصل اور متبوع ہے اور مؤکد بالکسر تابع و فرع ہے۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ فعل مصدر کے بغیر پایا جاتا ہے، جیسے: ''لَيْسَ، عَسَى'' وغیرہ۔ مگر مصدر فعل کے بغیر پایا جاتا، لہذا مصدر محتاج ہوا اور محتاج فرع ہوا کرتا ہے، اس طرح فعل اصل ہوا اور مصدر فرع ہوا۔ جانبین کے دلائل کا محاکمہ کرنے کے بعد یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بصریین کا مذہب راجح ہے، شارح مراح الارواح صاحب الحنفیہ علامہ مہدی اور صاحب فلاح علامہ ابن کمال پاشا نے بصریین کی مذہب کی تائید و تصویب کی ہے اور بعض حضرات صاحب علم الصیغہ وغیرہ نے کوفیین کے مذہب کو راجح قرار دیا ہے۔ (مراح الارواح:۱۰-۱۱، الحنفیہ:۱۰-۲۰، حاشیہ فلاح:۱۰-۱۵، مشکلات الصرف:۳۶-۴۱، ہامش ارشاد الصرف:۲۵)

فریقین کے اختلاف کا ثمرہ یہ ہوگا کہ بصریین کے نزدیک اسمائے مشتقہ چھے ہیں: اسم فاعل، اسم مفعول، اسم ظرف، اسم آلہ، اسم تفضیل، صفتِ مشبہ، یہ سارے مصدر کے اقسام ہوئے اور کوفیین کے نزدیک اسماء مشتقہ سات ہوئے، چھ اقسام مذکورہ اور ایک مصدر۔ یہ ساتوں فعل کے مشتقات ہوں گے۔

[4] یہ بناء بصریین کے مذہب کے مطابق ہے کہ ماضی مصدر سے بنتی ہے اور مصدر پر اگر الف لام داخل کریں تو بناء یوں ہوگی: ''ضَرَبَ'' را از ''اَلضَّرْبُ'' بنا کردند، الف لام تعریفی را حذف کردہ، حرفِ اول را بر حالِ خود گذاشتہ، ثانی را فتحہ دادہ، تنوین تمکن علامتِ اسمیت را=

حذف کردہ وآخرش رامبنی[۱] برفتحہ ساختہ ''ضَرَبَ'' شد۔
''ضَرَبَا''[۲]: رااز ''ضَرَبَ'' بناکردند، الف علامت تثنیہ[۳] وضمیر فاعل درآخرش درآوردہ ''ضَرَبَا'' شد[۴]۔

=حذف کردہو آخرش رامبنی برفتحہ ساختہ ''ضَرَبَ'' شد۔ اور کوفیین کے مذہب کے مطابق بناءیوں ہوگی: ''الضَّرْبُ'' رااز ''ضَرَبَ'' بناکردند، فاءکلمہ رابرحال خود گذاشتہ، عین کلمہ راساکن کردہ، تنوین تمکن علامت اسمیت درآخرش درآوردہ ''ضَرْبٌ'' شد، پس الف لام تعریفی دراولش درآوردہ تنوین تمکن علامت اسمیت راحذف کردہ ''اَلْضَرْبُ'' شد، پس ''ض'' واقع شداز حروف شمسی بعد ازالف لام تعریفی، آں ''لام'' را ''ض'' کردہ و''ض'' رادر ''ض'' ادغام کردہ ''الضَّرْبُ'' شد۔

[۱] فعل ماضی مبنی کیوں ہے؟ علامہ ابن کمال پاشااور صاحب الحنفیہ فرماتے ہیں کہ مقتضی اعراب فاعلیت مفعولیت اوراضافت مفقود ہونے کی وجہ سے مبنی ہے، کیونکہ فعل فاعل واقع نہیں ہوتااور نہ ہی مفعول اور مضاف الیہ واقع ہوتا ہے۔ دوسری وجہ علامہ عبدالحی لکھنویؒ تبیان میں یہ بیان فرماتے ہیں کہ فعل میں اصل مبنی ہونا ہے اوراصل میں علت کے متعلق سوال کی ضرورت نہیں ہوتی۔ (الحنفیہ: ۳۸، حاشیہ فلاح: ۳۵، تبیان: ۹، ہامش ارشادالصرف: ۲۵)

باقی رہی یہ بات کہ فعل ماضی مبنی علی الفتح ہی کیوں ہوتا ہے، مبنی علی الکسر یامبنی علی الضم بھی توہوسکتا ہے؟ اس کاجواب علامہ عبدالحی تبیان میں یہ دیتے ہیں کہ فتحہ اخف الحرکات ہے اور فعل حدوث اورزمان پر دلالت کرنے کی وجہ سے ثقیل ہے، لہذا ثقیل کوخفیف حرکت دی گئی ہے تاکہ توازن برقراررہے۔ علامہ ابن کمال پاشایہ جواب دیتے ہیں کہ فتحہ اور سکون میں اخوت کا تعلق ہے، کیونکہ فتحہ اس الف کاجزءہے جوہمیشہ ساکن ہوتا ہے اس لیے کہ الف دوفتحہ سے مرکب ہوتا ہے، لہذا سکون اور فتحہ میں مناسبت پائی جاتی ہے اس لیے ماضی مبنی علی الفتح ہے۔ (تبیان: ۹، حاشیہ فلاح: ۳۶، زنجانی: ۱۵، مشکلات الصرف: ۴۵)

[۲] قیاس کاتقاضایہ ہے کہ فعل ماضی کے کل اٹھارہ صیغے ہوں، چھ غائب کے لیے، چھ مخاطب اور چھ متکلم کے لیے ہیں، حالانکہ صرفی اس کے چودہ صیغے بتلاتے ہیں؟ علامہ مہدی فرماتے ہیں کہ یہ سماعی ہیں، اہل عرب اتناہی سناگیاہے۔ دوسراجواب یہ ہے کہ متکلم کے چھ صیغوں میں سے ایک واحد متکلم اورایک جمع متکلم کے لیے لیا، چنانچہ واحد متکلم میں مذکر ومؤنث کے لیے ایک ہی صیغہ رہا، جمع متکلم میں بھی تثنیہ مذکر ومؤنث اور جمع مذکر کے لیے ایک ہی مشترکہ صیغہ رکھا، کیونکہ متکلم اکثر حالات میں دیکھاجاتاہے اوراس کی آواز سنی جاتی ہے کہ وہ مذکر یامؤنث ہے، اس طرح متکلم کے قیاسی چھ صیغوں میں سے چار کم ہوکر دورہ گئے اور کل چودہ صیغے بنے۔ (الحنفیہ: ۶۰، ۳۸، تبیان: ۱۴، حاشیہ زنجانی: ۱۵)

[۳] علامت تثنیہ اور ضمیر فاعل کے لیے الف کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ یہ تثنیہ ضمیر مرفوع منفصل ''ھُمَا'' پر دلالت کرے، چونکہ ''ھُمَا'' ضمیر تثنیہ میں الف موجودہے اس لیے صیغہ تثنیہ میں الف کی زیادتی ''ھُمَا'' کی مناسبت سے ہے۔ (حاشیہ فلاح: ۳۷، تبیان: ۱۵، مراح وعزی: ۴)

[۴] صرفیوں کے نزدیک تصریفِ افعال میں تین مذہب ہیں:
پہلامذہب: مشہورومتداول طریقہ تصریفِ افعال کایہ ہے کہ صیغہ غائب سے شروع کرکے صیغہ متکلم مع الغیرپر ختم کرتے ہیں، اس صورت میں ادنیٰ (غائب) سے اعلیٰ (متکلم) کی طرف ترقی ہے جوایک مختاراور پسندیدہ عمل ہے اس میں ترقی من الادنی الی الاعلی ہے۔
دوسرامذہب: شیخ عبدالوہاب بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ مذہبِ دوم کے حاملین صیغہ متکلم سے شروع اور غائب پر ختم کرتے ہیں، یہی طریقہ ضمائر کی گردان میں ہوتا ہے، اس صورت میں اقوی سے شروع کرنالازم آتاہے اور یہ بھی اولیٰ ہے، کیونکہ متکلم مخاطب اور غائب کی بہ نسبت قوی ہوتا ہے۔
تیسرامذہب: بعض صرفیوں کہتے ہیں کہ تصریف افعال صیغہ مخاطب سے شروع کرکے صیغہ غائب پر ختم کیاجائے، جیسے: ''ضَرَبْتَ، ضَرَبْتُمَا، ضَرَبْتُمْ، ضَرَبْتِ، ضَرَبْتُمَا، ضَرَبْتُنَّ، ضَرَبْتُ، ضَرَبْنَا، ضَرَبَ، ضَرَبَا، ضَرَبُوْا، ضَرَبَتْ، ضَرَبَتَا، ضَرَبْنَ''۔ (ہامش زنجانی: ۱۵)

''ضَرَبُوْا'':را از ''ضَرَبَ'' بناکردند،واؤ[۱] ساکن علامت جمع مذکر وضمیر فاعل[۲] درآخرش در آورده ،ماقبل واؤ راضمہ داده ''ضَرَبُوْا[۳]'' شد[۴]۔

''ضَرَبَتْ'':رااز ''ضَرَبَ'' بناکردند، تائے ساکنہ [۵]محضہ ازبرائے علامت ثانیت در آخرش در آورده ''ضَرَبَتْ'' شد۔

---

(۱) الف کو جمع اور واؤ کو تثنیہ کے لیے کیوں خاص نہیں کیا؟اس کے متعلق شیخ احمد بن سلیمان فرماتے ہیں کہ اس طرح نہ کرنے میں حکمت یہ ہے کہ الف اول مخارج میں سے ہے اور واؤ آخر مخارج ہے اسی طرح تثنیہ جمع سے پہلے ہے اس لیے مقدم (تثنیہ) کو مقدم دیا گیا اور مؤخر (جمع) کو مؤخر دیا گیا ہے۔(فلاح:۳۸،ہامش مراح:۲۷)

(۲) صیغہ جمع میں واؤ کیوں لایا ہے صرف ضمہ سے بھی کام تو چل سکتا تھا؟اس کا جواب یہ ہے کہ واؤ علامت جمع مذکر وضمیر فاعل ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ''هُمُوْا'' جمع ضمیر مرفوع منفصل پر دلالت کرنے کے لیے واؤ لایا گیا ہے، چونکہ ''هُمُوْا'' ضمیر میں بھی واؤ ہے اس لیے صیغہ جمع میں واؤ اضافہ کر دیا تاکہ دونوں میں مناسبت ظاہر ہو جائے۔

صاحب النجاح فرماتے ہیں کہ جمع کے لیے واؤ اور تثنیہ کے لیے الف کو خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ فعل میں حروف لین کی زیادتی اصل ہے اس لیے کہ زیادتی سے ثقالت پیدا ہو جاتی ہے،لہٰذا اخف الحروف حروف لین کو اختیار کرتے ہیں،چونکہ کلام میں ان حروف کا استعمال بھی زیادہ ہے اس لیے ان حروف کو زیادتی کے لیے مختص کیا گیا ہے۔(فلاح:۳۸،حاشیہ مراح:۲۷،الحنفیہ:۴۱،مشکلات الصرف:۳۸)

(۳) صیغہ جمع ''ضَرَبُوْا'' میں لام کلمہ ''ب'' پر ضمہ کیوں آتا ہے،حالانکہ ماضی میں مبنی علی الفتح اصل ہے؟صاحب الحنفیہ اور شیخ احمد بن علی فرماتے ہیں کہ لام کلمہ کو ضمہ واؤ مدہ کی مناسبت سے دیا گیا ہے،کیونکہ حرکت ضمہ شفویہ ہے اور واؤ بھی حرف شفویہ ہے،اس لیے واؤ کی ضمہ سے مناسبت کی بناء پر ضمہ دیا گیا ہے،کیونکہ ''الجنس يميل إلى الجنس''۔بخلاف ''رَمَوْا'' کے،کیونکہ ''رَمَوْا'' میں حرف میم واؤ سے پہلے نہیں ہے بلکہ یاء سے پہلے ہے اور یاء پر ضمہ ہے،کیونکہ اس کی اصل ''رَمَيُوْا'' تھی،یاء کے ماقبل متحرک مفتوح ہونے کی بناء پر یاء کو الف سے بدلا،پھر الف اور واؤ میں التقائے ساکنین ہونےکی بناء پر الف کو حذف کر دیا ''رَمَوْا'' ہو گیا۔(تبیان:۱۵، الحنفیہ:۴۱،فلاح:۳۸)

(۴) صیغہ جمع ''ضَرَبُوْا'' وغیرہ میں واؤِ جمع کے بعد الف کیوں لایا جاتا ہے؟اس کا ایک جواب یہ ہے کہ واؤِ جمع اور واوِ عطف میں فرق کرنے کے لیے الف لا جاتا ہے،مثلاً:''حَضَرَ وُقَتَلَ زَيْدٍ'' اس مثال میں دونوں احتمال ہیں کہ وہ صیغہ مفرد ہو اور واؤ عاطفہ ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ صیغہ جمع ہو،لہٰذا اس صورت میں التباس لازم آتا اور مقصود فوت ہو جاتا،اس لیے صیغہ جمع کے واؤ کے بعد الف لکھا جاتا ہے تاکہ واؤ جمع پر دلالت کرے،کیونکہ واؤ عطف میں فقط واؤ ہوتا ہے۔دوسرا جواب یہ ہے کہ واؤ جمع کے بعد الف اس لیے لکھا جاتا ہے تاکہ صیغہ واحد اور جمع میں فرق ہو جائے،مثلا:''لَنْ يَّدْعُوَ'' صیغہ واحد اور صیغہ جمع ''لَنْ يَّدعُوْا''۔اگر اس میں الف نہ لکھا جائے تو واحد اور جمع میں کوئی فرق نہیں ہو گا،کیونکہ صیغہ واحد ''لَنْ يَّدْعُوَ'' اور جمع بھی ''لَنْ يَّدعُوْا'' اس میں اشتباہ رہتا،لہٰذا الف جمع کے بعد الف لکھا جاتا ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ قرآن مجید میں کئی مقامات پر صیغہ جمع واؤ کے بعد الف نہیں لایا گیا ہے،جیسے:''آذَيْتُمُوْنَا، صَلَبُوْهُ، نَتْلُوْهُ، سَعَوْ'' وغیرہ۔اس کا جواب علامہ شمس الدین اور صاحب الحنفیہ یہ دیتے ہیں کہ واؤ جمع کے بعد الف وہاں لکھا جاتا ہے جہاں واؤ جمع کے بعد ضمیر نہ ہو۔یا یہ واؤ جمع طرف میں واقع ہو،لہٰذا مذکور مثالوں میں واؤ جمع کے بعد ضمیر ہونے کی بناء پر الف نہیں لکھا گیا۔(الحنفیہ :۴۳،حاشیہ مراح:۲۸،فلاح:۳۹)

احقر کے نزدیک صحیح بات یہ ہے کہ قرآن مجید میں جہاں واؤ جمع کے بعد الف نہیں یہ رسم عثمانی ہے اور رسم عثمانی توقیفی ہے۔

(۵) صیغہ واحدہ مؤنث غائبہ میں ''تاء'' ساکنہ کیوں لائی گئی ہے؟صاحب تبیان اس کا جواب دیتے ہیں کہ مؤنث فاعل پر دلالت کرنے لیے ''تاء'' کو متعین کیا گیا ہے،کیونکہ تائے ساکنہ مؤنث کی علامت ہے،اس لیے کہ مؤنث اور تائے ساکنہ میں ایک مناسبت پائی جاتی ہے کہ مؤنث کی تخلیق دوسرے درجہ میں ہوئی اور تاء کا مخرج وسطِ فہم (زبان کی نوک ثنایا علیا کی جڑ) ہے جو دوسرے نمبر پر ہے،علامہ احمد بن سلیمان رقم طراز ہیں:جَعلَتِ التَّاءُ عَلَامَةً لِلْمُؤَنَّثِ،لِأَنَّ التَّاءَ مِنَ الْمُخْرَجِ الثَّانِيْ وَهُوَالْوَسْطُ =

''ضَرَبَتَا'':را از''ضَرَبَتْ''بناکردند،الف علامت تثنیہ وضمیر فاعل درآخرش درآوردہ ،ماقبل الف را فتحہ دادہ ''ضَرَبَتَا''[١]شد۔

''ضَرَبْنَ'':را از''ضَرَبَتْ''بناکردند،نون مفتوحہ علامت جمع مؤنث وضمیر فاعل در آخرش درآوردہ ''ضَرَبَتْنَ'' شد،پس اجتماع دوعلامت تانیث شددریک کلمہ وایں چنیں ثقیل بود،لہٰذا تائےواحدہ را حذف کردہ[٢] ،ماقبل نون راساکن کردہ تاتوالی اربع حرکات لازم نیاید''فِیْ مَا هُوَكَالْكَلِمَةِ الْوَاحِدَةِ''[٣]،''ضَرَبْنَ''شد۔

ویاکہ: ''ضَرَبْنَ'':را از''ضَرَبَتْ''بناکردند،تاء واحدہ راحذف کردہ بجائش نون مفتوحہ علامت جمع مؤنث[٤] وضمیر فاعل در آخرش درآوردہ ''ضَرَبَتْنَ''شد،ماقبل نون راساکن کردہ تاتوالی اربع حرکات لازم نیاید''فِیْ مَا هُوَكَالْكَلِمَةِ الْوَاحِدَةِ''،''ضَرَبْنَ''شد۔

''ضَرَبْتَ'':رااز''ضَرَبَ''بناکردند،تائے مفتوحہ علامت واحدمذکر مخاطب وضمیر فاعل در آخرش در آوردہ،ماقبل تاءراساکن کردہ کَمَا فِیْ ضَرَبْنَ[٥]''ضَرَبْتَ''شد۔

= وَالْمُؤَنَّثَ أَيْضاً،أَيْ كَالتَّاءِثَانٍ فِي التَّخْلِيْقِ.(الفلاح:٤٠)
علامہ ابن کمال پاشافرماتے ہیں کہ مذکرومؤنث میں فرق کرنے کے لیے تائے ساکنہ کااضافہ کیاگیاہے۔(تبیان:١٦)
''تاء''کے ساکن ہونے کی وجہ یہ ہے کہ''تاء''حرف ہے اور تمام حروف مبنی ہوتے ہیں اور مبنی میں اصل سکون ہے اس لیے تاء کوساکن کیا۔دوسری وجہ علامہ عبدالحی اور صاحب الحنفیہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ''ضَرَبْتَ''میں اگر تاء کوساکن نہیں کریں گے توایک ہی کلمہ میں لگاتارچارحرکات لازم آئیں گے جوکہ جائز نہیں اور فعل چونکہ حدوث،فاعل اورزمانہ پر دلالت کرنے کی وجہ سے ثقیل ہوجاتاہے، لہٰذااس سے بچنے کے لیے بطور خفیف تاء کوساکن کیاجوکہ ثقالت میں تخفیف کاباعث ہے۔(الحنفیہ:٤٥،تبیان:١٦)

(١) یہاں''تاء''کی حرکت عارضی ہے،اس لیے یہاں توالی اربع حرکات نہیں۔

(٢) ''تاء''علامت تانیث کواس لیے حذف کیاگیاہے کہ ایک کلمہ میں دوعلامتِ تانیث کاجمع ہونانہ لازم آئے،کیونکہ یہ موجب ثقل ہے اورنون کواس لیے حذف نہیں کیاگیاہے کہ یہ جمع مؤنث کی علامت ہے اوراسے حذف کردیاجائے توپھر واحدہ مؤنث اور جمع مؤنث میں فرق باقی نہیں رہتا۔

(٣) یہ توالی اربع حرکات والا قانون ہے جس کاخلاصہ یہ ہے کہ چار حرکتوں کامسلسل حقیقی ایک کلمہ یاایک حکمی کلمہ میں جمع ہونا منع ہے (کیونکہ یہ موجب ثقل ہوتاہے)،ایک کلمہ حقیقی سے صرف ایک کلمہ مراد ہے،اور ایک حکمی سے مراد وہ کلمہ مراد ہے جو دو کلموں سے مل کربنے،لیکن شدتِ اتصال کی وجہ سے ایک کلمہ کے حکم میں ہو،ایک کلمہ حقیقی کی مثال جیسے: دَحْرَجَ جواصل میں دَحَرَجَ تھا،اور ایک کلمہ حکمی کی مثال جیسے: ضَرَبْنَ جواصل میں ضَرَبَنَ تھا،یہ قانون ہر چار حرفی کلمہ میں لگتاہے،خواہ اسم ہویافعل۔

(٤) اس میں جمع مؤنث کی ضمیر ''هُنَّ''کانون ہے اس لیے اس کوجمع مؤنث کی علامت قرار دیاگیاہے۔(تبیان:١٧)

(٥) تاکہ توالع اربع حرکات لازم نہ آئے اوراس''تاء''کوحرکت اس لیے دی گئی ہے کہ ساکن کی صورت میں صیغہ واحدہ مؤنث غائبہ ''ضَرَبَتْ''کے مشابہ ہوجاتااوراس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر''تاء''کوحرکت نہ دی جاتی تولام کلمہ اور''ت''ضمیر میں اجتماع ساکنین لازم آئے گا،اس لیے''تاء''کوحرکت فتحہ کی دی گئی ہے اور حرکت فتحہ کواختیار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں ''أَنْتَ''ضمیر مرفوع منفصل واحدمذکر مخاطب مفتوح کی تاء ہے توچونکہ ''أَنْتَ''مفتوح تھااس لیے وہ بھی مفتوح ہوگا۔دوسری وجہ یہ ہے کہ حرکات میں فتحہ مذکر کے شایان شان اوراس کی مناسبت سے ہے،کیونکہ یہ غالب وفائق رہتاہے۔تیسری وجہ یہ ہے کہ اس کوفتحہ کے علاوہ دیگر حرکات کی گنجائش نہیں،کیونکہ اگر کسرہ دیاجائے تومؤنث مخاطب سے التباس لازم آئے گااوراگر ضمہ دیاجائے تو واحد متکلم سے التباس ہوگا۔اس لیے لامحالہ فتحہ ہی دیناپڑا۔

"ضَرَبْتُمَا"[1]: را از "ضَرَبْتَ" بنا کردند، الف علامت تثنیہ وضمیر فاعل درآخرش درآوردہ "ضَرَبْتَا" شد، پس میم مفتوحہ[2] میان الف وتاء درآوردہ، ماقبل میم راضمہ دادہ "ضَرَبْتُمَا" شد۔

ضَرَبْتُمْ: را از "ضَرَبْتَ" بنا کردند، واؤ علامت جمع مذکر وضمیر فاعل درآخرش درآوردہ "ضَرَبْتَوْ" شد، پس میم مفتوحہ[3] میان تاء و واؤ درآوردہ، ماقبل میم راضمہ دادہ "ضَرَبْتُمُوْ" شد، پس میم را بمنزلِ اسم دانستہ، لہذا واؤ را حذف کردہ، بعدہ میم راساکن کردہ[4] ضَرَبْتُمْ شد۔

"ضَرَبْتِ": را از "ضَرَبْتَ" بنا کردند، بنا کردند، فتحہ تاء را بہ کسرہ[5] بدل کردہ لِلْفَرْقِ بَیْنَ الْمُذَکَّرِ والمؤَنَّثِ

---

(1) تثنیہ مذکر ومؤنث مخاطب دونوں کے لیے ایک صیغہ کیوں متعین کیا گیا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ تثنیہ مفرد کی بہ نسبت قلیل الاستعمال ہے اس لیے اس کا کوئی خاص لحاظ نہیں رکھا گیا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ایجاز واختصار کے پیش نظر مذکر ومؤنث دونوں کے لیے ایک ضمیر "أَنْتُمَا" وضع کیا گیا ہے اس لیے دونوں کے لیے لفظ ظاہر میں ایک ہو زیادہ موزون تھا، کیونکہ ضمیر ظاہر کے قائم مقام ہوتی ہے۔ (الفلاح:۴۴، الحنفیہ:۵۰، ہامش مراح الارواح:۳۲)

باقی رہی یہ بات کہ تثنیہ مذکر ومؤنث کے لیے ایک ہی صیغہ متعین کرنے کی صورت میں باہم التباس لازم آئے اس کا ازالہ کیسے ہوگا؟ اس کا جواب علامہ مہدی یہ دیتے ہیں کہ تثنیہ قلیل الاستعمال ہے، کیونکہ تثنیہ متردد وغیر مستقر ہے اس طرح کہ اگر فرق کے لیے اس سے ایک حرف کر دیا جائے تو صیغہ واحد بن جائے گا اور اگر ایک حرف زائد کر دیا جائے تو وہ جمع بن جائے گا، لہذا اس میں ثبات واستقرار اکثر احوال میں نہیں رہا، اسی لیے تثنیہ مؤنث مخاطب کے لیے دوسری علامت نہیں لائی گئی، اس وجہ سے اس کا التباس بھی قلیل ہے اس لیے اس کا اعتبار نہیں ہوگا۔ (الحنفیہ:۵۰، تبیان:۱۷، مشکلات الصرف:۶۲)

(2) "ضَرَبْتُمَا" میں الف تثنیہ سے پہلے میم کا اضافہ کیوں کیا گیا ہے، قیاس کے مطابق "ضَرَبْتَا" ہونا چاہیے، کیونکہ اس کا واحد بھی میم سے خالی ہے؟ اس کو جواب یہ ہے کہ الف سے قبل میم کا اضافہ اس لیے کیا گیا ہے تاکہ الف اشباع (جو درازی فتحہ کے سب ہوتا ہے) سے التباس لازم نہ آئے، کیونکہ اگر میم کا اضافہ نہ ہوگا تو یہ جاننا مشکل ہوگا کہ الف تثنیہ ہے یا الف اشباعی کا ہے۔ (الحنفیہ:۵۱، تبیان:۱۷، الفلاح:۴۴)

اضافہ کے لیے میم کو خاص کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ "ضَرَبْتُمَا" میں "أَنْتُمَا" ضمیر ہے جو ضمیر مرفوع منفصل ہے اور اس میں بھی میم ہے، اس لیے اصل صیغہ میں بھی میم کا اضافہ کیا گیا ہے تاکہ باہم مناسبت ظاہر ہو جائے۔ (فلاح:۴۵، الحنفیہ:۵۱، تبیان:۱۸)

(3) میم کا اضافہ اس لیے کیا گیا ہے تاکہ زیادتی میم میں صیغہ تثنیہ کے موافق ہو جائے اور یہ رعایت موافقت اس وجہ سے کی جاتی ہے کہ تثنیہ اور جمع میں ایک گونا مناسبت ہے، کیونکہ دونوں واحد کی فرع ہیں اور اس میں جمع کی علامت واؤ محذوف ہے، محذوف پر دلیل یہ ہے کہ اتصال مفعول کی ضمیر کے وقت حرف واؤ واپس آجاتا ہے، جیسے: "ضَرَبْتُمُوْهُ، سَأَلْتُمُوْهُ، آذَیْتُمُوْنَا" وغیرہ میں ہے، کیونکہ یہ اصل میں "ضَرَبْتُمُوْ" تھا، واؤ طرف میں واقع ہونے اور اس کے ماقبل مضموم ہونے کی بناء پر واؤ کو حذف کر دیا اور میم مضموم کو ساکن کر دیا گیا ہے، علامہ ابن یعیشؒ لکھتے ہیں کہ محض تخفیفاً واؤ کو حذف کیا اور ماقبل کو ساکن کر دیا گیا ہے۔ (الحنفیہ:۵۳، شرح المفصل:۳/۹۳، مشکلات الصرف:۶۵)

(4) یہ "ضَرَبْتُمْ" والا قانون ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر واؤ جو اسم غیر متمکن کے آخر میں واقع ہو اور ماقبل مضموم ہو تو اس واؤ کو حذف کرنا واجب ہے، مگر واؤ "هُوَ" شاذ ہے کیونکہ اس میں قانون قبول کرنے کی صلاحیت نہیں، جیسے: "ضَرَبْتُمْ" جو اصل میں ضَرَبْتُمُوْ تھا، تو واؤ کو حذف کر کے "ضَرَبْتُمْ" ہو گیا۔

(5) مؤنث کی ضمیر پر کسرہ کی حرکت اس لیے ہے کہ کسرہ کی مؤنث کیساتھ مناسبت ہے اس طرح کہ کسرہ نیچے والی حرکت کو کہتے ہیں اور چونکہ مؤنث مغلوب وماتحت ہوتا ہے اس لیے مونث کے لیے کسرہ کا انتخاب کیا گیا ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ کسرہ جزءِ یاء ہے، دو کسرہ کے مجموعہ کا نام "ہ" ہے اور یا علامت تانیث ہے۔ (مہدیہ:۵۵، فلاح:۴۸، مشکلات الصرف:۶۸)

''ضَرَبْتِ''شد۔

''ضَرَبْتُمَا'':را از ''ضَرَبْتَ'' بنا کردند، الف علامت تثنیہ و ضمیر فاعل درآخرش درآوردہ ''ضَرَبْتَا'' شد، پس میم مفتوحہ میان الف و تاء درآوردہ، ما قبل میم راضمہ دادہ ''ضَرَبْتُمَا'' شد[1]۔

''ضَرَبْتُنَّ'' راازٔ ''ضَرَبْتِ'' بنا کردند، نون مفتوحہ علامت جمع مؤنث وضمیر فاعل درآخرش درآوردہ ''ضَرَبْتِنَ'' شد، پس میم ساکنہ میان تاء ونون درآوردہ، ما قبل میم راضمہ دادہ ''ضَرَبْتُمْنَ'' شد، پس دو حرف قریب المخرج دریک جابہم آمدند، لہذا میم رانون کردہ، ونون رادر نون[2] ادغام کردہ ''ضَرَبْتُنَّ'' شد۔

ویا کہ: ''ضَرَبْتُنَّ'' راازٔ ''ضَرَبْتِ بنا کردند، نون مفتوحہ علامت جمع مؤنث وضمیر فاعل درآخرش درآوردہ ''ضَرَبْتِنَ'' شد، پس نون ساکنہ میان تاء ونون درآوردہ، ما قبل نون راضمہ دادہ ''ضَرَبْتُنْنَ'' شد، پس دو حرف از یک جنس دریک جانہم آمدند، اول ساکن ثانی متحرک، اول رادر ثانی ادغام کردہ ''ضَرَبْتُنَّ'' شد۔

''ضَرَبْتُ'': راازٔ ''ضَرَبَ بنا کردند، تاء[3] مضمومہ[4] علامت واحد متکلم وضمیر فاعل در آخرش درآوردہ، ما قبل تاء را ساکن کردہ کَمَا فِیْ ضَرَبْنَ[5] ''ضَرَبْتُ'' شد۔

''ضَرَبْنَا'': راازٔ ''ضَرَبْتُ بنا کردند، تاء واحدہ راحذف کردہ، بجائش ''نا''[6] ضمیر متکلم مع الغیر وضمیر فاعل درآخرش

---

[1] ''ضَرَبْتُمَا'': تثنیہ مذکر ومؤنث میں مشترک ہے اس لیے صاحب فصول اکبری نے ان کو ایک صیغہ شمار کیا ہے، لیکن جہاں الگ الگ ذکر کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ابتدائی طلباء کو افہام وتفہیم میں آسانی ہوں، چنانچہ فرماتے ہیں: برائے تسہیل فہم مکرر ذکر کردند۔(فصول اکبری:١٦)

[2] دونوں ''نون'' میں فرق یہ ہے کہ اول نون ساکنہ زائدہ اور ثانیہ علامت ہے، نیز پہلا نون حرف ہے اور دوسرا نون اسم ہے، کیونکہ وہ ضمیر فاعل ہے۔(مہدیہ:٥٧)

[3] صیغہ واحد متکلم میں ''تاء'' کو اس لیے زائد کیا ہے کہ اس کے تحت ''أنا'' ضمیر ہے، باجودیہ کہ ''أنا'' میں کوئی حرف نہیں ہے، کیونکہ ان حروف میں سے کوئی زائد کرنا ممکن نہ تھا اس لیے کہ اگر زائد کے لیے ''انا'' کا الف لیا جائے تو تثنیہ مذکر غائب سے التباس لازم آتا اور اگر نون زائد کیا جاتا تو جمع مؤنث غائبات سے اشتباہ لازم آتا، اس لیے ''أنا'' سے کوئی حرف نہیں لیا گیا ہے اور حرف ''تاء'' کو اختیار کیا اور ''تاء'' کی وجہ ترجیح یہ ہے کہ اس کے اخوات کی صیغہ مخاطب سے مناسبت ہے۔(فلاح:٤٩، الحنفیہ:٥٧)

[4] ''تاء'' کو ضمہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ حرف ''تاء'' ضمیر فاعل ہے اور فاعل مرفوع ہوتا ہے اس لیے حرکتِ فاعل کی مناسبت سے ضمہ دیا گیا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ صیغہ متکلم میں ضمہ کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا، اس لیے کہ اگر تاء پر فتحہ دیتے ہیں تو صیغہ واحد مذکر مخاطب سے التباس آتا ہے اور اگر کسرہ دیا جائے تو مؤنث مخاطب سے اشتباہ آتا ہے، اس لیے لامحالہ ضمہ کی حرکت منتخب کرنے علاوہ کوئی صورت ہی نہیں۔(تبیان:١٨، الحنفیہ:٥٧، مشکلات الصرف:١٧)

[5] یہاں بھی توالی اربع حرکات والی قانون لگا ہے اور یہ قانون ہر چہار حرفی کلمہ میں خواہ اسم ہو، یا فعل ہو لگتا ہے۔

[6] اس میں ضمیر منفصل معبر بہ ''نَحنُ'' ہے، اس لیے اس پر دلالت کرنے کے لیے بطور اختصار ''نون'' کا انتخاب کیا گیا ہے، لیکن اس صورت میں چونکہ صیغہ جمع مؤنث غائبات ''فَعَلْنَ'' سے التباس لازم آتا، اس لیے نون کے بعد الف زائد کردیا گیا۔ نیز الف کا اضافہ متکلم مع الغیر میں اس لیے بھی ہوا تا کہ لفظ کی زیادتی معنی کی زیادتی پر دلالت کرے۔ یہی وجہ ہے کہ ''فَعَلْنَ'' کی بہ نسبت ''فَعَلْنَا'' میں زیادتی ہے، کیونکہ یہ تثنیہ پر بھی لالات کرتا ہے، بخلاف ''فَعَلْنَ'' کے کہ صرف جمع پر دلالت کرتثنیہ پر نہیں۔(الحنفیہ:٥٨، فلاح:٤٩)

درآوردہ "ضَرَبْنَا"[۱] شد۔

صرفِ کبیر فعل ماضی مجہول[۲]

"ضُرِبَ الخ" را از "ضَرَبَ الخ"[۳] بنا کردند، حرفِ اول را ضمہ دادہ، ماقبل آخر را کسرہ دادہ[۴] "ضُرِبَ الخ" شدند۔

صرفِ کبیر فعل مضارع[۵] معلوم

---

[۱] صیغہ متکلم میں مذکر مؤنث دونوں ہوتے ہیں تو پھر مذکر مؤنث میں التباس سے امتیاز کی کیا صورت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ التباس قلیل ہے اور قلیل التباس کے ازالہ کے لیے مشاہدہ کافی ہوتا ہے، چونکہ متکلم اکثر حالات میں دیکھا جاتا ہے، یا آواز کے ذریعہ معلوم ہو جاتا ہے کہ مذکر ہے یا مؤنث۔ شارح مراح صاحب الحنفیہ لکھتے ہیں: "لِأَنَّ الْمُتَكَلِّمَ يَرَى فِيْ أَكْثَرِ الْأَحْوَالِ أَوْيَعْلَمُ بِالصَّوْتِ". (الحنفیہ: ٦٠)

[۲] فعل ماضی مجہول کو مبنی للمفعول بھی کہتے ہیں، شیخ ابراہیم زنجانیؒ نے اپنی کتاب میں فعل مجہول کو مبنی للمفعول کو عنوان دیتے ہیں اس کو مبنی للمفعول اس لیے کہتے ہیں کہ فعل ماضی مبنی ہوتا ہے اور مجہول میں چونکہ فاعل کا ذکر نہیں ہوتا مفعول کا ذکر ہوتا ہے اس لیے اسے مبنی للمفعول کہتے ہیں، ان دونوں میں کوئی فرق نہیں، البتہ صرفیین فعل مجہول اور نحوی حضرات مبنی للمفعول کی اصلاح استعمال کرتے ہیں۔ (فلاح: ٩٢، ہامش مراح: ٧٠)

[۳] ماضی مجہول بنانے کے تین طریقے ہیں: پہلا طریقہ: ماضی مجہول کے تمام صیغے ماضی معلوم کے تمام صیغوں سے بنتے ہیں کہ "ضُرِبَ"، "ضَرَبَ" سے، "ضُرِبَا"، "ضَرَبَا" سے، "ضُرِبُوْا"، "ضَرَبُوْا" سے الخ۔۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ماضی مجہول کا فقط پہلا صیغہ واحد مذکر غائب کو ماضی معلوم کے پہلے صیغے واحد مذکر غائب بنایا جائے، یعنی "ضُرِبَ" کو "ضَرَبَ" سے اور باقی صیغے اسی واحد مذکر غائب ماضی مجہول سے بنائے جائیں۔ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ ماضی مجہول کے تین صیغوں کو ماضی معلوم کے تین صیغوں سے بنایا جائے، یعنی واحد کے صیغوں کو واحد سے بنائیں اور باقی تثنیہ اور جمع کے صیغوں کو واحد سے بنائیں جائیں۔ ان تین طریقوں میں راجح اور معمول بہا طریقہ پہلا ہے اس لیے وہاں "إِلَى آخِرِه." کی تعبیر اختیار کی جاتی ہے اور یہی تین طریقے مضارع مجہول بنانے کے بھی ہیں۔

[۴] ماضی مجہول کا قانون یہ ہے کہ ثلاثی مجرد، رباعی مجرد اور ثلاثی مزید کے تین ابواب (افعال، تفعیل، مفاعلہ) میں حرفِ اول کو ضمہ اور ماقبل آخر کو کسرہ دینا واجب ہے، جیسے: ضَرَبَ، أَكْرَمَ، كَرَّمَ، ضَارَبَ، دَحْرَجَ میں ضُرِبَ، أُكْرِمَ، كُرِّمَ، ضُوْرِبَ، دُحْرِجَ پڑھنا واجب ہے، اور جس باب کے شروع میں تائے زائدہ مطرّدہ ہو تو ماضی مجہول بناتے وقت حرفِ اول وثانی کو ضمہ اور ماقبل آخر کو کسرہ دینا واجب ہے جیسے: تَصَرَّفَ، تَضَارَبَ، تَدَحْرَجَ میں تُصُرِّفَ، تُضُوْرِبَ، تُدُحْرِجَ پڑھنا واجب ہے، اور جس باب کے ماضی معلوم کے شروع میں ہمزہ وصلی ہو تو ماضی مجہول بناتے وقت حرفِ اول وثالث کو ضمہ اور ماقبل آخر کو کسرہ دینا واجب ہے جیسے: اِنْصَرَفَ، اِكْتَسَبَ، اِسْتَخْرَجَ، اِجْلَوَّذَ، اِخْرَنْجَمَ، اِقْشَعَرَّ میں اُنْصُرِفَ، اُكْتُسِبَ، اُسْتُخْرِجَ، اُجْلُوِّذَ، اُخْرُنْجِمَ، اُقْشُعِرَّ پڑھنا واجب ہے۔

[۵] مضارع کی وجہ تسمیہ میں کئی اقوال ہیں:

۱۔ مضارع کے معنی ہے "مشابہ" اس کی اسم فاعل کے ساتھ تین چیزوں میں مشابہت ہے:۔ ۱۔ تعدادِ حروف میں، ۲۔ سکناتِ حروف میں، ۳۔ حرکاتِ حروف میں جیسے: يَضْرِبُ، ضَارِبٌ کے ساتھ تعدادِ حروف، حرکات وسکنات میں مشابہ ہے۔ ۲۔ اسم فاعل کے شروع میں لام ابتدائی ہے تو اسی طرح فعل مضارع کے شروع میں بھی لام ابتدائیہ آتا ہے جیسے: اسم فاعل کی مثال: إِنَّ زَيْدًا لَقَائِمٌ فعل مضارع کی مثال جیسے: إِنَّ زَيْدًا لَيَضْرِبُ. ۳۔ جس طرح اسم فاعل نکرہ کی صفت واقع ہوتا ہے تو اسی طرح مضارع بھی نکرہ کی صفت واقع ہوتی ہے اسم فاعل کی مثال جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ فعل مضارع کی مثال جیسے: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ يَضْرِبُ. ۴۔ جس طرح اسم جنس میں عموم وخصوص کا احتمال ہوتا ہے اور لام عہدی کے ساتھ اس میں تخصیص ہو جاتی ہے تو اسی طرح فعل مضارع میں حال اور استقبال کا احتمال ہے تو سَوْفَ اور سِيْن کی وجہ سے تخصیص پیدا ہو کر مستقبل کے ساتھ مختص ہو جاتا ہے۔ ۵۔ مضارع "ضَرْعٌ" سے ماخوذ ہے بمعنی پستان، جیسے ایک پستان سے دو بچے دودھ پیتے ہیں تو اسی طرح مضارع میں بھی دو زمانے پائے جاتے ہیں، حال اور استقبال گویا یہ دونوں مشبہ (مضارع) اور مشبہ بہ (اسم فاعل) آپس میں رضاعی بھائی ہیں، تو اسی وجہ سے اسے مضارع کہتے ہیں۔ (مراح الأرواح ٢٣۔ ٢٤، شرح المفصل لابن یعیش: ٤/ ٦)۔

يَضْرِبُ،تَضْرِبُ،أَضْرِبُ،نَضْرِبُ[1]: راازضَرَبَ[2] بناکردند، یک یک حرف مفتوح ازحروف اتین باسکان فاء کلمہ[3]

---

(۱) فعل مضارع کا دوسرا نام غابر اور مستقبل ہے اس کو غابر اس لیے کہتے ہیں کہ غابر کے معنی بقیہ کے آتے ہیں، چونکہ فعل مضارع میں دوزمانے ہوتے ہیں: ایک زمانہ مراد لینے کے بعد ایک زمانہ باقی رہتا ہے اور مستقبل اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں زمانہ مستقبل ہوتا ہے تو مجاز مرسل تسمیہ الکل باسم الجزء کے قبیل سے ہے۔ مستقبل''الاستقبال'' سے ماخوذ ہے اس کے معنی متوجہ کے بھی آتے ہیں، کہا جاتا ہے: ''زَيْدٌيَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ''، چونکہ آنے والے زمانہ کی طرف لوگ متوجہ رہتے اور اس کی توقع رکھتے ہیں اس لیے اسے مستقبل کہتے ہیں، علامہ زبیدی تاج العروس میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''الاستقبال'' کے معنی ''آگے ہونا'' ہے، اسی سے اسم فاعل کا صیغہ مستقبل (بمعنی آگے ہونے والا) ہے۔ (لسان العرب: ۱۱/۱۹، تارج العروس: ۱۵/ ۶۰۴، ہامش زنجانی: ۲۲)

مستقبل کا صحیح تلفظ بکسر الباء ہے یا بفتح الباء؟ علامہ مہدی فرماتے ہیں کہ قاعدہ کے مطابق مستقبل بکسر الباء ''مُسْتَخْرِجٌ'' کے وزن پر اصل ہے، لیکن کلام میں کثرت استعمال بفتح الباء مستقبل ہے، اگرچہ یہ قاعدہ کے لحاظ سے غلط ہے، لیکن یہ اولیٰ ہے، کیونکہ عامۃ الناس میں رائج غلطی قیاس متروک سے زیادہ فصیح ہوا کرتی ہے، صاحب التصریف کہتے ہیں: ''اَلْخَطَاءُالْمُسْتَعْمَلُ أَفْصَحُ مِنَ الْقِيَاسِ الْغَيْرِالْمُسْتَعَمَلُ''، مستعمل غلطی غیر مستعمل قیاس سے افصح اور بہتر ہے۔ (الحنفیہ: ۷۷، شرح زنجانی، ہامش مراح: ۲۳)

احقر کے نزدیک صحیح بات یہ ہے کہ مستقبل بکسر الباء ہے، یہ باب استفعال ''الاستقبال'' لازمی باب سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اور جن حضرات نے یہ توجیہ کی ہے کہ مستعمل غلطی غیر مستعمل قیاس سے فصیح ہوتی ہے، یہ بات خود محل نظر ہے، کیونکہ غلطی کی توجیہ سے غلطی کی تصحیح بہتر ہے اور جس لفظ میں مخالفت قیاس ہوتا ہے وہ فصیح نہیں، بلکہ غیر فصیح کہلاتا ہے۔

(۲) فعل مضارع کس سے مشتق ہے اور اس میں اختلاف ہے، شیخ عبد الحی اپنی کتاب ''تبیان'' تحریر فرماتے ہیں کہ علامہ تفتازانی شرح زنجانی میں اس بات کے قائل ہیں کہ فعل مضارع فعل ماضی سے مشتق ہے اور مولانا حمایت علی کاکوروی کا یہ قول کہ حقیقت میں فعل مضارع کا ماضی سے مشتق ہونا کسی صرفی سے منقول نہیں۔ اس پر صاحب تبیان نقد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ موصوف کا قولِ مذکور قلت تتبع پر مبنی ہے، کیونکہ بعض حضرات لکھتے ہیں کہ مضارع فعل ہے اور ماضی بھی فعل۔ ان دونوں میں باہم مناسبت ہے، لہذا ایک دوسرے سے مشتق ہوئے اس کے برخلاف مصدر کے کہ وہ اسم ہے فعل مضارع کی اس سے کوئی مناسبت نہیں اور فعل ماضی سے مصدر کی مناسبت قلت تغیر کی وجہ سے ہے، لہذا فعل ماضی مصدر سے مشتق ہو اور فعل مضارع میں چونکہ بہت زیادہ تبدیلی ہوتی ہے اس لیے یہ مصدر سے مشتق نہیں۔ صاحب الحنفیہ فرماتے ہیں کہ فعل مضارع فعل ماضی سے مشتق ہے، کیونکہ فعل ماضی اس حدث پر دلالت کرتا ہے جس کا تحقق وو قوع ثابت ہو اور یہ مشتق منہ کا اہل ہے اور چونکہ فعل مضارع بھی ثبات پر دلالت کرتا ہے، لہذا یہ مشتق ہوا۔ بعض صرفیوں کی رائے یہ ہے کہ مصدر اصل ہے اور فعل ماضی اس کی فرع اور فرع میں اصل اور مادہ کا معنی باقی رہتا ہے، چنانچہ ماضی کے معنی زمانہ گزشتہ ماخوذ ہے۔ اب اگر فعل مضارع کو فعل ماضی سے مشتق مانا جائے تو فعل مضارع میں فعل ماضی کا معنی باقی رہنا چاہیے، حالانکہ باقی نہیں رہتا، لہذا فعل مضارع کا فعل ماضی سے مشتق ماننا درست نہیں، علامہ مہدی کا رجحان بھی اس طرح ہے۔ (الحنفیہ: ۸۰، تبیان: ۲۱، مشکلات الصرف: ۱۰۴)

جمہور کا مذہب یہ ہے کہ فعل مضارع فعل ماضی سے مشتق ہے، کیونکہ ماضی میں زمانہ سابق اور مضارع میں زمانہ لاحق پایا جاتا ہے اور قاعدہ ہے کہ لاحق کو سابق سے بنایا جاتا ہے۔ نیز دونوں میں معنی حدث قدرِ مشترک ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ کوفیین تو باعتبار اشتقاق ماضی کو مصدر کے لیے بھی اصل مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مصدر ماضی سے مشتق ہے۔

(۳) صرفی حضرات علامت مضارع کا مجموعہ ''أتين'' اور نحوی ''نَأَيْتُ، أَنَيْتُ'' بتلاتے ہیں، شیخ ابراہیم زنجانیؒ اور صاحب تبیان نے چار مجموعے ذکر کیے ہیں: ''أَنَيْتَ، أَتَيْنَ، نَأَتِيْ، نَأَيتْ''، لیکن محشی زنجانی نے مزید دو مجموعے پیش کیے ہیں: ''تَأْنِيْ، نُؤْتِيْ'' اس میں واؤ مراد نہیں، بلکہ ہمزہ مقصود ہے۔ صاحب مشکلات الصرف نے مزید تین مجموعے بتلائے ہیں: ''أيتن، نيات، أتني''. یہ کل مجموعے ہوگئے۔ (ہامش زنجانی: ۲۰، تبیان: ۲۳، مشکلات الصرف: ۱۰۷)

=

دراولش[۱] درآدوردہ، ماقبل آخرراکسرہ دادہ، ضمہ اعرابی[۲] را درآخرش درآدوردہ، یَضْرِبُ، تَضْرِبُ، أَضْرِبُ، نَضْرِبُ[۳] شدند۔

یَضْرِبَانِ تَضْرِبَانِ[۴]: راازیَضْرِبُ تَضْرِبُ[۵] بناکردند، الف علامت تثنیہ وضمیر فاعل ونون مکسورہ عوض از ضمہ

= احقر کہتا ہے کہ اہل فن نے علامت مضارع کو مختلف انداز میں پیش کرنے کی خوب طبع آزمائی کی ہے اور جہاں تک الفاظ کی تقدیم وتاخیر سے جتنے مجموعے بن سکتے تھے انہوں نے بنائیں ہیں، لیکن صرفیوں نے تسہیل ضبط کے لیے حروف اتین کو منتخب کیا ہے، کیونکہ یہ مجموعہ بہ نسبت دیگر مجموعوں کے سہل اور آسان ہے اور اس میں کسی قسم کا تنافر اور غرابت نہیں پایا جاتا ہے اور اہل فن ہمیشہ انضباط میں سہولت کو ملحوظ رکھتے ہیں، جیسا کہ حروف علت کا مجموعہ "وای" ہے اور حروف یرملون کا مجموعہ ہے، ورنہ اس میں بھی حروف کی تقدیم وتاخیر سے کئی مجموعے بن سکتے ہیں۔

(۱) علامت مضارع ماضی کے اول میں کیوں آتی ہے، آخر میں کیوں نہیں جب کہ زیادتی آخر میں ہونی چاہیے؟ یہ بات درست ہے کہ تغیر وتبدل کا مقام آخری کلمہ ہوتا ہے، لہٰذا زیادتی حروف مضارع آخر میں ہونی چاہیے، لیکن ایسا نہیں اس کے دوجواب ہیں: پہلا جواب یہ ہے کہ شروع میں علامت مضارع اس لیے لاتے ہیں تاکہ تکلم سے ہی مضارع کا صیغہ معلوم ہو جائے، آخر اور وسط کلمہ میں لانے سے یہ حرج ہے کہ شروع میں ماضی کا صیغہ معلوم ہوگا، پھر آخر میں علامت مضارع دیکھنے سے مضارع کا صیغہ معلوم ہوگا جو کہ انتشار کا باعث ہے اس لیے علامت مضارع کے لیے شروع کلمہ متعین کیا گیا ہے۔ دوسرا جواب علامہ مہدی یہ کہتے ہیں کہ حروف مضارع اگر آخر کلمہ میں لائے جائیں تو ماضی کا مضارع سے التباس لازم آئے گا، اس طرح کہ حروف اتین سے اگر الف لایا جائے تو تثنیہ "ضَرَبَا" سے التباس ہوتا اور تاء متحرکہ زائدہ کی صورت میں واحد مذکر مخاطب، واحدہ مؤنث مخاطبہ اور متکلم سے التباس لازم آئے گا، جیسے: "ضَرَبْتُ" اور تاء ساکنہ کی صورت میں صیغہ واحدہ مؤنث غائبہ "ضَرَبَتْ" سے اشتباہ ہوتا اور نون زائدہ کے وقت جمع مؤنث غائبات سے التباس ہوتا۔ حرف یاء سے اگرچہ اختلاط نہ ہوتا، لیکن یاء کو بھی ان تین حرفوں پر محمول کرلیں گے، لہٰذا اس میں حکماً التباس ہوگا۔ (الحنفیہ: ۸۰، الفلاح: ۶۸، ہامش مراح: ۵۲)

(۲) فعل مضارع معرب ہے، کیونکہ فعل مضارع اور اسم فاعل میں من کل الوجوہ مشابہت تامہ ہے، یعنی حرکات وسکنات میں دونوں مساوی ہیں، جیسے: "یَضْرِبُ، ضَارِبٌ" اس مثال میں دونوں کے الفاظ اور حرکات وسکنات برابر ہیں۔ نیز دونوں لام ابتداء کے دخول میں بھی موافق ہیں، لہٰذا کثرت مشابہت کی بناء پر فعل مضارع کو معرب قرار دیا گیا ہے۔ (الحنفیہ: ۴۰، ہامش زنجانی: ۱۸)

فعل مضارع بالاتفاق معرب ہے، لیکن وجہ معرب ہونے میں بصریین اور کوفیین کا اختلاف ہے، بصریین مشابہت اسم فاعل کی وجہ سے مضارع کے معرب ہونے کے قائل ہیں، جیساکہ علامہ رضی الدین استر آبادی کہتے ہیں: "المضَارِعُ مُعْرَبٌ لِمُشَابَہَتِہ" اور کوفیین مضارع کو مشابہت کی وجہ سے معرب نہیں مانتے، بلکہ اصالۃً معرب کے قائل ہیں، کیونکہ حروف مشترکہ "لَا" کے داخل ہونے کی وجہ سے اس میں معانی مختلفہ پیدا ہوتے ہیں، مثلاً: "لَایَضْرِبُ" میں "لَا" نفی بھی ہوسکتا ہے اور "لَا" نہی بھی۔ اس کا اشتباہ اعراب سے ختم ہوسکتا ہے اور معانی مختلفہ کی تعیین اعراب سے ہی ہوسکتی ہے۔ (شرح الرضی: ۲/ ۲۲۷، فلاح: ۳۷، ہامش مراح: ۲۶، مشکلات الصرف: ۱۰۶)

(۳) بعض حضرات علامت مضارع الف کو ہمزہ اور ہمزہ کو الف سے تعبیر کرتے ہیں، چنانچہ ابراہیم زنجانی نے الف کی جگہ ہمزہ استعمال کیا ہے اور شیخ علی مسعود صاحب مراح نے الف کو استعمال کیا، اس سے معلوم ہوا کہ ایک دوسرے کی جگہ پر استعمال ہوتے رہتے ہیں، جس کی دووجہیں ہیں: پہلی وجہ یہ ہے کہ "أتین" کا ہمزہ اصل میں الف تھا، اس لیے کبھی اصل کی رعایت کرتے ہوئے استعمال کرلیتے ہیں اور دوسری وجہ یہ ہے کہ بعض اہل علم کے نزدیک ہمزہ الف ہے اور الف کی دوقسمیں ہیں: ایک الف لین جوساکن ہوتا ہے، جیسے: "مَا" اور "لَا" کا الف۔ دوسری قسم الف متحرک، جیسے: "أَخَذَ، أَمَرَ"۔ (الحنفیہ: ۸۱-۸۲، ہامش مراح: ۵۳)

(۴) فعل مضارع میں فاء کلمہ کو ساکن اس لیے کیا گیا ہے تاکہ توالی اربع حرکات کا اجتماع لازم نہ آئے۔

(۵) علامت مضارع ثلاثی مجرد میں مفتوح اور رباعی میں مضموم ہوتے ہیں اس کی وجہ صاحب الحنفیہ یہ لکھتے ہیں کہ ثلاثی مجرد کثیر الاستعمال ہے اس لیے اس کے مناسب فتحہ اخف الحرکات دیا گیا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ثلاثی اصل ہے اور رباعی فرع، کیونکہ ثلاثی کے بغیر رباعی =

اعرابی کہ در واحدن بود آخرش درآوردہ ما قبل الف رافتحہ دادہ یَضْرِبَانِ تَضْرِبَانِ شدند۔
یَضْرِبُوْنَ تَضْرِبُوْنَ: را ازیَضْرِبُ[۱] تَضْرِبُ[۲] بنا کردند، واؤساکن علامت جمع مذکر وضمیر فاعل ونون مفتوحہ عوض ازضمہ اعرابی کہ در واحدن بود درآخرش درآوردہ، ما قبل واؤراضمہ دادہ یَضْرِبُوْن تَضْرِبُوْنَ شدند۔
یَضْرِبْنَ: را از''تَضْرِبُ'' بنا کردند، تاء واحدہ راحذف کردہ بجائش یاء[۳] درآوردہ بعدہ نون مفتوحہ علامت جمع مؤنث وضمیر فاعل درآخرش درآوردہ، ماقبل نون راساکن کردہ لِأَنَّہُ الْأَصْلُ، یَضْرِبْنَ شد۔

=کاوجود متصور نہیں اور ضمہ ثقیل، فتحہ خفیف ہونے کے اعتبار سے فتحہ اصل اور ضمہ فرع ہوا، لہٰذا اصل کو اصل اور فرع کو فرع دیا۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ رباعی میں ضمہ قلیل الاستعمال ہے اس لیے قلیل (رباعی) کو ثقیل ضمہ دیا گیا تاکہ اعتدال برقرار رہے۔(الحنفیہ:۸۵، تبیان:۲۲، فلاح:۱۷)

(۱) علامت مضارع میں سے حرف یاء کو غائب کے لیے متعین کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یاء کی ادائیگی وسطِ فہم سے ہوتی ہے اور غائب متکلم ومخاطب کے درمیان متوسط درجہ رکھتا ہے، اس لیے دونوں میں مناسبت پائی جاتی ہے اس لیے غائب کے لیے حرف یاء کو مقرر کیا گیا ہے۔ اس کی دوسری وجہ محشی زنجانی یہ بیان فرماتے ہیں کہ یاء دوکسروں سے مرکب ہے اور حرکت ضمہ وفتحہ میں ثقیل وخفیف ہونے کے لحاظ سے کسرہ متوسط حرکت ہے اس لیے یاء کو غائب کے لیے متعین کیا گیا ہے۔(فلاح:۰۷، الحنفیہ:۸۴، زنجانی:۲۱)

(۲) علامت مضارع میں سے حرف تاء کو مخاطب کے لیے متعین کرنے کی وجہ یہ ہے کہ تاء اصل میں واؤ سے بدل ہے اور واؤ چونکہ منتہی مخارج میں سے ہے، کیونکہ واؤ سفویہ ہے اور کلام میں بھی مخاطب پر منتہی اور پورا ہوتا ہے، لہٰذا تاء اور مخاطب میں انتہاء کی مناسبت سے تاء کو مخاطب کے لیے متعین کردیا گیا۔(فلاح:۶۹، الحنفیہ:۸۲، زنجانی:۲۰)

علامت مضارع میں سے الف کو صیغہ واحد متکلم کے لیے اس سے متعین کیا گیا ہے اس کی دو وجوہات ہیں: پہلی وجہ یہ ہے کہ ضمیر متکلم ''أَنَا'' اور الف کے درمیان موافقت ہے، کیونکہ ضمیر مرفوع منفصل ''أَنَا'' میں الف کا وجود ہے، لہٰذا صیغہ واحد متکلم مضارع میں بھی ہونا چاہیے تاکہ باہم مناسبت رہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ الف اور متکلم میں نسبت تامہ ہے اس طور پر کہ متکلم سے کلام کی ابتداء ہوتی ہے اور الف بھی مبداء مخارج ہے، کیونکہ اقصی حلق سے الف کا صدور ہوتا ہے، لہٰذا مبدء کے اعتبار سے دونوں میں مناسبت پائی گئی، اس لیے مضارع متکلم کے لیے الف کا ہی انتخاب کیا گیا ہے۔(زنجانی:۲۰، فلاح:۶۹، الحنفیہ:۸۲)

علامت مضارع میں سے حرف نون کی تعیین صیغہ تثنیہ وجمع متکلم کے لیے اس کی گئی ہے کہ چونکہ ضمیر مرفوع منفصل متکلم ''نَحْنُ'' میں نون ہے اس لیے مناسبت کے تحت صیغہ جمع متکلم میں بھی نون کا اضافہ کردیا گیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حرف نون مخرج میں حروف علت کے مشابہ ہے، کیونکہ حروف علت میں اخفاء اور غنہ ہوتا ہے اور نون بھی چونکہ ناک کی آواز سے تعلق رکھتا ہے اور حروف علت میں سے کوئی باقی نہیں رہا، اس لیے متکلم کے لیے الف، غائب کے لیے یاء اور مخاطب کے لیے تاء کو مقرر کیا گیا اور صیغہ متکلم مضارع کے لیے حروف علت کے مشابہ حرف نون مقرر کیا گیا۔(الفلاح:۰۷، الحنفیہ:۸۴، مشکلات الصرف:۱۱۷)

(۳) صیغہ جمع مؤنث غائبات میں یاء لانے کی وجہ کیا ہے؟ محشی زنجانی اس پر تفصیلی بحث کی ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ غائب اور یاء میں مناسبت پائی جاتی ہے اس طرح کہ مخارج میں یاء، واؤ اور الف کے درمیان متوسط ہے اور غائب بھی متکلم اور مخاطب کے درمیان دائر ہے، اس لیے اس کو یاء دی گئی ہے اور باقی رہی یہ بات کہ واحد مؤنث غائبہ اور تثنیہ مؤنث غائبتین میں تاء کیوں لائی جاتی ہے اس کی وجہ محشی زنجانی نے یہ بیان کی ہے کہ مؤنث غائب کی دو حیثیت ہیں: ایک تانیث اور دوسری غائب کی۔ اب غائب کو حرف یاء دیا گیا، کیونکہ غائب اور یاء میں مناسبت ہے اور اول حیثیت یعنی تانیت کے لیے تاء دی گئی، جس کی دو وجوہات ہیں: ایک وجہ تو یہ ہے کہ تاء علامت ثانیت ہوتی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ تانیث تذکیر کی فرع ہے، لہٰذا پہلی حیثیت کو صیغہ واحد اور تثنیہ کے لیے اختیار کیا جو کہ جمع کی بنسبت دونوں اصل ہیں اور دوسری حیثیت غائب کے لیے یاء کو اختیار کیا ہے۔(ہامش زنجانی:۲۱)

تَضْرِبِیْنَ: را از ''تَضْرِبُ'' بنا کردند، یائے ساکنہ[1] علامت واحدہ مؤنث مخاطبہ و ضمیر فاعل نزد بعض[2] و نون مفتوحہ عوض از ضمہ اعرابی کہ در تضرب بود در آخرش درآوردہ ''تَضْرِبِیْنَ'' شد۔

''تَضْرِبَانِ'': را از ''تَضْرِبِیْنَ'' بنا کردند، یائے واحدہ را حذف کردہ، بجائش الف علامت تثنیہ و ضمیر فاعل درآوردہ، بعدہ فتحہ نون را بہ کسرہ بدل کردہ، ماقبل الف را فتحہ دادہ ''تَضْرِبَانِ'' شد۔

''تَضْرِبْنَ'': را از ''تَضْرِبِیْنَ'' بنا کردند، یاء و نون را حذف کردہ بجائش نون مفتوحہ علامت جمع مؤنث[3] و ضمیر فاعل درآخرش درآوردہ، ماقبل نون را ساکن کردہ لِأَنَّهُ الْأَصْلُ تَضْرِبْنَ شد۔

صرفِ کبیر فعل مضارع مجہول

یُضْرَبُ، تُضْرَبُ، أُضْرَبُ، نُضْرَبُ الخ: را از یَضْرِبُ، تَضْرِبُ، أَضْرِبُ، نَضْرِبُ الخ بنا کردند، حرف اول را ضمہ دادہ[4]، ماقبل آخر را فتحہ دادہ[5] یُضْرَبُ، تُضْرَبُ، أُضْرَبُ، نُضْرَبُ الخ شدند۔

---

(۱) ''یاء'' ساکنہ کو اس لیے زائد کیا گیا ہے کہ امام اخفشؒ کے نزدیک ''یاء'' مؤنث مخاطب کی علامت ہے اور اس کا فاعل مستتر ہے، جمہور کے نزدیک ''یاء'' ضمیر بارز فاعل ہے جیسا کہ ''تَفْعَلُوْنَ'' میں واؤ ضمیر بارز فاعل ہے، لیکن صاحبِ تبیان امام اخفشؒ کے قول کی تضعیف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر ''یاء'' کو بقول اخفش نحوی خطاب کی علامت قرار دی جائے تو صیغہ جمع مؤنث مخاطبات میں دو علامات کا اجتماع لازم آئے گا، ایک علامت خطاب ''تاء'' جو شروع میں موجود ہے اور دوسری علامت ''یاء''۔ حالانکہ یہ مستکرہ اور غیر پسندیدہ ہے، لیکن اگر اس کا جواب یہ دیا جائے کہ اس صورت میں صرف علامت تانیث ''یاء'' ہے اور علامت خطاب ''تاء'' نہیں تو یہ التزام بلا لزوم ہو گا۔ (تبیان: ۲۵، مشکلات الصرف: ۱۲۱)

احقر کے نزدیک امام اخفشؒ کے مذہب کو اس بنیاد پر رد کرنا کہ دو علامات کا جمع ہونا لازم آئے گا درست نہیں، کیونکہ ایک کلمہ میں دو علامات جمع ہو سکتے ہیں، اس لیے کہ یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ علامات اور اسباب میں تزاحم نہیں ہوتا، بلکہ ایک کلمہ میں متعدد علامات ہو سکتی ہیں، جیسے: ''تَفْعَلْنَ'' صیغہ جمع مؤنث مخاطبات میں علامت خطاب ''تاء'' ہے اور علامت تانیث ''نون'' ہے اور اسی طرح ''یَضْرِبُوْنَ'' میں ''یاء'' علامت غائب کی اور ''واؤ'' علامت جمع مذکر کی ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ یہاں دو علامات تانیث کا اجتماع ہے تو یہ بھی درست نہیں، کیونکہ دو علامات تانیث کا اجتماع اس وقت ممنوع ہے جب دونوں ایک جنس کے ہوں اور یہاں جنس مختلف ہے اس لیے جمع ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۲) یہ امام اخفشؒ کا مذہب ہے۔

(۳) صیغہ جمع مؤنث مخاطبات کا نون نونِ اعرابی نہیں، بلکہ یہ جمع مؤنث کی علامت ہے جیسا کہ ''فعلن'' صیغہ ماضی میں ہے، اسی طرح ''یضربن'' میں ہے اور نون اعرابی کی نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس کا نون عامل ناصب و جازم کے وقت ساقط نہیں ہوتا اور جب کہ نون اعرابی دخول جوازم و نواصب کے وقت گر جاتا ہے۔ (الفلاح: ۵۷، الحنفیہ: ۹۰)

(۴) مضارع مجہول میں علامت مضارع کو ضمہ اس لیے دیا جاتا ہے کہ مجہول چونکہ معلوم کی فرع ہے اور ضمہ بھی فتحہ کی فرع ہے، لہٰذا فرع کو فرع دیے دیا گیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ماضی مجہول کا پہلا کلمہ چونکہ مضموم ہوتا ہے اور یہ اصل ہے اور مضارع فرع ہے اس لیے ماضی مجہول اصل کی مناسبت سے ضمہ دیا گیا تاکہ ماضی و مضارع میں مناسبت باقی رہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ مضارع معلوم و مجہول میں فرق کرنے کے لیے فعل مضارع مجہول کے شروع کلمہ کو ضمہ دیا گیا ہے تاکہ ابتداء ہی میں معلوم ہو جائے کہ فعل مضارع مجہول ہے معلوم نہیں۔ (تبیان: ۲۷، ہامش زنجانی: ۲۵)

(۵) عین کلمہ کو فتحہ اس لیے دیا جاتا ہے کہ شروع کا ضمہ عین کلمہ کے فتحہ کیساتھ معتدل ہو جائے، اس لیے کہ ماضی کی بہ نسبت حروف اتین کی زیادتی کے باعث فعل مضارع ثقیل ہو جاتا ہے اور بعض صرفی یہ جواب دیتے ہیں کہ فعل مضارع مجہول کا صیغہ ''یُفْعَلُ'' حرکات و سکنات میں ''فَعْلَلَ'' کی طرح ہے اور ''فَعْلَلَ'' کے وزن پر عربی کلمہ شاذ و نادر ہی آتا ہے تو چونکہ مضارع مجہول غیر معقول وزن سے مناسبت رکھتا ہے اس لیے اس کو بھی غیر معقول حرکت دیا گیا تاکہ دونوں میں مطابقت برقرار رہے۔ (تبیان: ۲۷، مشکلات الصرف: ۱۳۵)

صرفِ کبیر اسم فاعل

ضَارِبٌ: را از یَضْرِبُ[1] بنا کردند، یا حرفِ مضارعت را حذف کردہ، فاء کلمہ را فتحہ دادہ، بعدہ الف از برائے علامت اسم فاعل درآوردہ، عین کلمہ را بر حال خود گذاشتہ، تنوین تمکن علامت اسمیت را در آخرش درآوردہ ضَارِبٌ شد[2]۔

ضَارِبَانِ: را از ضَارِبٌ بنا کردند، الف علامت تثنیہ ونون مکسورہ عوض از ضمہ یا از تنوین یا از ہر دو کہ در واحد بود در آخرش درآوردہ، ما قبل الف را فتحہ دادہ، ضَارِبَانِ شد در حالت رفعی و ضَارِبَیْنَ شد در حالت نصبی و جری۔

ضَارِبُوْنَ: را از ضَارِبٌ بنا کردند، واؤ ساکن علامت جمع مذکر سالم ونون مفتوحہ عوض از ضمہ یا از تنوین یا از ہر دو کہ در واحد بود در آخرش درآوردہ، ما قبل واؤ را ضمہ دادہ ضَارِبُوْنَ شد در حالت رفعی و ضَارِبِیْنَ شد در حالت نصبی و جری۔

ضَرَبَۃٌ[3]: را از ضَارِبٌ بنا کردند، حرفِ اول را بر حال خود گذاشتہ، الف واحدہ را حذف کردہ، عین کلمہ را فتحہ دادہ، بعدہ تائے متحرکہ از برائے علامت جمع تکسیر در آخرش درآوردہ، ما قبل تاء را فتحہ دادہ ضَرَبَۃٌ شد۔

ضُرَّابٌ: را از ضَارِبٌ بنا کردند، فتحہ فاء کلمہ را بضمہ بدل کردہ، عین کلمہ را مشدد مفتوح ساختہ، بعدہ الف از برائے علامت جمع تکسیر درآوردہ ضُرَّابٌ شد۔

ضُرَّبٌ: را از ضَارِبٌ بنا کردند، فتحہ فاء کلمہ را بضمہ بدل کردہ، الف واحدہ را حذف کردہ، عین کلمہ را مشدد مفتوح ساختہ از برائے علامت جمع تکسیر ضُرَّبٌ شد۔

ضُرْبٌ: را از ضَارِبٌ بنا کردند، فتحہ فاء کلمہ را بضمہ بدل کردہ، الف واحدہ را حذف کردہ، عین کلمہ را ساکن کردہ از برائے علامت جمع تکسیر ضُرْبٌ شد۔

ضُرَبَاءُ: را از ضَارِبٌ بنا کردند، فتحہ فاء کلمہ را بضمہ بدل کردہ، الف واحدہ را حذف کردہ، عین کلمہ را فتحہ دادہ، بعدہ الف ممدودہ از برائے علامت جمع تکسیر در آخرش درآوردہ، ما قبل الف را فتحہ دادہ، تنوین تمکن را مقدر نمودند از برائے ضدیتِ

---

(۱) اسم فاعل فعل مضارع سے بنتا ہے اور مصدر سے نہیں باوجود اس کے اس میں تصرف و تغیر کم ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اسم فاعل اور مضارع میں عدد حروف اور حرکات و سکنات میں مناسبت تامہ ہے اس لیے مضارع سے بنایا جاتا ہے۔(ہامش میر ان: ۲۴)

(۲) یہ اسم فاعل والا قانون ہے قانون کا خلاصہ یہ ہے کہ ثلاثی مجرد کا اسم فاعل اکثر فَاعِلٌ کے وزن پر آتا ہے، (اسم فاعل ثلاثی مجرد سے اکثر فَاعِلٌ کے وزن پر آتا ہے کبھی غیر فَاعِلٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جبکہ مبالغہ کے معنیٰ میں ہو جیسے: عَلِمَ یَعْلَمُ سے عَلِیْمٌ یہ صفت مشبہ نہیں بلکہ اسم فاعل مبالغہ کے لئے ہے کیونکہ یہ باب متعدی ہے جبکہ صفت مشبہ لازمی باب سے آتا ہے) اور ثلاثی مجرد کے علاوہ ابواب کا اسم فاعل اسی باب کے فعل مضارع معلوم کے وزن پر آئے گا اس طور پر کہ حرف مضارعت کو حذف کرکے اس کی جگہ میم مضمومہ لایا جائے، اور ما قبل آخر کو کسرہ دے کر تنوین تمکن آخر میں لایا جائے جیسے: یُکْرِمُ سے مُکْرِمٌ، یُدَحْرِجُ سے مُدَحْرِجٌ، یَتَدَحْرَجُ سے مُتَدَحْرِجٌ وغیرہ۔(کنز النوادر فی القوانین والمصادر ۲۸)۔

(۳) اسم فاعل میں مبالغہ پیدا کرنے کے لیے ان اوزان (ضَرَبَۃٌ، ضُرَّابٌ، ضُرَّبٌ، ضُرْبٌ، ضُرَبَاءُ، ضُرْبَانٌ، ضَرَابٌ، ضُرُوْبٌ) کو لایا جاتا ہے، اصطلاح میں ان کو مبالغہ کے صیغے کہتے ہیں۔

منع منصرف ضُرَبَاءُ شد۔

ضُرْبَانٌ: را از ضَارِبٌ بنا کردند، فتحہ فاء کلمہ رابضمہ بدل کردہ، الف واحدہ راحذف کردہ، عین کلمہ راساکن کردہ، بعدہ الف ونون مزید تین ازبرائے علامت جمع تکسیر درآخرش درآوردہ، ماقبل الف رافتحہ دادہ ضُرْبَانٌ شد۔

ضِرَابٌ: را از ضَارِبٌ بنا کردند، فتحہ فاء کلمہ رابکسرہ بدل کردہ، الف واحدہ راحذف کردہ، بعد از عین کلمہ الف ازبرائے علامت جمع تکسیر درآوردہ، ماقبل الف رافتحہ دادہ ضِرَابٌ شد۔

ضُرُوْبٌ: را از ضَارِبٌ بنا کردند، فتحہ فاء کلمہ رابضمہ بدل کردہ، الف واحدہ راحذف کردہ، بعد از عین کلمہ واؤساکن ازبرائے علامت جمع تکسیر درآوردہ، ماقبل واؤراضمہ دادہ ضُرُوْبٌ شد۔

ضَارِبَةٌ: را از ضَارِبٌ بنا کردند، تائے متحرکہ ازبرائے علامت تانیث درآخرش درآوردہ، ماقبل تاء رافتحہ دادہ ضَارِبَةٌ شد۔

ضَارِبَتَانِ: را از ضَارِبَةٌ بنا کردند، الف علامت تثنیہ ونون مکسور عوض ازضمہ یا از تنوین یا از ہر دو کہ درواحد بود درآخرش درآوردہ، ماقبل الف رافتحہ دادہ ضَارِبَتَانِ شد درحالت رفعی ضَارِبَتَيْنِ شد درحالت نصبی وجری۔

ضَارِبَاتٌ: را از ضَارِبَةٌ بنا کردند، الف وتاء علامت جمع مؤنث سالم مع تنوین مقابلہ درآخرش درآوردہ، ماقبل الف رافتحہ دادہ، ضَارِبَتَاتٌ شد، پس اجتماع دوعلامت تانیث شد دریک کلمہ وایں چنیں ثقیل بود، لہذا تائے اولیٰ راحذف کردہ[1] ضَارِبَاتٌ شد۔

ضَوَارِبُ: را از ضَارِبَةٌ بنا کردند، حرف اول رابرحال خود گذاشتہ ثانی کہ مدہ زائدہ بود آں رابہ واؤ مفتوحہ بدل کردہ، سوم جاء الف برائے علامت جمع اقصیٰ درآوردہ، حرفیکہ مابعد از علامت جمع اقصیٰ شد آں رابرحال خود گذاشتہ[2]، تائے واحدہ راحذف کردہ، تنوین تمکن علامت اسمیت راحذف کردہ ازبرائے ضدیتِ منع صرف ضَوَارِبُ شد۔

ضُرَّبٌ: را از ضَارِبَةٌ بنا کردند، فتحہ فاء کلمہ رابضمہ بدل کردہ، الف وتاء واحدہ راحذف کردہ، عین کلمہ رامشدد مفتوح ازبرائے علامت جمع تکسیر ساختہ ضُرَّبٌ شد۔

ضُوَيْرِبٌ وَّضُوَيْرِبَةٌ: را از ضَارِبٌ وَّضَارِبَةٌ بنا کردند، فتحہ حرفِ اول رابضمہ بدل کردہ، ثانی کہ مدہ زائدہ بود آں رابہ واؤ مفتوحہ بدل کردہ، سوم جاء یائے ساکنہ ازبرائے علامت تصغیر درآوردہ[3]، باقیاں براحال خود گذاشتہ ضُوَيْرِبٌ وَّضُوَيْرِبَةٌ شدند۔

---

(۱) یہ دوعلامت تانیث والا قانون ہے۔

(۲) یہ مدہ زائدہ والا قانون ہے۔

(۳) یہ مدہ زائدہ والا قانون ہے۔

صرفِ کبیر اسم مفعول

مَضْرُوْبٌ: را از یُضْرَبُ بنا کردند، یاء حرف مضارعت را حذف کردہ، بجائش میم مفتوحہ از برائے علامت اسم مفعول درآوردہ[۱]، فاء کلمہ را برحال خود گذاشتہ، عین کلمہ را ضمہ دادہ، تنوین تمکن علامت اسمیت دادر آخرش درآوردہ مَضْرُبٌ شد بروزن مَفْعُلٌ وایں چنیں در کلام عرب نیاید مگر مَکْرُمٌ وَّمَعْوُنٌ وایشاں بہم شاذ اند، لہٰذا ضمہ عین کلمہ را از اشباع[۲] نمودہ تا کہ از واؤ پیدا شود مَضْرُوْبٌ شد۔

مَضْرُوْبَانِ: را از مَضْرُوْبٌ بنا کردند، الف علامت تثنیہ ونون مکسور عوض از ضمہ یا از تنوین یا از ہر دو کہ درواحد بود در آخرش درآوردہ، ما قبل الف را فتحہ دادہ، مَضْرُوْبَانِ شد در حالت رفعی ومَضْرُوْبَیْنَ شد در حالت نصبی وجری۔

مَضْرُوْبُوْنَ: را از مَضْرُوْبٌ بنا کردند، واؤ ساکن علامت جمع مذکر سالم ونون مفتوحہ عوض از ضمہ یا از تنوین یا از ہر دو کہ درواحد بود در آخرش درآوردہ، ما قبل واؤ را ضمہ دادہ مَضْرُوْبُوْنَ شد در حالت رفعی ومَضْرُوْبِیْنَ شد در حالتِ نصبی وجری۔

مَضْرُوْبَۃٌ: را از مَضْرُوْبٌ بنا کردند، تائے متحرکہ از برائے علامت تانیث درآخرش درآوردہ، ما قبل تاء را فتحہ دادہ مَضْرُوْبَۃٌ شد۔

مَضْرُوْبَتَانِ: را از مَضْرُوْبَۃٌ بنا کردند، الف علامت تثنیہ ونون مکسورہ عوض از ضمہ یا از تنوین یا از ہر دو کہ درواحد بود در آخرش درآوردہ، ما قبل الف را فتحہ دادہ مَضْرُوْبَتَانِ شد در حالت رفعی ومَضْرُوْبَتَیْنِ شد در حالت نصبی وجری۔

مَضْرُوْبَاتٌ: را از مَضْرُوْبَۃٌ بنا کردند، الف وتاء علامت جمع مؤنث سالم مع تنوین مقابلہ درآخرش درآوردہ، ما قبل الف را فتحہ دادہ مَضْرُوْبَتَاتٌ شد، پس اجتماع دو علامت تانیث شد دریک کلمہ وایں چنیں ثقیل بود، لہٰذا "تاء" اولیٰ را حذف کردہ[۳] مَضْرُوْبَاتٌ شد۔

مَضَارِیْبُ: را از مَضْرُوْبَۃٌ بنا کردند، حرف اول را برحال خود گذاشتہ، ثانی را فتحہ دادہ، سوم جاء الف از برائے علامت

---

[۱] یہ اسم مفعول والا قانون ہے، قانون کا خلاصہ یہ ہے کہ ثلاثی مجرد کا اسم مفعول مَفْعُوْلٌ کے وزن پر آتا ہے وجوباً جیسے: مَضْرُوْبٌ، مَنْصُوْرٌ، مَعْلُوْمٌ وغیرہ اور غیر ثلاثی مجرد کا اسم مفعول اسی باب کے فعل مضارع مجہول کے وزن پر آتا ہے، اس طور پر کہ حرف مضارعت کو حذف کرکے اس کی جگہ میم مضمومہ اور آخر میں تنوین تمکن لایا جائے جیسے: یُکْرِمُ سے مُکْرَمٌ، یُدَحْرِجُ سے مُدَحْرَجٌ وغیرہ۔

[۲] اشباع کہتے ہیں کسی حرف کی حرکت کو اتنا لمبا کرنا کہ زبَر سے الف، زیر سے یاء اور پیش سے واؤ پیدا ہو، یہاں عین کلمہ کی حرکتِ ضمہ میں اشباع کیا تو "واؤ" پیدا ہوا، اشباع اس لیے کیا کہ تا کہ شذوذ لازم نہ آئے اور جس طرح کلمہ کے آخر میں اشباع ہوتا ہے تو بامر مجبوری کلمہ کے درمیان میں بھی اشباع ہوتا ہے اور یہاں مجبوری یہ تھی کہ اگر "مَضْرُبٌ" کے آخر میں اشباع کرتے تو "مَضْرُبُوْ" ہو جاتا، ادھر "مَعْوُنٌ، مَکْرُمٌ" میں اشباع کرتے تو "مَعْوُنُوْ، مَکْرُمُوْ" ہو جاتا تو پھر التباس آتا، اس لیے اشباع آخر میں نہیں کیا۔ اشباع اکثر نظم میں ہوتا ہے، لیکن بعض نثر میں بھی کیا جاتا ہے۔

[۳] یہ دو علامات تانیث والا قانون ہے جو ثلاثی مجرد کا پہلا قانون ہے۔

جمع اقصی درآوردہ، حرفیکہ مابعد ازعلامت جمع اقصی شد آں راکسرہ دادہ، تاءواحدہ راحذف کردہ، تنوین تمکن رامقدر نمودند ازبرائے ضدیت منع صرف مضاروب شد، پس واؤساکن مظہر ماقبلش مکسور آں وَاؤرابیاءبدل کردہ[١] مَضَارِيْبُ شد۔
مُضَيْرِيْبٌ وَّمُضَيْرِيْبَةٌ: را ازمَضْرُوْبٌ وَّمَضْرُوْبَةٌ بناکردند، حرفِ اول راضمہ دادہ ثانی رافتحہ دادہ، سوم جایائے ساکنہ ازبرائے علامت تصغیر درآوردہ، عین کلمہ راکسرہ دادہ مُضَيْرِوْبٌ وَّمُضَيْرِوْبَةٌ شدند، پس واؤساکن مظہر ماقبلش مکسور آں واؤرابیاءبدل کردہ[٢] مُضَيْرِيْبٌ وَّمُضَيْرِيْبَةٌ شد۔

صرفِ کبیر فعل جحد معلوم

لَمْ يَضْرِبْ، لَمْ يُضْرَبْ الخ: راازيَضْرِبُ يُضْرَبُ الخ بناکردند، چوں "لَمْ"[٣] جازمہ[٤] جحدیہ دراولیشاں در آوردہ[٥] وآخریشاں راجزم دادہ، علامت جزمی سقوطِ حرکات شد درپنج پنج صیغہ وسقوط نونات اعرابیہ[٦] شد درہفت ہفت صیغہ، وسقوطِ

---

(١) یہ "مِيْعَادٌ" والا قانون ہے۔

(٢) یہ "مِيْعَادٌ" والا قانون ہے۔

(٣) جمہور کے نزدیک حرف "لَمْ" اصل کلمہ ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی، امام فراءؒ فرماتے ہیں کہ "لَمْ" کی اصل "لَا" ہے، الف کو میم سے بدل دیا۔ علامہ رضی الدین استر آبادی نے امام فراء کے قول کو رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "لَا دَلِيْلَ عَلَى قَوْلِ الْفَرَّاءِ"۔ (شرح الرضی: ٢/٣٣٥)

(٤) جوازم کی دو قسمیں ہیں: ١)۔ ایک وہ جو ایک فعل کو جزم دیتے ہیں۔ جیسے إنْ، ولَمْ، ولام أمر، ولام نهي. ٢)۔ دوسری قسم جوازم کی وہ ہے جو دو فعلوں کو جزم دیں۔ جیسے: إنْ، مَنْ، أَيْنَ اور دیگر اداتِ شرط وغیرہ۔ "لَمْ" اور "لَمَّا" کو "حرفِ نفی"، "حرفِ جزم" اور "حرفِ قلب" بھی کہتے ہیں؛ اس لئے کہ یہ مضارع مثبت کو ماضی منفی کے معنی میں کردیتے ہیں۔ جیسے ﴿وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا﴾.
"لَمْ" اور "لَمَّا" میں درج ذیل فرق کئے جاتے ہیں:
١)۔ "لَمَّا" کی نفی عموماً زمانہ ماضی میں شروع ہو کر حال تک جاری رہتی ہے۔ جیسے ﴿وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ﴾ اور "لَمْ" کی نفی زمانہ ماضی ہی میں ختم ہوجاتی ہے۔ جیسے "لَمْ أَفْهَمْ كَلَامَكَ". ٢)۔ "لَمَّا" کے بعد جو فعل ہوتا ہے اس کا حصول متوقع ہوتا ہے جبکہ یہ بات "لَمْ" میں مشروط نہیں ہے۔ ٣)۔ "لَمَّا" کے بعد فعل مجزوم کو قرینہ کی وجہ سے حذف کرنا جائز ہے جبکہ "لَمْ" کے فعل مجزوم کو حذف کرنا جائز نہیں۔ ٤) "لَمَّا" حرف شرط کے بعد واقع نہیں ہوسکتا جبکہ "لَمْ" واقع ہوسکتا ہے۔ "لَمْ" اور "لَمَّا" ایک دوسرے کے معنی میں استعمال ہوتے رہتے ہیں۔ جیسے: ﴿كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَا أَمَرَهُ﴾، ﴿لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ﴾ پہلی مثال میں "لَمَّا" "لَمْ" کے معنی میں استعمال ہوا ہے جبکہ دوسری مثال میں "لَمْ" "لَمَّا" کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ (الموجز في قواعد اللغة العربية: ١/٨٧).

(٥) حرف "لَمْ" شروع میں اس لیے آتا ہے کہ متکلم کو شروع تکلم سے یہ بات معلوم ہوجائے کہ یہ نفی جحد بلم ہے، جحد (بفتح الجيم وسكون الحاء) کے معنی (الإنكار مع العلم) جانتے ہوئے انکار کرنے کے آتے ہیں اور کبھی مطلق انکار کے لیے بھی آتا ہے، چونکہ ماضی متحقق الوقوع ہوتا ہے، لہذا اس کے معنی جانتے ہوئے انکار کرنے کے ہیں اور یہی جحد کا صحیح تلفظ ہے، کیونکہ بفتحتین اور بالضم کی صورت میں اس کے معنی قلت خیر اور تنگدست کے آتے ہیں جو علم صرف کے باب میں مقصود نہیں۔ (الصحاح: ٢/٤٥١، لسان العرب: ٢/١٨٢)

(٦) نون اعرابی فعل مضارع کے سات صیغوں میں اس لیے آتا ہے کہ ضمیر فاعل سے غایتِ اتصال کے سبب نون اعرابی لاجاتا ہے، چونکہ واؤ، الف اور یاء فعل کے آخر میں وسطِ کلمہ کے قائم مقام ہو کر علامت رفع ہوجاتے ہیں اور فعل مضارع معرب ہوتا ہے، لہذا اگر ضمائر سے پہلے اعراب=

چیزے نہ شد در دو دو صیغہ زیر آنچہ مبنی اند "وَالْمَبْنِيُّ مَا لَايَتَغَيَّرُ آخِرُهُ بِدُخُوْلِ الْعَوَامِلِ الْمُخْتَلِفَةِ عَلَيْهِ" لَمْ يَضْرِبْ لَمْ يُضْرَبْ الخ شدند۔

صرفِ کبیر فعل نفی مضارع معلوم و مجہول

لَايَضْرِبُ لَايُضْرَبُ الخ: را از يَضْرِبُ يُضْرَبُ الخ بنا کردند، چوں "لَا" نافیہ [1] غیر عاملہ در اولیشاں در آوردہ و آخریشاں را ہیچ عمل نہ کردہ، مگر معنی مثبت را بمنفی گردانیدہ زیر آنچہ کہ دخل اُو در معنی است نہ کہ در لفظ لَايَضْرِبُ لَايُضْرَبُ الخ شدند۔

صرفِ کبیر فعل نفی مضارع معلوم و مجہول مؤکد بلن ناصبہ

لَنْ يَضْرِبَ لَنْ يُضْرَبَ الخ: را از يَضْرِبُ يُضْرَبُ الخ بنا کردند، چوں "لَنْ" [2] ناصبہ نافیہ تاکیدیہ

=لایا جاتا ہے تو گویا ظاہری اعتبار سے درمیان میں پڑتا ہے اور اگر ضمیروں پر اعراب داخل کیا جائے تو حقیقت میں دوسرے کلمہ پر اعراب کا دخول ہوگا، اس لیے لامحالہ اعراب رفع کے عوض "نون" لایا جاتا ہے جس کو نون اعرابی کہا جاتا ہے۔ (الحنفیہ:۸۹، الفلاح:۵۷، تبیان:۲۶، مشکلات الصرف:۱۲۳)

نون اعرابی تثنیہ کے چار صیغوں میں مکسور اور باقی تین میں مفتوح کیوں ہوتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جمع مذکر غائبین اور جمع مذکر مخاطبین میں نون کے ماقبل واؤ ہوتا ہے اور واحدہ مؤنث مخاطبہ میں ماقبلِ نون یاء ہوتی ہے، واؤ اور یاء چونکہ دونوں ثقیل ہیں، لہٰذا اگر ان تین صیغوں میں کسرہ یا ضمہ دیا جائے تو ثقل میں مزید اضافہ ہو جائے گا، اس لیے اخف الحرکات فتحہ ان تین صیغوں کو دیا تاکہ توازن برقرار رہے اور تثنیہ کے چار صیغوں میں نون کے ماقبل الف ہوتا، لہٰذا نون ہر اعراب کا متحمل ہے اور قاعدہ "السَّاكِنُ إِذَاحُرِّكَ حُرِّكَ بِالْكَسْرِ" کے تحت کسرہ کو ترجیح دیتے ہوئے کسرہ دیا۔ نیز کسرہ اور تثنیہ میں چونکہ مناسبت ہے، کیونکہ ضمہ فتحہ میں کسرہ متوسط حرکت ہے اور واحد و جمع میں تثنیہ متوسط ہے، لہٰذا متوسط کو متوسط دینا اولیٰ اور بہتر ہے۔ مزید ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اسم تثنیہ سے مشابہت کے سبب بھی چار صیغوں میں نون اعرابی کو کسرہ دیا گیا ہے، جیسے: "رَجُلَانِ" اور "تَضْرِبَانِ" میں مشابہت ہے۔ (تبیان:۲۶، مشکلات الصرف:۱۲۴)

[1] "لَا" نافیہ کو شروع کلمہ میں اس لیے لایا جاتا ہے کہ شروع کلمہ سے ہی سامع کو معلوم ہو جائے کہ یہ کلام منفی ہے بصورت دیگر خلجان ہوتا اور افہام و تفہیم میں غلطی امکان ہوتا، اس لیے "لَا" نفی کو فعل مضارع پر مقدم کرتے ہیں۔ فعل مضارع منفی جس طرح "لَا" نافیہ سے بنتا ہے تو اسی طرح "مَا" نافیہ سے بھی منفی بنتا ہے، جیسے: "مَايُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِيْنَ"، "مَا يَنْظُرُوْنَ إِلَّاصَيْحَةً وَاحِدَةً"، "مَايَخْدَعُوْنِ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ" وغیرہ، لیکن فعل مضارع پر کلمہ "لَا" نفی کا استعمال "مَا" نافیہ کی بہ نسبت زیادہ ہے، اس لیے یہاں "لَا" نافیہ کو ذکر کیا گیا ہے۔

[2] حرف "لَنْ" اصل میں کیا تھا؟ اس میں اہل فن کا اختلاف ہے، اس پر امام فخر الدین رازیؒ، جار اللہ زمخشریؒ، علامہ ابو حیان اندلسی اور ابن منظور افریقی نے تفصیلی کلام کیا ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ حرف "لَنْ" میں چار مذاہب ہیں:

۱۔ امام سیبویہ کا مذہب ۲۔ امام خلیل اور امام کسائی کا مذہب ۳۔ امام فراء کا مذہب ۴۔ بعض حضرات کا مذہب۔

۱۔ امام سیبویہ کا مذہب یہ ہے کہ حرف "لَنْ" اپنی اصل پر حرف بسیط ہے اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ حروف میں تصرف و تغیر کا نہ ہونا اصل ہے۔

۲۔ امام خلیلؒ اور امام کسائیؒ کا مسلک یہ ہے کہ کلمہ "لَنْ" اصل میں "لَا أَنْ" ہے ان کے ہمزہ کو کثرت استعمال کی بناء پر بنظر تخفیف حذف کر دیا۔ چنانچہ "لَا" کے الف اور "أَنْ" کے نون میں التقائے ساکنین کی وجہ سے "لَا" کے الف کو حذف کیا گیا، پھر لام اور نون کو باہم ملا دیا تو "لَنْ" ہو گیا۔ امام سیبویہؒ نے امام خلیلؒ اور امام کسائیؒ کے مذہب کو رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "إِنَّ هَذَا لَيْسَ بِجَيِّدٍ"، کہ ان کا موقف زوردار نہیں، کیونکہ کلمہ "لَنْ" کے معمول کو اپنے عامل پر مقدم ہونا جائز ہے، جیسے: "زَيْدًا لَنْ يَّضْرِبَ"، بخلاف معمول "أَنْ" کہ اس کا مقدم ہونا جائز نہیں، جیسے: "زَيْدًايُعْجِبُنِيْ أَنْ يَّضْرِبَ" کہنا درست نہیں، لہٰذا جب "لَنْ" کو "أَنْ" کے حیز میں اتاریں گے تو جس طرح =

دراولینہا[۱] درآوردہ وآخرینہارانصب دادہ،علامت نصبی[۲] سقوطِ حرکات شد در پنج صیغہ وسقوط نونات اعرابیہ[۳] شد در ہفت صیغہ ،وسقوطِ چیزے نہ شد در دو دوصیغہ زیر آنچہ مبنی اند ''وَالْمَبْنِيُّ مَا لَايَتَغَيَّرُآخِرُهُ بِدُخُوْلِ الْعَوَامِلِ المخْتَلِفَةِ عَلَيْهِ''لَنْ يَّضْرِبَ لَنْ يُّضْرَبَ الخ شدند۔

صرفِ کبیر فعل امر حاضر معلوم[۴] ومجہول

= ''أَنْ'' کے معمول کامقدم ہوناجائز نہیں اسی طرح یہ لازم آئے گاکہ ''أَنْ''کامقدم ہوناجائز نہیں،جیسے:''زَيْداً لَنْ يَّضْرِبَ''، حالانکہ تمام بصریین اور سیبویہ کے نزدیک جائز ہے۔

۳۔ امام فراء کامذہب یہ ہے کہ حرف ''لَنْ''ناصبہ کی اصل ''لَا'' ہے،الف کونون سے بدل دیا''لَنْ''ہوگیا۔علامہ رضی فراء نحوی کی مسلک کی تردید کرتے ہوئے کہتے ہیں:''لَادَلِيْلَ عَلَى قَوْلِ الْفَرَّاءِ''، محشی زنجانی وغیرہ نے بھی کہتے ہیں کہ فراء نحوی کامذہب کمزورہے،کیونکہ نون کاالف سے بدلناشائع اورعام ہے،جیسے:''لَنَسْفَعاً''اور''وَلْيَكُوْناً''وغیرہ میں ہے،لیکن اس کے برعکس الف کانون سے بدلنادرست نہیں۔

۴۔ بعض حضرات کامذہب: بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ ''لَنْ''کی اصل ''لَا'' ہے، آخرمیں نون خفیفہ نفی تاکید کے لیےلاحق کردیا،پھرالف اورنون میں التقائے ساکنین کی بناپرالف گرگیا''لَنْ''باقی رہ گیا،لیکن علامہ عبدالحی اس مذہب کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آخرحروف میں نون تاکید کالاحق ہونامعہود نہیں۔

مذکورہ مذاہب میں امام سیبویہؒ کامسلک راجح ہے اس کوعلامہ زبیدی،علامہ جاربردی،ابوحیان اندلسی،صاحب زنجانی اوردیگراہل علم نے راجح قراردیا۔مزید تفصیل کے لیے دیکھئے: تاج العروس:۱۸/ ۵۱۵، ہامش زنجانی:۲۸، البحرالمحیط:۱/ ۲۴۳، تبیان:۲۸، مشکلات الصرف:۱۴۹۔

(۱) حرف ''لَنْ''کوشروع میں اس لیےلایاجاتاہے کہ سامع کومتکلم کے ابتداءسے ہی معلوم ہوجائے کہ یہ نفی تاکیدبلن ناصبہ ہے،اگرآخرمیں لاجاجاتاتواول وہلہ میں سامع کچھ اور سمجھتا،پھرحرف ''لَنْ'' پر نظرپڑتے ہی دوسری بات سمجھتا،اس صورت میں خلل پیداہوتااس لیے دفع خلل کی خاطرایساکیاگیا۔(تبیان:۲۹)

(۲) یہ جمہورکامذہب ہے،امام فراءحرف ''لَنْ''کافعل مضارع میں لفظاًومعناًدونوں طرح عمل کرنے کے منکرہیں،وہ نہ تومضارع ناصب میں سے مانتے ہیں اورنہ ہی فعل مضارع کے معنی زمانہ مستقبل کے قائل ہیں۔(لسان العرب:۱۲/ ۳۳۸، تاج العروس:۱۸/ ۵۱۵)

(۳) حرف ''لَنْ''نون اعرابی کواس لیے ساقط کرتاہے کہ نون اعرابی اعراب رفع کے بدل میں ہوتاہےاور''لَنْ''چونکہ حرکت رفع کوساقط کرکے نصب دے دیتاہےتونون اعرابی عوض رفع کوبدرجہ اولیٰ پہلی فرصت میں ساقط کردے گا،حرف ''لَنْ'' کے ہوتے ہوئے اصل رفع کاکوئی ٹھکانہ نہیں توعوض رفع نائب کاٹھکاناکہاں سے ہوگا۔(ہامش زنجانی:۲۷)

(۴) امرحاضرمبنی ہے یامعرب؟اس سلسلہ میں بصریین اورکوفیین کی معرکہ الآراءبحث ہے،جانبین نے اپنے مؤقف پرخوب دلائل آزمائی کی ہے،علامہ ابن یعیش شرح المفصل نے اس پرسیرحاصل گفتگوکی ہے،بصریین کہتے ہیں کہ امرحاضرمبنی علی السکون ہےاوردلیل یہ دیتے ہیں کہ افعال میں مبنی اصل ہےاورچونکہ فعل امراسم کے مشابہ نہیں جس کی وجہ سے وہ معرب ہوجائے،دوسری دلیل یہ ہے کہ فاعلیت، مفعولیت اوراضافت کامحمل نہیں۔اورکوفیین کہتے ہیں کہ امرحاضرمعرب ہے،مبنی نہیں اوردلیل یہ ہے کہ امرحاضرکاجزم عامل جازم مقدر،یعنی لام طلب کی وجہ سے ہے،کیونکہ ''اضْرِبْ''کی اصل ''لِتَضرِبْ'' ہےاوراسی طرح کوفیین حضرات بعض روایات واشعارعرب سے بھی استدلال کرتے ہیں۔ لیکن بصریین کامذہب راجح ہے۔(شرح المفصل لابن یعیش:۷/ ۶۱، الحنفیہ:۱۰۰، الفلاح:۸۷)

اضْرِبْ الخ: راازتَضْرِبُ الخ سوائے متکلم بنا کردند، تاء حرف مضارعت را حذف کردہ، مابعدِ تاء ساکن ماند، چوں ابتداء بسکون محال بود[۱]، پس نظر کردہ بسوئے عین کلمہ کہ اُو مضموم نہ بود، لہٰذا ہمزہ وصلیہ[۲] مکسورہ دراولیشہا درآوردہ وآخریشہارا وقف کردہ، علامت وقفی سقوط حرکت شدیک صیغہ وسقوط نونات اعرابیہ[۳] شد در چہار صیغہ وسقوط چیزے نہ شد دریک شد زیر آنچہ مبنی است "وَالْمَبْنِیُّ مَا لَایَتَغَیَّرُآخِرُہُ بِدُخُوْلِ الْعَوَامِلِ الْمُخْتَلِفَةِ عَلَیْہِ" اضْرِبْ الخ شدند[۴]۔

لِتَضْرِبْ الخ[۵]: را ازتَضْرِبُ[۶] الخ سوائے متکلم بنا کردند، چوں لام امریہ جازمہ دراولیشہا وآخریشہارا جزم دادہ، علامت جزمی سقوط حرکت شدیک صیغہ وسقوط نونات اعرابیہ شد در چہار صیغہ وسقوط چیزے نہ شد دریک شد زیر آنچہ مبنی است "وَالْمَبْنِیُّ مَا لَایَتَغَیَّرُآخِرُہُ بِدُخُوْلِ الْعَوَامِلِ الْمُخْتَلِفَةِ عَلَیْہِ" لِتَضْرِبْ الخ شدند۔

---

[۱] ابتداء بالسکون متعذر ہے یا متعسر؟ علامہ رضی شارح شافیہ کہتے ہیں کہ اکثر حضرات ابتداء بالسکون کے متعذر ہونے کے قائل ہیں، لیکن ابن جنی متعسر کے قائل ہیں اور استدلال فارسی کے الفاظ "شْتر" اور "سْطام" سے کرتے ہیں کہ ان میں ابتداء بالسکون ہے، تاہم ظاہر یہی ہے کہ ایسا محال ہے اور ابتداء کے لیے متحرک ہونا ضروری ہے، رہی یہ بات کہ "شْتر" اور "سْطام" تو اس کا متحرک ہونا غایتِ خفاء میں ہے جس سے عام طور پر یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ ابتداء بالسکون ہے، حالانکہ یہ ابتداء بالسکون نہیں۔ (شرح الشافیہ للرضی: ۲/ ۲۵۱)

[۲] ہمزہ کو زیادتی کے لیے اس لیے خاص کیا گیا ہے کہ ہمزہ حروف حلقی میں سے ہے اور حروف حلقی شرافت وقوت کے سبب بقیہ حروف پر فوقیت رکھتے ہیں، صاحب الحنفیہ ومحشی زنجانی کہتے ہیں کہ ہمزہ حروف ابتدائیہ میں زیادہ قوی ہے اور اقویٰ سے شروع کرنا اولیٰ ہے، نیز ہمزہ وصلیہ کا حکم یہ ہے کہ وہ شروع میں آئے اور کتابۃً ساقط ہو جائے، بخلاف دیگر حروف کے اور ہمزہ زیادہ خفیف بھی ہوتا ہے۔ (الحنفیہ: ۹۵، زنجانی: ۳۲)

[۳] نون اعرابی اس لیے ساقط ہوتا ہے کہ نون اعرابی رفع کے بدلہ میں ہے، چونکہ وہ اعراب امر کے مبنی کے وقت ساقط ہو جاتا ہے، لہٰذا نون بھی ساقط ہو جائے گا۔ (تبیان: ۴۴)

[۴] اکثر صرفیین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امر فعل مضارع سے ماخوذ ہے، لیکن صاحب فصول اکبری کہتے ہیں کہ امر مضارع سے مشتق نہیں، کیونکہ مضارع "تَفْعَلُ" کی "تاء" امر میں باقی نہیں رہتی، حالانکہ اشتقاق میں مادہ اور معنی کی بقاء ضروری ہے، لہٰذا امر مشتق ہے مصدر سے، غائب غائب سے، حاضر حاضر سے، معلوم معلوم سے مشتق ہے۔ (تبیان: ۳۸)

[۵] امر حاضر مجہول "لِتُضْرَبْ" سے علامت مضارع اس لیے حذف نہیں کیا جاتا کہ امر حاضر مجہول قلیل الاستعمال ہے، لہٰذا زیادتی حرف میں کوئی مضائقہ نہیں۔

[۶] فعل امر مضارع سے اس لیے بنایا جاتا ہے کہ فعل امر اور مضارع دونوں میں معنی استقبال کے اعتبار سے مناسبت ومشابہت ہے، کیونکہ اگر امر کو فعل ماضی سے متعلق کیا جائے تو تحصیلِ حاصل اور تکلیف مالایطاق لازم آئے گا، کیونکہ موجود فی الحال کی ایجاد محال ہے، لہٰذا مضارع کے علاوہ کوئی اور صورت نہیں۔ (الحنفیہ: ۹۲، الفلاح: ۷۷)

مؤکد بانون تاکید ثقیلہ [۱]

اضْرِبَنَّ لِتُضْرَبَنَّ: کہ دراصل اضْرِبْ لِتَضْرِبْ بودند، چوں نون تاکید ثقیلہ [۲] بآخر ایشاں متصل شد، ماقبل رامبنی برفتحہ گشت [۳] اضْرِبَنَّ لِتُضْرَبَنَّ شدند۔

اضْرِبَانِّ لِتُضْرَبَانِّ: کہ دراصل اضْرِبَا لِتُضْرَبَا بودند، چوں نون تاکید ثقیلہ بآخر ایشاں متصل شد اضْرِبَانَّ لِتُضْرَبَانَّ شدند، پس فتحہ نون رابکسرہ بدل کردہ ازبرائے مناسبت اُوبانون تثنیہ فی وقوعہابعد الف زائدۃ اضْرِبَانِّ لِتُضْرَبَانِّ شدند۔

اضْرِبُنَّ لِتُضْرَبُنَّ: کہ دراصل اضْرِبُوْا لِتُضْرَبُوْا بودند، چوں نون تاکید ثقیلہ بآخر ایشان متصل شد اضْرِبُوْنَّ لِتُضْرَبُوْنَّ شدند، پس التقائے ساکنین شدمیان واؤونون مدغم علی غیر حدہ اول ایشان واؤساکن مدہ بود، آں واؤ راحذف کردہ، ضمہ ماقبل واؤرابرحال خود گذاشتہ تاکہ دلالت کندبرحذفیت واؤاضْرِبُنَّ لِتُضْرَبُنَّ شدند۔

اضْرِبِنَّ لِتُضْرَبِنَّ کہ دراصل اضْرِبِیْ لِتُضْرَبِیْ بودند، چوں نون تاکید ثقیلہ بآخر ایشان متصل شد اضْرِبِیْنَّ لِتُضْرَبِیْنَّ شدند، پس التقائے ساکن شدمیان یاءونون مدغم علی غیر حدہ اول ایشان یائے ساکنہ مدہ بود، آں یاءراحذف کردہ، کسرہ ماقبل یاءرابرحال خود گذاشتہ تاکہ دلالت کندبرحذفیت یاء اضْرِبِنَّ لِتُضْرَبِنَّ شدند۔

اضْرِبْنَانِّ لِتُضْرَبْنَانِّ: کہ دراصل اضْرِبْنَ لِتُضْرَبْنَ بودند، چوں نون تاکید ثقیلہ بآخر ایشان متصل شد، پس اجتماع ثلاثہ نونات زوائدشد دریک کلمہ وایں چنیں درکلام عرب مستکرہ مستثقلہ پنداشتند، لہذاالف مفاصل [۴] رامیاں ایشاں درآوردہ اضْرِبْنَانَّ لِتُضْرَبْنَانَّ شدند، پس فتحہ نون رابہ کسرہ بدل کردہ ازبرائے مناسبت اُو بانون تثنیہ فِیْ

---

[۱] نون ثقیلہ کونون ثقیلہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں دوحرف یکجاجمع ہونے کے باعث ثقالت پیداہوجاتی ہے، چنانچہ اس کی ادائیگی میں قدرے دشواری ہوتی ہے اسی وجہ سے ثقیلہ نام رکھتے ہیں، نون ثقیلہ حرف ہے اور حرف میں مبنی علی السکون اصل ہے، لیکن اس کواس لیے حرکت دی جاتی ہے تاکہ التقائے ساکنین علی غیر حدہ لازم نہ آئے جوکہ ممنوع ہے۔(تبیان:۳۳)

[۲] جس طرح امر میں نون ثقیلہ وخفیفہ لاجاتاہے اسی طرح فعل مضارع میں بھی نون ثقیلہ وخفیفہ لایاجاتاہے، فرق صرف اتناہے کہ امر کے شروع میں لام مکسورہوگی اور مضارع کے شروع میں لام مفتوح ہوگی۔ نیز مضارع کے آخر میں جب نون ثقیلہ یاخفیفہ ہوتوشروع میں لام مفتوح کی بجائے ''إِمَّا'' بھی آسکتاہے، جیسے:''إِمَّا تَرِينَّ، إِمَّايَنْزَ غَنَّكَ''.

[۳] ماقبل لام کلمہ کوفتحہ کی حرکت اس لیے دی تاکہ لام کلمہ اورنون مدغم کے مابین اجتماع ساکنین لازم نہ آئے اورفتحہ کی حرکت اس لیے دی کہ فتحہ اخف الحرکات ہے اورنون ثقیلہ سے ثقل پیداہوتاہے تاکہ اعتدال پیداہوجائے۔(تبیان:۴۵)

[۴] الف کوفصل کے لیے اس لیے خاص کیاگیاکہ الف خفیف ہے، بظاہر ایک اشکال پیداہوتاہے کہ الف فاصل لانے کی کوئی ضرورت نہیں، اگرنون جمع کوحذف کردیاجائے، کیونکہ اس صورت میں تین نونات کااجتماع لازم نہ آتا؟اس کاجواب یہ ہے کہ نون جمع علامت تانیث اور ضمیر فاعل ہے، لہذااگراس نون کوحذف کریں گے تویہ معلوم نہیں ہوگاکہ فاعل مذکرہے یامؤنث۔ اس صورت میں فاعل مجہول رہ جائے گا، اس لیے حذف نہ کرکے الف فاصل ہی لامحالہ لاناپڑے گا۔ دوسراجواب یہ ہے کہ نون ثقیلہ کے اول نون اورلام کے درمیان التقائے ساکنین لازم آئے گا۔(ہامش زنجانی:۳۸، تبیان:۳۴، الفلاح:۹۰)

وُقُوْعِهَا بَعْدَ أَلِفٍ زَائِدَةٍ اضْرِبْنَانِّ لِتُضْرَبْنَانِّ شدند۔

مؤکد بانون تاکید خفیفہ [1]

اضْرِبَنْ لِتُضْرَبَنْ: کہ دراصل اضْرِبْ لِتُضْرَبْ بودند، چوں نون تاکید خفیفہ [2] بآخر ایشاں متصل شد، ماقبل رامبنی برفتحہ گشت اضْرِبَنْ لِتُضْرَبَنْ شدند۔

اضْرِبُنْ لِتُضْرَبُنْ: کہ دراصل اضْرِبُوْا لِتُضْرَبُوْا بودند، چوں نون تاکید خفیفہ بآخر ایشان متصل شد اضْرِبُوْنْ لِتُضْرَبُوْنْ شدند، پس التقائے ساکنین شد میان واؤونون مدغم علی غیر حدہ اول ایشان واؤساکن مدہ بود، آں واؤ راحذف کردہ، ضمہ ماقبل واؤرابرحال خود گذاشتہ تاکہ دلالت کند برحذفیت واؤاضْرِبُنْ لِتُضْرَبُنْ شدند۔

اضْرِبِنْ لِتُضْرَبِنْ: کہ دراصل اضْرِبِیْ لِتُضْرَبِیْ بودند، چوں نون تاکید خفیفہ بآخر ایشان متصل شد اضْرِبِیْنْ لِتُضْرَبِیْنْ شدند، پس التقائے ساکن شد میان یاءونون مدغم علی غیر حدہ اول ایشان یائے ساکنہ مدہ بود، آں یاء راحذف کردہ، کسرہ ماقبل یاءرابرحال خود گذاشتہ تاکہ دلالت کند برحذفیت یاءاضْرِبِنْ لِتُضْرَبِنْ شدند [3]۔

صرفِ کبیر فعل امر غائب معلوم ومجہول

لِيَضْرِبْ لِيُضْرَبْ [4] الخ: راازيَضْرِبُ يُضْرَبُ الخ سوائے مخاطب بناکردند، چوں لام امریہ جازمہ دراولینہا درآوردہ وآخرینہاراجزم دادہ، علامت جزمی سقوط حرکات شد درچہار چہار صیغہ وسقوطِ نونات اعرابیہ شد درسہ سہ صیغہ

---

(1) نون خفیفہ کو خفیفہ اس لیے کہتے ہیں کہ ایک دومتحرک کی بہ نسبت خفیف ہوتاہے، یہی وجہ ہے کہ اس کی ادائیگی میں ہلکاپن اور خفت پائی جاتی ہے اسی وجہ سے اس کونون خفیفہ کہتے ہیں۔ نون خفیفہ بھی چونکہ ساکن ہوتاہے اس واسطے اس کو کبھی کبھی نون تنوین کی شکل میں بھی لکھ دیاجاتاہے، جیسے:''لَنَسْفَعًا''، لیکن یہ سماعی ہے۔ نیزنون ثقیلہ کے صیغوں میں جہاں الف آجائے تواس صیغہ کے آخر میں نون خفیفہ لاحق نہیں ہوگااور وہ تثنیہ مذکر مؤنث مخاطب، غائب اور جمع مؤنث مخاطب اور غائب ہیں۔

(2) معنی تاکید کافائدہ دینے میں نون ثقیلہ ونون خفیفہ دونوں برابر ہیں یانہیں؟ اس کے متعلق شیخ شمس الدین اور علامہ عبدالحی لکھتے ہیں کہ فعل مضارع کومؤکد کرنے میں دونوں برابر ہیں، لیکن اکثر کوفیین نون ثقیلہ کواصل اور نون خفیفہ کواس کی فرع قرار دیتے ہیں، اس کے برخلاف بصریین ہرایک کواصل قرار دیتے ہیں اور دونوں نون کے درمیان تفریق کے قائل نہیں اور امام سیبویہ کابھی یہی نظریہ ہے، خلیل نحوی کے نزدیک نون خفیفہ کی بنسبت نون ثقیلہ میں زیادہ تاکید پائی جاتی ہے۔ (الفلاح:۸۸، شرح المفصل:۹/۳۸، مشکلات الصرف:۱۷۴)

(3) نون خفیفہ تین صیغوں میں اس لیے آتاہے کہ بقیہ تین صیغوں(تثنیہ مذکر مخاطبین، تثنیہ مؤنث مخاطبتین، جمع مؤنث مخاطبات) میں الف آتاہے اوراگرنون خفیفہ بھی لایاجائے توالف اور نون خفیفہ میں التقائے ساکنین علی غیر حدہ لازم آئے گا، اس لیے ان تین صیغوں میں نون خفیفہ نہیں لایاجاتاہے۔

(4) امر حاضر میں علامت مضارع کواس لیے حذف نہیں کیاجاتاتاکہ امر حاضر اورامر غائب میں فرق واضح ہو۔ یہاں یہ اشکال پیداہوتاہے کہ امر حاضر سے علامت حذف نہ کرکے امر غائب سے حذف کردیاجاتاتوتب بھی فرق ہوجاتا؟ اس کوجواب یہ ہے کہ امر حاضر کااستعمال غائب کے استعمال سے زیادہ ہے اور کثرتِ استعمال تخفیف کاموجب ہے، لہٰذا اس سے تخفیفاً حرف مضارع حذف کیاگیا، بخلاف امر غائب کہ اس کااستعمال قلیل ہے۔ (الحنفیہ:۹۴، ہامش مراح:۶۱)

،وسقوط چیزے نہ شد دریک یک صیغہ زیر آنچہ کہ مبنی اند''وَالْمَبْنِیُّ مَالَایَتَغَیَّرُ آخِرُہُ بِدُخُوْلِ الْعَوَامِلِ المخْتَلِفَةِ عَلَیْہِ'' لِیَضْرِبْ لِیُضْرَبْ الخ شدند[۱]۔

مؤکد بانون تاکید ثقیلہ

لِیَضْرِبَنَّ لِیُضْرَبَنَّ لِتَضْرِبَنَّ لِتُضْرَبَنَّ لِأَضْرِبَنَّ لِأُضْرَبَنَّ لِنَضْرِبَنَّ لِنُضْرَبَنَّ: کہ دراصل ''لِیَضْرِبْ، لِیُضْرَبْ،لِتَضْرِبْ لِتُضْرَبْ لِأَضْرِبْ لِأُضْرَبْ لِنَضْرِبْ لِنُضْرَبْ''بودند،چوں نون تاکید ثقیلہ بآخر ایشان متصل شدماقبلش رامبنی بر فتحہ گشت لِیَضْرِبَنَّ لِیُضْرَبَنَّ لِتَضْرِبَنَّ لِتُضْرَبَنَّ لِأَضْرِبَنَّ لِأُضْرَبَنَّ لِنَضْرِبَنَّ لِنُضْرَبَنَّ شدند۔

لِیَضْرِبَانِّ لِیُضْرَبَانِّ لِتَضْرِبَانِّ لِتُضْرَبَانِّ: کہ دراصل لِیَضْرِبَا لِیُضْرَبَا لِتَضْرِبَا لِتُضْرَبَا بودند،چوں نون تاکید ثقیلہ بآخر ایشاں متصل شد''لِیَضْرِبَانَّ لِیُضْرَبَانَّ لِتَضْرِبَانَّ لِتُضْرَبَانَّ''شدند،پس فتحہ نون رابہ کسرہ بدل کردہ ازبرائے مناسبت اُوبانون تثنیہ فِیْ وُقُوْعِھَابَعْدَا لْفِ زَائِدَةٍ لِیَضْرِبَانِّ لِیُضْرَبَانِّ لِتَضْرِبَانِّ لِتُضْرَبَانَّ شدند۔

لِیَضْرِبُنَّ لِیُضْرَبُنَّ: کہ دراصل لِیَضْرِبُوْا لِیُضْرَبُوْا بوابودند،چوں نون تاکید ثقیلہ بآخر ایشان متصل شد لِیَضْرِبُوْنَّ لِیُضْرَبُوْنَّ شدند،پس التقائے ساکن شدمیان یاءونون مدغم علی غیر حدہ اول ایشان واوَساکن مدہ بود، آں واوَ راحذف کردہ،ضمہ ماقبل یاءرابرحال خود گذاشتہ تاکہ دلالت کندبرحذفیت یاءلِیَضْرِبُنَّ لِیُضْرَبُنَّ شدند۔

لِیَضْرِبْنَانِّ لِیُضْرَبْنَانِّ: کہ دراصل لِیَضْرِبْنَ لِیُضْرَبْنَ بودند،چوں نون تاکید ثقیلہ بآخر ایشان متصل شد لیضربن لیضربن شدند،پس اجتماع ثلاثہ نونات زوائدشد دریک کلمہ وایں چنیں درکلام عرب مستکرہ مستثقلہ پنداشتند،لہٰذا الف مفاصل رامیاں ایشاں درآوردہ لِیَضْرِبْنَانَّ لِیُضْرَبْنَانَّ شدند،پس فتحہ نون رابہ کسرہ بدل کردہ ازبرائے مناسبت اُوبانون تثنیہ فی وقوعہا بعدالف زائدة[۲] لِیَضْرِبْنَانِّ لِیُضْرَبْنَانِّ شدند۔

مؤکد بانون تاکید خفیفہ

لِیَضْرِبَنْ لِیُضْرَبَنْ لِتَضْرِبَنْ لِتُضْرَبَنْ لِأَضْرِبَنْ لِأُضْرَبَنْ لِنَضْرِبَنْ لِنُضْرَبَنْ: کہ دراصل ''لِیَضْرِبْ لِیُضْرَبْ لِتَضْرِبْ لِتُضْرَبْ لِأَضْرِبْ لِأُضْرَبْ لِنَضْرِبْ لِنُضْرَبْ''بودند،چوں نون تاکیدخفیفہ بآخر ایشاں متصل شدماقبلش رامبنی بر فتحہ گشت لِیَضْرِبَنْ لِیُضْرَبَنْ لِتَضْرِبَنْ لِتُضْرَبَنْ لِأَضْرِبَنْ لِأُضْرَبَنْ

---

(۱) امر غائب میں لام زائدہ اس لیے آتا ہے کہ مضارع اورامر کے درمیان فرق واضح ہوجائے۔حروف زوائد تو بہت ہیں، لیکن تخصیص لام کی وجہ یہ ہے کہ لام کلمہ وسط مخارج سے اداہوتا ہے اور غائب بھی متکلم ومخاطب کے درمیان متوسط حیثیت رکھتا ہے اسی مناسبت سے لام کی زیادتی ہوئی اور بعض حضرات نے یہ توجیہ کی ہے کہ لام وسط مخارج میں سے ہے اورامر بھی آمر ومامور کے درمیان ہوتا ہے اور یہ ایک توجیہ یہ ہے کہ حروف زوائد میں لام کلمہ وسط مخارج ہے اس لیے خیر الاموراوساطھا کے تحت لام کو اختیار کیا گیا ہے۔
(الحنفیہ:۹۳،ہامش زنجانی:۲۹،الفلاح:۷۷)

(۲) نون کے فتحہ کوکسرہ کیساتھ اس لیے بدلایاجاتا ہے کہ اس میں اورنون تثنیہ میں مناسبت پائی جاتی ہے اس طرح کے یہ دونوں الف زائدہ کے بعدواقع ہوتے ہیں۔

لِنَضْرِبَنْ لِنُضْرَبَنْ شدند۔
لِيَضْرِبُنْ لِيُضْرَبُنْ: کہ دراصل لِيَضْرِبُوْا لِيُضْرَبُوْا بودند، چوں نون تاکید خفیفہ بآخر ایشاں متصل شد لِيَضْرِبُوْنْ لِيُضْرَبُوْنْ شدند، پس التقائے ساکنین شد میان یاء ونون مدغم علی غیر حدہ اول ایشان واؤ ساکن مدہ بود، آں واؤ راحذف کردہ، ضمہ ماقبل واؤ رابر حال خود گذاشتہ تاکہ دلالت کند بر حذفیت واؤ لِيَضْرِبُنْ لِيُضْرَبُنْ شدند۔

صرفِ کبیر فعل نہی حاضر معلوم ومجہول[1]

لَاتَضْرِبْ لَاتُضْرَبْ الخ: را از تَضْرِبُ تُضْرَبُ الخ سوائے متکلم بنا کردند، چوں "لا" نہیہ جازمہ دراولیشہا درآوردہ وآخریشہارا جزم دادہ، علامت جزمی[2] سقوط حرکات شد دریک یک صیغہ وسقوطِ نونات اعرابیہ شد در چہار چہار صیغہ، وسقوط چیزے نہ شد دریک یک صیغہ زیر آنچہ کہ مبنی اند "وَالْمَبْنِيُّ مَا لَايَتَغَيَّرُآخِرُهُ بِدُخُوْلِ الْعَوَامِلِ الْمُخْتَلِفَةِ عَلَيْهِ" لَاتَضْرِبْ لَاتُضْرَبْ الخ شدند۔
(باقی قیاس کن بر ماقبل امر حاضر معلوم ومجہول، ثقیلہ وخفیفہ)

صرفِ کبیر فعل نہی غائب معلوم ومجہول

لَايَضْرِبْ لَايُضْرَبْ الخ: را از يَضْرِبُ يُضْرَبُ الخ سوائے مخاطب بنا کردند، "لَا" نہیہ جازمہ دراولیشہا درآوردہ وآخریشہارا جزم دادہ، علامت جزمی سقوط حرکات شد در چہار چہار صیغہ وسقوطِ نونات اعرابیہ شد در سہ سہ صیغہ، وسقوط چیزے نہ شد دریک یک صیغہ زیر آنچہ کہ مبنی اند "وَالْمَبْنِيُّ مَا لَايَتَغَيَّرُآخِرُهُ بِدُخُوْلِ الْعَوَامِلِ الْمُخْتَلِفَةِ عَلَيْهِ" لَايَضْرِبْ لَايُضْرَبْ الخ شدند۔
(باقی قیاس کن بر ماقبل امر غائب معلوم ومجہول، ثقیلہ وخفیفہ)

---

[1] فعل نہی کے صیغے معرب ہوتے ہیں، کیونکہ معرب ہونے کی علت اسم فاعل سے مشابہت تامہ ہے اور وہ اس میں موجود ہے اس لیے یہ معرب ہے۔ (تبیان:۴۷)

[2] "لَا" نہی فعل مضارع کو جزم اس لیے دیتا ہے کہ حرف شرط سے اس "لَا" کی مشابہت ہے، کیونکہ حرف شرط معنی مضارع کو استقبال کی طرف منتقل کردیتا ہے اسی طرح "لَا" نہی بھی، چونکہ حرف شرط جازم ہے، لہذا "لَا" نہی بھی جزم دے گا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ "لَا" نہی معنی مضارع کو کم کردیتا ہے اس طرح کہ "لَا" نہی سے زمانہ حال ختم ہو کر صرف استقبال باقی رہ جاتا ہے، لہذا نقصان معنی کیساتھ اس کے لفظ میں بھی حرکت مفقود کرکے کمی کردی گئی تاکہ نقصانِ لفظ نقصانِ معنی دلالت کرے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ "لَا" نہی امر کے مشابہ ہے، کیونکہ لام امر طلب فعل کے واسطے ہوتا ہے اور لا نہی برائے طلب ترک فعل۔ لہذا دونوں میں طلب قدرِ مشترک ہے اس لیے لام امر کا سا عمل جزم کرے گا۔ (مشکلات الصرف:۲۰۹)

صرفِ کبیر اسم ظرف[1]

مَضْرِبٌ: را ازیَضْرِبُ[2] بنا کردند، "یاء" حرف مضارعت راحذف کردہ بجائش میم مفتوحہ ازبرائے علامت اسم ظرف درآوردہ، فاء، عین کلمہ را برحال خود گزاشتہ، تنوین تمکن علامت اسمیت را درآخرش درآوردہ[3] مَضْرِبٌ شد۔

مَضْرِبَانِ: را از مَضْرِبٌ بنا کردند، الف علامت تثنیہ ونون مکسورہ عوض ازضمہ یا از تنوین یا ازہر دو کہ درواحد بود درآخرش درآوردہ، ماقبلِ الف رافتحہ دادہ مَضْرِبَانِ درحالتِ رفعی ومَضْرِبَیْنِ شد درحالتِ نصبی وجری۔

مَضَارِبُ: را از مَضْرِبٌ بنا کردند، حرفِ اول را برحال خود گزاشتہ، ثانی رافتحہ دادہ، سوم جا الف ازبرائے علامت جمع اقصیٰ درآوردہ، حرفیکہ مابعد علامت جمع اقصیٰ شد آں را برحال خود گزاشتہ تنوین تمکن را مقدر نمودند ازبرائے ضدیت منع صرف مَضَارِبُ شد۔

مُضَیْرِبٌ: را از مَضْرِبٌ بنا کردند، حرفِ اول راضمہ دادہ، ثانی رافتحہ دادہ، سوم جا یائے ساکنہ ازبرائے علامت تصغیر درآوردہ، باقیاں را برحال خود گزاشتہ مُضَیْرِبٌ شد[4]۔

صرفِ کبیر اسم آلہ[5]

---

[1] اسم ظرف سے ثلاثی مجرد سے جمع سالم کا صیغہ نہیں آتا، بلکہ جمع مکسر قیاسی (جمع اقصیٰ اور تصغیر) کا صیغہ آئے گا، کل چار صیغے ہوں گے اور جب کہ ثلاثی مجرد کے علاوہ جمع مونث سالم کا صیغہ آئے گا اور تصغیر نہیں آئے گی تو کل تین صیغے ہوں گے۔

[2] اسم ظرف کو مضارع سے اس لیے بنایا جاتا ہے کہ ظرف اور فعل مضارع کے درمیان حرکات وسکنات کی مناسبت ہے۔ (ہامش میزان: ۲۵)

[3] یہ اسم ظرف والا قانون ہے جو آگے آرہا ہے۔

[4] یہ اسم ظرف کے مشہور اوزان ہیں، تفصیل اسم ظرف والے قانون کے حاشیہ میں ملاحظہ ہوں۔

[5] لفظ "آلہ" اصل میں "أَوَلَةٌ" تھا، بقانون قَالَ "آلةٌ" ہوا، جس کا لغوی معنی ہے: "اوزار"۔ یعنی وہ شئی جس سے کوئی کام کیا جائے اور اصطلاح ہر وہ کلمہ ہے جو ایسی چیز پر دلالت کرے جس کے ذریعے کوئی کام کیا جائے۔ اسم آلہ دو قسمیں ہیں: سماعی اور قیاسی۔ سماعی سے صرفی بحث نہیں کرتے اور وہ اسم جامد ہوتا ہے، جیسے: "لِسَانٌ، قَلَمٌ، قِدْرٌ، صِرَاطٌ"۔ اور اسم آلہ قیاسی کے مذکورہ بارہ اوزان ہیں، اول الذکر چار اوزان اسم آلہ صغری کے ہیں، ثانی الذکر چار اوزان اسم آلہ وسطیٰ کے ہیں اور ثالث الذکر چار اوزان اسم آلہ کبریٰ کے ہیں۔

واضح رہے کہ اسم آلہ صرف ثلاثی مجرد کے ابواب سے آتا ہے اور ثلاثی مجرد کے بھی ان ابواب سے جن میں رنگ وعیب والے معنی نہ پائے جائیں۔ لیکن وہ ثلاثی مجرد جس میں رنگ اور عیب کا معنی ہوں اور ثلاثی مجرد کے باقی سولہ ابواب (بارہ ثلاثی مزید، ایک رباعی مجرد، تین رباعی مزید) کی اگر اسم آلہ بنانا ہو اس باب کے مصدر کے شروع میں "مَابِہٖ" کا اضافہ کریں تو اسم آلہ بن جائے گا، جیسے: "مَابِہِ الْإِکْرَامُ، مَابِہِ التَّصْرِیْفُ" وغیرہ۔

اسم آلہ کے اوزان میں سماعی اور شاذ بھی ہیں جو فعل سے مشتق ہیں، جیسے: "اَلْمُنْخُلُ، الْمُسْعُطُ، الْمُدُقُّ، الْمُدُّهُنُ، الْمُکْحُلَةُ". اور بعض اسمائے الہ جامد بھی ہوتے ہیں، یعنی مصدر سے ماخوذ نہیں ہوتے، جیسے: "قُدُوْمٌ، سِکِّیْنٌ، جَرَسٌ، فَأْسٌ، قَلَمٌ، نَاقُوْرٌ". کبھی اسم آلہ فاعل کے وزن پر بھی آتا ہے، جیسے: "خَاتِمٌ" مہر کا آلہ۔ لیکن استاذ محترم امام الصرف والنحو حضرت مولانا حفیظ الرحمن حفظہ اللہ اپنے استاذ نقاب العلوم والفنون جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا غلام ربانی ہزارویؒ کے حوالے سے فرماتے ہیں: کہ "خَاتِمٌ" اسم آلہ نہیں ہے بلکہ اسم للآلہ ہے۔ یعنی معنی تو اسم آلے کا ہے لیکن وزن اسم آلے کا نہیں۔

مِضْرَبٌ: را ازیَضْرِبُ بنا کردند، "یاء" حرف مضارعت راحذف کردہ بجائش میم مکسورہ ازبرائے علامت اسم آلہ [1] درآوردہ، فاء کلمہ رابرحال خود گزاشتہ، عین کلمہ رافتحہ دادہ، تنوین تمکن علامت اسمیت رادرآخرش درآوردہ مِضْرَبٌ شد۔

مِضْرَبَانِ: را از مِضْرَبٌ بنا کردند، الف علامت تثنیہ ونون مکسورہ عوض ازضمہ یاازتنوین یاازہر دو کہ درواحد بود درآخرش درآوردہ، ماقبل الف رافتحہ دادہ مِضْرَبَانِ درحالتِ رفعی ومِضْرَبِیْنِ شد درحالتِ نصبی وجری۔

مَضَارِبُ [2]: را از مِضْرَبٌ بناکردند، حرفِ اول وثانی رافتحہ دادہ، سوم جاالف ازبرائے علامت جمع اقصیٰ درآوردہ، حرفیکہ مابعدعلامت جمع اقصیٰ شد آں راکسرہ دادہ، تنوین تمکن رامقدرنمودندازبرائے ضدیت منع صرف مَضَارِبُ شد۔

مُضَیْرِبٌ: ازازمضرب بناکردند، حرفِ اول راضمہ دادہ، ثانی رافتحہ دادہ، سوم جایائے ساکنہ ازبرائے علامت تصغیردرآوردہ، حرفیکہ مابعدازعلامت تصغیربودآں راکسرہ دادہ، باقیاں رابرحال خودگزاشتہ مُضَیْرِبٌ شد۔

مِضْرَبَۃٌ: راازمِضْرَبٌ بناکردند، تائے متحرکہ برائے وزن مِفْعَلَۃٌ درآخرش درآوردہ، ماقبل تاءرافتحہ دادہ مِضْرَبَۃٌ شد۔

مِضْرَبَتَانِ: را ازمِضْرَبَۃٌ بناکردند، الف علامت تثنیہ ونون مکسورہ عوض ازضمہ یاازتنوین یاازہر دو کہ درواحد بود درآخرش درآوردہ، ماقبل الف رافتحہ دادہ مِضْرَبتَانِ درحالتِ رفعی ومِضْرَبَتَیْنِ شد درحالتِ نصبی وجری۔

مَضَارِبُ: راازمِضْرَبَۃ بناکردند، حرفِ اول وثانی رافتحہ دادہ، سوم جاالف ازبرائے علامت جمع اقصیٰ درآوردہ، حرفیکہ مابعدعلامت جمع اقصیٰ شد آں راکسرہ دادہ، تائے واحدہ راحذف کردہ، تنوین تمکن رامقدرنمودندازبرائے ضدیت منع صرف مَضَارِبُ شد۔

مُضَیْرِبَۃٌ: ازازمِضْرَبَۃ بناکردند، حرفِ اول راضمہ دادہ، ثانی رافتحہ دادہ، سوم جایائے ساکنہ ازبرائے علامت تصغیردر آوردہ، حرفیکہ مابعدازعلامت تصغیربودآں راکسرہ دادہ، باقیاں رابرحال خودگزاشتہ مُضَیْرِبَۃٌ شد۔

مِضْرَابٌ: راازمِضْرَبٌ بناکردند، چہارم جاالف ازبرائے وزن مِفْعَالٌ درآوردہ مِضْرَابٌ شد۔

مِضْرَابَانِ: راازمِضْرَابٌ بناکردند، الف علامت تثنیہ ونون مکسورہ عوض ازضمہ یاازتنوین یاازہر دو کہ درواحد بود درآخرش درآوردہ، ماقبل الف رافتحہ دادہ مِضْرَابَانِ درحالتِ رفعی ومَضْرَابَیْنِ شد درحالتِ نصبی وجری۔

مَضَارِیْبُ: راازمِضْرَابٌ بناکردند، حرفِ اول وثانی رافتحہ دادہ، سوم جاالف ازبرائے علامت جمع اقصیٰ درآوردہ،

---

(1) اسم ظرف میں میم مفتوح اوراسم آلہ میں میم مکسوراس لیے کیاگیاہے کہ اسم ظرف اسم آلہ کی بہ نسبت کلام عرب میں بکثرت آتاہے اورفتحہ اخف الحرکات ہے اوراسم آلہ قلیل ہے اورکسرہ ثقیل ہے، لہذاخفیف کثیر الاستعال اور ثقل قلیل الاستعال کودیاگیاتاکہ تساوی وتعادل پیداہوئے۔(ہامش میزان:۲۵)

(2) اسم ظرف اوراسم آلہ کے جمع سالم کے صیغے نہیں آتے، کیونکہ یہ اسماء غیر ذوی العقول ہوتے ہیں، لیکن جمع اقصی اور تصغیر کے صیغے آتے ہیں۔

حرفیکہ مابعد علامت جمع اقصیٰ شد آں راکسرہ دادہ، الف از جہت کسرہ ما قبل منقلب بیاء گشت[۱]، تنوین تمکن رامقدر نمودن از برائے ضدیت منع صرف مَضَارِیْبُ شد۔

مُضَیْرِیْبٌ: ازازمِضْرَابٌ بناکردند، حرفِ اول راضمہ دادہ، ثانی رافتحہ دادہ، سوم جایائے ساکنہ ازبرائے علامت تصغیر درآوردہ، حرفیکہ مابعد از علامت تصغیر بود آں راکسرہ دادہ، پس الف جہت کسرہ ما قبل منقلب بیاء گشت، باقیاں رابرحال خود گزاشتہ مُضَیْرِیْبٌ شد۔

أَفْعَلُ التَّفْضِيْلِ[۲] المذكَّرمِنْهُ

أَضْرَبُ: راازیَضْرِبُ بناکردند، یاحرف مضارعت راحذف کردہ بجاکش ہمزہ مفتوحہ ازبرائے علامت اسم تفضیل درآوردہ، فاء کلمہ برحال خود گزاشتہ، عین کلمہ رافتحہ دادہ، تنوین تمکن علامت اسمیت را درآخرش درآوردہ، بعدہ تنوین تمکن رامقدر نمودن از برائے ضدیت منع صرف أَضْرَبُ شد۔

أَضْرَبَانِ: را ازأَضْرَبُ بناکردند، الف علامت تثنیہ ونون مکسورہ عوض ازضمہ یاازتنوین یاازہر دوکہ درواحد بود درآخرش درآوردہ، ما قبل الف رافتحہ دادہ أَضْرَبَانِ درحالتِ رفعی أَضْرَبَیْنِ شد درحالتِ نصبی وجری۔

أَضْرَبُوْنَ: را ازأَضْرَبُ بناکردند، واؤساکن علامت جمع مذکر سالم ونون مفتوحہ عوض ازضمہ یاازتنوین یاازہر دوکہ درواحد بود درآخرش درآوردہ، ما قبل واؤراضمہ دادہ أَضْرَبُوْنَ درحالتِ رفعی أَضْرَبِیْنَ شد درحالتِ نصبی وجری۔

---

[۱] یہ ضُوْرِبَ والا قانون ہے۔

[۲] اسم تفضیل وہ اسم مشتق ہے جو اس ذات پر دلالت کرے جس میں دوسروں کے مقابلے میں معنی مصدری کی زیادتی ہو، جیسے: ''أَضْرَبُ'' (دوسروں کی نسبت زیادہ مارنے والا) جس میں معنی مصدری کی زیادتی پائی جائے اسے مفضل اور جس کے مقابلے میں پائی جائے اسے مفضل علیہ کہتے ہیں۔ اسم تفضیل قیاساً صرف ثلاثی مجرد سے آتا ہے اور ثلاثی مجرد کے بھی ان ابواب سے جن میں رنگ اور عیب والے معنی نہ پائے جائیں، الوان وعیوب سے اسم تفضیل نہیں آتا، جیسے: ''أَسْوَدُ'' (سیاہ رنگ)، ''أَعْوَرُ'' (کانا) اسم تفضیل نہیں، بلکہ صفتِ مشبہ ہیں اوروہ ابواب جن میں رنگ وعیب والا معنی یاجائے اوروہ ابواب جو ثلاثی مجرد کے علاوہ ہیں اگر ان کا اسم تفضیل بنانا ہو توان کے مصدر کے شروع میں ''أَشَدُّ'' یااس کا ہم معنی کوئی کلمہ بڑھادیاجائے گا، جیسے: ''أَشَدُّ إِكْرَاماً، أَزْيَدُ بَيَاضاً'' وغیرہ۔

وہ ابواب جن میں رنگ اور عیب کے معنی ہوں ان سے ''أَفْعَلُ'' کے وزن پر آنے والا کلمہ اسم تفضیل نہیں ہوگا، بلکہ صفتِ مشبہ ہوگا اوراس کی مؤنث ''فَعَلَاءُ'' کے وزن پر آئے گا، جیسے: ''أَسْوَدُ، أَخْضَرُ، أَبْيَضُ، أَحْمَرُ'' سے ''سَوْدَاءُ، خَضْرَاءُ، بَيْضَاءُ، حَمْرَاءُ'' اوراس کی جمع ہمیشہ ''فُعْلٌ'' کے وزن پر آئے گی، جیسے: ''سُوْدٌ، خُضْرٌ، بُيْضٌ، حُمْرٌ'' وغیرہ۔

اسم تفضیل کا معنی دینے والے کو افعل تفضیلی، جیسے: ''أَضْرَبُ''، یا فعلی تفضیلی، جیسے: ''ضُرْبیٰ'' کہتے ہیں، نون اور عیب کا معنی دینے والے ''أَفْعَلُ، فُعْلَى'' کو أَفْعَلُ صفتی یا فعلاء صفتی کہتے ہیں، جیسے: ''أَسْوَدُ، أَحْمَرُ، أَعْرَجُ، سَوْدَاءُ، حَمْرَاءُ، عَرْجَا'' اوران دونوں قسموں میں سے نہ ہو تو انہیں أَفْعَلُ اسمی یا فَعْلَاءُ اسمی کہتے ہیں، جیسے: ''أحمد'' یا ''صَحْرَاءُ، قُصْویٰ''.

اسم تفضیل ہمیشہ ''اسم فاعل'' کے معنی دیا کرتا ہے، جیسے: ''أَنْصَرُ''، (بہت مدد کرنے والا)، لیکن کبھی اسم مفعول کے واسطے بھی آتا ہے، جیسے: ''أَشْهَرُ''، (بہت مشہور)، ''أَشْغَلُ''، (بہت کام میں لگاہوا)۔

أَضَارِبُ: را از أَضْرَبُ بنا کردند، حرفِ اول را بر حال خود گزاشتہ، ثانی را فتحہ دادہ، سوم جا الف از برائے علامت جمع اقصیٰ درآوردہ، حرفیکہ مابعد علامت جمع اقصیٰ شد آں را کسرہ دادہ أَضَارِبُ شد۔

أُضَيْرِبٌ: را از أَضْرَبُ بنا کردند، حرفِ اول را ضمہ دادہ، ثانی را فتحہ دادہ، سوم جا یائے ساکنہ از برائے علامت تصغیر درآوردہ، حرفیکہ مابعد علامت تصغیر شد آں را کسرہ دادہ، أُضَيْرِبُ شد، باز تنوین مقدر را اظہار نمودند أُضَيْرِبٌ شد[1]۔

وَالْمُؤَنَّثِ مِنْهُ

ضُرْبىٰ: را از أَضْرَبُ بنا کردند، ہمزہ را حذف کردہ، فاء کلمہ را ضمہ دادہ، عین کلمہ را ساکن کردہ، بعدہ الف مقصورہ از برائے علامت تانیث درآوردہ، ما قبل الف را فتحہ دادہ ضُرْبىٰ شد۔

ضُرْبَيَانِ: را از ضُرْبىٰ بنا کردند، الف مقصورہ را بیاء مفتوحہ بدل کردہ، الف علامت تثنیہ و نون مکسورہ عوض از یاء، یا از تنوین، یا از ہر دو کہ در واحد بود در آخرش درآوردہ ضُرْبَيَانِ شد در حالت رفعی ضُرْبَيَيْنِ شد در حالت نصبی و جری۔

ضُرْبَيَاتٌ: را از ضُرْبىٰ بنا کردند،، الف مقصورہ را بیاء مفتوحہ بدل کردہ، الف و تاء علامت جمع مؤنث سالم مع تنوین مقابلہ در آخرش درآوردہ ضُرْبَيَاتٌ شد۔

ضُرَبٌ: را از ضُرْبىٰ بنا کردند، حرفِ اول را بر حال خود گزاشتہ، ثانی را فتحہ دادہ، بعدہ ضمہ مع التنوین مقدرہ در آخرش اظہار نمودن ضُرَبٌ شد۔

ضُرَيْبىٰ: را از ضُرْبىٰ بنا کردند، حرف اول را بر حال خود گزاشتہ، ثانی را فتحہ دادہ، سوم جا یاء ساکنہ از برائے علامت تصغیر درآوردہ ضُرَيْبىٰ شد۔

---

(۱) اسم تفضیل بنانے کے لیے درج ذیل سات شرائط ہیں:
۱۔ جس لفظ سے اسم تفضیل بنایا جائے وہ فعل ثلاثی ہو، غیر ثلاثی سے اسم تفضیل نہیں آتا اور نہ ایسے لفظ سے جس کا فعل سرے سے آتا ہی نہ ہو۔
۲۔ وہ فعل ثلاثی ایسا نہ ہو جس سے صفت مشبہ کا صیغہ أَفْعَلُ کے وزن پر اور اس کا مؤنث "فَعْلَاءُ" کے وزن پر آتا ہو، جیسے: "أَحْمَرُ، أَصْفَرُ، أَعْوَرُ" وغیرہ۔ چنانچہ ان افعال سے اسم تفضیل نہیں آئے گا جو رنگ وعیب کے معنی پر دلالت کرتے ہیں۔
۳۔ وہ فعل متصرف ہو، جامد نہ ہو، اس لیے "بِئْسَ، عَسَى، لَيْسَ" وغیرہ سے اسم تفضیل نہیں آئے گا۔
۴۔ وہ فعل مثبت ہو منفی نہ ہو، فعل منفی سے اسم تفضیل نہیں آتا۔
۵۔ اس فعل کو معنائے مصدری تفاوت اور مفاضلت کو قبول کر سکے، اس لیے "فَنَى، مَاتَ، هَلَكَ" وغیرہ سے اسم تفضیل نہیں آئے گا۔
۶۔ وہ فعل تام ہو، ناقص نہ ہو، اس لیے افعال ناقصہ سے اسم تفضیل نہیں آتا۔
۷۔ وہ فعل معلوم ہو، مجہول نہ ہو، اگر صورۃً مجہول اور معنی معلوم ہو تو بھی اس سے اسم تفضیل نہیں آئے گا، جیسے: "سُلْ، سُرْ" وغیرہ۔ (علم التصریف للاعظمی: ۷۶-۷۷)

فِعْلُ التَّعَجْبُ مِنْهُ[1]

مَاأَضْرَبَهُ: راازیَضْرِبُ بناکردند، یاءِ حرف مضارعت راحذف کردہ بجائش ہمزہ مفتوحہ مسبوقہ بماتعجبیہ درآوردہ، فاءکلمہ رابرحال خود گزاشتہ، عین کلمہ رافتحہ دادہ، بعدہ "ہ"، ضمیر منصوب متصل بفتحہ ماقبل درآخرش درآوردہ مَاأَضْرَبَهُ شد۔

وَأَضْرَبِّهُ: راازیَضْرِبُ بناکردند، یاءِ حرف مضارعت راحذف کردہ بجائش ہمزہ مفتوحہ ازبرائے فعل تعجب درآوردہ، فاء، عین کلمہ رابرحال خود گزاشتہ، بعدہ "باء" حرف جارہ مع "ہ"، ضمیر مجرور متصل باسکان ماقبل درآخرش درآوردہ أَضْرَبْبِهِ شد، پس دو حرف ازیک جنس دریک جا بہم آمدند، اول ساکن ثانی متحرک اول رادرثانی ادغام کردہ أَضْرِبِّهِ شد۔

ضَرُبَ: را ازیَضْرِبُ بناکردند، یاءِ حرف مضارعت راحذف کردہ، فاءکلمہ رافتحہ دادہ، عین کلمہ راضمہ دادہ، آخرش رامبنی برفتحہ ساختہ ضَرُبَ شد۔

---

[1] جمہور کے نزدیک فعل تعجب کے دوصیغے ہیں: پہلا "مَاأَفْعَلَهُ" اوردوسرا "أَفْعِلْ بِهِ"، یہ دونوں صیغے فعل تعجب کے غیر متصرفہ ہیں، یعنی ان سے مضارع امر، نہی اور تثنیہ وجمع کچھ نہیں آتا، کیونکہ یہ دونوں حرف انشاء کے لیے ہونے میں مشابہ ہیں، دوسری وجہ یہ ہے کہ جب ان دونوں صیغوں کو معنی تعجب کی طرف نقل کیاگیاتو یہ بمنزلہ کہاوت وامثال کے ہوگئے اورامثال میں تصرف نہیں ہوتا، لہذاان میں بھی نہیں ہوگا۔ امام سیبویہ ؒکے نزدیک "فَعُلَ" کاوزن بھی فعل تعجب کے لیے آتاہے، لیکن یہ قول محلِ نظر ہے اس لیے صرفیین اسے "قِيْلَ" صیغہ تمریض سے تعبیر کرتے ہیں۔

فعل تعجب کے لیے بھی وہی شرائط ہیں جواسم تفضیل کے لیے ہیں: ۱۔ جس لفظ سے فعل تعجب بنایاجائے وہ فعل ثلاثی ہو، غیر ثلاثی سے فعل تعجب نہیں آتا۔ ۲۔ وہ فعل ثلاثی ایسانہ ہو جس سے صفت مشبہ کاصیغہ أَفْعَلُ کے وزن پر اوراس کامؤنث "فُعْلَاءُ" کے وزن پر آتا ہو، جیسے: "أَحْمَرُ، أَصْفَرُ، أَعْوَرُ" وغیرہ۔ ۳۔ وہ فعل متصرف ہو، جامد نہ ہو، اس لیے "بِئْسَ، عَسَى، لَيْسَ" وغیرہ سے اسم تفضیل نہیں آئے گا۔ ۴۔ وہ فعل مثبت ہو منفی نہ ہو، فعل منفی سے اسم تفضیل نہیں آتا۔ ۵۔ اس فعل کومعنائے مصدری تفاوت اور مفاضلت کو قبول کرسکے، اس لیے "فَنَى، مَاتَ، هَلَكَ" وغیرہ سے فعل تعجب نہیں آئے گا۔ ۶۔ وہ فعل تام ہو، ناقص نہ ہو، اس لیے افعال ناقصہ سے اسم تفضیل نہیں آتا۔ ۷۔ وہ فعل معلوم ہو، مجہول نہ ہو، اگر صورۃً مجہول اور معنی معلوم ہوتو بھی اس سے فعل تعجب نہیں آئے گا، جیسے: "سُئِلْ، سُرْ" وغیرہ۔ (جامع الدروس العربیہ: ۱/ ۶۵، علم التصریف للاعظمی: ۸۰)

فعل تعجب ثلاثی مجرد سے ہیں لیکن وزن ان کا باب افعال سے ہے، فعل تعجب میں پہلا صیغہ ماضی کا جبکہ دوسرا امر کاہے ایک صیغہ خبر کا اور دوسرا انشاء کاہے مگر معنی میں دونوں خبر ہیں۔

قاعدہ: جب اسم تفضیل یافعل تعجب کسی ایسے فعل سے بنانا ہو جس میں مذکورہ بالاتمام شرطیں نہ پائی جاےیں تو "أَشَدُّ" یا "أَعْظَمُ" یا "أَكْثَرُ" وغیرہ اس فعل کے مصدر سے پہلے لائیں گے اور مصدر کواس کی تمیز بنادیں گے، جیسے: "زَيْدٌ أَشَدُّ اِحْتِرَاساً مِنَ الْمَعَاصِيْ"، "مَا أَشَدُّ احْتِرَاسُهُ"، "أَشَدُدْبِاحْتِرَاسِ زَيْدٍ". (علم التصریف للاعظمی: ۸۰)

﴿قوانین برائے ثلاثی مجرد﴾[1]

قانون[2] نمبر ا[3]:

﴿دوعلامات تانیث والا قانون﴾[4]

حکم: یہ قانون وجوبی ہے[5]۔

دوعلامات تانیث[6] کا جمع ہونا منع ہے، فعل میں مطلقاً اوراسم میں اس شرط پر کہ دونوں ایک ہی جنس کی ہوں۔
مطلب قانون کا یہ ہے کہ دوعلامات ثانیث کا فعل میں جمع ہونا مطلقاً منع ہے[7]، مطلقاً سے مراد یہ ہے کہ خواہ

---

(۱) کتب صرف میں ان قوانین کو قوانینِ ثلاثی مجرد کے عنوان سے ذکر کیا جاتا ہے، لیکن یہ قوانین ثلاثی مجرد کیساتھ خاص نہیں، بلکہ یہ قوانین مشترک ہیں، ثلاثی مزید فیہ، رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ سب میں جاری ہوتے ہیں۔

(۲) بعض حضرات فرماتے ہیں کہ قانون عبرانی زبان کا لفظ ہے، بعض فرماتے ہیں کہ یہ سریانی زبان کا لفظ ہے، بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ یہ یونانی زبان کا لفظ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ عربی زبان کا لفظ ہے، لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ یونانی زبان کا لفظ ہے۔ قانون لغت میں مِسْطَرُ الْکُتَّاب (کاتبوں کا پیمانہ) کو کہتے ہیں جس طرح کاتب لفظوں کو پیمانے کے ذریعے سے ٹیڑھا ہونے سے بچاتا ہے تو اس طرح قانون بھی صیغوی غلطی سے بچاتا ہے اور قانون کا اصطلاحی معنی ہے: کُلِّیَّۃٌ مُّنطَبِقَۃٌ علی جمیعِ جُزئیاتِ موضوعِھا ۔یعنی وہ قاعدہ کلیہ جو اپنے موضوع کی تمام جزئیات پر ہر جگہ صادق آئے جیسے نحویوں کا ایک ضابطہ ہے: "کل فاعل مرفوع "یعنی فاعل جہاں بھی ہو گا تو مرفوع ہو گا۔(نغزک:۴۹)
قانون، قاعدہ، کلیہ، ضابطہ اور اصل یہ سب الفاظِ مترادفہ ہیں اور ان سب کا معنی ایک ہے۔

(۳) قانون کا فارسی متن: اجتماع دوعلامت تانیث در فعل مطلقا ممنوع است ودر اسم وقتے کہ از یک جنس باشد۔

(۴) تخریج: مراح الارواح:۳۲، الحنفیہ:۴۸، ارشاد الصرف:۲۶، صرف گھوٹوی:۳۹، الصرف العزیز:۹۵، کنزالنوادر:۲۵۔

(۵) مواضعِ اجراء: یہ قانون ثلاثی مجرد، ثلاثی مزید فیہ، رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ کے فعل ماضی معلوم اور مجہول کے صیغہ جمع مؤنث غائبات میں اور اسم جامد، اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ اور اسم تفضیل کے صیغہ جمع مؤنث میں جاری ہوتا ہے۔ یادرہے کہ یہ قانون اسم اور فعل دونوں میں لگتا ہے۔

(۶) علامات تانیث کل آٹھ ہیں جو اس شعر میں مذکور ہیں۔ ع

ہشت علامات مؤنث رابداں	تائے ساکنہ تائے متحرکہ رابخواں
الف مقصورہ وممدودہ شمار	بعد ازاں کسرہ بداں اے یارِ غار
تائے مقدرہ یائے ساکنہ رابگیر	بعد ازاں ہم نون مفتوحہ راپذیر

ان آٹھ علامات میں سے چار فعل اور چار اسم میں ہیں۔ فعل کے چار یہ ہیں: ۱۔ تائے ساکنہ جیسے: ضَرَبَتْ، ۲۔ تائے مکسورہ جیسے: ضَرَبَتِ، ۳۔ نون مفتوحہ جیسے: ضَرَبْنَ، ۴۔ یائے ساکنہ جیسے: إِضْرِبِی۔ اسم کے چار یہ ہیں: ۱۔ تائے مقدرہ جیسے: أَرْضٌ جو اصل میں أَرْضَةٌ تھا، ۲۔ تائے متحرکہ جیسے: ضَارِبَةٌ، ۳۔ الف مقصورہ جیسے: حُبْلٰی، ۴۔ الف ممدودہ جیسے: حَمْرَاءُ۔
قاعدہ: مفرد کی تائے تانیث الف اور تاء کی جگہ میں گر جاتی ہے تاکہ ایک شئ پر دوعلامتوں کا جمع ہونا لازم نہ آئے جیسے: ضَارِبَةٌ کی تاء ضَارِبَاتٌ میں گر چکی ہے۔(کنزالنوادر فی القوانین والمصادر ۳۵).

(۷) فعل میں مطلقا دو ثانیث کا جمع ہونا اس لیے منع ہے کہ فعل اسم کے مقابلہ میں حدوث، زمان اور فاعل پر دلالت کرنے کی وجہ سے ثقیل ہوتا ہے، لہذا تخفیف کے باعث فعل میں مطلقاً دو علامات کا پایا جانا ممنوع ہے۔(الفلاح:۴۳، الحنفیہ:۴۹)

دونوں علامات ایک ہی جنس کی ہوں، یاالگ الگ جنس کی، فعل میں ایک جنس کی مثال کلام عرب میں نہیں ملتی، الگ الگ جنس کی مثال ''ضَرَبْنَ'' ہے، جو اصل میں ''ضَرَبْتَنَ'' تھا۔ اسم میں دوعلامات کا جمع ہونا تب منع ہے جب دونوں ایک ہی جنس کی ہوں، جیسے: ''ضَارِبَاتٌ''جو کہ اصل میں ''ضَارِبَتَاتٌ'' تھااوراگر ایک جنس کی نہ ہوں تو دونوں کا جمع کرنا جائز ہے، جیسے: ضُرَبْيَاتٌ، حُبْلَيَاتٌ [1] جو بنائے گئے ہیں ضُرَبْىٰ اور حُبْلَىٰ سے۔

قانون نمبر ۲ [2]:

﴿ مدہ زائدہ والا قانون ﴾ [3]

حکم: یہ قانون وجوبی ہے [4]۔

ہر مدہ زائدہ [5] جو اسم (مفرد) [6] میں دوسری جگہ ہو تو جب اس اسم سے......... ....

---

(۱) اس میں دوعلامت تانیث ایک الف مقصورہ اورایک ''تاء'' جمع ہو گئیں، کسی کو حذف نہیں کیا، بلکہ ''الف مقصورہ'' کو الف مقصورہ والے قانون تحت ''یاء'' سے بدلا دیا تو ''ضُرْبَيَاتٌ'' ہو گیا۔ ''حُبْلَيَاتٌ'' اور ''ضُرْبَيَاتٌ'' میں ''الف'' کو ''یاء'' سے بدلنے کی وجہ یہ ہے کہ اگر ''یاء'' سے نہیں بدلیں گے تو حالت جمع میں دوالف جمع ہونے کی وجہ سے اجتماع ساکنین لازم آتا ہے اور لامحالہ حذف کرنا پڑتا، حالانکہ اس کا حذف کرنا جائز نہیں، کیونکہ وضع کے اعتبار سے جزء کلمہ کے قائم مقام ہوتا ہے، رہی بات ''واؤ'' سے نہ بدلنے کی تو دووجہ سے ''حُبْلَىٰ'' کے ''الف'' کو ''واؤ'' سے نہ بدل کر ''یاء'' سے بدلا، چنانچہ ایک وجہ تو یہ ہے کہ یاء تانیث کی علامت ہوتی ہے، جیسے: ''هَذِي''۔ لہذا تانیث الف مقصورہ سے یاء کی مناسبت ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ یاء حرف واؤ کے مقابلہ میں خفیف ہے اور ثقل کی بہ نسبت خفیف سے بدلنا اولیٰ اور بہتر ہے، اس لیے یاء سے بدلا۔ (الحنفیہ:۴۹، تبیان:۱۷)

(۲) قانون کا فارسی متن: ہر مدہ زائدہ کہ واقع شود در مفرد مکبر بدوم جائے وقت بنا کردن جمع اقصیٰ وتصغیر آں را بہ واؤ مفتوحہ بدل کنند وجوباً۔

(۳) تخریج: الشافیہ:۳۸۰، نوادرالاصول:۱۵۸، مراح الارواح:۱۸۱، الحنفیہ:۲۱۴، علم الصیغۃ:۵۴، ارشادالصرف:۳۴، صرف بھترال:۴۳، صرف گھوٹوی:۳۳، قانونچہ کھیوالی:۱۲، الصرف العزیز:۱۹۴، کنزالنوادر:۲۸۔

(۴) مواضعِ اجراء: یہ قانون ثلاثی مجرد کے اسم فاعل (خواہ مفرد ہو، تثنیہ ہو، جمع ہو مذکر ہو، مؤنث ہو) کے اسم تصغیر اور جمع اقصیٰ میں جاری ہوتا ہے اور یہ قانون صرف صرف اسم میں لگتا ہے۔

(۵) حرف علت کی دو قسمیں ہیں:۔ ۱۔ مدّہ، ۲۔ لین

۱۔ مدّہ: ہر اس حرف علت کو کہتے ہیں جو ساکن ہو اور ما قبل کی حرکت اس کے موافق ہو، یعنی واؤ ما قبل مضموم، یاء ما قبل مکسور، الف ما قبل مفتوح ہو۔ ۲۔ لین: ہر اس واؤ اور یاء کو کہتے ہیں کہ جو ساکن ہو، ما قبل مفتوح ہو۔

(۶) اسم سے مراد صرف اسم متمکن ہے، کیونکہ تصغیر صرف اسم متمکن کی آتی ہے، افعال کی نہیں اور اسم غیر متمکن کی شاذ ہے۔ اور مفرد کی قید احترازی نہیں، بلکہ اتفاقی ہے، کیونکہ الف تثنیہ وجمع بھی تصغیر میں بدل جاتا ہے، جیسے: ''ضَارِبَانِ، ضَارِبُوْنَ، ضَارِبَاتٌ'' سے ''ضُوَيْرِبَانِ، ضُوَيْرِبُوْنَ، ضُوَيْرِبَاتٌ''۔ اور اگر الف مجھولہ ہو جس کا اصلی یا زائدہ ہونا اور یا اس کا واؤ اور یاء سے بدلا ہوا ہونا معلوم نہ ہو اور اس قانون کی شرائط پائی جائیں تو اس میں اس قانون کو جاری کیا جائے گا، جیسے: ''آءَةٌ، صَابٌ'' سے ''أُوَيْئَةٌ، صُوَيْبٌ''، لیکن امام اخفشؒ کے نزدیک الف مجھولہ کو ''یاء'' سے بدلیں گے، جیسے: ''أُيَيْئَةٌ، صُيَيْبٌ''۔ (املاء الصرف:۱۰۲)

جمع اقصیٰ[۱] اور اسم تصغیر[۲] بنائیں گے تو مدہ زائدہ کو واؤ مفتوحہ سے بدلنا واجب ....

[۱] اقصیٰ لغت میں انتہا کو کہتے ہیں اور صرفیوں کی اصطلاح میں جمع اقصیٰ وہ جمع مکسر ہے جو آخری جمع ہو، جس سے آگے کوئی جمع نہ بن سکے، اسے جمع منتہی الجموع اور جمع الجمع بھی کہتے ہیں جیسے: قَوْلٌ کی جمع أَقْوَالٌ ہے پھر أَقْوَالٌ کی جمع اقصیٰ أَقَاوِیْل ہے۔
جمع اقصیٰ بنانے کا طریقہ: جس کلمے کی جمع اقصیٰ بنائیں گے اس کے پہلے دو حرفوں کو فتحہ دیں گے، تیسری جگہ الف علامت جمع اقصیٰ لائیں گے، الف جمع اقصیٰ کے بعد ایک حرف نہیں آسکتا، اگر دو حرف ہیں تو پہلے کو کسرہ اور دوسرے کو اپنے حال پر چھوڑیں گے، بشرطیکہ وہ مشدّد نہ ہو جیسے: مَضْرِبٌ سے مَضَارِیْبُ، اگر الف علامت جمع اقصیٰ کے بعد حرف مشدّد ہو تو وہ اپنے حال پر رہے گا جیسے: دَابَّةٌ سے دَوَابُّ، اگر الف علامت جمع اقصیٰ کے بعد تین حروف ہوں تو پہلا مکسور، دوسرا یاء ساکنہ اور تیسرے کی حرکت عامل کے اعتبار سے مختلف ہوگی جیسے: مَضْرُوْبٌ سے مَضَارِیْبُ وغیرہ۔ اور جس کلمے کی جمع اقصیٰ بنائیں گے، اگر اس کے آخر میں تائے متحرکہ ہو تو جمع اقصیٰ بناتے وقت وہ تاء گر جائے گی۔
جمع اقصی کے نو اوزان ہیں جو صیغہ ان اوزان پر ہو گا وہ جمع اقصی کہلائے گا۔ وہ دس اوزان یہ ہیں:

وزن	فَوَاعِلُ	أَفَاعِلُ	أَفَاعِیْلُ	مَفَاعِلُ	مَفَاعِیْلُ
مثال	ضَوَارِبُ	أَصَابِعُ	أَبَاطِیْلُ	مَحَاسِنُ	مَیَاسِیْرُ
وزن	فَعَالِلُ	فَوَاعِیْلُ	فَعَالِیْلُ	فَعَائِلُ	
مثال	جَعَافِرُ	دَوَانِیْقُ	قَرَاطِیْسُ	رَسَائِلُ	

[۲] تصغیر لغت میں "چھوٹا کرنے" کو کہتے ہیں، اور صرفیوں کی اصطلاح میں تصغیر وہ کلمہ ہے جس میں کوئی خاص معنی (قلت، حقارت اور شفقت وغیرہ) حاصل کرنے کے لئے کوئی تبدیلی کی جائے۔
تصغیر بنانے کا طریقہ: جس کلمہ کی تصغیر بنائی جائے تو حرفِ اول کو ضمہ دیں گے، دوسرا اگر مدہ زائدہ ہے تو اسے واؤ مفتوحہ سے بدلیں گے ورنہ فتحہ دیں گے اور تیسری جگہ یائے ساکنہ علامت تصغیر لائیں گے پھر اگر یائے تصغیر کے بعد ایک حرف ہو تو اسے اپنے حال پر چھوڑیں گے جیسے: رَجُلٌ سے رُجَیْلٌ، اگر دو حرف ہوں تو پہلے کو کسرہ اور دوسرے کو اپنے حال پر چھوڑیں گے جیسے: ضَارِبٌ سے ضُوَیْرِبٌ، اگر یائے ساکنہ علامت تصغیر کے بعد تین حروف ہوں تو پہلے کو کسرہ دیں گے، دوسرے کو یائے ساکنہ سے بدلائیں گے بشرطیکہ حرف علت ہو اور تیسرے کو اپنے حال پر چھوڑیں گے جیسے: مَضْرُوْبٌ سے مُضَیْرِیْبٌ.
اسم تصغیر کے تین اوزان ہیں: (۱)۔ "فُعَیْلٌ" جیسے: "حُسَیْنٌ"، (۲)۔ "فُعَیْعِلٌ" جیسے: "جُعَیْفِرٌ"، (۳)۔ "فُعَیْعِیْلٌ" جیسے: "عُصَیْفِیْرٌ". تین حرفی اسم کی تصغیر "فُعَیْلٌ" کے وزن پر آتی ہے، جیسے: "حَسَنٌ، سَهْلٌ، فَضْلٌ" کی تصغیر "حُسَیْنٌ، فُضَیْلٌ، سُهَیْلٌ" آتی ہے۔ چار حرفی اسم کی تصغیر "فُعَیْعِلٌ" کے وزن پر آتی ہے، جیسے: "جَعْفَرٌ، زَیْنَبُ، مَنْصَرٌ" کی تصغیر "جُعَیْفِرٌ، زُیَیْنِبُ، مُنَیْصِرٌ" آتی ہے اور پانچ حرفی اسم کی تصغیر "فُعَیْعِیْلٌ" کے وزن پر آتی ہے، جیسے: "عُصْفُوْرٌ، مِصْبَاحٌ، مَقْتُوْلٌ" کی تصغیر "مُصَیْبِیْحٌ، عُصَیْفِیْرٌ، مُقَیْتِیْلٌ" آتی ہے۔ تصغیر کے تفصیلی ہماری کتاب قواعد الصرف میں ملاحظہ ہوں۔
عام کتب صرف میں اسمائے مشتقہ کے آخر میں تصغیر کا ایک ایک صیغہ اختصار اور تسہیل کے لیے ذکر کیا جاتا ہے، جیسے اسم ظرف کے آخر میں "مُضَیْرِبٌ"، اسم آلہ صغری کے آخر میں "مُضَیْرِبٌ"، اسم آلہ وسطی کے آخر میں "مُضَیْرِبَةٌ"، اسم آلہ کبری کے آخر میں "مُضَیْرِیْبٌ"، اسم تفضیل مذکر کے آخر میں "أُضَیْرِبٌ" اور مونث کے آخر میں "ضُرَیْبِي" اور اسم فاعل کے آخر میں "ضُوَیْرِبٌ وَّ ضُوَیْرِبَةٌ" اور اسم مفعول کے آخر میں "مُضَیْرِیْبٌ وَّ مُضَیْرِیْبَةٌ" وغیرہ۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ تصغیر صرف مفرد ہی=

ہے[۱]، جمع اقصیٰ کی مثال، جیسے: ''ضَارِبَۃٌ'' سے ''ضَوَارِبُ''اور تصغیر کی مثال، جیسے: ''ضَارِبٌ سے ''ضُوَیْرِبٌ''.

قانون نمبر ۳[۲]:

﴿دخول الف لام والا قانون﴾[۳]

حکم:[۴] یہ قانون وجوبی ہے[۵]۔

ہر نون تنوین الف لام[۶] کے دخول اور اضافت[۷] سے گر جاتا ہے وجوباً، جب کہ نون تثنیہ اور نون جمع الف لام

=کی بنتی ہے، تثنیہ اور جمع کی نہیں، حالانکہ تصغیر جس طرح مفرد کی بنتی ہے تو اسی طرح تثنیہ اور جمع کی تصغیر بھی بنتی ہے۔ نیز یہ بات بھی ذہن نشیں رکھیں کہ تصغیر جس طرح ثلاثی مجرد کے ابواب میں اسم فاعل، اسم مفعول، اسم ظرف، اسم آلہ، اسم تفضیل اور صفتِ مشبہ کے صیغوں کی بنتی ہے تو اسی طرح ثلاثی مزید فیہ، رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ وغیرہ سے اسم فاعل، اسم مفعول اور اسم ظرف کے صیغوں کی بھی تصغیر بنتی ہے۔

[۱] الف مدہ زائدہ کی مثال جیسے: ضَارِبَۃٌ سے ضَوَارِبُ، ضُوَیْرِبَۃٌ ۔یائے مدہ زائدہ کی مثال جیسے: ضِیْرَابٌ سے ضَوَارِیْبُ، ضُوَیْرِیْبٌ۔ واؤ مدہ زائدہ کی مثال جیسے: طُوْمَارٌ سے طَوَامِیْرُ، طُوَیْمِیْرٌ وغیرہ۔ یہ بات ذہن نشیں رکھیں کہ واؤ کے لیے ہونا ہونا کوئی شرط نہیں، خواہ مدہ ہو، جیسے: ''طُوْمَارٌ سے طَوَامِیْرُ، طُوَیْمِیْرٌ'' اور یا غیر مدہ ہو، جیسے: ''جُوْھَرٌ، کَوْکَبٌ'' سے ''جَوَاھِرُ، کَوَاکِبُ'' اور یا اصلی ہو، جیسے: ''قَوْلٌ'' سے ''قَوَائِلُ، قُوَیِّلٌ''.

[۲] قانون کا فارسی متن: ہر نون تنوین وقتِ دخول الف لام و اضافت حذف کردہ شد وجوباً۔

[۳] تخریج: ارشاد الصرف:۳۵، صرف بھتر ال:۴۵، صرف گھوٹوی:۴۵، قانونچہ کھیوالی:۱۳۰، الصرف العزیز:۲۳۴، کنز النوادر:۳۰۔

[۴] یہ صرفی قانون نہیں، بلکہ اس کا تعلق نحو کیساتھ ہے، کیونکہ صرفی حضرات تخفیف، اعلال، ابدال اور ادغام سے بحث کرتے ہیں، الف لام کے دخول سے تنوین اس لیے گر تا ہے کہ الف لام آلہ تعریف ہے، تنوین مفید تنکیر ہے اور ایک کلمہ میں دو متضاد چیزوں کا جمع ہونا ممتنع ہے: ''التَّعْرِیْفُ وَالتَّنْکِیْرُ ضِدَّانِ لَایَجْتَمِعَانِ وَلَایَفْتَرِقَانِ''، یہ بات ظاہر ہے کہ یہ نحوی مباحث ہیں، متقدمین صرفیوں کی کتابوں میں یہ قانون نہیں۔

[۵] مواضعِ اجراء: یہ قانون ہر اسم منون میں جاری ہوتا ہے جس پر الف لام داخل ہو، یا اس کی اضافت ہو، نون تثنیہ اور نون جمع میں صرف اضافت کی صورت میں جاری ہوتا ہے اور یہ قانون مصادر، اسم جامد اور اسمائے مشتقات میں لگتا ہے۔ یاد رہے کہ یہ قانون صرف اسم میں جاری ہوتا ہے فعل میں نہیں۔

[۶] خلیل نحویؒ کے نزدیک الف و لام دونوں تعریف کے لیے آتے ہیں، یعنی "ال" ایک ہی کلمہ ہے۔ امام سیبویہؒ کے نزدیک اصل حرفِ تعریف "لام" ہے، ہمزہ وصلیہ کو ابتداء بالسکون کی وجہ سے لایا گیا ہے، جبکہ امام مبردؒ کے نزدیک اصل میں حرفِ تعریف ہمزہ ہے، اور لام کا اضافہ اس لئے کیا گیا ہے؛ تاکہ ہمزہ تعریف اور ہمزہ استفہام میں فرق نمایاں ہو جائے۔

[۷] اضافت کی وجہ سے نون تنوین اس لیے گر جاتا ہے کہ مضاف اور مضاف الیہ کا آپس میں شدید اتصال ہے، یعنی میں بھی تضاد ہے، اضافت اتصال کو چاہتی ہے اور تنوین انفصال کے مقتضی ہے: ''اَلْاِتِّصَالُ وَالْاِنْفِصَالُ ضِدَّانِ لَایَجْتَمِعَانِ وَلَایَفْتَرِقَانِ''. نیز اضافت بھی معرفہ کی قسم ہے اور تنوین نکرہ کی علامت ہے اور معرفہ و نکرہ دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ اس لیے اضافت سے نون تنوین گر جاتا ہے۔

داخل ہونے سے نہیں گرتا، بلکہ صرف اضافت[1] سے گرتا ہے وجوباً۔ تنوین میں الف لام کی مثال: غُلَامٌ سے اَلْغُلَامُ. اضافت کی مثال: غُلَامٌ سے غُلَامُ زَیْدٍ. نون تثنیہ وجمع کی مثال: "ضَارِبَانِ، ضَارِبُوْنَ سے ضَارِبَا زَیْدٍ، ضَارِبُوْ زَیْدٍ".

قانون نمبر ۴[2]:

﴿ تاءِ مثلِ رَحْمَةٌ والا قانون ﴾[3]

حکم: ایک شق وجوبی ہے[4] اور ایک جوازی ہے[5]۔

ہر نون تنوین اور نون خفیفہ کو حالتِ وقف میں ما قبل حرکت کے موافق حرفِ علت سے بدلنا جائز ہے، سوائے اس تنوین کے جو تاء مثل رَحْمَةٌ پہ ہو اسے حرف علت سے بدلنا جائز نہیں، کیونکہ تاء مثل رَحْمَةٌ کو حالت وقف میں ہاء ساکنہ سے بدلنا واجب ہے۔ نون تنوین کی مثال: ضَارِبٌ، رَحِیْمٍ، کَرِیْماً کو حالت وقف میں ضَارِبُوْ، رَحِیْمِیْ، کَرِیْمَا پڑھنا جائز ہے۔ نون خفیہ کی مثال: اِضْرِبَنْ، اِضْرِبُنْ، اِضْرِبِنْ کو اِضْرِبَا، اِضْرِبُوْا، اِضْرِبِیْ پڑھنا جائز ہے، تاء مثل رَحْمَةٌ کی مثال رَحْمَةٌ، قُدْوَةٌ کو رَحْمَه، قُدْوَه پڑھنا واجب ہے۔

فائدہ نمبر ۱: تاء مثل رَحْمَةٌ سے مراد وہ تاء ہے جو اسم میں ہو، زائد ہو اور جمع مؤنث سالم کی علامت نہ ہو، چنانچہ ضَرَبَتْ، اُخْتٌ اور ضَارِبَاتٌ میں تاء مثل رَحْمَةٌ نہیں۔

فائدہ نمبر ۲: اگر نون تنوین اور نون خفیفہ فتحہ کے تابع ہو تو ابدال جائز فصیح قریب الوجوب ہوگا اور اگر ضمہ یا کسرہ کے

---

[1] اضافت سے نون تثنیہ وجمع اس لیے گر جاتے ہیں کہ نون تثنیہ وجمع نون تنوین کے عوض ہے تو جس طرح نون تنوین اضافت کی وجہ سے گر جاتا ہے تو اسی طرح نون تثنیہ وجمع میں جو نون تنوین کے عوض ہیں وہ بھی اضافت کے وقت گر جاتا ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ الف لام کی وجہ سے نون تثنیہ وجمع کو حذف کیوں نہیں کرتے؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ نون تثنیہ وجمع ضمہ کا عوض ہیں، چونکہ الف لام کے دخول کی وجہ سے ضمہ اعرابی حذف نہیں تو جو اس کا عوض نون تثنیہ وجمع ہے تو وہ بھی الف لام کی وجہ سے حذف نہیں ہوتے۔

[2] قانون کا فارسی متن: ہر تاء متحرک بحرکتِ اعرابی غیر تاء جمع مؤنث سالم در حالت وقف بہ ہاء بدل شود وجوباً۔ وہر نون تنوین وخفیفہ را موافق حرکت ما قبل بحرف علت بدل مے کنند جوازاً در حالتِ وقف۔

[3] تخریج: الشافیہ: ۴۳۱، ۴۳۲، ارشاد الصرف: ۳۵، صرف بھتر ال: ۴۶، قانونچہ کھیوالی: ۱۳۰، الصرف العزیز: ۲۴۲، کنز النوادر: ۳۱۔

[4] اس قانون کو ضَارِبَةٌ والا قانون، نون خفیفہ والا قانون بھی کہتے ہیں۔

[5] مواضعِ اجراء: یہ قانون ثلاثی مجرد، ثلاثی مزید فیہ، رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ کے مصادر، مشتقات (بشرطیکہ غیر معرف باللام اور غیر منصرف نہ ہوں) اور مؤکد بانون تاکید خفیفہ کے صیغوں میں جاری ہوتا ہے اور اسمائے جامدہ میں مطلقاً (خواہ ثلاثی ہوں یا رباعی ہوں یا خماسی ہوں) لگتا ہے۔ یاد رہے کہ اس قانون کی وجوبی شق صرف ان اسماء میں جاری ہوگا جن میں تاء مدورہ ہو۔

تابع ہو تو عدم ابدال جائز فصیح ہو گا[1]۔

قانون نمبر ۵[2]:

﴿نون اعرابی والا قانون﴾[3]

حکم: یہ قانون وجوبی ہے[4]۔

ہر نون[5] اعرابی نواصب اور جوازم کے دخول، نون ثقیلہ اور خفیفہ[6] کے لحوق اورامر حاضر معلوم کی بناء

---

(1) یہی وجہ ہے کہ نون تنوین کو الف سے بدلنا کثیر ہے اور ساقط کرنا قلیل ہے جیسے: "عَلِیْماً، حَکِیْماً" کو "عَلِیْمَا، حَکِیْمَا" پڑھنا کثیر ہے اور "عَلِیْمٌ، حَکِیْمٌ" پڑھنا قلیل ہے اور جب کہ نون تنوین کو حرف علت سے بدلنا قلیل ہے اور ساقط کرنا کثیر ہے، جیسے: "عَلِیْمٌ، حَکِیْمٌ" کو "عَلِیْمُوْ، حَکِیْمُوْ" پڑھنا قلیل اور "عَلِیْمٌ، حَکِیْمٌ" پڑھنا کثیر ہے۔

(2) قانون کا فارسی متن: ہر نون اعرابی وقتِ دخولِ جوازم و نواصب و لحوق ثقیلہ و خفیفہ و بنا کردن امر حاضر معلوم حذف کردہ شود وجوباً۔ وجوباً۔

(3) تخریج: الشافیہ: ۴۳۶، ارشاد الصرف: ۳۵، صرف بھتر ال: ۴۶، قانونچہ کھیوالی: ۱۵، الصرف العزیز: ۱۶۷، کنز النوادر: ۳۲۔

(4) مواضعِ اجراء: یہ قانون ثلاثی مجرد، ثلاثی مزید فیہ، رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ کے فعل مضارع اور اس کے متعلقات (فعل جحد، فعل نفی، فعل مؤکد بلن ناصبہ، امر، نہی) کے ان صیغوں میں جاری ہوتا ہے جن میں نون اعرابی ہو۔ یاد رہے کہ یہ قانون صرف فعل میں لگتا ہے۔

(5) نون کی دو قسمیں ہیں:۔ ۱۔ نون اصلی، ۲۔ نون زائدہ

۱۔ نون اصلی: جو فاء، عین، لام کلمہ کے مقابلے میں ہو جیسے: نَصَرَ، مَنَعَ، سَکَنَ.

۲۔ نون زائدہ: جو فاء، عین، لام کلمہ کے مقابلے میں نہ ہو جیسے: اِنْصَرَفَ، اِخْرَنْجَمَ.

نون زائدہ کی پانچ قسمیں ہیں: ۱۔ نون علامت، ۲۔ نون اعرابی، ۳۔ نون بنائی، ۴۔ نون تنوین، ۵۔ نون تاکید۔

۱۔ نون علامت: جو کسی باب کی علامت ہو جیسے باب انفعال اور افعنلال میں نون علامت ہے۔ ۲۔ نون اعرابی: جو معرب میں ہو اور ضمہ اعرابی کے عوض میں ہو جیسے: یَضْرِبَانِ، یَضْرِبُوْنَ. ۳۔ نون بنائی: جو کسی کے عوض نہ ہو اور جمع مؤنث کے آخر میں ہو جیسے: یَضْرِبْنَ. ۴۔ نون تنوین: جو پڑھا جائے لیکن لکھا نہ جاسکے اور لکھنے میں دو زبر، دو زیر، دو پیش کی صورت میں لکھا جائے اس کی پانچ قسمیں ہیں، جو اس شعر میں مذکور ہیں۔ ع

تنوین پنج قسم است اے یارِ من بگیر   اول تمکن است ثانی عوض ثالث تنکیر
دیگر مقابلہ است ترنم برادرم   ایں پنج یاد کن شعری شاہ بے نظیر

۵۔ تنوین تاکید: جو فعل کی تاکید کے لئے لائی جائے اس کی دو قسمیں ہیں:۔ ۱۔ نون ثقیلہ اِضْرِبَنَّ، ۲۔ نون خفیفہ اِضْرِبَنْ۔

قاعدہ نمبر ۱: فعل مضارع میں نون زائدہ تین قسم پر ہیں:۔ ۱۔ نون اعرابی (جو سات صیغوں میں ہوتا ہے)، ۲۔ نون ضمیری (جو صرف دو صیغوں میں ہوتا ہے)، ۳۔ نون تاکید جو تمام صیغوں کے آخر میں لاحق ہوتا ہے۔

قاعدہ نمبر ۲: نون تاکید خفیفہ بسا اوقات بقانون نون خفیفہ حرف علت سے بدل جاتا ہے جیسے: اِضْرِبَن سے اِضْرِبَا اور کبھی نون خفیفہ کو نون تنوین کی صورت میں لکھا جاتا ہے جیسے: لَنَسْفَعًا۔ لیکن یہ سماعی ہے۔

(6) نون تاکید کی دو قسمیں ہیں: ایک نون ثقیلہ جو مشدد ہوتا ہے، دوسرا نون خفیفہ جو ساکن ہوتا ہے، دونوں کے احکام حسب ذیل ہیں: =

کے وقت گر جاتا ہے وجوباً[1]۔ مطلب قانون کا یہ ہے کہ **فعل مضارع**[2] سے نون اعرابی پانچ وجہوں سے وجوباً گرتا ہے[3]:

= (الف): نون ثقیلہ کے احکام: ۱۔ نون ثقیلہ مضارع کے سب صیغوں کے آخر میں اور لام تاکید سب صیغوں کے شروع میں آتا ہے اور اس کے آنے سے نون اعرابی گر جاتے ہیں۔ ۲۔ جمع مذکر غائب و مخاطب کے صیغوں سے "واؤ" اور واحدہ مونث حاضر کے صیغے سے "یاء" بھی ساقط ہو جاتی ہے۔ ۳۔ جمع مؤنث غائب و مخاطب کے نون کے پیچھے "الف فاصل" لایا جاتا ہے تاکہ نون ضمیر اور نون ثقیلہ کے اجتماع سے ثقل واقع نہ ہو۔ کیونکہ نون ثقیلہ نون کے قائم مقام ہوتا ہے، لہٰذا اس اجتماع سے تین نون ہو جاتے ہیں۔ ۴۔ نون ثقیلہ کا ماقبل چار تثنیوں میں اور دو جمع مؤنث غائب حاضر میں "الف ساکن" ہوتا ہے، جمع مذکر غائب و مخاطب میں مضموم، اور واحد مؤنث مخاطب میں مکسور اور باقی پانچ صیغوں میں مفتوح ہوتا ہے۔ ۵۔ نون ثقیلہ اگر "الف" کے بعد واقع ہو تو مکسور ہو گا ورنہ مفتوح ہو گا۔

(ب): نون خفیفہ کے احکام: ۱۔ نون خفیفہ ان صیغوں میں آتا ہے جہاں نون ثقیلہ کے پہلے "الف" نہیں ہوتا، کیونکہ اس قسم کے دو ساکنوں کا اجتماع کلام عرب میں دشوار ہے اور وہ آٹھ صیغے ہیں، ان مقامات پر نون خفیفہ کے ماقبل کا حال مثل نون ثقیلہ کے ہوتا ہے۔ ۲۔ نون ثقیلہ اور خفیفہ دونوں مضارع کے معنوں میں تاکید پیدا ہونے کے سوا لفظوں میں بھی کچھ تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ (کتاب الصرف: ۲۵-۲۶)

[1] نون اعرابی عامل جازم اور عامل ناصب سے اس لیے گر جاتا ہے کہ یہ ضمہ اعرابی کے عوض ہے، ضمہ اعرابی کے گرنے سے یہ بھی گر جاتا ہے اور نون اعرابی نون تاکید کی وجہ سے اس لیے گر جاتا ہے کہ نون اعرابی معرب ہے اور نون تاکید مبنی ہے: "وَهُمَا ضِدَّانِ لَا يَجْتَمِعَانِ وَلَا يَفْتَرِقَانِ".

[2] فعل مضارع کے چودہ صیغوں میں سے سات صیغوں میں نون اعرابی ہوتا ہے جو یہ ہیں:۔ ۱۔ تثنیہ مذکر غائبین، ۲۔ جمع مذکر غائبین، ۳۔ تثنیہ مؤنث غائبتین، ۴۔ تثنیہ مذکر مخاطبین، ۵۔ جمع مذکر مخاطبین، ۶۔ واحدہ مؤنث مخاطبہ، ۷۔ تثنیہ مؤنث مخاطبتین۔

[3] فعل مضارع میں کچھ تغیرات ہوتے ہیں، تاہم فعل مضارع کا آخری حرف مرفوع اور اس کا صیغہ زمانہ حال واستقبال دونوں میں مشترک ہوتا ہے، مگر ابتداء میں بعض خاص حروف کے آنے سے کبھی معنی میں اور کبھی معنی اور لفظ دونوں میں تغیر واقع ہوتا ہے، چنانچہ اس کی دو صورتیں ہیں:

(الف)۔ تغیراتِ معنوی: ۱۔ لام مفتوح "لَ" مضارع کو زمانہ حال کیساتھ خاص کر دیتا ہے، جیسے: "إِنِّي لَيَحْزُنُنِيْ"، (البتہ وہ مجھے غم میں ڈالتا ہے)۔ ۲۔ "سین" یا "سوف" زمانہ مستقبل کیساتھ خاص ہے، جیسے: "سَيَقْرَءُ"، (ابھی پڑھے گا)، "سَوْفَ يَقْرَءُ" (تھوڑی دیر میں پڑھے گا)۔ یہ بات ذہن نشیں رکھیں کہ "سین" مستقبل قریب کے آتا ہے اور "سوف" مستقبل بعید کے لیے آتا ہے۔

۲۔ تغیرات لفظی اور معنوی: ۱۔ ناصب ۲۔ جازم ۳۔ نون تاکید۔

پہلی دونوں قسموں کے حروف مضارع کے آخر میں تنہا تغیر پیدا کرتے ہیں اور نون تاکید دوسرے حرف سے مل کر تغیر پیدا کرتا ہے، پھر ہر حرف کا تغیر حسب ذیل ہے: **۱۔ "لَنْ":** یہ حرف ناصب ہے، مضارع کو نصب اور معنی نفی تاکید مستقبل کے لیے آتا ہے، جیسے: "لَنْ يَّفْعَلَ"، (وہ کبھی نہیں کرے گا)۔ اس کو نفی تاکید بلن کہتے ہیں۔ **۲۔ "لم، لام امر، لاءِ نہی":** یہ تینوں حروف جازمہ ہیں اور مضارع کے آخر کو جزم دیتے ہیں۔ "لَمْ": مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے، جیسے: "لَمْ يَفْعَلْ"، (اس نے نہیں کیا)۔ اس کو نفی جحد بلم کہتے ہیں۔ لامِ امر اور لاءِ نہی کے آنے سے مضارع کو صیغہ امر یا نہی کے معنوں میں زمانہ مستقبل کیساتھ خاص ہو جاتا ہے، جیسے: "لِيَفْعَلْ"، (اس کو کرنا چاہیے)، "لَايَفْعَلْ" (اس کو نہ کرنا چاہیے)۔ پہلے کو مضارع بلام امر اور دوسرے کو مضارع بلائے نہی کہتے ہیں۔ یاد رہے کہ لامِ امر ہمیشہ مکسور ہوتا ہے۔ **۳۔ نون تاکید:** یہ حرف مضارع کے آخر میں آتا ہے اور اس کے آنے سے =

۱۔ حروف جوازم کے دخول سے، جیسے: ”لَمْ یَضْرِبَا، لَمْ یَضْرِبُوْا“.

۲۔ حروف نواصب کے دخول سے، جیسے: لَنْ یَّضْرِبَا، لَنَّ یَضْرِبُوْا.

۳۔ نون ثقیلہ کے لحوق سے، جیسے: لِیَضْرِبَنَّ.

۴۔ نون خفیہ کے لحوق سے جیسے : لِیَضْرِبَنْ.

۵۔ امر حاضر معلوم بناتے وقت، جیسے: اِضْرِبَا.

دخول اس کو کہتے ہیں کہ کوئی حرف فعل کے شروع میں لگایا جائے اور لحوق اس کو کہتے ہیں کہ کوئی حرف فعل کے آخر میں لگایا جائے۔

عوامل جوازم کل چودہ ہیں، جن میں پانچ حروف اور نو اسماء ہیں۔

حروف یہ ہیں: إِنَّ، لَمْ، لَمَّا، لامِ امر، لائے نہی۔

اسماء یہ ہیں: مَنْ، مَا، مَهْمَا، أَیْ، حَیْثُمَا، إِذْمَا، مَتَّی، أَیْنَمَا، أَنَّی.

حروف نواصب کل چار ہیں: أَنْ ، لَنْ[1] ، كَیْ، إِذَنْ[2] .

= مضارع کے پہلے لام مفتوح کا آنا ضروری ہے، یہ نون مضارع کے آخر حرف کو فتحہ اور معنی مستقبل تاکید کے دیتا ہے، جیسے: ”لَیَفْعَلَنْ“، (وہ البتہ ضرور کرے گا)۔ اس کو مضارع لام تاکید با نون تاکید کہتے ہیں۔

یہ بات ذہن نشیں رکھیں کہ لام امر اور لائے نہی کے تغیرات اگرچہ فعل مضارع کی فرع ہیں، لیکن امر کیساتھ معنی کے لحاظ سے ان کو ایک خصوصیت حاصل ہے اس لیے ان دونوں کا بیان امر کے بعد کیا جاتا ہے۔

[1] ”لَنْ“ کے معنوی عمل میں تین قول ہیں:

(۱)۔ نفی مستقبل میں تاکید کا معنی دیتا ہے، اس میں تین چیزوں کا فائدہ ہوتا ہے: نفی کا، تخصیص زمانہ مستقبل کا اور تاکید کا۔ لہذا تاکیدِ نفی کا تعلق زمانہ مستقبل کیساتھ ہوگا، جیسے: ”قَالَ لَنْ تَرَانِيْ“، (تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ پائے گا)۔

(۲)۔ نفی مستقبل میں تابید کا فائدہ دیتا ہے، یعنی نفی مستقبل میں دوام واستمرار، جیسے: ”لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَاباً“، (وہ مکھی بھی کبھی پیدا نہیں کر پائیں گے)، کیونکہ مخلوق میں خالقیت کی شان نہیں پائی جاتی۔

(۳)۔ نفی مستقبل کا فائدہ دیتا ہے، مگر تاکید اور دوام کا بھی احتمال پایا جاتا ہے، جیسے: ”لَنْ أُكَلِّمَ الْیَوْمَ إِنْسِیًّا“، ”فَلَنْ أَبْرَحَ الأَرْضَ حَتَّى یَأْذَنَ لِیْ أَبِیْ“۔ اگر دوام استمرار کا معنی مراد ہو تو ”الْیَوْمَ“ اور ”حَتَّى یَأْذَنَ“ سے زمانہ مستقبل کی تحدید دوست نہ ہوگی، ہاں قرائن سے دوام واستمرار کا معنی مراد لیا جا سکتا ہے۔ پہلا قول راجح ہے، کیونکہ اہل عرب نفی محض کے لیے مضارع منفی کا استعمال کرتے ہیں اور تاکید نفی کے لیے نفی تاکید بہ ”لَنْ“ کا استعمال کرتے ہیں۔ (نوادر الاصول: ۲۴)

[2] حروفِ جوازم پانچ اور حروفِ نواصب چار ہیں جو اِس شعر میں مذکور ہیں۔ ع

إِنْ وَلَمْ وَلَمَّا وَلَامِ اَمر وَ لَامِ نَهی نیز — پنج حرف ایں جازم فعل اند ہر یک بے دغا

اَنْ وَلَنْ پس كَیْ إِذَنْ ایں چار حرف معتبر — نصب مستقبل کند ایں جملہ دائم اقتضاء

قانون نمبر ۶[1]:

﴿حروف یرملون والا قانون﴾[2]

حکم[3]: ایک شق جوازی ہے اور ایک وجوبی ہے[4]۔

ا۔ نون تنوین اور نون ساکن[5] کے بعد حروف یرملون[6] میں سے کوئی حرف آجائے تو نون کو اس حرف کی جنس کرکے ادغام کرنا واجب ہے،[7] جیسے: ''مَنْ یَّشَاءُ، رَعْدٌوَّبَرْقٌ''، حروف ''یَنْمُوْ'' میں ادغام مع الغنہ[8] ہو گا اور

---

[1] قانون کا فارسی متن: ہر نون ساکن و تنوین را در حروفِ یرملون ادغام کنند وجوباً، و متحرک را جوازاً۔ در حروف " یَمُوْن" بغنہ، و در "لَرْ" بغیر غنہ۔

[2] تخریج: الشافیہ: ۴۱۴، شرح الشافیۃ نقرہ کار: ۲/ ۵۰۰، شرح الشافیۃ للانصاری: ۲/ ۵۰۰، دستور المبتدی: ۶۵، ارشاد الصرف: ۴۸، صرف بھتر ال: ۳۶، صرف گھوٹوی: ۴۹، قانونچہ کھیوالی: ۱۶، الصرف العزیز: ۹۷-۹۸، کنز النوادر: ۳۳۔

[3] یہ صرفی قانون نہیں، بلکہ اس کا تعلق علم تجوید اور علم القراءۃ کیساتھ ہے، کیونکہ ادغام بلاغنہ اور ادغام مع الغنہ سے مجودین اور قرآء حضرات بحث کرتے ہیں، صرفیوں کا یہ موضوع ہی نہیں، اس لیے متقدمین صرفیوں کی کتابوں میں یہ قانون نہیں۔

[4] مواضع اجراء: یہ قانون وہاں جاری ہو گا جہاں نون تنوین اور نون ساکن کے بعد حروف یرملون میں سے کوئی حرف آئے، خواہ اسم ہو، یا فعل یا حرف۔

[5] نون ساکن اور نون تنوین میں فرق یہ ہے کہ نون ساکن لکھنے میں بھی آتا ہے اور پڑھنے میں بھی، نیز کلمہ کے درمیان میں بھی آتا ہے اور کلمہ کے آخر میں بھی۔ اور نون تنوین یہ صرف پڑھنے میں آتا ہے، لکھنے میں نہیں آتا اور تنوین صرف کلمہ کے آخر ہی میں آتا ہے، درمیان میں نہیں۔

[6] جہاں یرملون والے قانون جاری ہو گا وہاں متجانسین والا قانون بھی لگے گا۔ البتہ نون ساکن کے بعد حروف یرملون میں سے ''نون'' آئے تو متجانسین والا قانون جاری ہو گا، یرملون والا قانون نہیں، جیسے: ''النَّصْرُ وَالنُّصْرَةُ '' میں بقانون شمسی قمری ''لام'' کو ''نون'' کرتے ہیں تو اب ''نون'' کو ''نون'' کرکے ادغام متجانسین والے قانون سے ہو گا۔

[7] قانون کا مطلب یہ ہے کہ جب نون ساکن اور نون تنوین کے بعد حروف یرملون میں سے کوئی حرف آجائے تو اس نون ساکن اور نون تنوین کو حروف یرملون کی جنس کرکے جنس کو جنس ادغام کرنا واجب ہے جیسے: لَنْ یَضْرِبَا، مِن رَّبِّهِم، مِنْ مَّاءٍ، مِنْ لَّدُنَّا، مِنْ وَّاقٍ، مِنْ نَّبِيٍّ وغیرہ اگر نون متحرکہ کے بعد حروف یرملون میں سے کوئی حرف آجائے تو اس نون کو حروف یرملون کی جنس کرتے ہیں جوازاً پھر جنس کو جنس میں ادغام کرنا واجب ہے جیسے: أَذِنَ يَتِيْمٌ، أَذِنَ رَقِيْبٌ، أَذِنَ مُقِيْمٌ میں أَذِنْ يَّتِيْمٌ، أَذِنْ رَّقِيْبٌ، أَذِنْ مُّقِيْمٌ پڑھنا جائز ہے اگر نون ساکن و نون تنوین کے بعد حروفِ "يَنْمُوْ" میں سے کوئی حرف آجائے تو ادغام مع الغنہ کریں گے۔ نون ساکن کی مثال جیسے: لَنْ يَّضْرِبَ، مِنْ مَّاءٍ، مِنْ وَّرَائِهِمْ، مِنْ نَّبِىٍّ۔ نون تنوین کی مثال جیسے: غَدًا يَّرْتَع، رَسُوْلٌ مِّنَ اللهِ، رَعْدٌ وَّبَرْقٌ وغیرہ، اور اگر نون تنوین و نون ساکن کے بعد حروف "لَرْ" میں سے کوئی حرف آجائے تو ادغام بلاغنہ کریں گے جیسے: رِجَالٌ لَّاتُلْهِيْهِمْ، غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وغیرہ۔ (شرح الشافیۃ نقرہ کار: ۲/ ۵۰۱، شرح الشافیۃ للانصاری: ۲/ ۵۰۱)

[8] غُنہ سے مراد ناک کی وہ گنگنی آواز ہے جو نون اور میم کے ادا ہوتے وقت ان میں ظاہر ہوتی ہے، پھر غُنہ کی دو قسمیں ہیں:

ا۔ غُنہ آنی ۲۔ غُنہ زمانی

ا۔ غُنہ آنی: وہ غنہ ہے جو نون اور میم میں ہر وقت پایا جاتا ہے، خواہ یہ ساکن ہوں یا متحرک، مشدد ہوں یا مخفف، مظہرہ ہوں، یا مخفاۃ، کسی بھی حالت میں ان سے جدا نہیں ہوتا۔

=

"لَرْ" میں بلاغنہ۔[1]

۲۔ نون متحرک کے بعد حروف یرملون آئیں تو ادغام جائز ہے، جیسے: "أَذِنَ يَّتِيْمٌ" میں "أَذِنَ يَّتِيْمٌ"، لیکن اس قانون کی دو شرطیں ہیں:

ا۔ نون ساکن اور حروف یرملون ایک کلمہ میں نہ ہوں، جیسے: "دُنْيَا، عِنْوَانٌ".

۲۔ سکتہ واجب نہ ہو، جیسے: "مَنْ رَّاقَ".

قانون نمبر ۷[2]:

﴿باء مطلق والا قانون﴾[3]

حکم:[4] یہ قانون وجوبی ہے[5]۔

اس قانون[6] کی تین شقیں ہیں:

ا۔ ہر نون تنوین اور نون ساکن[7] جو باء سے پہلے آجائے تو اسے میم سے بدلنا واجب ہے، جیسے: "مِنْ بَعْدِ، لَفِيْ

= ۲۔ غُنہ زمانی: وہ غنہ ہے جو نون اور میم کی صرف بعض حالتوں میں پایا جاتا ہے اور اس کی مقدار ایک الف کے برابر ہوتی ہے اور قاری کو اس کے ادا کرنے کے لیے ارادہ کرنا پڑتا ہے اور غنہ آنی کی طرح بلا ارادہ اور بلا اہتمام حرف کیساتھ ہی ادا نہیں ہو جاتا۔ (معلم التجوید: ۱۱۳۴، ۹۳)

[1] ادغام بلاغنہ کا مطلب یہ ہے کہ جب لام اور راء میں سے کوئی حرف ہو تو اس نون کو اس سے اس طرح بدل کر ادغام کرتے ہیں کہ اس میں غنہ باقی نہیں رہتا، بلکہ "نون" خالص لام اور خالص راء بن جاتا ہے، جیسے: "مِن رَّبِّهِم" اور "مِنْ لَّدُنَّا" میں یہی کیفیت ہوتی ہے اور اگر میم، نون، واؤ اور یاء ان چار حرفوں میں سے کوئی حرف ہو تا اس صورت میں نون دوسرے حرف سے پورے طور پر نہیں بدلتا، بلکہ اس کی صفتِ غنہ کو باقی رکھ کر بعد والے حرف میں ادغام کرتے ہیں، جیسے: "مَنْ يَّقُوْلُ، بَرْقٌ يَّجْعَلُوْنَ، مِنْ مَّالٍ، مِنْ نَّكِيْرٍ" وغیرہ میں یہی صورت ہوتی ہے۔

[2] قانون کا فارسی متن: ہر نون تنوین و نون ساکن کہ واقع شود قبل از باء مطلقاً آں را بہ میم بدل می کنند وجوباً، و قبل از حروف حلقی ظاہر خواندہ می شود وجوباً، و قبل از الف نمی آیند، و در باقی حروف اخفاء می آید۔

[3] تخریج: الشافیہ: ۴۱۳، ارشاد الصرف: ۳۶، صرف بھتر ال: ۴۹، قانونچہ کیوالی: ۱۶، الصرف العزیز: ۹۸، کنز النوادر: ۳۴۔

[4] یہ صرفی قانون نہیں، بلکہ اس کا تعلق علم تجوید اور علم القراءۃ کیساتھ ہے، کیونکہ اخفاء، اظہار اور اقلاب سے مجودین اور قرآء حضرات بحث کرتے ہیں، صرفیوں کا یہ موضوع ہی نہیں، اس لیے کتب صرف میں اس کی تفصیل مذکور نہیں۔

[5] مواضع اجراء: یہ قانون اقلاب، اظہار اور اخفاء کی صورتوں میں جاری ہوتا ہے، خواہ یہ اسم میں ہو، یا فعل میں یا حرف میں ہو۔

[6] اس قانون کے متعدد نام ہیں: ۱۔ باء مطلق والا قانون، ۲۔ اقلاب والا قانون، ۳۔ اخفاء والا قانون، ۴۔ يَنْبَغِيْ والا قانون۔

[7] نون ساکن اور نون تنوین کے چار احکام ہیں:

۱۔ اظہار ۲۔ ادغام ۳۔ اقلاب ۴۔ اخفاء =

شِقَاقٍ بَعِيْدٍ''۔اسے اقلاب کہتے ہیں[۱]۔

۲۔ اگرنون تنوین اورنون ساکن حروف حلقی سے پہلے واقع ہوں تواظہار[۲](نون کوظاہر کرکے پڑھنا)واجب ہے،جیسے: ''أَنْعَمْتَ عَلَيهِمْ، سَوَاءٌعَلَيهِمْ''.

۳۔ اگرنون تنوین اورنون ساکن حروف اخفاءسے پہلے واقع ہوں تواخفاء[۳] (نون کوچھپاکرپڑھنا)کرناواجب ہے،جیسے: ''ءَأَنْذَرْتَهُمْ، عَزِيْزٌذُوْانْتِقَامٍ''.

فائدہ: حروف کل انتیس ہیں،جن میں سے الف نون ساکن اورنون تنوین کے بعدواقع نہیں ہوسکتا۔باقی میں سے چھ حروف یرملون ہیں:یآء،رآ،میم،لام،واوٗ،نون۔ چھ حروف حلقی ہیں[۴]: ہمزہ،ہاء،عین،حاء،غین،خاء۔ایک حرف اقلاب ہے۔ بآء،ان کے علاوہ باقی پندرہ حروف اخفاء[۵]ہیں،جویہ ہیں:تآء،ثآء،جیم،دال،ذال،را،سین،شین،صآد،ضآد،طآء،ظآء،فآء،قاف،کاف۔

= اظہار کہتے ہیں حرف مظہر کواس کے اپنے مخرج سے بغیر غنہ زمانی کے اداکرنااورادغام کہتے ہیں کہ حرف ساکن کوحرف متحرک میں اس طرح ملادیناکہ وہ دونوں مل کرایک مشدد حرف ہوجائیں اوردونوں ایک ہی مخرج سے بلافصل اداہوں۔اخفاء کہتے ہیں کہ کسی حرفِ ساکن کواظہاراورادغام کی درمیانی کیفیت پراس میں صفتِ غنہ کوباقی رکھ کربغیر تشدید کے اداکرنا۔

(۱) اگرنون ساکن اور تنوین کے بعدباءموحدہ آئے،جیسے:''مِنْ بَّعْدِيْ،سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ''تواس نون کومیم سے بدل کراخفاءاورغنہ کیساتھ پڑھتے ہیں،اس نون کے میم سے بدلنے کواقلاب یاقلب کہتے ہیں اوراس نون کونون مقلوبہ یامقلبہ کہتے ہیں۔

(۲) اس کواظہارِ حلقی اوراظہارِ حقیقی بھی کہتے ہیں۔

(۳) اس نون کونونِ مُخفاۃ اورنون مخفی کہتے ہیں اورنون کے اس اخفاء کواخفائے حقیقی کہتے ہیں۔

(۴) حروف حلقی چھ ہیں جواس شعرمیں مذکورہیں ع

حروفِ حلقی شش بوداے نورعین ہمزہ وہاءوحاءوخاءوعین وغین

مثالیں یہ ہیں: زَيْدٌ أَمِيْرٌ، زَيْدٌ هَالِكٌ، زَيْدٌ حَاكِمٌ، زَيْدٌ خَادِمٌ، زَيْدٌ عَالِمٌ، زَيْدٌ غَائِبٌ.

(۵) حروف اخفاءپندرہ ہیں جواس شعرمیں مذکورہیں ع

تاءوثاء،وجیم،ودال،وذال،وزاء،وسین،وشین صاد،وضاد،وطاء،وظاء،وفاء،وقاف،وکاف بین

مثالیں یہ ہیں: **نون تنوین کی مثالیں:** ا۔تاء کی مثال: جَنّٰتٍ تَجْرِيْ، ۲۔ثاء کی مثال:مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ، ۳۔جیم کی مثال: عَيْنٌ جَارِيَةٌ، ۴۔دال کی مثال:جَانِبٍ دُحُوْرًا،۵۔ذال کی مثال: طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ، ۶۔زاء کی مثال: صَعِيْدًا زَلَقًا، ۷۔سین کی مثال: قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ،۸۔شین کی مثال: رَسُوْلًا شَاهِدًا، ۹۔صاد کی مثال: رِجَالٌ صَدَقُوْا، ۱۰۔ضاد کی مثال: ضَعْفٍ قُوَّةً،۱۱۔طاء کی مثال: شَجَرَةً طَيِّبَةً، ۱۲۔ظاء کی مثال: قَوْمٌ ظَلَمُوْا،۱۳۔فاء کی مثال: مِنْ رِزْقٍ فَجَلْتُهُمْ،۱۴۔قاف کی مثال: أُمَّةً قَانِتًا،۱۵۔کاف کی مثال: سَفَرَةٍ كِرَامٍ.

نون ساکن کی مثالیں: ا۔تاء کی مثال: مِنْ تَحْتِهَا، ۲۔ثاء کی مثال:مِنْ ثَمَرَةٍ، ۳۔جیم کی مثال: مِنْ جُوْعٍ،۴۔دال کی مثال: مِنْ دَابَّةٍ، ۵۔ذال کی مثال:مَنْ ذَا الَّذِيْ، ۶۔زاء کی مثال:أَنْزَلْنَا،۷۔سین کی مثال: فَأَنْسٰهُمْ،۸۔شین کی مثال:مِنْ شَهْرٍ، ۹۔صاد

=

قانون نمبر ۸[1]:

﴿امر حاضر والا قانون﴾[2]

حکم: یہ قانون وجوبی ہے[3]۔

ہر صیغۂ امر حاضر معلوم[4] کے فعل مضارع[5] مخاطب کے چھ صیغوں سے بنائے جاتے ہیں وہ اس طرح کہ بصریوں کے نزدیک فعل مضارع کے شروع سے تاء کو حذف کرتے ہیں[6] اور آخر میں ''لَمْ'' کا حکم جاری کرتے ہیں وجوباً اور

= کی مثال: عَنْ صَلٰوتِهِمْ، ۱۰۔ ضاد کی مثال: مَنْ ضَلَّ، ۱۱۔ طاء کی مثال: مِنْ طِيْنٍ، ۱۲۔ ظاء کی مثال: اُنْظُرْ، ۱۳۔ فاء کی مثال: مِنْ فِضَّةٍ، ۱۴۔ قاف کی مثال: مِنْ قَبْلُ، ۱۵۔ کاف کی مثال: عَنْكَبُوْتُ.

فائدہ:۔ حروف ہجاء کل ۲۹ ہیں جن میں ایک الف ہے، اس سے پہلے نون ساکن و تنوین نہیں آتے، چھ حروف یرملون، ایک حرف باء، اور باقی پندرہ حروف کو حروف اخفاء کہتے ہیں۔

[1] قانون کا فارسی متن: ہر امر حاضر معلوم را از فعل مضارع معلوم بایں طور بناء می کنند کہ گر بعد از حذف کردن حرف مضارعت مابعدش مابعدش ساکن ماند ہمزہ وصلی مضموم دراولش درآورند وجوباً، بشرطیکہ مضارع معلوم نیز مضموم العین باشد، وگرنہ مکسورہ۔ وگر مابعدش متحرک ماند امہوں شد بروقت آخر۔

[2] تخریج: مراح الارواح: ۶۲، الحنفیہ: ۹۵، نوادرالاصول: ۳۴، علم الصیغہ: ۳۷، ارشادالصرف: ۳۷، کتاب الصرف: ۲۸، الصرف العزیز: ۱۷۰، کنزالنوادر: ۳۵۔

[3] مواضعِ اجراء: یہ قانون ثلاثی مجرد، ثلاثی مزیدفیہ، رباعی مجرد اور رباعی مزیدفیہ کے امر حاضر معلوم کے تمام صیغوں میں جاری ہوتا ہے۔ یادرہے کہ یہ قانون صرف فعل امر میں لگتا ہے۔

[4] قانون کا خلاصہ یہ ہے کہ امر حاضر معلوم کو فعل مضارع معلوم کے مخاطب کے صیغوں سے بناتے وقت تاء مضارعت کو حذف کرنے کے بعد دیکھیں گے اگر مابعد متحرک ہو تو یہی امر ہے جیسے: تَعِدُ سے عِدْ اور اگر ساکن ہو تو پھر دیکھیں گے مضارع میں ہمزہ قطعی محذوف ہو گا یا نہیں اگر محذوف ہو تو اس کو واپس لائیں گے جیسے: أَكْرِمْ جو اصل میں تُكْرِمُ تھا اور اگر ہمزہ قطعی محذوف نہ ہو تو پھر عین کلمہ کو دیکھیں گے مضموم ہو گا یا نہیں تو شروع میں ہمزہ مضموم لائیں گے جیسے: اُنْصُرْ جو اصل میں تَنْصُرُ تھا اور اگر مضموم نہ ہو بلکہ مکسور ہو تو ہمزہ وصلی مکسور لائیں گے جیسے: اِضْرِبْ اور اِعْلَمْ جو اصل میں تَضْرِبُ اور تَعْلَمُ تھے۔

[5] امر کے ماخوذ منہ میں اختلاف ہے، اکثر صرفیین اس بات پر متفق ہیں کہ امر فعل مضارع سے ماخوذ ہے، لیکن صاحب فصول اکبری کہتے ہیں کہ امر مضارع سے مشتق ہی نہیں، کیونکہ مضارع ''تَفْعَلُ'' کی تاء امر میں باقی نہیں رہتی، حالانکہ اشتقاق میں مادہ اور معنی کی بقاء ضروری ہے، لہذا امر مشتق ہے مصدر سے، غائب غائب سے، حاضر حاضر سے اور معلوم معلوم سے مشتق ہے۔ (تبیان: ۳۸)

باقی رہی یہ بات کہ فعل امر مضارع سے کیوں بنایا جاتا ہے ماضی سے کیوں نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ فعل امر اور مضارع دونوں میں معنی استقبال کے اعتبار سے مناسبت و مشابہت ہے، کیونکہ اگر امر کو فعل ماضی سے متعلق کیا جائے گا تو تحصیل حاصل اور تکلیف مالایطاق لازم آئے گا، کیونکہ موجود فی الحال کی ایجاد محال ہے، لہذا مضارع کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں۔ (الفلاح: ۷۷، الحنفیہ علی مراح الارواح: ۹۲)

[6] امر حاضر معلوم بناتے وقت علامت مضارع اس کو اس لیے حذف کیا جاتا ہے کہ فعل مضارع اور امر میں فرق ہو اور حالتِ وقف میں فعل مضارع سے التباس لازم نہ آئے۔ نیز علامت مضارع کو اس لیے حذف کرتے ہیں کہ فعل مضارع میں تغیر و تبدیلی مقصود ہوتی ہے، اس لیے علامت مضارع کو باقی رکھنا بے سود ہے اور یہ تخصیص صرف امر حاضر کیساتھ ہے، امر غائب میں علامت مضارع =

کوفیوں کے نزدیک لامِ امر کو اول میں لاتے ہیں اور پھر تاء کو مضارع وامر میں فرق اور لام کثرت استعمال کی وجہ سے حذف کرتے ہیں۔ بہر صورت تاء کو حذف کرنے کے بعد اگر مابعد متحرک ہو تو یہی امر ہے، جیسے: ''تَعِدُ'' سے ''عِدْ''۔ اگر ما بعد ساکن ہے تو شروع میں ہمزہ وصلیہ لائیں گے، جو عین کلمہ کے تابع ہو گا، اگر عین کلمہ مضموم ہو تو ہمزہ وصلیہ مضمومہ ہو گا، جیسے: ''تَنْصُرُ'' سے ''اُنْصُرْ'' اور اگر عین کلمہ مکسور یا مفتوح ہو تو ہمزہ وصلیہ مکسور ہو گا، جیسے: ''تَعْلَمُ، تَضْرِبُ'' سے ''اِعْلَمْ، اِضْرِبْ''۔ لیکن شروع میں ہمزہ وصلیہ لانے کے لیے شرط ہے کہ وہاں ہمزہ قطعیہ محذوف نہ ہو۔ اگر ہو تو اسے واپس لانا واجب ہے، جیسے: ''تُكْرِمُ'' (جو اصل میں تُأَكْرِمُ) سے ''أَكْرِمْ''۔

''أَكْرِمْ'' الخ را از ''تُكْرِمُ'' الخ سوائے متکلم بنا کردند، تاء حرف مضارعت را حذف کردہ، مابعدِ تاء ساکن ماند، چوں ابتداء بسکون محال بود[1]، لہذا ہمزہ[2] قطعیہ محذوفہ دریں جا باز آمدہ، زیرِ آنچہ علت حذفیت اُو زائل شدہ، وآخر نہارا شدہ، وآخر نہارا وقف کردہ، علامت دقفی سقوط حرکت شدہ دریک صیغہ وسقوط نوناتِ اعرابیہ[3] شد در چہار صیغہ، وسقوط چیزے نہ شد دریک صیغہ زیر آنچہ مبنی اند ''وَالْمَبْنِيُّ مَا لَايَتَغَيَّرُ آخِرُهُ بِدُخُوْلِ الْعَوَامِلِ الْمُخْتَلِفَةِ عَلَيْهِ'' أَكْرِمْ الخ شدند۔

= کا حذف اس لیے نہیں کہ امر غائب کی بہ نسبت امر حاضر کا استعمال زیادہ ہے اور کثرت استعمال تخفیف کا متقاضی ہے، لہذا تخفیف کے پیش نظر امر حاضر سے علامت مضارع حذف کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ امر حاضر مجہول ''لِتُضرب'' میں حذف نہیں کرتے، کیونکہ اس کا استعمال قلیل ہے۔ (الفلاح:۸۴، الحنفیہ:۹۴، تبیان:۳۸)

(۱) ابتداء بالسکون متعذر ہے یا متعسر؟ علامہ رضی شارح شافیہ کہتے ہیں کہ اکثر حضرات ابتداء بالسکون کے متعذر ہونے کے قائل ہیں، لیکن ابن جنی نحوی متعسر ہونے کے قائل ہیں اور یہ استدلال فارسی کے الفاظ ''شتر'' اور ''سطام'' سے کرتے ہیں کہ ان میں ابتداء بالسکون ہے، تاہم ظاہر یہی ہے کہ ایسا محال ہے اور ابتداء کے لیے متحرک ضروری ہے۔ رہی بات شتر اور سطام کی تو اس کا متحرک ہونا غایت خفاء میں ہے جس سے سمجھ لیا جاتا ہے کہ ابتداء بالسکون ہے جب کہ ایسا نہیں۔ (شرح شافیہ:۳۰/۲۵۱، غایۃ البیان:۵۴)

(۲) ابتداء بالسکون سے بچنے کے لیے ہمزہ سے ابتداء اس لیے کی جاتی ہے کہ ہمزہ حروف حلقی میں سے ہے اور حروف حلقی شرافت وقوت کے سبب بقیہ حروف پر فوقیت رکھتے ہیں، صاحب حنفیہ اور محشی زنجانی فرماتے ہیں کہ ہمزہ حروف ابتدائیہ میں زیادہ قوی ہے اور اقوی سے شروع کرنا اولیٰ ہے، نیز ہمزہ وصلیہ کا حکم یہ ہے کہ وہ شروع میں آئے اور کتابۃً ساقط ہوتا ہے بخلاف دیگر حروف کے اور ہمزہ زیادہ خفیف بھی ہوتا ہے اور حروف حلقی میں سے ہمزہ کو خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ہمزہ اور حرف علت میں مناسبت ہے اس طرح کہ ہمزہ الف سے بدل جاتا ہے اور زیادتی کا زیادہ مستحق حرف علت ہے، لہذا باہم مناسبت کی بناء پر ہمزہ اختیار کیا گیا۔ محشی زنجانی لکھتے ہیں کہ تمام حروف حلقی میں آواز نکلنے کے اعتبار سے ہمزہ مقدم ہے اس لیے زیادتی میں بھی اس کو مقدم رکھا۔ (الفلاح:۸۰، حاشیہ زنجانی:۳۲، تبیان:۴۰)

(۳) نون اعرابی اس لیے ساقط ہوتا ہے کہ نون اعرابی رفع کے بدلہ میں ہے، چونکہ وہ اعراب امر کے مبنی کے وقت ساقط ہو جاتا ہے، لہذا نون بھی ساقط ہو جائے گا اور نون جمع مؤنث کا اس لیے ساقط نہیں ہوتا کہ یہ نون جمع مؤنث کی علامت وضمیر فاعل ہے اور علامت میں تحریف وتبدیلی نہیں ہوا کرتی۔ (شرح المفصل:۷/۶۱، الحنفیہ:۱۰۰، حاشیہ زنجانی:۳۱)

''أَکْرِمْ''الخ:را از''تُکْرِمُ''الخ سوائے متکلم بناکردند،رد کردہ بسوئے اصلش کہ اصلِ اُو''تُأَکْرِمُ''الخ بودند،تاء حرف مضارعت راحذف کردہ،مابعدِ تاء متحرک ماند،لہذاامر بہوں شدہ،وآخرینہاراوقف کردہ،علامت دقفی سقوط حرکت شدہ دریک صیغہ وسقوط نوناتِ اعرابیہ شد درچہار صیغہ،وسقوط چیزے نہ شد دریک صیغہ زیر آنچہ مبنی اند ''وَالْمَبْنِيُّ مَا لَایَتَغَیَّرُآخِرُہُ بِدُخُوْلِ الْعَوامِلِ الْمُخْتَلِفَةِ عَلَیْهِ'' أَکْرِمْ الخ شدند۔

قانون نمبر۹[1]:

﴿ظرف والا قانون﴾[2]

حکم:یہ قانون وجوبی ہے،اس قانون کی چار شقیں ہیں[3]:

ا۔ صحیح ،مہموزاوراجوف کاہر وہ باب جس کامضارع''یَفْعِلُ''کے وزن پر ہو[4]،اس کی ظرف''مَفْعِلٌ''کے وزن پر آتی ہے وجوباًاور جس کامضارع''یَفْعِلُ''کے وزن پرنہ ہو[5]تواس کی ظرف''مَفْعَلٌ''کے وزن پر آتی

---

[1] قانون کافارسی متن: ظرف یَفْعِلُ ومثال مَفْعِلٌ می آید وجوباً،واز غیر یَفْعِلُ وناقص ولفیف ومضاعف مطلقاًبروزن مَفْعَلٌ می آید وجوباً،وماسوائے ایشان شاذ اند،واز غیر ثلاثی مجرد بروزن اسم مَفْعُوْلٌ آں باب می آید وجوباً۔

[2] تخریج:مراح الارواح:۶۲، الحنفیہ:۹۵، نوادرالاصول:۶۵، ارشادالصرف:۳۹، صرف بھتراں:۵۰، الصرف العزیز:۲۲۴، کنزالنوادر:۳۶۔

[3] مواضعِ اجراء:یہ قانون ثلاثی مجرد، ثلاثی مزیدفیہ،رباعی مجرداوررباعی مزیدفیہ کے اسم ظرف کے پہلے صیغے میں جاری ہوتاہے۔ یادرہے کہ یہ قانون صرف اسم میں لگتاہے۔

[4] ''یَفْعِلُ''سے مراد مکسورالعین ہے،پھر مکسورالعین سے مراد عام ہے کہ خواہ وہ صحیح ہو یامہموز یااجوف ہو۔ پھر مہموز عام ہے خواہ مہموز الفاء ہو یامہموز العین ہو یامہموز اللام ہو۔اور اجوف بھی عام ہے،خواہ اجوف واوی ہو یایائی ہو جب ان کا مضارع یَفْعِلُ کے وزن پر آئے گاتواسم ظرف مَفْعِلٌ کے وزن پر آئے گااور مثال سے مطلقاًچاہے مثال واوی ہو یایائی ہوخواہ ان کا مضارع مکسور العین ہو یامفتوح العین ہو یامضموم العین ہو توان کی ظرف ہمیشہ مَفْعِلٌ کے وزن پر آتی ہے مثالیں یہ ہیں:
صحیح کی مثال یَضْرِبُ کی ظرف مَضْرِبٌ، مہموز الفاء کی مثال یَأْزِدُ کی ظرف مَأْزِدٌ، مہموز العین کی مثال یَزْءِدُ کی ظرف مَزْءِدٌ، مہموز اللام کی مثال یَہْنِؤُ سے مَہْنِؤٌ، مثال واوی مکسور العین کی مثال یَوْعِدُ کی ظرف مَوْعِدٌ، مثال واوی مفتوح العین کی مثال یَوْجَلُ کی ظرف مَوْجِلٌ، مثال واوی مضموم العین کی مثال یَوْسُمُ کی ظرف مَوْسِمٌ، مثال یائی مکسور العین کی مثال یَیْسِرُ کی ظرف مَیْسِرٌ، مثال یائی مفتوح العین کی مثال یَیْقَظُ کی ظرف مَیْقِظٌ،مثال یائی مضموم العین کی مثال یَیْمُنُ کی ظرف مَیْمِنٌ،اجوف واوی کی مثال یَطِیْحُ کی ظرف مَطْوِحٌ(بعدہ مَطِیْحٌ)،اجوف یائی کی مثال یَبِیْعُ کی ظرف مَبِیْعٌ بروزن مَفْعِلٌ آتی ہے۔

[5] اس سے مراد صحیح،مہموزاور اجوف ہیں،یعنی صحیح،مہموزالفاء،مہموزالعین،مہوزاللام،اجوف واوی،اجوف یائی کا مضارع جب یَفْعِلُ کے وزن پرنہ ہوبلکہ مفتوح العین (یَفْعَلُ) یا مضموم العین (یَفْعُلُ) ہوتوان سب کی ظرف مَفْعَلٌ کے وزن پر آتی ہے۔
مثالیں یہ ہیں: صحیح مضموم العین کی مثال یَنْصُرُ کی ظرف مَنْصَرٌ، صحیح مفتوح العین کی مثال یَعْلَمُ یَمْنَعُ کی ظرف مَعْلَمٌ مَمْنَعٌ، مہموز الفاء مفتوح العین کی مثال یَأْمَنُ کی ظرف مَأْمَنٌ، مہموز الفاء مضموم العین کی مثال یَأْمُرُ کی ظرف مَأْمَرٌ، مہموزالعین مفتوح =

ہے وجوباً۔ ''یَفْعِلُ'' کی مثال ''یَضْرِبُ، یَزْئِرُ، یَبِیْعُ'' سے ''مَضْرِبٌ، مَزْئِرٌ، مَبِیْعٌ''۔ غیر ''یَفْعِلُ'' کی مثال ''یَعْلَمُ، یَأْمُرُ، یَقُوْلُ'' سے ''مَعْلَمٌ، مَأْمَرٌ، مَقَالٌ''.

۲۔ مثال کے ہر باب کی اسم ظرف مطلقاً ''مَفْعِلٌ'' کے وزن پر آتی ہے وجوباً، جیسے ''یَعِدُ'' (جو اصل میں ''یَوْعِدُ'' تھا) ''یَوْجَلُ، یَوْسُمُ'' سے ''مَوْعِدٌ، مَوْجِلٌ، مَوْسِمٌ''.

۳۔ لفیف، ناقص اور مضاعف کی ظرف مطلقاً ''مَفْعَلٌ'' کے وزن پر آتی ہے وجوباً، جیسے: ''یَدْعُوْ، یَرْمِیْ'' سے ''مَدْعاً، مَرْماً'' اور ''یَطْوِیْ، یَوْجَی'' سے ''مَطْویً، مَوْجیً'' اور ''یَمُدُّ، یَفِرُّ'' سے ''مَمَدٌّ، مَفَرٌّ''۔ اس کے خلاف سب شاذ ہیں، جیسے: ''یَشْرُقُ'' سے ''مَشْرِقٌ''، ''یَغْرُبُ'' سے ''مَغْرِبٌ''[1].

= العین کی مثال یَسْئَلُ کی ظرف مَسْئَلٌ، مہموز العین مضموم العین کی مثال یَلْؤُمُ کی ظرف مَلْؤَمٌ، مہموز اللام مفتوح العین کی مثال یَقْرَءُ کی ظرف مَقْرَءٌ، مہموز اللام مضموم العین کی مثال یَجْرُءُ کی ظرف مَجْرَءٌ، اجوف واوی کی مثال یَقُوْلُ کی ظرف مَقْوَلٌ (بعدہ مَقَالٌ)، اجوف یائی کی مثال یَطِیْبُ کی ظرف مَطْیَبٌ بروزن مَفْعِلٌ آتی ہے۔

(۱) قانون کے مطابق یَسْجُدُ، یَشْرُقُ، یَغْرُبُ کا ظرف مَسْجَدٌ، مَشْرَقٌ، مَغْرَبٌ یعنی مَفْعَلٌ کے وزن پر آنا چاہئے، لیکن یہاں مَفْعِلٌ کے وزن پر ہے کیونکہ یہ شاذ ہیں۔ لیکن علامہ رضی فرماتے ہیں کہ یہ ظروف نہیں کیونکہ ظروف میں یقین والا معنی نہیں ہوتا، جبکہ ان میں یقین والا معنی ملحوظ ہے جیسے: مَشْرِقٌ کا معنی ہے سورج طلوع ہونے کی جگہ مَغْرِبٌ کا معنی ہے سورج غروب ہونے کی جگہ۔ لہذا یہ اسم جامد ہیں۔

بعض حضرات نے اس کی تاویل یوں کی ہے کہ شاذ کی تین قسمیں ہیں: ۱۔ خلاف القانون موافق الاستعمال، یہ شاذ احسن ہے، ۲۔ موافق القانون خلاف الاستعمال یہ شاذ حسن ہے، ۳۔ خلاف القانون خلاف الاستعمال یہ شاذ قبیح ہے، مذکورہ مثالوں میں شاذ کی پہلی قسم (خلاف القانون موافق الاستعمال) یعنی شاذ احسن ہے۔

احقر کہتا ہے کہ شاذ کی یہ تقسیم محلِ نظر ہے، کیونکہ شاذ غیر فصیح ہوتا ہے اور مذکورہ ظرف کے صیغے قرآن مجید میں ہیں اور قرآن مجید میں کوئی لفظ غیر فصیح نہیں۔ بلکہ قرآن مجید فصاحت وبلاغت کا معیار و معراج ہے، اس لیے اس قسم کی بعید تاویلات کی ضرورت نہیں، بلکہ اولی اور قرین قیاس یہ ہے کہ ہم قرآن مجید کے کسی لفظ کو شاذ کہنے کے بجائے صرفی قانون میں تاویل و تصحیح کر لیں کہ غیر ''یَفْعِلُ'' کا ظرف اکثر ''مَفْعَل'' کے وزن آتا ہے، لیکن کبھی ''مَفْعِل'' کے وزن پر بھی آتا ہے، جیسے: ''مَسْجِدٌ، مَنْسِكٌ، مَطْلِعٌ، مَشْرِقٌ، مَغْرِبٌ، مَجْزِرٌ'' وغیرہ ہیں، علم الصیغہ (۳۴۔۳۵) میں بھی اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، صرف کی کتابوں میں صاحب علم الصیغہ نے صرفی قوانین میں تاویل و تصحیح کر کے حتی الامکان دفع شذوذ کیے ہیں۔

یہ اسم ظرف کے مشہور اوزان ہیں، لیکن کبھی ظرف کا صیغہ کا اسم جامد سے جب کہ کسی چیز کی مکانیت اور کثرت پر دلالت کرتا ہو ''مَفْعَلَةٌ'' کے وزن پر بھی آجاتا ہے، جیسے: ''مَأْسَدَةٌ'' (وہ جگہ جہاں چیز بہت رہتے ہیں) اور ''مَقْبَرَةٌ'' (وہ جگہ مردے دفن کرتے ہیں)، ''مِیْذَنَةٌ'' (وہ جگہ جہاں اذان دیتے ہیں)، مکانوں کے نام ہیں، اسم ظرف نہیں اور اسی طرح ''مَدْرَسَةٌ'' (وہ جگہ جہاں بکثرت طلبہ پڑھتے ہیں)۔

ان کلمات کو علم الصیغہ فارسی حاشیہ میں بمنزلہ اسم مکان کہا ہے، وجہ یہ ہے کہ اسم ظرف میں دو چیزیں ملحوظ ہوتی ہیں: ایک زمان یا مکان کے معنی و مفہوم کا ہونا۔ اور دوسرا حدث (معنی مصدری: کام) کا اس میں انجام پایا جانا۔ یہ دونوں چیزیں پائی جائیں تو اسم ظرف کہا جائے گا۔ کبھی کسی جگہ میں کسی چیز کی کثرت بتلانے کے لیے اسم جامد کو ''مَفْعَلَةٌ'' کے وزن پر لایا جاتا ہے، جیسے: =

۴۔ ثلاثی مزید، رباعی مجرد اور مزید کی ظرف اسی باب سے اسم مفعول کے وزن پر آتی ہے، جیسے: ''یُکْرِمُ، یُدَحْرِجُ، یَتَدَحْرَجُ'' سے ''مُکْرِمٌ، مُدَحْرِجٌ، مُتَدَحْرَجٌ''.

تعلیل: ضُوْرِبَ الخ۔ را از ''ضَارِبٌ'' الخ۔ بناکردند حرف اول راضمہ دادہ، ماقبل آخر راکسرہ دادہ، پس الف از جہت ضمہ ماقبل منقلب بواؤ گشت ''ضُوْرِبٌ'' الخ۔ شدند۔

''مَضَارِیْبُ'' را از ''مِضْرَابٌ'' بناکردند حرف اول وثانی رافتحہ دادہ، سوم جاالف ازبرائے علامت جمع اقصیٰ در آوردہ، حرف کہ مابعد از علامت جمع اقصی شد آں راکسرہ دادہ، پس از جہت کسرہ ماقبل منقلب بیاگشت، تنوین تمکن رامقدر نمودن ازبرائے ضدیت منع صرف ''مَضَارِیْبُ'' شد۔

قانون نمبر ۱۰[1]:

﴿ضُوْرِبَ والا قانون﴾[2]

حکم: یہ قانون[3] وجوبی ہے[4]۔

ہر الف اگر ضمہ کے بعد واقع ہو تو اسے واؤ اور اگر کسرہ کے بعد واقع ہو تو اسے یاء سے بدلاتے ہیں وجوباً۔ ضمہ کی مثال ''ضُوْرِبَ'' جو بنایا گیا ہے ''ضَارَبَ'' سے اور کسرہ کی مثال ''مَضَارِیْبُ'' جو بنایا گیا ہے ''مِضْرَابٌ'' سے۔

قانون نمبر ۱۱[5]:

= ''مَأْسَدَۃٌ'' وغیرہ۔ ان میں مکانیت اور کثرت شئ کا مفہوم ہے، لیکن معنی حدثی نہیں پایا جاتا ہے، لہذا اصطلاحاً اسم ظرف نہیں کہلاتے۔ (وافی: ۳/۳۱۸، بحوالہ ہامش کتاب الصرف: ۴۲)

(۱) قانون کا فارسی متن: ہر الف کہ حرکت ماقبلش مخالفش شود آں رابہ موافق حرکت ماقبل بحرفِ علت بدل کنند وجوباً۔

(۲) تخریج: فصول اکبری: ۶۸، نوادر الاصول: ۱۳۹، دستور المبتدی: ۶۸، علم الصیغہ: ۵۴، ارشاد الصرف: ۴۰، قانونچہ کھیوالی: ۲۲، کتاب الصرف: ۵۳، درس پنج گنج: ۲۲۲۔

(۳) اس قانون کے متعدد نام ہیں: ۱۔ ضُوْرِبَ والا قانون۔ ۲۔ مَضَارِیْبُ والا قانون، ۳۔ ضُوْرِبَ، مَضَارِیْبُ والا قانون، ۴۔ مخالف حرکت والا قانون۔

(۴) مواضعِ اجراء: یہ قانون ثلاثی مزید فیہ کے باب مفاعلہ اور باب تفاعل کے فعل ماضی مجہول کے تمام صیغوں میں، باب افعیعال کے مصدر میں، اسم آلہ کبری کے جمع اور تصغیر کے صیغوں میں جاری ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ یہ قانون اسم اور فعل دونوں میں جاری ہوتا ہے۔

(۵) قانون کا فارسی متن: ہر الف مقصورہ سوم جابدل از واؤ یا اصلی کہ امالہ کردہ نہ شود وقت بناکردن تثنیہ وجمع مؤنث سالم آں رابہ واؤ مفتوحہ بدل کنند وجوباً، وغیر ش رابہ یاء وممدودہ اصلی ثابت داوند، وتاء تانیثے رابہ واؤ مفتوحہ بدل کنند وجوباً، ودر غیر ایشاں ہر دووجہ خواندن جائز است۔

﴿الف مقصورہ والا قانون﴾[1]

حکم: چند شقیں جوازی ہیں باقی قانون وجوبی ہے[2]۔

اس قانون کے دو حصے ہیں: پہلا حصہ الف مقصورہ[3] کے قواعد پر مشتمل ہے اور دوسرا حصہ الف ممدودہ[4] کے قواعد پر۔

پہلا حصہ[5]: ہر وہ اسم جس میں الف مقصور ہو تو جب اس سے تثنیہ اور جمع مؤنث سالم کی بناء کی جائے تو دو صورتوں میں الف مقصورہ کو واؤ مفتوحہ اور تین صورتوں میں یاء مفتوحہ سے بدلنا واجب ہے:

واؤ سے بدلنے کی صورتیں:

---

(۱) تخریج: المفتاح فی الصرف للجرجانی:۹۵، المقتضب للمبرد:۴/۶، ایجاز التعریف:۱۱۴، علم الصیغۃ:۶۰، ارشاد الصرف:۴۱، صرف بھتر ال:۵۲، قانونچہ کھیوالی:۲۳، کتاب الصرف:۱۴۵، الصرف العزیز:۲۱۶، کنز النوادر:۳۸۔

(۲) مواضعِ اجراء: یہ قانون ثلاثی مجرد کے اسم تفضیل کے تثنیہ مؤنث اور جمع مؤنث کے صیغوں میں جاری ہوتا ہے، اسم جامد (بشرطیکہ اس کے آخر میں الف مقصورہ ہو) اور ثلاثی مزید فیہ کے معتل اللام کے اسم فاعل واسم مفعول کے تثنیہ اور جمع کے صیغوں میں جاری ہوتا ہے، یہ شق صرف اسم کیساتھ خاص ہے اور اس قانون کی امالہ والا جوازی شق افعال متصرفہ اور اسمائے متمکنہ میں جاری ہوتی ہے اور حروف میں صرف "بَلٰی، یاء" اور وہ "لَا" جو لفظ "إِمَّا لَّا" میں جاری ہوتا ہے اور جب کہ تین اسمائے مبنیات "مَتَی، أَنَّی، ذَا" میں بھی لگتا ہے۔

(۳) مقصورہ قصر سے مشتق ہے بمعنی چھوٹا ہونا، اور اصطلاح صرف میں ہر وہ الف جو بصورت یاء لکھا جائے اور کھینچ کر نہ پڑھا جائے جیسے: مُوْسٰی، عِیْسٰی وغیرہ۔ پھر الف مقصورہ کی چھ قسمیں ہیں:
۱۔ وہ الف مقصورہ جس میں امالہ نہ کیا جاسکے جیسے: مَتٰی. ۲۔ وہ الف مقصورہ جو واؤ سے بدل ہو جیسے: عَصٰی.
۳۔ وہ الف مقصورہ جو تانیث کے لئے زیادہ کیا گیا ہو جیسے: حُبْلٰی. ۴۔ وہ الف مقصورہ جو الحاق کے لئے زائدہ کیا گیا ہو جیسے: اِرْطٰی.
۵۔ وہ الف مقصورہ جو "یاء" سے بدل ہو جیسے: رَضٰی. ۶۔ وہ الف مقصورہ جو چوتھی یا پانچویں جگہ ہو جیسے: مُوسٰی، مُسْتَدْعٰی۔ (الأنوار الأشرفیۃ فی الفوائد الصرفیۃ:۱۳۱)۔

(۴) ممدودہ: "مَدَّ" سے مشتق ہے بمعنی کھینچنا، لمبا کرنا، اور اصطلاح میں وہ الف ہے جس کے بعد ہمزہ ہو اور اُسے کھینچ کو پڑھا جائے جیسے: حَمْرَاءُ. الف ممدودہ کی چار قسمیں ہیں: ۱۔ اصلی ۲۔ تانیثی ۳۔ الحاقی ۴۔ غیر اصلی
۱۔ الف ممدودہ اصلی: جو لام کے مقابلہ میں ہو اور غیر مبدل ہو اور جس میں امالہ نہ کیا جائے، جیسے: قُرَّاءُ. ۲۔ الف ممدودہ تانیثی: جو تانیث کے لئے زائد ہو، جیسے: حَمْرَاءُ. ۳۔ الف ممدودہ الحاقی: جو الحاق کے لئے زائد کیا گیا ہو جیسے: عِلْبَاءٌ. ۴۔ غیر اصلی: جو علامت تانیث کی ہو اور "واؤ" یا "یاء" سے بدل ہو، الف ممدودہ جو واؤ سے بدل ہو، جیسے: کَسَاءٌ. اور الف ممدودہ جو یاء سے بدل ہو، جیسے: رِدَاءٌ. الف ممدودہ اصلی کو ثابت رکھا جائے گا، تانیثی کو واؤ سے تبدیل کیا جائے اور الحاقی اور غیر اصلی کو دونوں طرح پڑھا جائے گا۔ (املاء الصرف:۱۴۷)

فائدہ: الف مقصورہ و الف ممدودہ عام طور پر مؤنث کی علامت بنتے ہیں، مگر بعض اوقات اس کے علاوہ بھی آتے ہیں، جیسے: طُلَبَاءُ، عُلَمَاءُ وغیرہ۔ (الأنوار الأشرفیۃ فی الفوائد الصرفیۃ:۱۳۲)۔

(۵) پہلا حصہ بھی پانچ صورتوں پر مشتمل ہے اور دوسرا احصہ بھی پانچ صورتوں پر مشتمل ہے۔

۱۔ الف مقصورہ تیسری جگہ ہو، بدل واؤ سے ہو، جیسے: ''عَصَا'' جو اصل میں ''عَصَوٌ'' تھا، اس سے تثنیہ ''عَصَوَانٌ'' اور جمع مؤنث سالم ''عَصَوَاتٌ'' ہو گا۔

۲۔ الف مقصورہ اصلی ہو (بدل نہ ہو) اور اس میں امالہ کرنا جائز نہ ہو، جیسے: ''اِلیٰ'' کا کلمہ جب کسی کا عَلَم بنا دیا جائے [۱] تو اس سے تثنیہ ''أَلَوَانٌ'' اور ''أَلَوَاتٌ'' ہو گا۔

یاء سے بدلنے کی صورتیں:

۱۔ الف [۲] مقصورہ چوتھی، پانچویں یا چھٹی جگہ ہو، جیسے: ''ضُرْبَی، مُصْطَفیٰ، مُسْتَشْفیٰ''، ''ضُرْبیٰ'' سے تثنیہ ''ضُرْبَیَانِ'' اور جمع مؤنث سالم ''ضُرْبَیَاتٌ'' ہیں، اسی طرح ''مُصْطَفیٰ، مُسْتَشْفیٰ'' بھی ہیں۔

۲۔ الف مقصورہ تیسری جگہ بدل یاء سے ہو، جیسے: ''رَحی'' (جو اصل میں رَحَیٌ تھا) اس سے تثنیہ ''رَحَیَانِ'' اور جمع مؤنث سالم ''رَحَیَاتٌ'' ہیں۔

۳۔ الف مقصورہ تیسری جگہ ہو اصلی ہو اور اس میں امالہ کرنا بھی درست ہو، جیسے: ''بَلیٰ'' کا کلمہ جو کسی کا عَلَم بنا دیا جائے تو اس سے تثنیہ اور جمع مؤنث سالم ''بَلَیَانِ، بَلَیَاتٌ'' ہیں۔

دوسرا حصہ: ہر وہ اسم جس میں الف ممدودہ ہو تو تثنیہ اور جمع مؤنث سالم کی بناء کے وقت ایک صورت میں ہمزہ ممدودہ کو واؤ سے بدلنا واجب ہے، ایک صورت میں برحال چھوڑنا واجب ہے اور چار صورتوں میں جواز الامرین ہے، یعنی ہمزہ کو برحال رکھنا اور واؤ سے بدلنا دونوں جائز ہیں۔

واؤ سے بدلنے کی صورت: الف ممدودہ تانیث کی علامت نہ ہو، جیسے: ''حَمْرَاءُ'' سے ''حَمْرَاوَانِ، حَمْرَاوَاتٌ''.

برحال رکھنے کی صورت: الف ممدودہ اصلی ہو، بدل بھی نہ ہو، زائدہ بھی نہ ہو، جیسے: ''قُرَّآءٌ'' سے ''قُرَّائَانِ، قُرَّآئَاتٌ'' [۳].

جواز الامرین: الف ممدودہ بدل واؤ سے ہو، جیسے: ''کَسَآءٌ''، بدل یاء سے ہو، جیسے: ''رِدَاءٌ'' بدل الف سے ہو،

---

(۱) ''اِلیٰ'' میں علمیت کی شرط اس لئے لگائی کہ تثنیہ اور جمع اسم کے ہوتے ہیں نہ کہ حرف کے، تو جب اس کو کسی کا نام رکھا جائے تو اسم (نام) بن کر تثنیہ اور جمع بن سکیں گے۔

(۲) الف کی دو قسمیں ہیں: الف لازمی اور الف غیر لازمی۔ الف لازمی وہ ہوتا ہے جو فاء، عین اور لام کے مقابلے میں ہو اور الف غیر لازمی وہ ہوتا ہے جو فاء، عین اور لام کے مقابلے میں نہ ہو، اسی طرح ایک الف اصلی ہوتا ہے اور ایک الف زائدہ ہوتا ہے۔ الف اصلی وہ ہوتا ہے جو فاء، عین اور لام کے مقابلے میں ہو اور کسی سے بدلا ہوا نہ ہو اور الف زائدہ وہ ہوتا ہے جو فاء، عین اور لام کے مقابلے میں نہ ہو اور کسی سے بدلا ہوا ہو۔

(۳) یہ ''قُرَّاءٌ''، ''قاری'' کی جمع نہیں ہے اگرچہ اس وزن پر ''قاری'' کی جمع بھی آتی ہے، لیکن یہاں یہ اسم مبالغہ ہے یہ اسم مبالغہ کا صیغہ ہے۔

جیسے:''صَحْرَآءٌ''(جو اصل میں ''صَحْرَا'' تھا، اشباع کے لیے ایک الف زائدہ کیا تو ''صَحْرَاا'' ہو گیا، ثانی الف کو ہمزہ سے بدلا تو ''صَحْرَآءٌ'' ہو گیا)۔ الحاق [۱] کے لیے زائدہ ہو [۲]، جیسے: ''عِلْبَاءٌ''(جو ''قِرْطَاسٌ'' کیساتھ ملحق ہے، چنانچہ مذکورہ مثالوں سے ''کِسَائَانِ، کِسَائَاتٌ، رِدَائَانِ، رِدَائَاتٌ، صَحْرَائَانِ، صَحْرَائَاتٌ، عِلْبَائَانِ، عِلْبَائَاتٌ'' بھی جائز ہے اور ''کِسَاوَانِ، کِسَاوَاتٌ، رِدَاوَانِ، رِدَاوَاتٌ، صَحْرَاوَانِ، صَحْرَاوَاتٌ، عِلْبَاوَانِ، عِلْبَاوَاتٌ'' پڑھنا بھی جائز ہے۔

فائدہ اولی: الف مقصورہ سے مراد ہر وہ الف ہے جو کلمہ کے آخر میں ہو اور اس کے بعد کوئی حرف نہ ہو اور الف ممدودہ وہ الف ہے جو کلمہ کے آخر میں ہو، لیکن اس کے بعد ہمزہ ہو۔

فائدہ ثانیہ: امالہ لغت میں ''مائل کرنے'' کو کہتے ہیں اور اصطلاحِ صرف میں الف کو یاء اور فتحہ کو کسرہ کی طرف مائل کرنا۔ افعال متصرفہ اور اسماء متمکنہ میں تو امالہ جائز ہے، لیکن اسماءِ مبنیات اور حروف میں امالہ جائز نہیں، سوائے تین حروف کے ''بَلیٰ، یاء'' اور وہ ''لَا'' جو لفظ ''إِمَّا لَا'' میں ہے اور تین اسماء مبنیات ''مَتَی، أَنَّی، ذَا'' کے کہ ان میں امالہ جائز

---

[۱] الحاق کی تعریف یہ ہے:''أن یزاد علی أحرف کلمة لتوازن کلمة أخری.''کسی کلمے کے حروف میں اس لیے زیادتی کرنا کہ وہ دوسرے کلمے کے ہم وزن ہو جائے. بعض حضرات نے یوں تعریف کی ہے: "جعل مثال علی مثال أزید لیعامل معاملته". کسی کلمے کے حروف میں اس لئے زیادتی کرنا کہ وہ دوسرے کلمے کے ہم وزن ہو جائے، اس کو "الحاق" کہتے ہیں۔ جس کلمہ میں اضافہ کیا جائے اسے "مُلحَق" اور جس کے ساتھ الحاق مقصود ہو اس کو "مُلحَق بہٖ" کہتے ہیں۔ مثلا "جَلَبَ" سے "جَلْبَبَ"، اس میں "جَلَبَ" "ملحَق"، "جَلْبَبَ" "ملحَق بہٖ اور اس فعل و عمل کو "الحاق" کہتے ہیں۔ ملحق بہ کے تمام احکامات ملحق پر لاگو ہوتے ہیں۔

الحاق کے لیے ایک شرط یہ ہے کہ ملحق اور ملحق بہ کا مصدر باہم متحد اور ایک ہو، جیسے: جَلْبَ سے جَلْبَبَ، لہذا'' أَکْرَمَ یُکْرِمُ'' اگرچہ ''دَحْرَجَ یُدَحْرِجُ'' کے وزن پر ہیں مگر دونوں کا مصدر مختلف ہے اس لیے اس کو ملحق برباعی نہیں کہیں گے۔

الحاق کے لیے دوسری شرط یہ ہے کہ کلمے میں حرف کی زیادتی غیر قیاسی اور کسی معنی کے لیے نہ ہو بلکہ صرف ایک کلمہ کو دوسرے کے ہموزن کرنے کے لیے ہو، لہذا اسم تفضیل میں ہمزہ کی زیادتی اسم ظرف اور اسم الہ میں میم کی زیادتی غیر قیاسی نہیں ہے بلکہ قاعدے اور قیاس کے مطابق ہوتی ہے، اس لیے ان کو ملحق نہیں کہیں گے۔

الحاق میں وزن سے مراد وزن صوری ہے، جس میں حروف اصلی کا اعتبار نہیں ہوتا بلکہ موزون کلمہ کی صرف حرکات و سکنات کا اعتبار ہوتا ہے۔ جیسے "ضَوَارِبُ" کا وزن صرفی "فَوَاعِلُ" ہے، لیکن وزن صوری "مَفَاعِلُ" ہے؛ لہذا "أَکْرَمَ" وزن صوری کے اعتبار سے "دَحْرَجَ" کا ہم وزن ہے؛ کیونکہ "أَکْرَمَ" کا وزن صوری "فَعْلَلَ" ہے۔ (الحاق کی مزید ہماری کتاب قواعد الصرف میں ملاحظہ ہوں)۔

[۲] زائدہ کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ زائدہ برائے الحاق، ۲۔ زائدہ برائے تانیث

۱۔ زائدہ برائے الحاق: جس میں الف مقصورہ کو الحاق کے لئے زیادہ کیا گیا ہو جیسے "أَرْطٌ" کے آخر میں الف مقصورہ زائد کو کے أَرْطیٰ بن کر جَعْفَرَ کے ساتھ ملحق کیا گیا ہے۔ تو اب اس کی تثنیہ أَرْطَیَانِ اور جمع أَرْطَیَاتٌ آتی ہے۔

۲۔ زائدہ برائے تانیث: جس میں الف مقصورہ کو تانیث کے لئے زیادہ کیا گیا ہو جیسے: حُبْلیٰ، حُبْلَیَانِ، حُبْلَیَاتٌ. (الانوار الاشرفیہ: ۱۲۴)

ہے [1]۔ ....

[1] امالہ کا الف نہ پورا الف رہتا ہے اور نہ پوری یاء، اسی طرح اس کے ماقبل کا فتحہ نہ پورا فتحہ ہی ہوتا ہے نہ بالکل کسرہ بن جاتا ہے، بلکہ دونوں بین بین حالت میں ادا ہوتے ہیں۔ امالہ تمام عرب نہیں کرتے، بلکہ بنو تمیم، بنو اسد، بنو قیس اور اہل نجد کرتے ہیں، اہل حجاز تو بہت ہی کم امالہ کرتے تھے اور اب تو عربوں کا کوئی قبیلہ امالہ نہیں کرتا، صرف قراء سبعہ میں سے بعض قراء امالہ کرتے ہیں۔

اسبابِ امالہ: اسبابِ امالہ درج ذیل چھ ہیں:

پہلا سبب امالہ: کا الف سے پہلے، یا الف کے بعد یاء ہو، پھر قبل از الف میں تعمیم ہے کہ یہ قبلیت بلا فصل ہو، جیسے: ''سَيَالٌ''، یا فصل کیساتھ، پھر یہ فاصلہ ایک حرف کا ہو، خواہ اس صورت میں یاء ساکن ہو، جیسے: ''شَيْبَان''، یا متحرک ہو، جیسے: ''حَيَوَان'' کی یاء ہے۔ یا الف اور یاء کے مابین دو حرف فاصل ہوں، بشر طیکہ دوسرا فاصل ''ہا'' ماقبل مفتوح ہو، جیسے: ''بَيْنَهَا'' اور ''رَأَيْتُ يَدَهَا''۔ یہاں الف اور یاء کے مابین دو حرف فاصل ہیں، جن کا دوسرا حرف ''ہا'' ماقبل مفتوح ہے۔ اور اگر یاء الف کے بعد ہو تو امالہ کے لیے یاء کا اتصال الف سے لازم ہو گا، خواہ وہ یاء مکسور ہو، کیونکہ یہ امالہ میں اصل ہے، جیسے: ''بَايَعَ''۔ یا مفتوح ہو، جیسے: ''آيَةٌ، مَبَايِعُ'' کی یاء ہے، لیکن اگر یاء مضموم ہو تو امالہ درست نہ ہو گا۔

دوسرا سبب امالہ: کا الف سے پہلے یا الف کے بعد کسرہ ہو اور یہ بات ظاہر ہے کہ الف کا ماقبل مکسور نہیں ہو سکتا، کسرہ اور الف کے درمیان فصل ضروری ہے، وہ فصل ایک حرف کا بھی ہو سکتا ہے، جیسے: ''كِتَابٌ، حِسَابٌ، عَالِمٌ، شَاعِرٌ'' میں ہے اور دو حرف کا بھی ہو سکتا ہے، لیکن پہلے حرف کا ساکن ہو لازم ہے، جیسے: ''وِجْدَانٌ'' میں مابین کسرہ اور الف دو حرف (جیم اور دال) کا فاصلہ ہے اور جیم ساکن ہے۔ سکون کی شرط اس بناء پر ہے کہ متحرک کے مقابلہ میں ساکن کوئی قوی چیز نہیں، لہذا اس کی موجودگی امالہ کے لیے مضر نہیں، بخلاف دو متحرک حرفوں کے کہ دونوں قوی فاصل ہیں وہ امالہ کے عمل کو روک سکتے ہیں، پھر وہ کسرہ اور الف عام ہیں، دونوں ایک ہی کلمہ میں ہوں، جیسا کہ مذکورہ مثالوں میں ہے۔ یا الف دوسرے کلمہ میں ہو، لیکن شدت اتصال کے باعث وہ دو کلمے کلمہ واحدہ کی مانند ہوں، جیسے: ''بِنَا، مِنَّا'' میں حرف جارہ اور ''نَا'' ضمیر متکلم مع الغیر دونوں جدا جدا کلمے ہیں، لیکن یہ جار مجرور مل کر ایک کلمہ بن گئے ہیں۔ اور اگر مابین الف و کسرہ ماقبل دو حرف فاصل ہوں تو ثانی حرف ''ہا'' ہو جس کا ماقبل مفتوح ہو، جیسے: ''لِيُكْرِمَهَا''، یہاں ''راءِ'' مکسورہ کے بعد الف سے پہلے دو حرف (میم، ہاء) فاصل ہیں اور دونوں متحرک ہیں، لیکن دوسرا حرف ''ہاء'' ماقبل مفتوح ہے، لہذا امالہ ہو گا۔ یا ان دو متحرکوں میں پہلا حرف ''ہاء'' ہو، خواہ وہ مفتوح ہو یا مضموم، دونوں صورتوں میں امالہ درست ہو گا۔

مذکورہ تفصیل اس صورت میں ہے جب الف سے پہلے کسرہ ہو اور اگر الف کے بعد ہو تو وہاں کسرہ کا اتصال بالالف ضروری ہے، پھر وہ کسرہ خواہ لازمہ ہو، یا عارضہ لازمہ یعنی اصلیہ کی تقدیر پر، خواہ وہ صیغیہ ہو، جیسے: ''عَالِمٌ، شَاعِرٌ'' ہے، کیونکہ فاعل کی وضع میں الف فاعل کے بعد عین کلمہ کا مکسور ہونا ضروری ہے، یا بنائیہ ہو، جیسے: ''نَزَالِ''، یہاں لام کا کسرہ بنائیہ ہے، یعنی ''نَزَالِ'' مبنی علی الکسر ہے اسی وجہ سے یہ کسرہ قابل تغییر نہیں۔ اور اگر کسرہ عارضہ ہو تو کسرہ عارضہ میں حرف مکسور یا ''راء'' ہو گا، یا غیر ''راء''۔ ''راء'' کی صورت میں امالہ بالاتفاق جائز ہے، جیسے: ''مِنْ دَارٍ'' میں ''راء'' کا کسرہ عارضی ہے جو حرف جارہ کا اثر ہے، لیکن یہ عارضی کسرہ قوت میں کسرہ لازمی کا ہم پلہ ہے، کیونکہ ''راء'' حرف مکرر ہے، اس کا کسرہ دو کسروں کے مساوی ہے، پس جس طرح کسرہ لازمہ امالہ کا سبب ہے تو اسی طرح کسرہ عارضہ میں بھی امالہ ہو گا۔ لیکن البتہ غیر ''راء'' کا عارضی کسرہ امالہ کا سبب ضعیف ہے، مثلاً: ''مِنْ كَلَامٍ'' کی میم کا کسرہ ''من'' جارہ کی وجہ سے ہے، اس لیے اس میں امالہ عند الجمہور مختار نہیں، تاہم عند البعض امالہ درست ہے۔

تیسرا سبب امالہ: کا وہ الف ہے جو یاء کے بدلے میں آیا ہو، خواہ اسماء میں ہو، جیسے: ''نَابٌ'' کا الف کہ اصل میں یہ ''نَيَبٌ'' ہے، یا افعال میں ہو، خواہ ناقص کا الف ہو، جیسے: ''رَمَى'' کا الف۔ یا اجوف کا الف ہو، جیسے: ''بَاعَ'' کا الف کہ یہ اصل میں ''بَيَعَ'' تھا۔

چوتھا سبب امالہ: وہ الف ہے جو بمنزلہ الف منقلبہ کے ہو، یعنی وہ الف اگرچہ اس کلمہ میں یاء کا بدل نہ ہو، مگر کسی دوسرے دوسرے کلمے میں اس کی جگہ یاء آسکتی ہو تو ایسے الف میں بھی امالہ درست ہو گا، جیسے: ''حُبْلَى، صُغْرَى'' کا الف ہے جو خود اس کلمہ میں یاء =

....

= سے بدل نہیں، لیکن تثنیہ میں یاء سے بدلا ہے، لہٰذا یہ الف بھی بمنزلہ الف منقلبہ من الیاء کے ہو گیا اور وہاں امالہ درست تھا تو یہاں بھی درست ہونا چاہیے۔ یہی حال "دَعَا" کا ہے کہ اس کا الف منقلب عن الیاء نہیں، کیونکہ یہ ناقص واوی ہے، لہٰذا یہ الف واؤ کا بدل ہے، لیکن اس میں امالہ درست ہے اس لیے کہ "دَعَا" کا الف "دُعِیَ" ماضی مجہول میں یائے مفتوحہ سے بدل گیا ہے۔

پانچواں سبب: امالہ کا وہ الف ہے کہ جس کا ماقبل مکسور ہو جاتا ہے، جیسے: "خَافَ"، کیونکہ واحد مذکر مخاطب کے صیغہ میں الف کے ماقبل خاء کو کسرہ دے کر "خِفْتَ" بن جاتا ہے، لہٰذا "خَافَ" کے الف میں امالہ ہو گا۔

چھٹا سبب امالہ: کا امالہ ہے، یعنی جس کلمہ میں پہلے سے امالہ موجود ہو، وہاں اس کی موافقت میں ایک دوسرا امالہ اور بھی کیا جا سکتا ہے، خواہ سابق امالہ اس دوسرے امالہ سے کلمہ کے مقدم حصہ میں ہو، یا اس سے مؤخر واقع ہو، نیز وہ کلمہ جس میں بمتابعتِ امالہ سابقہ دوسرا امالہ کرنا وہ واقعۃً ایک ہی کلمہ میں ہو، یا دو کلمے ہوں، جو شدت اتصال کی وجہ سے بحکم کلمہ واحد ہوں، جیسے: "رَأَیْتُ عِمَاداً"، یہاں "عِمَاداً" میں دو امالے ہیں: ایک میم اور الف کا امالہ ہے، کیونکہ "عِمَاداً" کا الف ایک حرف کے فاصلے سے کسرہ کے بعد واقع ہے، لہٰذا کسرہ کے دباؤ سے دال کا فتحہ اپنی اصلی حالت پر نہ رہا، بلکہ اس میں کسرہ کی طرف جھکاؤ پیدا ہو گیا، جس سے الف خواہ مخواہ "یاء" کی طرف جھک گیا، پھر یہ امالہ سبب بن گیا "دال" اور "الف" کے امالہ کا۔ یعنی امالہ متبوعہ کا یہ اثر ہوا کہ "دال" کا فتحہ پورا فتحہ نہ رہ سکا، کیونکہ مکمل فتحہ کی صورت میں انتقال اسفل سے اعلیٰ کی طرف ہو گا جو حد درجہ ثقیل ہے اور یہ ممکن نہیں کہ "دال" کا فتحہ مائل بکسرہ ہو اور الف سیدھے کھڑے رہیں، لہٰذا پہلا امالہ سبب ہو گیا اس دوسرے امالہ کا اور پہلے امالہ کا سبب ماقبلِ الف کا ہونا ہے۔ اور حکماً کلمہ واحدہ کی مثال: "مِعْزَانَا" ہے، یہاں ثانی "نَا" کے الف میں امالہ ہو گا، بوجہ "نَا" کے الف میں امالہ کے، کیونکہ اول "نَا" کا الف مبدل من الیاء ہے، یہ در حقیقت دو کلمے ہیں، لیکن "نَا" ثانی ضمیر متصل ہے جو بوجہ اتصال کلمہ کا جزء ہے۔

موانع امالہ: آٹھ حروف امالہ سے مانع ہیں، ان کی موجودگی میں امالہ ممتنع ہے، جن میں ایک راء غیر مکسورہ اور آٹھ حروف مستعلیہ ہیں، جن کلمات میں درج ذیل حروف میں سے کوئی حرف الف سے پہلے، یا الف کے بعد متصل، یا ایک حرف کے فصل کیساتھ واقع ہوں تو ان کلمات میں امالہ کرنا جائز نہیں۔

۱۔ وہ راء جو مکسور نہ ہو، جیسے: "رَاشِدٌ"، "بَارِعٌ"۔ ۲۔ خ: جیسے: "خَالِدٌ، سَاخِطٌ"۔ ۳۔ ص: جیسے: "صَالِحٌ، فَاصِلٌ"۔ ۴۔ ض: جیسے: "ضَامِنٌ، فَاضِلٌ"۔ ۵۔ ط: جیسے: "طَاهِرٌ، عَاطِلٌ"۔ ۶۔ ظ: جیسے: "ظَاهِرٌ، نَاظِرٌ"۔ ۷۔ غ: جیسے: "غَالِبٌ، فَارِغٌ"۔ ۸۔ ق: جیسے: "قَاهِرٌ، نَافِقٌ"۔

یہ آٹھ حروف امالہ سے اس وقت مانع ہوں گے جب یہ دو شرطیں پائی جائیں:

۱۔ جس کلمے میں الف ہو اسی میں یہ حروف ہوں، ایسا نہ کہ الف دوسرے کلمے میں ہو اور یہ دوسرے کلمے میں۔

۲۔ یہ حروف یا تو الف سے پہلے واقع ہوں یا الف کے بعد متصل یا ایک حرف کے فاصلے کیساتھ واقع ہوں، اگر یہ الگ کلمے میں ہوں اور الف الگ کلمے میں، یا ان کے اور الف کے درمیان دو یا زیادہ حرفوں کا فصل ہو تو ان دونوں صورتوں میں ان کے امالہ سے مانع ہونے میں اختلاف ہے، بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہاں بھی مانع ہوں گے اور بعض کہتے ہیں کہ ان دونوں صورتوں میں مانع نہیں ہوں گے۔

یاد رہے کہ اگر راء مکسورہ کے علاوہ باقی سات موانع امالہ (خ، ص، ض، ط، ظ، غ، ق) الف سے پہلے ہوں اور الف کے بعد متصل بعد راء مکسور واقع ہو تو وہاں یہ موانع بے اثر ہوں گے، یعنی ان کے ہوتے ہوئے بھی وہاں امالہ کرنا جائز ہو گا، جیسے: "صَارِفٌ، ضَارِبٌ، خَارِجٌ" وغیرہ اور اگر راء مکسورہ مذکورہ سات حروف میں سے کسی حرف سے پہلے ہو، خواہ متصلاً پہلے ہو، یا درمیان میں کسی حرف کا فصل ہو تو وہاں راء مکسورہ کے ہوتے ہوئے بھی امالہ کرنا جائز نہیں۔

یہ بات ذہن نشیں رکھیں کہ مذکور فعل میں امالہ سے مانع نہیں، فعل میں ان کے ہوتے ہوئے بھی امالہ کرنا جائز ہے، جیسے: "طَابَ، صَارَ، غَزَا، صَفَا" وغیرہ۔ کیونکہ فعل میں امالہ زیادہ ہوتا ہے۔ =

قانون نمبر ۱۲[۱]:

﴿کلمہ حلقی العین والا قانون﴾[۲]

حکم: یہ قانون[۳] جوازی ہے[۴]۔

اس قانون کی نو صورتیں ہیں:

۱۔ ہر کلمہ حلقی العین جو ''فَعِلَ'' کے وزن ہو تو اس میں سوائے اصل کے تین وجہیں پڑھنا درست ہیں، خواہ اسم ہو، یا فعل، مثال فعل کی، جیسے: ''شَهِدَ'' میں ''شَهْدَ، شِهْدَ، شِهِدَ'' اور مثال اسم کی، جیسے: ''فَخِذٌ'' میں ''فَخْذٌ، فِخْذٌ، فِخِذٌ'' پڑھنا درست نہیں[۵]۔

۲۔ ''فَعِلَ'' غیر حلقی العین میں سوائے اصل کے اسم میں دو اور فعل میں ایک وجہ پڑھنا درست ہے۔ اسم کی مثال،

= اسم مبنی اور حرفِ میں امالہ جائز نہیں ہے، سوائے چند کلمات کہ ان میں امالہ جائز ہے: ۱۔ ''متیٰ ''۔ ۲۔ ''أَنّٰی''، یہ دونوں اسماءِ جازمہ ہیں۔ ۳۔ ''ذَا'' یہ اسم اشارہ ہے۔ ۴۔ ''بَلیٰ''، یہ حرفِ ایجاب ہے۔ ۵۔ ''یاء'' حرف نداء۔ ۶۔ ''لَا'' میں جو ''إِمَّا لَا'' میں ہے۔ یاد رہے کہ اسم مبنی اور حرف میں امالہ اس صورت میں جائز نہیں جب یہ اپنے معانی پر باقی ہوں، اس لیے کہ ان میں تصرف جائز نہیں، تو امالہ بھی جائز نہ ہو گا اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ان کا الف اصلی ہو تا ہے نہ واؤ مکسور سے بدل ہو تا ہے اور نہ یاء سے اور نہ اس واؤ سے بدل ہو تا ہے جو یاء سے بدل جاتی ہے، لہذا ان میں امالہ کی کوئی وجہ نہیں پائی جاتی، ہاں اگر یہ اپنے معانی سے منقول ہو کر کسی کا علم بن جائیں تو اس وقت وہ اسم متمکن کے حکم میں ہوں گے اور ان میں امالہ جائز ہو گا۔ (الشافیہ: ۸۵-۸۶، شرح الشافیہ للرضی: ۳/ ۴-۳۰، فیوض عثمانی: ۱۹۸-۲۰۵، گنجینہ صرف: ۲۴۵-۲۵۵، المعجم المفصل فی الصرف: ۱۵۹-۱۶۰، پنج گنج اردو: ۱۲۵-۱۲۸)

[۱] قانون کا فارسی متن: ہر کلمہ حلقی العین کہ بروزن فَعِلَ باشد سوائے اصل درآں سہ وجہ خواندن جائز است و اگر حلقی العین نباشد در فَعِلَ کہ سوا کہ اصل یک وجہ و در اسم سوایں دو وجہ خواند جائز اند چنانچہ در عَلِمَ عَلْمَ کَتِفٌ کَتْفٌ جائز است و در وزن فَعُلَ فَعْلَ و فِعِلَ فِعْلَ و فُعُلَ فُعْلَ خواندان جائز است۔

[۲] تخریج: شرح الشافیۃ للرضی: ۱/ ۳۹، فصول اکبری: ۲۷، نوادر الاصول: ۵۴، ارشاد الصرف: ۴۲، صرف بھتر ال: ۵۴، قانونچہ کھیوالی: ۲۵، الصرف العزیز: ۲۴۳، کنز النوادر: ۴۰۔

[۳] اس قانون کے متعدد نام ہیں: ۱۔ حلقی العین والا قانون، ۲۔ شَهِدَ والا قانون۔

[۴] مواضعِ اجراء: یہ قانون ہر اس سہ حرفی کلمہ میں جاری ہو گا جو ''فَعِلَ'' یا ''فُعِلَ'' کے وزن پر ہو، خواہ حلقی العین ہو یا غیر حلقی العین اور خواہ اسم ہو یا فعل۔ اور جب کہ صورت میں مطلقاً جاری ہو تا ہے، بشر طیکہ ''فَعِلَ، فَعُلَ، فِعِلٌ، فُعْلٌ، فُعُلٌ'' کے وزن پر ہو، تاہم ''فَعُلَ''، فعل تعجب میں قانون جاری نہیں ہو گا۔

[۵] ہر وہ کلمہ کہ اس کا عین کلمہ حرف حلقی ہو اور حقیقۃً ''فَعِلَ'' کے وزن پر ہو تو اصل کے علاوہ اس میں مزید تین وجہ پڑھنا بھی ۱۔ فقط بسکون عین ۲۔ بسکون عین و کسرہ فاء ۳۔ فقط بکسر فاو عین۔ لیکن اس کے لیے تین شرائط ہیں: ۱۔ کلمہ حلقی العین ہو۔ ۲۔ ''فَعِلَ'' کے وزن پر ہو۔ ۳۔ ''فَعِلَ'' حقیقی ہو۔ اس کی مطابقی مثالیں متن میں موجود ہیں، احترازی مثالیں یہ ہیں: اگر کلمہ حلقی العین نہ ہو تو قانون جاری نہیں ہو گا، جیسے: ''حَسِبَ، سَمِعَ''۔ اگر ''فَعِلَ'' کے وزن پر نہ ہو تو قانون جاری نہ ہو، جیسے: ''ذَهَبَ'' اور اگر ''فَعِلَ'' صوری ہو تو اس میں بھی قانون صوری نہیں ہو گا، جیسے: ''لَهِيَ''، کیونکہ لام تاکید یہ الگ کلمہ ہے۔

جیسے: ''کَتِفٌ''میں ''کَتْفٌ، کِتْفٌ''اور فعل کی مثال، جیسے: ''عَلِمَ''میں ''عَلْمَ''.

۳۔ ''فُعِلَ''، حلقی العین میں سوائے اصل کے دو وجہیں پڑھنا درست ہیں، جیسے: ''عُهِدَ''میں ''عُهْدَ، عِهْدَ''.

۴۔ ''فُعِلَ''، غیر حلقی العین میں سوائے اصل کے ایک وجہ پڑھنا جائز ہے، جیسے: ''ضُرِبَ''میں ''ضُرْبَ''.

۵۔ صورت[۱] ''فَعِلَ''میں ''فَعْلَ'' پڑھنا درست ہے، خواہ اول میں ہو، درمیان میں ہو، یا آخر میں۔ اول کی مثال ''وَلِيَضْرِبْ''میں ''وَلْيَضْرِبْ''[۲]. درمیان کی مثال، جیسے: ''مُزْدَلِفَة''میں ''مُزْدَلْفَةٌ''۔ آخر کی مثال، جیسے: ''يَكْتَسِبُ''میں ''يَكْتَسْبُ''(صورت ''فَعِلَ'' سے مراد وہ کلمہ ہے جو وزن صوری کے لحاظ سے ''فَعِلَ'' کے وزن پر ہو)۔

۶۔ صورت ''فَعُلَ''میں ''فَعْلَ'' پڑھنا درست ہے، بشرطیکہ فعل تعجب نہ ہو، خواہ فعل میں ہو۔ یا اسم میں ہو۔ یا صورت میں۔ فعل کی مثال، جیسے: ''شَرُفَ''میں ''شَرْفَ''. اسم کی مثال، جیسے: ''سَبُعٌ''میں ''سَبْعٌ''. صورت کی مثال، جیسے: ''وَهُوَ''میں ''وَهْوَ''[۳].

۷۔ صورت ''فِعِلٌ''میں ''فِعْلٌ'' پڑھنا جائز ہے، خواہ اسم میں ہو۔ یا صورت میں ہو (فعل میں یہ وزن مستعمل نہیں)۔ اسم کی مثال، جیسے: ''إِبِلٌ''میں ''إِبْلٌ''۔ صورت کی مثال، جیسے: ''بِهِيَ''میں ''بِهْيَ''.

۸۔ صورت ''فُعُلٌ''میں ''فُعْلٌ'' پڑھنا درست ہے، خواہ اسم میں ہو۔ یا صورت میں (فعل میں یہ وزن مستعمل نہیں) اسم کی مثال، جیسے: ''قُفُلٌ''میں ''قُفْلٌ''اور صورت کی مثال، جیسے: ''أُكْرِمُ''میں ''أُكُرِمُ''اور ''أُدْعُ''میں ''أُدُعُ''[۴].

---

[۱] کلمہ کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ حقیقی، ۲۔ صوری

۱۔ کلمہ حقیقی: اس کا مادہ وہی ہو جس کا وزن کیا جائے۔

۲۔ کلمہ صوری: جس میں فاء، عین، اور لام کلمہ کے مقابلے میں حروف نہ ہوں محض دو کلموں یا زیادہ کے ملنے سے صورت کسی نام وزن پر بن جائے جیسے: أَلَمِ اس میں پہلا حرف استفہام ہے اور دوسرا حرف لام جارہ ہے اور تیسرا حرف ''مَا'' استفہامیہ ہے، ان کے ملانے سے فَعِلَ کی مخصوص صورت بن گئی تو اس کو فَعِلَ صوری کہتے ہیں۔

یہ بات ذہن نشیں رکھیں کہ صورت میں پہلے اور دوسرے حرف کی حرکات کا اعتبار کیا جاتا ہے، تیسرے حرف پر جو بھی حرکت ہے اس کا اعتبار نہ ہوگا۔ یعنی تیسرے حرف پر ضروری نہیں کہ فتحہ ہی ہو، بلکہ تیسرے پر جو کچھ بھی ہو اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا اور یہی کہیں کہ یہ ''فعل'' کے وزن پر ہے۔

[۲] لامِ امر پر جب واوٗ، فاء، ثُمَّ داخل ہو جائے تو وہاں فَعِلَ کی صورت بن جاتی ہے، اس لئے لام کو ساکن پڑھا جاتا ہے، جیسے: وَلْيَحْكُمْ، فَلْيَحْكُمْ، ثُمَّ لْيَحْكُمْ وغیرہ۔

[۳] صورت کے لیے واوٗ وہاں لایا جاتا ہے جہاں حرفِ مضموم یا مکسور ہو، کیونکہ مفتوح میں کوئی صورت نہیں بنتی۔

[۴] پہلی مثال درست ہے، لیکن دوسری مثال محلِ نظر ہے، اس لیے کہ ''أُدْعُ''میں جب ہمزہ اور دال میں صورت بناتے ہیں تو ہمزہ مابعد متحرک ساقط ہو گی تو صورت ہی باقی نہیں رہے گی۔

۹۔ صورت ''فُعُلٌ''میں ''فُعْلٌ'' پڑھنادرست ہے،خواہ اسم میں ہو۔یاصورت میں(فعل میں یہ وزن مستعمل نہیں)۔اسم کی مثال،جیسے:''عُنُقٌ''میں ''عُنْقٌ''اورصورت کی مثال،جیسے:''یَازَیْدُ هُدَیً''میں''یَازَیْدُ هْدَیً''.

قانون نمبر۱۳[1]:

﴿ماضی مکسورالعین والا قانون﴾[2]

حکم:یہ قانون[3]جوازی ہے[4]۔

ہرباب جس کی ماضی مکسورالعین ہواوراس کامضارع مفتوح العین ہو۔یااس کی ماضی کے اول میں ہمزہ وصلیہ ہو[5]۔یاتاءزائدہ مطردہ ہوتواہل حجاز کے سواسب صرفی ان تینوں ابواب کے مضارع معلوم[6]میں حروف اتین[7] کوسوائے یاء[8] کے کسرہ کی حرکت دیتے ہیں جوازاً۔ماضی مکسورالعین کی مثال،جیسے: تَعْلَمُ أَعْلَمُ نَعْلَمُ میں تِعْلَمُ

---

(۱) قانون کافارسی متن:ہرباب کہ ماضی اُومکسورالعین ومضارع اُومفتوح العین یادراول ماضی اُوہمزہ اصلی یاتائے زائدہ مطردہ باشددر مضارع معلوم اوغیراہل حجاز حروف اتین رابغیرحرکت کسرہ می دہندجوازاًدرمضارع معلوم أَبٰی یَأْبٰی یارانیز۔

(۲) تخریج:الکتاب:۴/۱۱۰،المخصص:۱۴/۲۱۷،المقتضب:۲۲۸،الممتع الکبیرلابن عصفور:۲/۴۳۲،شرح الملوکی للثمانینی:۱۹۶،لیس فی کلام العرب لابن خالویہ:۱۰۳،فصول اکبری:۴۰،مراح الارواح:۵۵،الحنفیہ:۸۶،ارشادالصرف:۴۴،صرف بھترال:۵۴،قانونچہ کھیوالی:۲۶،الصرف العزیز:۲۴۴،کنزالنوادر:۴۱۔

(۳) اس قانون کے متعددنام ہیں:۱۔ماضی مکسورالعین والا قانون،۲۔أَبٰی یَأْبٰی والا قانون،۳۔اعْلَمُ، تِعْلَمُ، نِعْلَمُ والا قانون۔

(۴) مواضعِ اجراء:یہ قانون ثلاثی مجردکے چھ بابوں میں سے صرف ایک باب''علم یعلم''کے فعل مضارع معلوم اوراس کے متعلقات(فعل جحدمعلوم،فعل نفی معلوم،فعل مؤکدبلن ناصبہ معلوم،فعل امرمعلوم،فعل نہی معلوم)میں جاری ہوگا،ثلاثی مزیدفیہ کے سات ابواب ہمزہ باوصل(افتعال،انفعال،استفعال،افعلال،افعیلال،افعیعال،افعوال)اورباب تفعل اورتفاعل کے فعل مضارع معلوم اوراس کے متعلقات میں جاری ہوتاہے اورجب کہ رباعی مزیدفیہ کے دوابواب باہمزہ وصل(افعنلال،افعلال)اورایک باب تفعلل میں جاری ہوگا۔

(۵) باب افعال کے علاوہ تمام ابواب کاہمزہ وصلی ہوتاہے اوروہ کل نوابواب ہیں،جن میں سات ابواب ثلاثی مزیدفیہ اورتین ابواب رباعی مزیدفیہ کے ہیں:انْفِعَال،افْتِعَال،اسْتِفْعَال،افْعِلَال،افْعِيْلَال،افْعِيْعَال،افْعِوَّال،افْعِنْلَال،افْعِلَّال.(شرح للرضی :۱/۱۴۱،ایجازالتعریف:۷۷).

(۶) مضارع معلوم اوراس کے تمام متعلقات جحد،نفی،مؤکدبلن ناصبہ،امراورنہی میں حروف اتین کوبغیریاءکے غیراہل حجازحرکت کسرہ دیناقرار دیتے ہیں۔

(۷) حروف اتین کے بجائے فاء،یاعین یالام کلمہ کوکسرہ کی حرکت اس لیے نہیں دیتے ہیں کہ اگرفاءکلمہ کوحرکت کسرہ کی دیتےتوتوالی اربع ارکات کی خرابی لازم آتی،اگرعین کلمہ کوکسرہ دیتےتومعلوم نہ ہوتاکہ یہ کسرہ اصلی ہے یاعارضی اورلام کلمہ چونکہ محل تغیروتبدل ہے اس وجہ سے لام کوکسرہ نہیں دیا۔(شرح الشافیۃ للرضی:۱/۱۴۱)

(۸) ''یاء''کوکسرہ کی حرکت اس لیے نہیں دیتے کہ اکیلی''یاء''دوکسروں کے قائم مقام ہے،اگر''یاء''کوبھی حرکت کسرہ دیتےتوتوالی کسرات کی خرابی لازم آتی،اس سے محفوظ رہنے کے لیے''یاء''کوحرکت کسرہ نہیں دی۔(شرح الشافیۃ للرضی:۱/۱۴۱)

أِعْلَمُ نِعْلَمُ پڑھنا جائز ہے، ماضی کے اول میں ہمزہ وصلیہ ہو[1]، مثال جیسے: تَكْتَسْبُ أَكْتَسْبُ نَكْتَسْبُ میں تِكْتَسْبُ أِكْتَسْبُ نِكْتَسْبُ پڑھنا جائز ہے، ماضی کے اول میں تاء زائدہ مطردہ[2] ہو، جیسے: تَتَصَرَّفُ أَتَصَرَّفُ نَتَصَرَّفُ میں تِتَصَرَّفُ أِتَصَرَّفُ نِتَصَرَّفُ پڑھنا جائز ہے، سوائے دو بابوں ''أَبَى يَأْبَى'' اور ''يَئِسَ يَيْئِسُ'' کے[3]، کیونکہ ان میں یاء کو بھی کسرہ کی حرکت دینا جائز ہے، جیسے: يَأْبٰى تَأْبٰى أَأْبٰى نَأْبٰى میں يِأْبٰى تِأْبٰى أِئْبٰى نِأْبٰى پڑھنا درست ہے اور ''يَيْئِسُ تَيْئِسُ أَئْيِسُ نَيْئِسُ'' میں ''يِيْئِسُ تِيْئِسُ إِئْيِسُ نِيْئِسُ'' پڑھنا درست ہے[4]۔

---

(1) جس باب کے شروع میں ہمزہ وصلی ہو اس کے مضارع معلوم میں حروف اتین کو کسرہ کی حرکت اس لیے دیتے ہیں تاکہ اس بات پر دلالت کرے کہ اس کی ماضی کے شروع میں جو ہمزہ ہے وہ مکسور ہے۔ (شرح الشافیۃ للرضی: ۱/ ۱۴۳)

(2) تائے زائدہ مطردہ اس ''تاء'' کو کہتے ہیں جو مجرد باب سے مزید بناتے وقت قیاساً ابتداء میں لائی جائے اور وہ ''تاء'' اس باب کے تمام صیغوں میں آتی ہو اور ''تاء'' زائدہ مطردہ تین بابوں میں آتی ہے: باب تفعل، تفاعل، تفعلل۔ تفعل کی مثال متن میں موجود ہے، تفاعل کی مثال، جیسے: ''تَضَارَبَ'' اس کے مضارع معلوم میں بھی ''يَتَضَارَبُ'' کے علاوہ ''تَتَضَارَبُ، أَتَضَارَبُ، نَتَصَارَبُ'' میں ''تِتَضَارَبُ، أِتَضَارَبُ، نِتَضَارَبُ'' پڑھنا جائز ہے اور باب تفعلل کی مثال، جیسے: ''تَدَحْرَجَ'' اس کے مضارع معلوم میں بھی ''يَتَدَحْرَجُ'' کے علاوہ ''تَتَدَحْرَجُ، أَتَدَحْرَجُ، نَتَدحْرَجُ'' میں ''تِتَدَحْرَجُ، أِتَدحْرَجُ، نِتَدحْرَجُ'' پڑھنا جائز ہے۔

(3) ''يَيْئَسُ'' میں تین لغات ہیں: ۱۔ ''يَاءَسُ'' (بقلب الياء التى هى فاء الفعل الفامن باب عَلِمَ يَعْلَمُ)۔ ۲۔ ''يَئَسُ'' ہیچوں ''يَهَبُ'' بروزن ''يَعَلُ'' (بحذف فاء الفعل وهى الياء من باب عَلِمَ يَعْلَمُ)۔ ۳۔ ''يَئِسُ'' ہیچوں ''يَعِدُ'' بروزن ''يَعِلُ'' (بحذف فاء الفعل من باب حَسِبَ يَحْسِبُ)۔ (الکتاب: ۴/ ۵۴، المصنف لابن جنی: ۱/ ۱۹۶، ۲۰۳)

(4) ''أَبَى يَأْبَى'' میں ''یاء'' کو کسرہ کی حرکت اس لیے دیتے ہیں کہ خلاف قانون اور موافق استعمال ہے، اس لیے کہ اس باب کی بناء خلاف قانون تھی، کیونکہ ''فَعَلَ يَفْعَلُ'' کے لیے حلقی العین یا حلقی اللام ہونا ضروری ہے، لیکن ''أَبَى يَأْبَى'' میں حرف حلقی نہیں، لہٰذا جب یہ باب خلاف قانون تھا اس وجہ سے ''یاء'' کو بھی خلاف قانون حرکت کسرہ کی دی ہے۔ لیکن یہ بات محل نظر ہے، کیونکہ ''فَعَلَ يَفْعَلُ'' باب کا حلقی لعین اور حلقی اللام ہونا اس وقت ضروری ہے جب یہ صحیح ہو۔

صاحب علم الصیغہ فرماتے ہیں کہ ہر وہ کلمہ صحیح جو باب ''فَتَحَ يَفْتَحُ'' سے آئے ضروری ہے کہ اس کا عین یا لام کلمہ حروف حلقی میں سے ہو۔ قاعدہ میں صحیح کی قید بڑھانے سے ان سب کلمات (قَلَى يَقْلَى، عَضَّ يَعَضُّ، بَقَى يَبْقَى، علی بعض اللغات) کا شذوذ ختم ہو گیا، کیونکہ ان میں سے بعض ناقص اور بعض مضاعف ہیں۔ محشی علامہ عثمانیؒ کہتے ہیں کہ اس قید سے مذکورہ کلمات کا شذوذ تو واقعی دور ہو گیا، لیکن ''رَكَنَ يَرْكَنُ'' کا شاذ ہونا پھر بھی باقی ہے کہ یہ صحیح بھی ہے اور باب فَتَحَ سے آیا ہے حالانکہ اس کا عین یا لام کلمہ حرف حلقی نہیں۔ (علم الصیغہ: ۱۰۷)

احقر کہتا ہے کہ ''رَكَنَ يَرْكَنُ'' مشہور اور فصیح لغت کے مطابق ''علم یعلم'' سے مستعمل ہے، قرآن مجید میں ''وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا'' (ہود: ۱۱۳) اسی باب سے مستعمل ہے، تاہم اس کو ''فَتَحَ يَفْتَحُ'' سے استعمال کرنا اہل لغت کے اجماع کے خلاف ہے، کیونکہ اہل لغت کہتے ہیں کہ ''فَتَحَ يَفْتَحُ'' صحیح کا حلقی العین یا لام ہونا ضروری ہے، لغویین میں سے صرف ابو عمرو ابن علاء بصری نے اس کو ''فَتَحَ يَفْتَحُ'' سے ہونا نقل کیا ہے۔ مشہور لغوی ابو العباس فیومی (م ۷۷۰ھ) نے اس کو تداخل الابواب کے قبیل سے قرار دیا، تداخل ابواب اس کو کہتے ہیں کہ بعض صیغے ایک باب سے اور بعض دوسرے باب سے مستعمل ہوں، یعنی دو باب ایک دوسرے میں داخل ہوئے ہوں، یہاں ''رکن'' ماضی ''ضرب'' سے اور ''یرکن'' مضارع ''سمع'' سے ہے۔ =

قانون نمبر ۱۴[۱]:

﴿الف مفاعل والا قانون﴾[۲]

حکم: یہ قانون وجوبی ہے[۳]۔

ہر حرف علت جو الف مفاعل[۴] کے بعد واقع ہو، زائدہ ہو گا یا اصلی، اگر زائد ہو تو اسے مطلقاً ہمزہ سے بدلانا واجب ہے، یعنی خواہ الف مفاعل سے پہلے بھی حرف علت ہو۔ یا نہ ہو، جیسے: ''شَرَایِفُ'' میں ''شَرَائِفُ'' اور ''طَوَاوُل'' میں ''طَوَائِلُ''. اور اگر حرف علت اصلی ہو تو اسے ہمزہ سے بدلانے کے لیے الف مفاعل سے پہلے بھی حرف علت کا ہونا شرط ہے، اگر الف مفاعل سے پہلے حرف علت نہ ہو تو اسے ہمزہ سے بدلنا منع ہے، جیسے: ''قَوَاوِلُ'' سے ''قَوَائِلُ'' پڑھنا واجب ہے اور ''مَقَاوُل'' سے ''مَقَائِلُ'' منع ہے، لیکن ''ضَیَاوِنُ'' (جو ''ضَیْوِنٌ'' کی جمع ہے) اور ''مَصَائِبُ'' (جو ''مُصِیْبَۃٌ'' کی جمع ہے) دونوں شاذ ہیں، کیونکہ پہلے میں شرط پائے جانے کے باوجود قانون نہیں لگاتے اور دوسرے میں شرط نہ ہونے کے باوجود قانون لگاتے ہیں[۵]۔

= بعض حضرات سے یہ بھی منقول ہے کہ یہ ''نَصَرَ ینصرُ'' کے باب سے ہے، لیکن یہ بھی غیر فصیح ہے۔ الغرض یہ باب ''فَتَحَ'' سے نہیں تو شاذ بھی نہیں۔ (لسان العرب:۱۳/ ۱۸۵، تہذیب اللغۃ:۱۰/ ۱۰۸، المصباح المنیر:۱/ ۲۳۷، تاج العروس:۳۵/ ۱۰۹، معجم دیوان الادب:۲/ ۱۳۸)

[۱] قانون کا فارسی متن: ہر حرف علت کہ واقع شد بعد الف مفاعل آں را بہ ہمزہ بدل کنند وجوباً زائدہ مطلقاً، واصلی بشرط تقدم حرف علت بر الف فاعل۔

[۲] تخریج: ہامش ایجاز التعریف:۹۹، فصول اکبری:۶۷، نوادر الاصول:۱۵۷، دستور المبتدی:۶۸، قوانین زرادی:۲۳، علم الصیغۃ:۵۹، ارشاد الصرف:۴۴، صرف بھتر ال:۵۵، صرف گھوٹوی:۹۸، قانونچہ کھیوالی:۲۷، الصرف العزیز:۱۹۵، کنز النوادر:۴۱۔

[۳] مواضعِ اجراء: یہ قانون صفتِ مشبہ (خواہ صحیح ہو، یا مثال ہو، یا اجوف ہو، یا ناقص ہو، یا لفیف ہو، یا مہموز ہو، یا مضاعف ہو) کے جمع اقصیٰ مفاعل صوری کے صیغوں میں جاری ہوتا ہے اور اسم فاعل اور اسم مفعول کے جمع اقصیٰ کے صیغوں میں لگتا ہے، بشرطیکہ اجوف یا ناقص ہو۔

[۴] الف مفاعل سے مراد وزن صوری ہے، کیونکہ ''أَفَاعِلُ'' اور ''فَوَاعِلُ'' میں بھی یہ قانون جاری ہوتا ہے، جیسے: ''أَوَائِلُ'' (شرح الشافیہ نقرہ کار:۲/ ۲۸۷، شرح الشافیۃ لابن جماعۃ:۲/ ۲۸۷، جاربردی:۲/ ۲۸۷، نغزک:۹۴).

[۵] علوم وفنون کی بناء استقراء پر ہے، نحوی قواعد نحات کا استقراء ہے، صرفی قواعد صرفیین کا استقراء ہے، منطقی قواعد مناطقہ کی استقراء ہے اور اصولی قواعد اصولیین کا استقراء ہے اور یہ بات طے شدہ ہے کہ استقراء مفید ظنِ غالب ہے، اس لیے فنی قواعد وضوابط اکثری ہیں، کلی نہیں، اگر ان اصول کو تسلیم کیا جائے تو پھر بات بات پر شاذ کہنے کی ضرورت نہیں پیش آئے گی، بلکہ قواعد کی تصحیح وتوجیہ کی جائے گی، اس طور پر کہ یہ قاعدہ اکثریہ ہے، لیکن کبھی کبھی یوں بھی ہوتا ہے، یا قاعدہ اکثریہ کے اندر کسی قید کا اضافہ کیا جائے تاکہ دفع شذوذ ہو۔

عموماً عام اہل فن اور بالخصوص صرفی اور نحوی حضرات جب کسی لفظ کو اپنے قانون کے خلاف دیکھتے ہیں تو اسے بلا تامل شاذ کہہ =

فائدہ اولی: مفاعل سے مراد وزن صوری ہے، یعنی الف مفاعل سے مراد وہ الف نہیں جو ایسے کلمہ میں ہو، جس کا حقیقی وزن مفاعل ہو، بلکہ اس سے مراد ہر وہ الف ہے جو تیسری جگہ جمع اقصیٰ کی علامت کے طور پر لایا جائے اور اس کے بعد بھی دو حرف ہوں۔

فائدہ ثانیہ: وزن کی تین قسمیں ہیں: ۱۔ وزن صرفی ۲۔ وزن صوری ۳۔ وزنِ عَروضی

۱۔ وزن صرفی: جس میں متحرک کے مقابلے میں متحرک اور ساکن کے مقابلے میں ساکن ہو، حرکات بھی ایک جیسی ہوں اور اصلی وزائد کا لحاظ بھی رکھا جائے، جیسے: ''ضَارِبٌ'' بروزن ''فَاعِلٌ''[1].

= دیتے ہیں، حالانکہ ان کے پاس استقراء کے علاوہ کونسی دلیل ہے کہ جس پر ان کی قواعد وضوابط کی عمارت استوار ہے؟! اور استقراء تو مفید ظن غالب ہے!! اور ستم یہ ہے کہ بسا اوقات قرآن مجید کے بعض الفاظ کو بھی شاذ کہہ دیتے ہیں اور پھر آگے مزید تکلفات میں پڑھ جاتے ہیں کہ شاذ ایک فصیح ہے اور ایک غیر فصیح ہے، ایک شاذ موافق الاستعمال ہے اور ایک غیر موافق الاستعمال!! حالانکہ یہ توجیہات بے سود ہیں، کیونکہ شاذ مقسم خود غیر فصیح ہے تو اس کی اقسام فصیح کیسے ہوئیں؟ قرآن مجید وحدیث جس طرح اعتقادیات اور اعمال کے لیے معیار ومیزان ہیں تو اس طرح عربیت کے لیے بھی معیار ومیزان ہے، لیکن نحات اور صرفیوں کا یہ المیہ ہے کہ وہ استدلال واستشہاد میں شعراء جاہلیت کے اشعار اور عربی دیہاتیوں کے محاورات پیش کرتے ہیں، لیکن قرآن وحدیث سے کسی لفظ کی تائید پیش نہیں کرتے، اسی وجہ سے مشہور متکلم و محقق علامہ عبد العزیز فرہارویؒ فرماتے ہیں:

''وَمِنْ خَطَأِ النُّحَاةِ أَنَّهُمْ لَايَحْتَجُّوْنَ بِأَمْثَالِهٖ، وَلَوْ سَمِعُوْهُ مِنْ بَدْوِيٍّ لَا يَعْرِفُ إِلَّا بَعْرَالْإِبِلِ لَاتَّخَذُوْهُ حُجَّةً''. (النبراس: ۴۶۳)۔

اس لیے احتجاج واستشہاد میں قرآن وحدیث پیش کیا جائے گا، چنانچہ جو قاعدہ قرآن مجید کے کسی لفظ کے خلاف ہو تو اس قاعدہ کی تصحیح وتوجیہ کی جائے گی نہ یہ کہ قرآن مجید کے کسی لفظ کو شاذ قرار دے کر الفاظِ قرآنیہ میں تاویلات کیں جائیں!! اور جہاں تک ممکن ہو لفظ کو شاذ ہونے سے بچایا جائے اور اس کو صحیح پڑھا جائے اور جو لفظ خلاف القیاس ہو تو اسے اپنے مورد پر بند کیا جائے چہ جائے کہ اس پر مزید اور الفاظ کو قیاس کیا جائے، چنانچہ ان الفاظ میں سے متن میں مذکورہ لفظ ''مَصَائِبُ'' میں بھی ہے، اب ''مَصَائِبُ'' پر دیگر ''مَشَایِخُ، مَکَایِدُ، مَصَایِدُ، مَفَاوِزُ، مَعَایِشُ، مَعَایِبُ'' وغیرہ کو قیاس نہ کیا جائے اور اس میں الف مفاعل والا قانون جاری نہیں کیا جائے گا، کیونکہ ان میں ''یاء'' اور ''واؤ'' حروفِ اصلیہ ہیں اور حروف اصلیہ میں الف مفاعل سے پہلے بھی حرف علت کا ہونا شرط ہے جو یہاں نہیں پایا جارہا ہے۔

ماضی قریب کے مشہور حنفی محقق شیخ عبد الفتاح ابو غدہؒ (م ۱۴۱۷ھ) نے اس غلطی کی نشاندہی کی ہے اور وہ ازراہِ ظرافت کہتے ہیں کہ جب میں ہندوستان گیا تو مجھے کہا گیا کہ آپ کیوں آئے ہیں؟ تو میں نے کہا کہ اس لیے آیا ہوں کہ: ''لاتہمزوا المشایخ فإن همز المشايخ لايجوز!'' مشایخ ہمزہ کیساتھ نہ پڑھو، کیونکہ مشایخ کو ہمزہ دینا جائز نہیں!! دیکھئے: ھامش الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل: ٤٦-٤٨۔

[1] یعنی جس میں وزن اور موزون بہ میں تین امور کا لحاظ کیا جاتا ہے: ۱۔ حرکات وسکنات (زبر، زیر، پیش، جزم) کا ہم جنس حرکات وسکنات کیساتھ موافقت ہونے میں تقابل ہو۔ ۲۔ موزون بہ کے حروف اصلیہ کا وزن کے حروف اصلیہ کیساتھ تقابل ہو۔ ۳۔ زائد حروف کا ہم جنس زائد حرف کیساتھ تقابل ہو، جیسے: ''اِجْتَنَبَ'' کا ''اِفْتَعَلَ'' کے وزن پر ہر سہ امور میں موازنہ اور تقابل ٹھیک ٹھیک پایا جاتا ہے۔ اور وزن صوری وہ ہے، جس میں موزون بہ اور وزن کا پہلی چیز میں تو تقابل ملحوظ ہو، مگر دوسری اور تیسری چیز میں تقابل وموازنہ کا لحاظ ضروری نہیں، جیسے: ''أَکَابِرُ، قَوَاعِدُ، مَسَاجِدُ'' تینوں ''مَفَاعِلُ'' کے وزن پر ہیں جن میں حرکات =

۲۔ وزنِ صوری: جس میں متحرک کے مقابلے میں متحرک اور ساکن کے مقابلے میں ساکن ہو، حرکات بھی ایک جیسی ہوں، لیکن اصلی وزائد کالحاظ نہ رکھا جائے، جیسے: "ضَوَارِبُ" بروزن "مَفَاعِلُ".

۳۔ وزنِ عَروضی: جس میں متحرک کے مقابلے میں متحرک اور ساکن کے مقابلے میں ساکن ہو، لیکن حرکات بھی ایک جیسی نہ ہوں اور اصلی وزائد کالحاظ بھی نہ رکھا جائے، جیسے: "شَرِيْفٌ" بزوزن "فَعُوْلُنْ"[1].

﴿ابوابِ صحیح ثلاثی مجرد﴾[2]

باب دوم[3]: صرف صغیر[4] ثلاثی مجرد صحیح از باب فَعَلَ يَفْعُلُ چوں اَلنَّصْرُ وَالنُّصْرَةُ (مدد کرنا).

= وسکنات کا تقابل ٹھیک پایا جاتا ہے، لیکن حروف اصلیہ وزوائد کا تقابل نہیں پایا جاتا ہے، کیونکہ وزن صرفی کے اعتبار سے اول "أَفَاعِلُ" کے وزن پر، ثانی "فَوَاعِلُ" کے وزن پر اور ثالث "مَفَاعِلُ" کے وزن پر ہونا چاہیے۔

وزن عروضی وہ ہے جس میں موزون بہ اور وزن میں موازنہ وتقابل کالحاظ تینوں امور ضروری نہ ہو، صرف تعداد حروف اور حرکات وسکنات میں برابری ملحوظ ہو، ہم جنس حرکات وسکنات میں بھی موافقت کا ہونا ضروری نہیں ہے، جیسے: "يَفْعَلُ" بروزن "فَاعِلُ" اسم فاعل کے وزن پر ہے، نیز "طَعَامٌ، إِدَامٌ، زُكَامٌ، زَغِيْفٌ، صَبُوْرٌ" یہ پانچوں "فَعُوْلُنْ" کے وزن پر شمار کیے جاتے ہیں، حالانکہ وزن صرفی کے اعتبار سے اول "فَعَالٌ" کے وزن پر، ثانی "فِعَالٌ" کے وزن پر، ثالث "فُعَالٌ" کے وزن پر، رابع "فَعِيْلٌ" کے وزن پر ہیں، صرف خامس "فَعُوْلٌ" کے وزن پر ہے۔ (نوادر الاصول: ۱۸ ا ہامش کتاب الصرف: ۴۵)

[1] ابواب اور صیغوں میں بلا قرینہ وزنِ صرفی مراد ہوتا ہے، البتہ تصغیر میں وزنِ صوری مراد ہوتا ہے اور اشعار وابیات میں وزنِ عَروضی مراد ہوتا ہے۔ (نوادر الاصول: ۱۸)

[2] باب لغت میں " دروازے" کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں الفاظ کے مجموعے اور گروہ کو کہتے ہیں، جس طرح دنیا میں کسی خاص گروہ پر خاندان اور قبیلہ کا اطلاق ہوتا ہے تا اسی طرح علم الصرف میں بھی وہ کلمات جو ایک مأخذ (مصدر) سے مشتق ہوں تو ان پر باب کا علی سبیل المجاز اطلاق ہوتا ہے۔ ثلاثی مجرد کے کل چھ ابواب ہیں جن کی وجہ حصر ماضی اور مضارع کے عین کلمہ کی حرکات کے اعتبار سے ہے جیسے ثلاثی مجرد میں ماضی کا وزن تین طرح سے مستعمل ہے: ۱- فَعَلَ، ۲- فَعِلَ، ۳- فَعُلَ. اس طرح مضارع میں بھی تین طرح سے مستعمل ہے: ۱- يَفْعِلَ، يَفْعَلَ، يَفْعُلَ. اب کبھی ماضی اور مضارع کے عین کلمہ کی حرکات ایک جیسی ہوں گی، جیسے: مَنَعَ يَمْنَعُ، حَسِبَ يَحْسِبُ، شَرُفَ يَشْرُفُ اور بسا اوقات ماضی اور مضارع کے عین کلمہ کی حرکات مختلف ہوتی ہیں، جیسے: عَلِمَ يَعْلَمُ، ضَرَبَ يَضْرِبُ، نَصَرَ يَنْصُرُ. تو اسی ترتیب سے مذکورہ بالا چھ ابواب بنتے ہیں۔ پھر جن ابواب کی ماضی اور مضارع کے عین کلمہ کی حرکت میں موافقت نہ ہو ان کو اُم الأبواب کہتے ہیں، اور جن ابواب کی ماضی اور مضارع کے عین کلمہ کی حرکت میں موافقت ہو ان کو فروع الأبواب کہتے ہیں۔ یعنی اول الذکر تینوں ابواب ام الأبواب اور مؤخر الذکر تینوں ابواب فروع الأبواب کہلاتے ہیں۔

مذکورہ چھ ابواب کے علاوہ ثلاثی مجرد کے تین باب اور بھی ہیں، جیسے: "فَعَلَ يَفْعُلُ، فَعُلَ يَفْعَلُ، فَعُلَ يَفْعِلُ"، لیکن یہ ابواب مستعمل نہیں۔ یا یہ تداخل ابواب کے قبیل سے ہیں، تداخل کا معنی یہ ہیں کہ ماضی ایک باب سے ہو اور مضارع دوسرے باب سے ہو، جیسے: "فَضِلَ يَفْضُلُ" دو باب سے آیا ہے، ماضی باب "سَمِعَ" سے اور مضارع باب "نَصَرَ" سے، دو باب سے مل کر یہ باب بنا ہے۔

[3] یہ بابِ دوم ہے، تاہم ثلاثی مجرد میں اولیت کی باب کی خاصیت نہیں بلکہ جو باب صحیح میں زیادہ مستعمل ہو اُسے باب اول کہتے ہیں، اسی طرح مثال، اجوف، ناقص، لفیف، مہموز اور مضاعف میں جو باب زیادہ مستعمل ہو تو باب اول کہلاتا ہے۔

[4] صرفی حضرات کا "صرف صغیر" کے متعلق دو مذہب ہیں:۔ ۱۔ مذہب متقدمین، ۲۔ مذہب متأخرین

مصادر: الْقُعُوْدُ، الْهَرْبُ، الْمَطْرُ، الْخُلُوْدُ، السُّقُوْطُ، الْسَنْجُ، الرُّقُوْدُ[۱].

باب سوم: صرف صغیر ثلاثی مجرد صحیح از باب فَعِلَ يَفْعَلُ چوں اَلْعِلْمُ (جاننا)[۲]۔

مصادر: السَّعَادَةُ، الْلُعُوْقُ، الْلَبْسُ، الْعَطْشُ، الضِّحْكُ، السَّمْعُ[۳].

باب چہارم: صرف صغیر ثلاثی مجرد صحیح از باب فَعَلَ يَفْعَلُ چوں اَلْمَنْعُ (روکنا)۔

مصادر: الذِّهَابُ، الْمَدْحُ، الْجُحُوْدُ، النُّهُوْضُ، الْمَضْغُ، السَّحْقُ، الصَّرْخَةُ.[۴]

باب پنجم: صرف صغیر ثلاثی مجرد صحیح از باب فَعِلَ يَفْعِلُ چوں اَلْحِسْبَانُ، وَالْمَحْسِبُ وَالْمَحْسِبَةُ وَالْحِسَابُ (گمان کرنا)۔[۵]

مصادر: اَلنِّعْمَةُ.

باب ششم: صرف صغیر ثلاثی مجرد صحیح از باب فَعُلَ يَفْعُلُ چوں اَلشَّرْفُ وَالشَّرَافَةُ(بزرگ ہونا)[۶]۔

= ا۔ مذہب متقدمین: متقدمین فرماتے ہیں کہ ماضی، مضارع، اسم فاعل، اسم مفعول وغیرہ ان کل بارہ چیزوں میں فعلوں کے معلوم اور مجہول کے ابتدائی ایک ایک صیغہ کو اور اسماء کے ابتدائی ایک ایک صیغہ کو ذکر کرنے کے مجموعے کو صرف صغیر کہتے ہیں۔

۲۔ مذہب متأخرین: متأخرین فرماتے ہیں کہ ماضی، مضارع وغیرہ فعلوں کی ہر بحث کے معلوم و مجہول کے ابتدائی ایک ایک صیغہ اور اسماء کے اسم فاعل و مفعول کے علاوہ تمام صیغوں کے ذکر کرنے کے مجموعے کو صرف صغیر کہتے ہیں۔

آج کل متأخرین کے مذہب کو ترجیح دی جاتی ہے، صرف بہائی، ابواب الصرف، قانونچہ کھیوالی، صرفِ بُھترال، صرفِ گھوٹوی، قانونچہ فی الصرف، الصرف العزیز، الأنوار الأشرفیہ اور ارشاد الصرف میں اسی طریقے کو اختیار کیا گیا ہے اس لئے کہ اصل گردان فعل کی ہوتی ہے اور اسم کی گردان تبعاً ہوتی ہے تو اس وجہ سے فعل کا ایک ایک صیغہ اور اسماء کے تمام صیغوں کو ذکر کیا جاتا ہے جبکہ اسم فاعل، اسم مفعول کے ایک ایک صیغہ اس لئے ذکر کیا جاتا ہے تو ان کی فعل مضارع کے ساتھ مشابہت ہے

(۱) دیگر مصادر یہ ہیں: اَلْخُرُوْجُ، اَلدُّخُوْلُ، اَلطَّلَبُ، اَلْقَتْلُ، اَلنَّشْرُ.

(۲) باب ''سمع''کا اسم فاعل اکثر ''فاعل'' کے وزن پر آتا ہے، جیسے:''سامع،عالم''، لیکن جب فاعل میں ثبوت و استمرار کے معنی ملحوظ ہوں تو''فاعل''کا وزن نہیں آتا، بلکہ ''فعیل''صفت مشبہ کے وزن پر آتا ہے، جیسے:''سمیع،علیم''۔(کتاب الصرف:۴۹)

(۳) دیگر مصادر یہ ہیں: اَلشُّرْبُ، اَلْحَمْدُ، اَلشَّهَادَةُ، اَلْقُدُوْمُ.

(۴) دیگر مصادر یہ ہیں: اَلْفَتْحُ، اَلْمَدْحُ، اَلزَّرْعُ، اَلْجُحُوْدُ، اَلذِّهَابُ.

(۵) یہ باب صحیح ثلاثی مجرد سے صرف ''حَسِبَ''اور''نَعِمَ'' کے مادے سے مستعمل ہیں، لیکن قرآن مجید میں ''حَسِبَ''اس باب سے مستعمل نہیں، بلکہ ''علم یعلم'' سے مستعمل ہے، البتہ لفیف اور مثال کے مادے اس باب سے بہت مستعمل ہیں۔

(۶) یہ باب ہمیشہ لازم استعمال ہوتا ہے اور جو باب لازم استعمال ہو اس سے مجہول اور اسم مفعول کے صیغے نہیں آتے، کیونکہ ان کا مفعول بہ نہیں ہوتا جو نائب فاعل بن سکے، لہذا اس باب سے فعل ماضی مجہول، مضارع مجہول، اسم مفعول، فعل جحد مجہول، فعل نفی مجہول، فعل مؤکد بلن ناصبہ مجہول، امر حاضر مجہول، امر غائب مجہول، نہی حاضر مجہول اور نہی غائب مجہول کے صیغے نہیں آتے، لیکن اگر اس کو متعدی کرنا ہو تو نائب فاعل پر حرف جارہ ''باء'' وغیرہ داخل کریں تو متعدی ہو جائے گا اور مدخول کو لفظاً مجرور اور حکماً مرفوع کرکے نائب فاعل بناتے ہیں، جیسے:''شُرِفَ بزید''(زید کی عزت کی گئی)۔ =

(اس باب کے اسم فاعل[۱] کی جگہ صفتِ مشبہ آئی گی)۔
مصادر: اَلْقُرْبُ، الْبُعْدُ،الْبَصَارُةُ، الْكَثْرَةُ، الصُّعُوْبَةُ، الْعَظْمَةُ، الْكَرَامَةُ[۲].

= یادرہے کہ لازم ابواب سے مجہول اوراسم مفعول کی گردان نہیں پڑھی جاتی، لیکن طلباء کرام کی سہولت اور گردانیں یاد کرانے کے لیے مجہول اوراسم مفعول کی گردانیں عام اور معروف طریقے کے مطابق پڑھی جاتی ہیں، اگرچہ یہ قاعدہ کے خلاف ہے، تاہم اس سے اجراء قوانین اور تعلیلات کے حوالے سے طلباء کی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔

[۱] فاعل کے صیغہ میں اگر دوام واستمرار والا معنی نہ ہو تو اسے اسم فاعل قرار دیا جاتا ہے اور اگر دوام وثبوت کا معنی ہو تو اسے صفت مشبہ کہتے ہیں، اسم فاعل کے صیغے قیاسی ہیں، لیکن صفت مشبہ کے صیغے سماعی ہیں اور وہ صرف ثلاثی مجرد کے لازم ابواب سے آتے ہیں اور ثلاثی مجرد کے علاوہ باقی سولہ ابواب سے صفت مشبہ کا صیغہ وہ اسم فاعل کا ہی صیغہ ہو گا، جب اس میں دوام واستمرار کا معنی ملحوظ ہو۔

[۲] دیگر مصادر یہ ہیں: اَلْکَرَاهَةُ.

﴿صفتِ مشبہ﴾[1]

[1] صفت مشبہ کی تعریف یہ ہے:الصِّفَةُ الْمُشَبَّهَةُ: "هُوَ إِسْمٌ مُّشْتَقٌّ يَّدُلُّ عَلٰى ثُبُوْتِ صِفَةٍ لِّصَاحِبِهَا ثُبُوْتًا عَامًا".صفت مشبہ وہ اسم مشتق ہے جو اس ذات پر دلالت کرتا ہے جس میں معنی مصدری مستقل طور پر پایا جاتا ہو۔
صفت مشبہ تین چیزوں پر دلالت کرتا ہے:
(۱)۔ معنی مصدری پر جسے "وصف" یا "صفت" کہتے ہیں۔(۲)۔ موصوف پر جس کے ساتھ یہ معنی مصدری قائم ہوتا ہے۔ (۳)۔ تیسری دلالت اس بات پر ہوتی ہے کہ معنی مصدری موصوف کے لیے تمام زمانوں میں ثابت ہے۔(المستقصی فی علم التصریف: ۴۹۵، الصرف العربی: ۱۱۱، شرح الرضی: ۷۴۷)
صفت مشبہ کے صیغے مختلف اوزان پر آتے ہیں جن میں اکثر سماعی اور چند قیاسی ہیں، قیاسی اوزان تین قسم کے ہیں:
[۱] الأَصِيْلُ، [۲] المُلْحَقُ بِالْأَصِيْلِ، [۳] الجَامِدُ المُؤَوَّلُ
(۱)-"الأَصِيْلُ": وہ اسم مشتق ہے جو فعل لازم ثلاثی مجرد متصرف کے مصدر سے بنایا جاتا ہے اور بغیر کسی قرینہ اور تاویل کے فعل کے دائمی معنی پر دلالت کرتا ہے؛اسی وجہ سے اس کو "اصیل" یعنی بنیادی قسم کہا جاتا ہے، اس کے کئی اوزان ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں:[1]
(۱)۔"فَعِلٌ" اگر فعل ماضی ثلاثی لازم خوشی غم یا کسی ایسی حالت پر دلالت کرے جو کہ وقتاً فوقتاً طاری ہوتی ہے اور پھر تیزی سے زائل ہو جاتی ہے تو صفت مشبہ "فَعِلٌ" کے وزن پر آئے گی۔ جیسے "وَجِلٌ، طَرِبٌ، حَذِرٌ، تَعِبٌ" یہ سب فعل کے وزن پر صفت مشبہ کے اوزان ہیں اور ایسے احوال پر دلالت کرتے ہیں جو کہ انسان پر آتے رہتے ہیں۔
(۲)۔ "أَفْعَلُ" اگر فعل کسی ایسے طبعی یا فطری امر پر دلالت کرے جس میں دوام پایا جاتا ہے تو صفت مشبہ "أَفْعَلُ" کے وزن پر آتی ہے۔ جیسے "أَعْوَرُ، أَحْمَرُ، أَعْرَجُ، أَحْوَرُ"، "أَفْعَلُ" کے وزن پر صفت مشبہ کے صیغے ہیں۔
(۳)۔"فَعْلانٌ" اگر فعل کسی ہیجانی کیفیت یا ایسی حالت پر دلالت کرے جس میں خالی پن (خلو) یا بھرنے (امتلاء) کے معنی پائے جائیں جو کہ وقتاً فوقتاً طاری اور پھر تیزی سے زائل نہ ہوتی ہو تو صفت مشبہ "فَعْلانٌ" کے وزن پر آتی ہے۔ جیسے "غَضْبَانٌ، عَطْشَانٌ، رَيَّانٌ، شَبْعَانٌ، ظَمْآنٌ"، "فَعْلانٌ" کے وزن پر ہیں اور اضطرابی کیفیت پر دلالت کر رہیں ہے اور اگر فعل ماضی فعل کے وزن پر ہو تو صفت مشبہ بہت سے اوزان پر آتی ہے جن میں مشہور اوزان درج ذیل ہیں:
(۱) "فَعِيْلٌ" جیسے "بَخِيْلٌ"، (۲) "فَعْلٌ" جیسے "سَبْطٌ"، (۳) "فِعْلٌ" جیسے "صِفْرٌ"، (٤) "فُعْلٌ" جیسے "حُرٌ"، (٥) "فَاعِلٌ" جیسے "صَاحِبٌ". اگر فعل ماضی "فَعَلَ" کے وزن پر ہو تو صفت مشبہ "فَيْعِلٌ" کے وزن پر آتی ہے اور یہ صفت مشبہ کا سب سے کم استعمال ہونے والا وزن ہے۔ جیسے "مَيِّتٌ، سَيِّدٌ".
(۲)- "مُلْحَق بِالْأَصِيْل": وہ اسم مشتق ہے جو کہ اسم فاعل یا اسم مفعول کے وزن پر ہوتا ہے لیکن معنی ان کا نہیں دیتا بلکہ کسی دلیل اور قرینے کی بنیاد پر صفت مشبہ کا معنی دیتا ہے۔صفت مشبہ اسم فاعل اور اسم مفعول کے معنی میں دو شرطوں کے ساتھ استعمال ہوتا ہے:
(۱)۔ اسم فاعل و مفعول دائمی معنی پر دلالت کرتا ہو، (۲)۔ اسم فاعل ہونے کی صورت میں اپنے فاعل اور اسم مفعول ہونے کی صورت میں نائب فاعل کی طرف مضاف ہو۔ جیسے "وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ، مُسْتَجَابُ الدَّعْوَةِ".
(۳)۔ "الجَامِدُ المُؤَوَّلُ": وہ اسم جامد ہے جو مشتق کی تاویل میں ہو کر صفت مشبہ کے معنی پر دلالت کرے اور صفت مشبہ اسم جامد کی صورت میں اس وقت واقع ہوتی ہے جب اسم جامد دائمی معنی پر دلالت کرے اور اس کی تاویل اسم مشتق سے کی جاسکتی ہو۔ جیسے "اِنْتَصَرَ المَلِكُ الْأَسَدُ جُنْدَه، أَعْجَبَتْنِي الْفَتَاةُ الْقَمَرُ وَجْهَهَا"، اس مثال میں "اسد" کی تاویل "شجاع" سے کی جاسکتی ہے اور "قمر" کی تاویل "جمیل" سے کی جاسکتی ہے۔(الصرف العربی: ۱۱۳)
=

شَرِیْفٌ: رااز ''یَشْرُفُ'' بناکردند، یاءِ حرفِ مضارعت راحذف کردہ، فاءکلمہ رافتحہ دادہ، بعدازعین کلمہ یاءساکنہ ازبرائے علامت صفت مشبہ درآوردہ، ماقبل یاءراکسرہ دادہ، تنوین تمکن علامتِ اسمیت رادرآخرش درآوردہ ''شَرِیْفٌ'' شد۔

شَرِیْفَانِ: رااز ''شَرِیْفٌ'' بناکردند، الف علامت تثنیہ ونون مکسورہ عوض ازضمہ، یاازتنوین، یاازہردوکہ درواحدان بوددرآخرش درآوردہ، ماقبل الف رافتحہ دادہ ''شَرِیْفَانِ'' شددرحالت رفعی، و''شَرِیْفَیْنِ'' شددرحالت نصبی وجری۔

شَرِیْفُوْنَ: رااز ''شَرِیْفٌ'' بناکردند، واؤساکنہ علامت جمع مذکر[۱] سالم ونون مفتوحہ عوض ازضمہ، یاازتنوین، یاازہردوکہ درواحدان بود، درآخرش درآوردہ، ماقبل واؤراضمہ دادہ ''شَرِیْفُوْنَ'' شددرحالتِ رفعی، ''شَرِیْفِیْنَ'' شد درحالت نصبی وجری[۲]۔

= صفت مشبہ کوصفت مشبہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ درج ذیل امور میں اسم فاعل کے مشابہ ہوتی ہے اسی وجہ سے اس کو "الصِّفَةُ الْمُشَبَّهَةُ بِاسْمِ الْفَاعِلِ" کہتے ہیں۔

(۱)۔صفت مشبہ اسم فاعل کی طرح مشتقات میں سے ہے۔(۲)۔مفرد، تثنیہ، جمع اور مذکر ومؤنث واقع ہونے میں اسم فاعل کی طرح ہے۔(۳)۔اسم فاعل کی طرح فعل کا عمل بھی کرتی ہے۔ (الصرف العربی:۱۱۲)

تاہم اسم فاعل اور صفت مشبہ میں چند فرق ہیں:

(۱)۔صفت مشبہ میں معنی مصدری دوام اور ہمیشگی کے لیے ہوتا ہے جبکہ اسم فاعل میں مصدری معنی عارضی ہوتا ہے۔جیسے "خَالِدٌ حَسِیْنٌ" (خالد خوبصورت ہے)، "زَیْدٌ ضَارِبٌ" (زیدمارنے والاہے)۔(۲)۔اسم فاعل لازم اور متعدی دونوں طرح سے آتاہے جبکہ صفت مشبہ صرف لازم باب سے آتاہے۔(۳)۔اسم فاعل پر الف لام اسمی داخل ہوتاہے جبکہ صفت مشبہ پر داخل نہیں ہوتا۔ (۴)۔اسم فاعل کے صیغے قیاسی ہیں جبکہ صفت مشبہ کے صیغے سماعی ہے،صفت مشبہ صرف ثلاثی مجرد سے آتاہے جبکہ اسم فاعل ثلاثی مجرد مزید، رباعی مجرد اور مزید ہر ایک سے آتاہے۔ (کشاف اِصطلاحات الفنون:۱/۱۹۳،الصرف العربي:۱۲۰)

[۱] جمع کا لغوی معنی ہے "اکٹھاہونا"۔اور اصطلاح میں اس کلمہ کو کہتے ہیں جو مشتق ہو اور دو سے زیادہ پر دلالت کرے۔

- جمع کی دو قسمیں ہیں (۱) جمع سالم، (۲) جمع مکسر۔ جمع سالم وہ ہے: جس کے واحد کے صیغے میں توڑ پھوڑ نہ کی جائے بلکہ واحد کے صیغہ کے آخر میں زیادتی کرکے جمع کا معنی حاصل کیاجائے۔ اور جمع مکسر اسے کہتے ہیں: جس کے واحد کے صیغے میں کوئی توڑ پھوڑ کی جائے۔
- جمع سالم کی دو قسمیں ہیں:(۱) جمع مذکر سالم، (۲) جمع مؤنث سالم۔ جمع مذکر سالم وہ ہے: جس کے آخر میں واؤاور نون ہو خواہ اس کا مفرد مذکر ہو۔ جیسے: مُسْلِمُوْنَ"، یامؤنث ہو جیسے: "أَرْضٌ" سے "أَرْضُوْنُ". اور جمع مؤنث سالم وہ ہے: جس کے آخر میں الف اور تاء ہو اس کا مفرد خواہ مذکر ہو۔ جیسے: "مُرْفُوْعٌ" سے "مَرْفُوْعَاتٌ"، یامؤنث ہو جیسے: "مُسْلِمَةٌ" سے "مُسْلِمَاتٌ".
- جمع مکسر کی دو قسمیں ہیں: (۱) سماعی، (۲) قیاسی۔ سماعی وہ ہے: جس کے بنانے کا کوئی قاعدہ کلیہ نہ ہو، بلکہ محض اہل عرب سے سننے پر موقوف ہو۔ اور قیاسی وہ ہوتاہے: جس کے بارے میں کوئی قاعدہ کلیہ ہو۔ جمع مکسر سماعی کے اوزان کثیر ہیں۔
- مکسر قیاسی کے پانچ نام ہیں:(۱) جمع مکسر قیاسی، (۲) غیر منصرف، (۳) جمع الجموع، (۴) جمع منتہی الجموع، (۵) جمع اقصی۔

[۲] بعض صورتوں میں لفظی یامعنوی قرینے کی وجہ سے اسم فاعل دائمی معنی پر دلالت کرتاہے اس صورت میں اسم فاعل کے وزن پر ہونے کے باوجود صفت مشبہ ہی شمار ہوتاہے۔ اس کی کئی صورتیں ہیں: =

شِرَافٌ[1]: را از "شَرِيْفٌ" بنا کردند، فتحہ فاء کلمہ را بکسرہ بدل کردہ، یاءِ واحدہ را حذف کردہ بجائش الف علامت جمع تکسیر درآوردہ، ما قبل الف را فتحہ داد، "شِرَافٌ" شد۔

شُرُوْفٌ: را از "شَرِيْفٌ" بنا کردند، فتحہ فاء کلمہ را بضمہ بدل کردہ، یاءِ واحدہ را حذف کردہ، بعد از عین کلمہ واؤ ساکن از برائے علامت جمع تکسیر ساختہ ما قبل واؤ را ضمہ دادہ "شُرُوْفٌ" شد۔

شُرُفٌ: را از "شَرِيْفٌ" بنا کردند، فتحہ فاء کلمہ را بضمہ بدل کردہ، یاءِ واحدہ را حذف کردہ، بعد از عین کلمہ مضموم از برائے علامت جمع تکسیر ساختہ "شُرُفٌ" شد۔

شُرَفَاءُ: را از "شَرِيْفٌ" بنا کردند، فتحہ فاء کلمہ را بضمہ بدل کردہ، یاءِ واحدہ را حذف کردہ، یاء واحدہ را حذف کردہ، عین کلمہ را فتحہ دادہ، بعدہ الف ممدودہ از برائے علامت جمع تکسیر در آخرش درآوردہ، ما قبل الف را فتحہ دادہ، تنوین تمکن را مقدر نمودند از برائے ضدیتِ منع صرف "شُرَفَاءُ" شد۔

شُرْفَانٌ: را از "شَرِيْفٌ" بنا کردند، فتحہ فاء کلمہ را بضمہ بدل کردہ، یاءِ واحدہ را حذف کردہ، فتحہ فاء کلمہ را بضمہ بدل کردہ، عین کلمہ را ساکن کردہ، بعدہ الف ونون مزید تین از برائے علامت جمع تکسیر در آخرش درآوردہ، ما قبل الف را فتحہ دادہ "شُرْفَانٌ" شد۔

شِرْفَانٌ: را از "شَرِيْفٌ" بنا کردند، فتحہ فاء کلمہ را بکسرہ بدل کردہ، یاءِ واحدہ را حذف کردہ، فتحہ فاء کلمہ را بضمہ بدل کردہ، عین کلمہ را ساکن کردہ، بعدہ الف ونون مزید تین از برائے علامت جمع تکسیر در آخرش درآوردہ، ما قبل الف را فتحہ دادہ "شِرْفَانٌ" شد۔

أَشْرَافٌ: را از "شَرِيْفٌ" بنا کردند، ہمزہ مفتوحہ باسکان فاء کلمہ در اولش درآوردہ، یاءِ واحدہ را حذف کردہ، بجائش الف از برائے علامت جمع تکسیر درآوردہ، ما قبل الف را فتحہ دادہ "أَشْرَافٌ" شد۔

أَشْرِفَاءُ: را از "شَرِيْفٌ" بنا کردند، ہمزہ مفتوحہ باسکان فاء کلمہ در اولش درآوردہ، عین کلمہ را بر حالِ خود گذاشتہ، یاء واحدہ را حذف کردہ، الف ممدودہ از برائے علامت جمع تکسیر در آخرش درآوردہ، ما قبل الف را فتحہ دادہ، تنوین تمکن

= (۱)۔ جب ثلاثی مجرد لازم کا صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل کی طرف مضاف ہو تو یہ صفت مشبہ بن جاتا ہے۔ جیسے "رَاجِحُ الْعَقْلِ" (کامل عقل والا) "حَاضِرُ الْبَدِيْهَةِ" (ذہین) یہ اصل میں "رَاجِحٌ عَقْلُه، حَاضِرَةٌ بَدِيْهَتُه" ہیں۔

(۲)۔ جب غیر ثلاثی مجرد لازم کا صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل کی طرف مضاف ہو۔ جیسے "النَّجْمُ مُسْتَدِيْرُ الشَّكْلِ، مُتَوَقِّدُ الْجِرْمِ، مُسْتَضِيْءُ الْوَجْهِ" یہ اصل میں "مُسْتَدِيْرٌ شَكْلُه، مُتَوَقِّدٌ جِرْمُه، مُسْتَضِيْءٌ وَجْهُه" ہیں۔

(۳)۔ جب صیغہ اسم فاعل خود دوام وثبات کے معنی پر دلالت کرتا ہو۔ جیسے "خَالِدٌ، مُسْتَدِيْمٌ، دَائِمٌ" وغیرہ۔

(۴)۔ جب صیغہ اسم فاعل اللہ تعالی کی ذات مقدسہ کے لیے استعمال ہو تو اس صورت میں بھی اسم فاعل دائمی معنی پر دلالت کی وجہ سے صفت مشبہ ہی ہوتا ہے۔ جیسے ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾، ﴿غَافِرِ الذَّنْبِ﴾ وغیرہ۔

[1] جمع مکسر کے جو اوزان اسم فاعل اور صفت مشبہ میں ہیں ان کا ہر باب اور ہر مادہ سے آنا ضروری نہیں ہے بلکہ سماع پر موقوف ہیں، اور یہ بھی ضروری نہیں کہ یہی اوزان ہوں بلکہ ان کے علاوہ بھی آسکتے ہیں۔

رامقدر نمودند از برائے ضدیتِ منع صرف ''أَشْرِفَاءُ''شد۔

أَشْرِفَةٌ:رااز''شَرِيْفٌ''بناکردند، ہمزہ مفتوحہ باسکان فاء کلمہ دراولش درآوردہ، عین کلمہ رابرحال خود گذاشتہ، یاواحدہ راحذف کردہ، بعدہ تاء متحرکہ ازبرائے علامت جمع تکسیر درآخرش درآوردہ، ماقبل تاء رافتحہ دادہ ''أَشْرِفَةٌ''شد۔

شَرِيْفَةٌ:راز''شَرِيْفٌ''بناکردند، تاء متحرکہ ازبرائے علامت تانیث درآخرش درآوردہ، ماقبل تاء رافتحہ دادہ ''شَرِيْفَةٌ''شد۔

شَرِيْفَتَانِ:را از''شَرِيْفَةٌ''بناکردند، الف علامت تثنیہ ونون مکسورہ عوض ازضمہ، یاازتنوین، یاازہردوکہ درواحد بوددرآخرش درآوردہ، ماقبل الف رافتحہ دادہ ''شَرِيْفَتَانِ''شد درحالت رفعی، و''شَرِيْفَتَيْنِ''شد درحالتِ نصبی وجری۔

شَرِيْفَاتٌ:راز''شَرِيْفَةٌ''بناکردند، الف وتاء علامت جمع مؤنث سالم مع تنوین مقابلہ درآخرش درآوردہ، ماقبل الف رافتحہ دادہ ''شَرِيْفَتَاتٌ''شد، پس اجتماع دوعلامت تانیث شد دریک کلمہ وایں چنیں ثقیل بود، لہٰذا تاء واحدہ راحذف کردہ ''شَرِيْفَاتٌ''شد۔

شَرَائِفُ:راز''شَرِيْفَةٌ''بناکردند، حرف اول رابرحال خود گذاشتہ، ثانی رافتحہ دادہ، سوم جاالف ازبرائے علامت جمع اقصی[1] درآوردہ، حرفِ کہ مابعد ازعلامت جمع اقصیٰ شد آں راکسرہ دادہ، تاء واحدہ راحذف کردہ، تنوین تمکن رامقدر نمودند از برائے ضدیتِ منع صرف ''شَرَايِفُ''[2] شد، پس یاء واقع شد بعد ازالف مفاعل آں یاء رابہ ہمزہ بدل کردہ ''شَرَائِفُ''[3] شد۔

شُرَيِّفٌ وَّشُرَيِّفَةٌ: را از''شَرِيْفٌ وَّشَرِيْفَةٌ''بناکردند، حرف اول رابضمہ دادہ، ثانی رافتحہ دادہ، سوم جایاء ساکنہ ازبرائے علامت تصغیر درآوردہ، حرفِ کہ مابعد ازعلامت تصغیر شد آں راکسرہ دادہ، پس دوحرف ازیک جنس دریک جابہم آمدند، اول ساکن ثانی متحرک اول رادرثانی ادغام کردہ شُرَيِّفٌ وَّشُرَيِّفَةٌ شدند۔

---

(۱) جمع اقصی اس جمع مکسر کو کہتے ہیں جس سے دوسری جمع کی بناء نہ ہوسکے۔ جیسے "أَقْوَالٌ" یہ "قَوْلٌ" کی جمع مکسر ہے، پھر اس کی جمع "أَقَاوِيْلُ" ہے، تو "أَقَاوِيْلُ" جمع اقصی کے بعد دوسری جمع مکسر نہیں بنائی جاسکتی۔ جمع اقصی مفرد سے بنی ہوئی جمع سے بھی بن سکتی ہے؛ اس لئے اس کو "جمع الجموع یا جمع منتہی الجموع" بھی کہتے ہیں۔ جیسے "كَلْبٌ" کی جمع "أَكْلُبٌ"، اور اس کی جمع "أَكَالِيْبُ" اور "نعمٌ" کی جمع "أَنْعَامٌ" اور اس کی جمع "أَنَاعِيْمُ". یاد رہے کہ جمع اقصی کی جمع مکسر نہیں آتی، البتہ اس کی جمع مذکر سالم یا مؤنث سالم آسکتی ہے۔ جیسے "عَارِضَةٌ" سے "عَوَارِضُ" پھر "عَوَارِضُ" سے "عَوَارِضَاتٌ" اور "أَكْبَرُ" سے "أَكَابِرُ" پھر "أَكَابِرُ" سے "أَكَابِرِيْنُ".

(۲) جمع اقصی کے آخر میں کسرہ اور تنوین نہیں آتی؛ کیونکہ یہ غیر منصرف ہوتی ہے؛ یہی وجہ ہے کہ اس کو جمع غیر منصرف کہتے ہیں۔ البتہ اگر آخر میں تائے متحرکہ ہو تو جیسے "صَيَاقَلَةٌ" یا صیغہ ناقص یا لفیف کا ہو۔ جیسے "دَوَاعٍ، جَوَارٍ" وغیرہ تو اس وقت کسرہ اور تنوین آسکتا ہے۔

(۳) یہ الف مفاعل والا قانون ہے۔

﴿قوانین برائے ثلاثی مزید فیہ[۱]﴾

قانون نمبر ۱[۲]:

﴿ہمزہ قطعیہ وصلیہ[۳] والا قانون﴾[۴]

حکم: یہ قانون وجوبی ہے[۵]۔

ہر ہمزہ زائدہ[۶] جو اول کلمہ میں واقع ہو وہ دو قسم پر ہے:

۱۔ ہمزہ وصلیہ ۲۔ ہمزہ قطعیہ[۷]۔

---

[۱] کتب صرف میں ان قوانین کو قوانینِ ثلاثی مزید فیہ کے عنوان سے ذکر کیا جاتا ہے، لیکن یہ قوانین ثلاثی مزید فیہ کیساتھ خاص نہیں، بلکہ یہ قوانین مشترک ہیں، ثلاثی مجرد، رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ سب میں جاری ہوتے ہیں۔

[۲] قانون کا فارسی متن: ہر ہمزہ زائد کہ واقع شدر در اول کلمہ وصلی باشد یا قطعی، حکم وصلی ایں کہ درج کلام و بہ متحرک شدن مابعد بیفتد، و حکم قطعی عکس ایں است، ہمزہ قطعی نہ ۹ قسم است:۔ ہمزہ باب افعال، واحد متکلم، اسم تفضیل، جمع، واعلام، و بناء، و فعل تعجب، و استفہام، و نداء وماسوائے ایشاں وصلی است۔

[۳] ہمزہ وصلیہ کو وصلیہ اس لیے کہتے ہیں کہ وصل کا معنی ہے ملانا، متصل کرنا۔ چونکہ ہمزہ وصلی درج کلام میں آنے کی وجہ سے گر جاتا ہے اور ما قبل کو مابعد سے ملاتا ہے، اس لئے وصلیہ کو وصلیہ کہتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ہمزہ وصلیہ کو سُلم اللسان (زبان کی سیڑھی) کہتے ہیں اور ہمزہ قطعیہ کو قطعیہ اس لیے کہتے ہیں کہ قطع کا معنی ہے: جدائی ڈالنا، کاٹ دینا چونکہ ہمزہ قطعیہ بھی درمیان کلام میں آنے کی وجہ سے نہیں گرتا، اور اپنے ما قبل کو مابعد سے کاٹ کر جدا کر دیتا ہے۔ علامہ سعید حسن کمال فرماتے ہیں کہ ہمزہ قطعی وہ ہمزہ ہے جس کا تلفظ ابتداء کلام اور وسطِ کلام میں بھی ہو اور یہ ہمزہ الف پر ہو گا جب کہ الف مضموم یا مفتوح ہو، جیسے: "أَکْرَمَ" اور الف کے نیچے کسرہ ہو تو ہمزہ قطعیہ تحت الالف ہو گا، جیسے: "انسان"۔ (القواعد الاساسیہ: ۳۳، الامالی: ۸۷، زنجانی: ۳۳)

[۴] تخریج: علم الصیغۃ: ۴۰، الحنفیہ: ۹۷، قانونچہ کھیوالی: ۲۷، ارشاد الصرف: ۴۵، صرف بھترال: ۵۷، کتاب الصرف: ۵۳، الصرف العزیز: ۱۰۰۔

[۵] مواضعِ اجراء: یہ قانون ہمزہ قطعیہ کے مذکورہ بالا نو مقامات میں جاری ہو گا، بشرطیکہ ان کا مابعد متحرک ہو، یا درج کلام میں ہو اور ہمزہ وصلیہ میں تب جاری ہو گا جب درج کلام یا مابعد متحرک ہونے کی وجہ سے ساقط ہو۔

[۶] یہ قانون ہمزہ اصلی (جو فاء، عین یا لام کلمہ میں واقع ہو) جاری نہیں ہو گا، مشہور لغوی علامہ جوہری کہتے ہیں کہ الف کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ لینہ ۲۔ متحرکہ۔ پھر لینہ کو الف اور متحرک کو ہمزہ کہتے ہیں۔ (الصحاح تاج اللغۃ: ۶/ ۲۵۴۲)

[۷] قانون کا خلاصہ یہ ہے کہ جو ہمزہ زائدہ کلمہ کے شروع میں ہو تو وہ دو حال سے خالی نہیں ہو گی وصلی ہو گا یا قطعی اگر وصلی ہو تو حکم یہ ہے کہ درج کلام اور مابعد متحرک ہونے سے گر جاتا ہے درجِ کلام کی مثال: قُلْنَا اهْبِطُوْا يَا آدَمُ اسْكُنْ جو اصل میں قُلْنَا اِهْبِطُوْا يَا آدَمُ اُسْكُنْ تھے مابعد متحرک کی مثال جیسے: سَلْ جو اصل میں اِسْئَلْ تھا ہمزہ کی حرکت نقل کر کے ماقبل سین کو دی اور پھر ہمزہ گرا دیا پس ہمزہ اول بھی مابعد متحرک کی وجہ سے گر گیا۔ ہمزہ قطعی کا حکم یہ ہے کہ مابعد متحرک اور درجِ کلام میں نہیں گرتا درجِ کلام کی مثال جیسے: لَنْ أَضْرِبَ مابعد متحرک ہونے کی مثال جیسے: أَقَالَ وَأَقَامَ وغیرہ۔

ہمزہ قطعیہ نو مقامات پر واقع ہوتا ہے اس کے علاوہ باقی سب ہمزہ وصلیہ ہیں[۱]: ۱۔ بابِ افعال کا ہمزہ، جیسے: ''أَكْرَمَ''. ۲۔ ہمزہ واحد متکلم، جیسے: ''أَضْرِبُ''. ۳۔ ہمزہ جمع، جیسے: ''أَشْرَافٌ''. ۴۔ ہمزہ اسم تفصیل، جیسے: ''أَضْرَبُ''. ۵۔ ہمزہ فعل تعجب، جیسے: ''ماأَضْرَبَهُ''. ۶۔ ہمزہ استفہام، جیسے: ''ءَأَنْذَرْتَهُمْ''. ۷۔ ہمزہ اعلام، جیسے: ''إِبْرَاهِيْمُ''. ۸۔ ہمزہ بناء[۲]، جیسے: ''إِنَّ، أَنَّ، إِنَّا''. ۹۔ ہمزہ نداء، جیسے: ''أَعَبْدَاللهِ''[۳].

ہمزہ[۴] وصلیہ کا حکم[۵] یہ ہے کہ وہ دو سببوں سے گرتا ہے: ۱۔ درجِ کلام میں، جیسے: ''قُلْنَااهْبِطُوْا''۔ ۲۔ مابعد متحرک ہونے سے، جیسے: ''سَئَلَ'' تھا۔ (دوسرے ہمزے کی حرکت نقل کرکے ماقبل ''سین'' کو دی تو پہلا ہمزہ مابعد متحرک ہونے سے وجہ گر گیا)[۶]۔ سوائے چار جگہوں کے کہ ان میں ہمزہ وصلیہ نہیں گرایا جاتا:

---

(۱) اس قانون کی تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمزہ قطعی ہمزہ وصلی سے زیادہ ہیں، پس مناسب یہ ہے کہ ہمزہ وصلی کے مقامات ذکر کیے جاتے تاکہ معلوم ہو کہ ان کے علاوہ ہمزہ قطعی ہے۔

(۲) ہمزہ بناء اُسے کہتے ہیں جس کو حذف کرنے سے کلمہ کا معنی فاسد ہو، جیسے: إِنَّ، أَنَّ، أَنَا، أَنْتَ.

(۳) ہمزہ قطعیہ کی ان نو اقسام کو ایک شاعر نے ایک شعر میں یوں بیان کیا ہے:

ہمزہ قطعی کہ نہُ اقسام شد — آں جمع افعال واستفہام شد
اسم تفصیل وبناء ومتکلم است — ہم تعجب آخرش اعلام ونداء شد

(۴) ہمزہ حرکت ہے یا حرف؟ اس میں اختلاف ہے، بعض حضرات کہتے ہیں کہ ہمزہ حرکت ہے حرف نہیں، کیونکہ اگر حرف ہوتا تو رسم الخط میں کوئی معین صورت ہوتی، حالانکہ اس کی معین صورت رسم الخط میں نہیں ملتی، لیکن اکثر حضرات ہمزہ کے حرف ہونے کے قائل ہیں، اس لیے کہ یہ کبھی ساکن بھی ہوتا ہے۔ اب اگر اس کو حرکت قرار دیا جائے تو حرکت وسکون کا اجتماع لازم آئے گا۔ علامہ عبدالحی لکھنویؒ فریق اول کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہر حرف کے لیے صورت معینہ کا ہونا مسلم نہیں، تاہم یہ اور بات ہے کہ اکثر حروف کی صورت معین ہے۔ (التبیان:۴۱-۴۲)

(۵) ابتداء بالسکون سے بچنے کے لیے ہمزہ زائدہ لایا جاتا ہے جس کو اصطلاح میں ہمزہ وصلیہ کہتے ہیں، علامہ سعید حسن کمال فرماتے ہیں کہ قیاساً افعال میں ثلاثی کے فعل امر میں آتا ہے، جیسے: ''اسْمَعْ''، اور فعل خماسی وسداسی کے صیغہ ماضی، امر اور دونوں کے مصدر میں بھی آتا ہے، جیسے: ''افْتَتَحَ، افْتَتِحْ، افْتَتَاحٌ، اسْتَغْفَرَ، اسْتَغْفِرْ، اسْتِغْفَارٌ''۔ اس لیے علامہ سید احمد ہاشمیؒ فرماتے ہیں۔ ''بالاستقراء وجد أنها تكون قياسية فى ماضى الخماسى والسداسى وأمرهما ومصدرهما''۔ (الامالی:۸۵، القواعد الاساسیۃ:۲۳، مشکلات الصرف:۱۹۷)

(۶) ہمزہ وصلیہ حسب ذیل مقامات میں محذوف ہوگا:

۱۔ جب معرف باللام اسماء پر لام جر یا لام ابتداء داخل ہو، جیسے: ''لِلنَّاسِ، لِلْآخِرَةِ'' وغیرہ۔ یہ اس لیے محذوف ہوتا ہے کہ لائے نفی سے التباس لازم نہ آئے۔ ۲۔ جب ہمزہ وصلیہ واؤ یا فاء کے بعد واقع ہو، بشرطیکہ وہ ہمزہ فاء کلمہ ہو تو اس صورت میں ہمزہ وصلیہ حذف کرکے الف پر ہمزہ ساکنہ لکھا جائے گا، جیسے: ''فَأْتِ، وَأْمُرْ أَهْلَكَ''۔ ۳۔ ہمزہ وصلیہ پر ہمزہ استفہام داخل ہو، جیسے: ''أَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنِ''۔ نیز ہمزہ وصلیہ کو الف لام اور ابن میں مد سے بھی بدل دیتے ہیں، جیسے: ''آللهُ آذِنَ لَكُمْ''۔ ۴۔ جب معرف باللام اسماء پر باء یا کاف یا فاء داخل ہو اس صورت میں ہمزہ بشکل الف تلفظاً حذف ہوگا، لیکن رسم الخط میں برقرار رہے گا، جیسے: ''بِاللهِ =

۱۔لفظ"یااللہ"میں۔ ۲۔لفظ"أَلْبَتَةَ"میں۔ ۳۔لفظ"آلْحَسَنُ"میں [۱]۔ ۴۔ضرورت شعری کے وقت، جیسے:

إِذَا جَاوَزَ الْإِثْنَيْنِ سِرٌّ فَإِنَّه　　　بِبَثٍّ [۲] وَّ تَكْثِيْرِ الْوَشَاةِ قَمِيْنٌ [۳]

اس شعر میں الْإِثْنَيْنِ کا ہمزہ وصلیہ ہونے کے باوجود نہیں گرادیا گیا۔

ہمزہ قطعیہ کا حکم ہمزہ وصلیہ کے برعکس ہے کہ وہ مذکورہ دونوں سببوں سے نہیں گرتا، جیسے:"ءَأَنْذَرْتَهُمْ، أَكْرِمْ"، [۴] سوائے ضرورت شعری کہ کہ اس کی وجہ سے ہمزہ قطعیہ گر جاتا ہے، جیسے:

وَاسْتَعِيْنُ اللهَ فِي الْأَلْفِيَةِ لَه　　　أَسْمَاءٌ وَّ صِفَاتٌ قَدْ تَعَالَتْ [۵]

اس مثال میں"اسْتَعِيْنُ"کا ہمزہ باجود قطعی ہونے کے گرادیا گیاہے۔ نیز باب افعال کا ہمزہ فعل مضارع اوراس کے تمام متعلقات میں سوائے امر حاضر معلوم کے گرتا ہے وجوباً خلاف القیاس۔

يُكْرِمُ، تُكْرِمُ، أُكْرِمُ، نُكْرِمُ: رااز"أَكْرَمَ"بنا کردند، یک یک حرف مضموم از حروف اتین دراولش درآورده، ماقبل آخر راکسره داده وضمه اعرابي را درآخرش درآورده يُأَكْرِمُ، تُأَكْرِمُ، أُأَكْرِمُ، نُأَكْرِمُ شدند، پس اجتماع دو ہمزتین شد در صیغہ واحد متکلم وایں چنیں ثقیل بود، لہٰذا ہمزہ ثانیہ راخلاف القیاس حذف کردہ، ودرباقی صیغہ حذف

= كَالْصَحْفَةِ، فَالْكِتَابِ". ۵۔بسملہ تامہ کے اسم میں جب کہ"باء"کا متعلق مذکور ہو، جیسے:"أَبْتَدِءُ بِسْمِ اللهِ"۔(الامالی:۸۶، ۱۰۲، مشکلات الصرف:۱۹۸)۔

[۱] لفظ آلْحَسَنُ کا مطلب یہ ہے کہ اسم کے اول میں ہمزہ وصلی ہو، اور اس پر ہمزہ استفہام داخل ہو جائے تو وصلی کو درج کلام میں گرانے کے بجائے اُسے الف کے ساتھ بدلنا واجب ہے۔(شرح الشافیہ للرضی:۲/۲۶۵)

[۲] اکثر کتابوں میں یہ لفظ"بِنَثٍّ"ہے، لیکن بعض شروح شافیہ میں"بِبَثٍّ"بھی ہے۔(شرح الشافیہ للرضی:۲/۲۶۶، شرح دیوان الحماسہ للمرزوقی:۸۵۰، شرح مقامات الحریری للشریشی:۲/۳۴)

[۳] یہ قیس بن خطیم انصاری شاعر کا شعر ہے۔ الكامل:۲/ ۸۸۳، سر الصناعة: ۱/ ۳٤۲، شرح المفصل:۹/ ۱۹، ۱۳۷، ضرائر الشعر لابن عصفور:٥٤، المقاصد النحوية :٤/ ٥٦٦، همع الهمع:٦/ ٢٢٤. شرح الشافية للرضي: ٢/ ٢٦٥، شرح الجاربردي مجموعة الشافية: ١/ ١٦٧.

[۴] ہمزہ وصلیہ کی اگر پہلی شرط موجود ہو گی وہاں ہمزہ صرف قراءۃً حذف ہو گا، جیسے:"وَانْصُرْ"اور جہاں دوسری شرط ہو گی وہاں قراءۃً وکتابۃً دونوں صورتوں میں حذف ہو گا، جیسے:"سَلْ"۔ تاہم کبھی کثرت استعمال کی وجہ سے پہلی شرط پر بھی کتابۃً حذف کردیا جاتا ہے، جیسے:"بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ"، بخلاف"اقْرَءْبِاسْمِ رَبِّكَ"کے، کیونکہ یہاں کثرتِ استعمال نہیں اور کبھی بطور امتحان کے بھی حذف کردیتے ہیں، جیسے:"فَمَسْطَاعُوْا"۔ یاشرائط کی وجہ سے کتابت میں حذف کردیا جاتا ہے، جیسے:"عَبْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ".

[۵] یہ شعر الفیہ لابن مالک(ص:۹)میں اس طرح ہے:

وَأَسْتَعِيْنُ اللهَ فِيْ أَلْفِيَّه　　　مَقَاصِدُ النَّحْوِ بِهَا مَحْوِيَّه

متن میں مذکورہ دوسرا مصرع تلاش بیسیار کے باوجود نہیں ملا۔

کردہ طرداًللباب "یُکْرِمُ، تُکْرِمُ، أُکْرِمُ، نُکْرِمُ" شدند۔

قانون نمبر ۲[1]:

﴿ماضی چہار حرفی[2] والا قانون﴾[3]

حکم: یہ قانون وجوبی ہے[4]۔

ہر باب جس کی ماضی چار حرفی[5] ہو تو اس کے مضارع معلوم میں حروف اتین کو ضمہ کی حرکت دیتے ہیں وجوباً[6]۔ اگر ماضی چار حرفوں سے کم یا زیادہ ہو تو فتحہ کی حرکت دیتے ہیں وجوباً۔ ماضی چار حرفی کی مثال "أَکْرَمَ" سے "یُکْرِمُ، تُکْرِمُ، أُکْرِمُ، نُکْرِمُ" چار حرفی سے کم کی مثال: "ضَرَبَ" سے "یَضْرِبُ، تَضْرِبُ، أَضْرِبُ، نَضْرِبُ"، چار حرفی سے زائد کی مثال "اکْتَسَبَ" سے "یَکْتَسِبُ، تَکْتَسِبُ، أَکْتَسِبُ، نَکْتَسِبُ".

قانون نمبر ۳[7]:

﴿تاءزائدہ مطردہ والا قانون﴾[8]

---

[1] قانون کا فارسی متن: ہر باب کہ ماضی اُو چہار حرفی باشد دو مضارع اُو حرف اتین را حرکت ضمہ می دہند وجوباً۔

[2] اس قانون کے متعدد نام ہیں: ۱۔ ماضی چار حرفی والا قانون، ۲۔ یُکْرِمُ یُصَرِّفُ والا قانون۔

[3] تخریج: مراح الارواح: ۵۴-۵۵، الحنفیہ: ۸۴-۸۵، علم الصیغہ: ۴۲، صرف بھتر ال: ۵۸، ارشاد الصرف: ۴۶، قانونچہ کھیوالی: ۲۸، کتاب الصرف: ۵۳، الصرف العزیز: ۱۴۵۔

[4] مواضع اجرا: یہ قانون ثلاثی مجرد، ثلاثی مزید فیہ، رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ کے فعل مضارع معلوم اور اس کے متعلقات (فعل جحد معلوم، فعل نفی معلوم، فعل مؤکد بلن ناصبہ معلوم، امر حاضر فعل، امر غائب، نہی حاضر معلوم، نہی غائب معلوم) میں جاری ہوتا ہے۔

[5] چار ابواب (افعال، تفعیل، مفاعلة، فعللة) کے مضارع معلوم میں حروف اتین مضموم ہوتے ہیں اور باقی تمام ابواب میں حروف اتین مضارع معلوم میں مفتوح ہوتے ہیں۔

[6] چار حرفی ابواب چار (افعال، تفعیل، مفاعلہ، فعللہ) ہیں، ان میں حروف اتین کو ضمہ کی حرکت اس لیے دیتے ہیں کہ ثلاثی مجرد کیساتھ التباس لازم نہ آئے۔ یہ التباس اگرچہ باب مفاعلہ اور باب فعللہ میں نہیں آتا، تاہم ان کو باب افعال پر محمول کیا گیا ہے اور حمل کا مدار سماع پر ہے، کبھی حمل القلیل علی الکثیر اور کبھی حمل الکثیر علی القلیل ہوتا ہے، جیسے: "تَعِدُ، أَعِدُ، نَعِدُ" محمول ہیں "یَعِدُ" پر۔ یاد رہے کہ حمل میں چار چیزیں ضروری ہیں: ۱۔ محمول علیہ ۲۔ محمول بہ ۳۔ محمول فیہ ۴۔ وجہ حمل۔ یہاں محمول علیہ باب افعال، محمول بہ تفعیل، مفاعلہ، فعللہ محمول فیہ ضمہ حروف اتین اور وجہ حمل ماضی کا چار حرفی ہونا ہے۔

[7] قانون کا فارسی متن: ہر باب کہ در اصل ماضی او تائے زائدہ مطردہ باشد دو مضارع معلوم او ما قبل آخر را بر حال می دارند وجوباً، و اگر تائے زائدہ نہ باشد کسرہ می دہند سوائے ثلاثی مجرد۔

[8] تخریج: علم الصیغہ: ۴۷، صرف بھتر ال: ۵۹، ارشاد الصرف: ۴۶، قانونچہ کھیوالی: ۲۹، الصرف العزیز: ۱۴۵۔

حکم: یہ قانون[۱] وجوبی ہے[۲]۔

ہر باب جس کی ماضی کے شروع میں تاءزائدہ مطردہ ہو [۳]، یعنی قیاسی ہو تو اس کے مضارع معلوم میں ماقبل آخر کو برحال چھوڑیں گے وجوباً۔ اگر تاءزائدہ مطردہ نہ ہو تو ماقبل آخر کو کسرہ دیں گے وجوباً، سوائے ثلاثی مجرد کے ابواب کے، کیونکہ ان میں کسرہ دینا یانہ دینا باب کے وزن پر موقوف ہے[۴]۔ تاءزائدہ مطردہ کی مثال: ''تَصَرَّفَ'' سے ''يَتَصَرَّفُ، تَضَارَبَ'' سے ''يَتَضَارَبُ''۔ تاء نہ ہونے کی مثال ''كَرَّمَ'' سے ''يُكَرِّمُ''.

قانون نمبر ۴[۵]:

﴿تاءمضارعت والا قانون﴾[۶]

حکم: یہ قانون[۷] جوازی ہے[۸]۔

ہر تاءمضارعت جو تاء ''تفعل، تفاعل'' یا ''تفعلل'' پر داخل ہو جائے تو اس کے مضارع معلوم میں ایک تاء[۹] کو حذف

---

(۱) اس قانون کے متعدد نام ہیں: ۱۔ تائے زائدہ مُطَّرِدَہ والا قانون، ۲۔ يُكْرِمُ يَتَصَرَّفُ والا قانون۔

(۲) مواضعِ اجراء: یہ قانون ثلاثی مزید فیہ، رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ کے فعل مضارع معلوم اور اس کے متعلقات (فعل جحد معلوم، فعل نفی معلوم، فعل مؤکد بلن ناصبہ معلوم، امر حاضر فعل، امر غائب، نہی حاضر معلوم، نہی غائب معلوم) میں جاری ہوتا ہے، ثلاثی مجرد میں یہ قانون نہیں لگتا، کیونکہ یہ قانون قیاسی ابواب کے لیے ہے اور ثلاثی مجرد سماعی ہیں۔

(۳) جن ابواب کے ماضی میں تائے زائدہ مطردہ آتی ہے وہ تین ہیں:۔ ۱- تَفَعُّلْ، ۲- تَفَاعُلْ، ۳- تَفَعْلُلْ۔

(۴) بعض حضرات اس قانون کو ثلاثی مجرد میں جاری کرتے ہیں، تاہم یہ قانون ثلاثی مجرد کے ابواب میں جاری نہیں ہوتا کیونکہ ثلاثی مجرد کے ابواب میں ماقبل آخر کو کسرہ دینا یانہ دینا باب کے وزن پر موقوف ہے، نیز ثلاثی مجرد کے ابواب سماع پر موقوف ہیں جبکہ یہ قانون قیاسی ابواب کے لیے ہے۔ (کنز النوادر فی القوانین والمصادر ۴۴)۔

(۵) قانون کا فارسی متن: ہر تائے مضارعت کہ داخل شد بر تائے تَفَعُّلْ یا تَفَاعُلْ یا تَفَعْلُلْ در مضارع اُو حذف یکے جائز است۔

(۶) تخریج: اا الارتشاف: ۲/۶۴۸، الاشمونی: ۴/۳۵۱، التصریح ۲/۳۹۹، الشافیہ: ۴۱۹، جاربردی: ۲/۵۱۳، شرح الشافیۃ نقرہ کار: ۲/۵۱۳، فصول اکبری: ۳۹، دستور المبتدی: ۶۴، مراح الارواح: ۵۷، الحنفیہ: ۸۶-۸۷، صرف بھترال: ۵۹، ارشاد الصرف: ۴۶، قانونچہ کھیوالی: ۲۹، کتاب الصرف: ۵۳، الصرف العزیز: ۲۴۵۔

(۷) اس قانون کے متعدد نام ہیں: ۱۔ تائے مضارعت والا قانون، ۲۔ تَتَصَرَّفُ، تَتَضَارَبُ، تَتَدَحْرَجُ والا قانون، ۳۔ مضارع معلوم کا تیسرا قانون۔

(۸) مواضعِ اجراء: یہ قانون ثلاثی مزید فیہ کے دو ابواب تفعل اور تفاعل میں اور رباعی مزید فیہ کے ایک باب تفعلل میں جاری ہوتا ہے۔

(۹) دو تاء زائد کا ابتداء میں واقع ہونا موجبِ ثقل ہے اس لیے ایک کو حذف کیا جاتا ہے اور یہ علت اگرچہ فعل مضارع مجہول میں بھی موجود ہے، لیکن وہاں التباس سے بچنے کے لیے حذف نہیں کیا جاتا، کیونکہ حذف کی صورت میں باب تفعّل کے مضارع مجہول اور باب تفعیل کے مضارع مجہول اور باب تفاعل کے مضارع مجہول اور باب مفاعلہ کے مضارع مجہول میں التباس لازم آتا، بخلاف مضارع معلوم کے ہاں التباس نہیں ہے۔ (جاربردی: ۲/۵۱۵، ہامش فصول اکبری: ۳۹)

کرنا جائز ہے[۱]۔ باب تفعل کی مثال، جیسے: ''تَتَصَرَّفُ'' کہ اس میں ''تَصَرَّفُ'' پڑھنا جائز ہے، باب تفاعل کی مثال، جیسے: ''تَتَضَارَبُ'' کہ اس میں ''تَضَارَبَ'' پڑھنا جائز ہے، باب تفعلل کی مثال، جیسے: ''تَتَدَحْرَجُ'' کہ اس میں ''تَدَحْرَجُ'' پڑھنا جائز ہے۔

قانون نمبر ۵[۲]:

﴿شمسی قمری[۳] والا قانون﴾[۴]

(ث، د، ذ، ز، س، ش، ص، ض، ط، ظ، ت، ر، ن)[۵]

---

[۱] علاّمہ ابن ہشام اور کوفیین کے نزدیک تاءِ اول کو حذف کریں گے کیونکہ تاءِ ثانی باب کی علامت ہے، اور قاعدہ یہ ہے کہ اَلْعَلَامَۃُ لَاتُحْذَفُ وَرِعَایَۃُ الْبَابِ أَھَمُّ وَّأَوْلیٰ. امام سیبویہ اور بصریین فرماتے ہیں کہ تائے ثانی کو حذف کریں گے کیونکہ تائے اول مضارع کی علامت ہے اور اَلْعَلَامَۃُ لَاتُحْذَفُ. تاہم دونوں کو باقی رکھ کر پڑھنا بھی جائز ہے اور کسی ایک کو حذف کرنا بھی جائز ہے قرآن مجید میں دونوں طرح مستعمل ہے: تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلَائِکَۃُ، تَسَاءَلُونَ بِه وَالْأَرْحَامَ، فَأَنْتَ لَهُ تَصَدّٰی. بظاہر امام سیبویہ اور بصریین کا مذہب راجح ہے۔ (شرح الشافیۃ للرضی: ۳/ ۳۹۰، جاربردی: ۲/ ۵۱۴، ۵۱۳، شرح الشافیۃ لابن جماعہ: ۲/ ۵۱۴، ۵۱۳، ہامش فصول اکبری: ۳۹، الفوائد الصرفیہ ۱۹۳، کنز النوادر ۴۵)۔

[۲] قانون کا فارسی متن: اگر یکے حروف مذکورہ بعد از لام تعریف واقع شد لام را جنس ایشاں کردہ وجوباً، و اگر یکے از ایشاں بعد از لام ساکن غیر تعریف واقع شد لام را جنس ایشاں کردہ جوازاً ادغام می کنند وجوباً سوائے راچرا کہ دریں جا واجب است۔۔

[۳] حروف شمسی کو شمسی اس وجہ سے کہتے ہیں کہ جس طرح شمس (سورج) کے موجود ہوتے وقت ستارے غائب ہو جاتے ہیں تو اسی طرح لام تعریف بھی ان حروف کی جنس ہو کر ان حروف میں مدغم اور چھپ جاتا ہے، اور حروف قمری کی قمری اس لئے کہتے ہیں کہ جس طرح قمر (چاند) کے موجود ہوتے وقت ستارے ظاہر ہوتے ہیں تو اسی طرح حروف قمری سے پہلے لام تعریف نہیں گرتا بلکہ ظاہر اور ثابت رہتا ہے۔

[۴] تخریج: الکتاب: ۴/ ۴۵۹، الممتع الکبیر لابن عصفور: ۲/ ۶۹۴، الشافیہ: ۴۱۳، شرح الشافیہ للرضی: ۲/ ۹۴۸۔ حاشیۃ العزی علی الجاربردی: ۳۴۸، توضیح المقاصد: ۲/ ۱۷۵، التصریح: ۱/ ۳۹۴، بغیۃ الطالب: ۲۵۹، دستور المبتدی: ۲۷، علم الصیغۃ: ۹۸، صرف بھترال: ۲۶، ارشاد الصرف: ۴۸، قانونچہ کھیوالی: ۳۳، الصرف العزیز: ۲۳۵۔

[۵] حروف شمسی کل چودہ ہیں جو اس شعر میں مذکور ہیں:

حروفِ شمسی چاردہ اے دلربا — تاؤ ثاؤ دال وذال وراء وزاء
سین و شین صاد وضاد وطاء وظاء — لام ونون شد آخر ایشان اے فتا

حروفِ قمری بھی چودہ ہیں جو اس شعر میں مذکور ہیں:

حروف قمری چاردہ اے دلکشاء — باؤ جیم وحا وَعین و فاء
میم والف بشمر از منہا اے یار غار — غین وکاف وقاف یاؤ واؤ ھا

حکم: ایک شق وجوبی ہے اور ایک جوازی [1]۔

۱۔ اگر ان حروف میں سے کوئی حرف الف لام تعریف [2] کے بعد واقع ہو تو لام تعریف ان حروف کی جنس کرنا واجب ہے، پھر جنس کو جنس میں ادغام کرنا واجب ہے، جیسے: ''الثَّابِتُ، الدَّابِرُ، الذَّاكِرُ، الزَّاجِرُ، السَّامِعُ، الشَّابِعُ، الصَّابِرُ، الضَّارِبُ، الطَّالِبُ، الظَّالِمُ، التَّارِكُ، الرَّاكِبُ، النَّاصِرُ''.

۲۔ اگر ان میں سے کوئی حرف لام ساکن غیر تعریف کے بعد واقع ہو تو لام ساکن کو ان کی جنس کرنا جائز ہے، پھر جنس کا جنس میں ادغام واجب ہے، جیسے: ''بَلْ سَوَّلَتْ، بَلْ تُكَذِّبُوْنَ''میں ''بَسَّوَّلَتْ، بَتُّكَذِّبُوْنَ'' پڑھنا جائز ہے، سوائے ''راء'' کے، کیونکہ اس میں ادغام واجب ہے، جیسے: ''قُلْ رَّبِّ اغْفِرْ'' جو اصل میں ''قُلْ رَبِّ اغْفِرْ'' تھا [3]۔

﴿ابوابِ ثلاثی مزید فیہ﴾ [4]

باب اول: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ صحیح از باب افعال چوں اَلْإِكْرَامُ (عزت کرنا) [5]۔

مصادر: اَلْإِنْبَاتُ، اَلْإِنْصَاتُ، الْإِحْضَارُ، الْإِنْذَارُ، الْإِغْلَاقُ، الْإِسْلَامُ، الْإِعْرَاضُ [6].

باب دوم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ صحیح از باب تفعیل چوں التَّكْرِيْمُ [7] وَالتَّكْرِمَةُ وَالتِّكْرَامُ والْكِرَّامُ

---

[1] مواضعِ اجراء: اس قانون کی وجوبی شق مصادر، مشتقات اور اسمائے جامدہ میں جاری ہوتی ہے اور جوازی شق اسماء اور افعال دونوں میں جاری ہوتی ہے۔ یاد رہے کہ یہ قانون صرف حروف شمسیہ میں لگتا ہے، قمریہ میں نہیں۔

[2] لام تعریف وہ ہے جو اسم نکرہ پر داخل ہو کر اسے معرفہ بنادے یا جو معرفہ پر تزئین کلام کے لئے آئے جیسے: اَلْحَسَنُ وغیرہ۔

[3] لام اور راء میں ادغام اس لیے واجب ہے کہ یہ دونوں قریب المخرج ہیں اور "كَلَّا بَلْ رَانَ" کے بارے میں قراء حضرات اور صرفیوں کا اختلاف ہے، صرفی حضرات فرماتے ہیں کہ اس میں مذکورہ قانون جاری کر کے " بَل رَّانَ" پڑھنا واجب ہے، اور قراء حضرات فرماتے ہیں کہ مذکورہ قانون جاری نہیں کرتے بلکہ سکتہ کر کے پڑھنا واجب ہے، تاہم محققین علماءِ صرفیین نے بھی قراء کے مذہب کو راجح قرار دیا ہے۔ (شرح الشافیہ للرضی: ۲/ ۹۴۹)

[4] ثلاثی مزید فیہ ہر وہ کلمہ ہے جس کی ماضی کے پہلے صیغے میں تین حرف اصلی ہوں اور ان کے علاوہ کوئی حرف زائد ہو۔

[5] ثلاثی مزید فیہ کا پہلا باب افعال ہے جس کی ماضی ''أَفْعَلَ'' اور مصدر ''إِفْعَال'' کے وزن پر ہو گا، بعض صرفیوں کے نزدیک ''أَفْعِلَةٌ'' بھی آتا ہے اور اس باب کے شروع میں ہمزہ قطعیہ زائدہ ہے جو مصدر، ماضی اور امر میں حذف نہیں ہو گا۔ (شرح الرضی: ۱/ ۲۹۷)

[6] دیگر مصادر یہ ہیں: اَلْإِنْعَامُ، اَلْإِنْزَالُ، اَلْإِفْسَادُ، اَلْإِذْهَابُ، اَلْإِعْلَامُ.

[7] ''تَكْرِيْمٌ'' اصل میں ''تَكْرِرْمٌ'' تھا، دوسری ''راء'' کو ''یاء'' سے بدلا، ان دو ''راء'' میں سے ایک بالاتفاق زائد ہے، ابن مالک اور ابن عصفورؒ کہتے ہیں کہ پہلی زائد ہے، کیونکہ ماضی میں ساکن ہے اور ساکن حرف پر زیادتی کا حکم بہتر ہے متحرک حرف سے اور علامہ ابن حاجب اور یونس نحویؒ کہتے ہیں کہ دوسری راء زائدہ ہے، کیونکہ زیادتی کی احتیاجی دوسری راء کے تلفظ کے وقت پڑی۔ امام سیبویہؒ فرماتے ہیں کہ دونوں میں سے ہر ایک میں زیادتی کا احتمال ہے۔ (تدریج الادنی: ٦، علم الصیغہ: ۱۱۴)

وَالْکِیْرَامُ وَالْکَرَامَۃُ(بہت عزت کرنا)[۱]۔
مصادر: التَّعْذِیْبُ،التَّرْجِیْحُ،التَّحْقِیْرُ،التَّفْتِیْشُ،التَّعْجِیْلُ،التَّنْبِیْہُ،التَّجْرِبَۃُ،التَّنْشِیْفُ[۲].
باب سوم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ صحیح از باب مفاعلہ چوں اَلْمُضَارَبَۃُ وَالضِّرَابُ وَالضِّیْرَابُ (ایک دوسرے کو مارنا)[۳]۔
مصادر:الْمُعَاقَبَۃُ،الْمُبَاعَدَۃُ،الْمُعَاتَبَۃُ،الْمُتَابَعَۃُ،الْمُخَادَعَۃُ،الْمُانَعَۃُ،الْمُشَابَہَۃُ.[۴]
باب چہارم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ صحیح از باب تفعّل چوں اَلتَّصَرُّفُ(ہاتھ کیساتھ کام کرنا)[۵]۔
مصادر:التَّجَنُّبُ،التَّرَشُّحُ،التَّحَصُّرُ،التَّطَہُّرُ،التَّقَلُّصُ، التَّجَرُّعُ،التَّخَلُّقُ.[۶]
باب پنجم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ صحیح از باب تفاعل چوں اَلتَّضَارُبُ(ایک دوسرے کو مارنا)[۷]۔
مصادر:التَّقَابُلُ، التَّعَاقُبُ،التَّعَاتُبُ،التَّبَاعُدُ،التَّحَاسُدُ،التَّبَاغُضُ، التَّمَارُضُ.[۸]
باب ششم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ صحیح از باب انفعال چوں اَلْاِنْصِرَافُ (پھیرنا)[۹]۔

---

[۱] ثلاثی مزید فیہ کا دوسرا باب تفعیل ہے جس کی ماضی "فَعَّلَ" کے وزن پر آئے گی،اس کا مصدر عام طور پر تفعیل کے وزن پر آتا ہے،لیکن بعض اوقات "تَفْعِلَۃٌ"، جیسے:"تکرِمَۃٌ،تَبصِرَۃٌ". "تِفْعَالٌ"، جیسے:"تِکرَامٌ،تِبیَانٌ."فِعَالٌ"، جیسے:"کِرَّامٌ، کِذَّابٌ". "فِیْعَالٌ"، جیسے:"کِیْرَامٌ". "فَعَالٌ"، جیسے:"کَرَامٌ،سَلَامٌ". "فَعَالَۃٌ"، جیسے:"کَرَامَۃٌ" کے اوزان پر بھی آتے ہیں۔(شرح الشافیہ للرضی:۱/۱۶۷، فصول اکبری:۳۸)
"تَفْعِلَۃٌ"کا وزن صحیح میں قلیل الاستعمال ہے، جیسے:"تَبْصِرَۃٌ"اور"تَذْکِرَۃٌ"وغیرہ، تاہم یہ وزن معتل اور مہموز اللام میں کثیر الاستعمال ہے، جیسے:"رَبّٰی یُرَبِّیْ تَرْبِیَۃً،صَلّٰی یُصَلِّیْ تَصْلِیَۃً"اور"خَطَّأَ یُخَطِّئُ تَخْطِئَۃً".(گنجینہ صرف شرح پنج گنج:۱۱۴)
[۲] دیگر مصادر یہ ہیں:اَلتَّقْطِیْعُ، اَلتَّحْرِیْمُ، اَلتَّحْکِیْمُ، اَلتَّعْلِیْمُ، اَلتَّفْضِیْلُ.
[۳] ثلاثی مزید فیہ کا تیسرا باب مفاعلہ ہے جس کی ماضی ہمیشہ "فَاعَلَ" کے وزن پر آتی ہے،یعنی "فاء" کلمہ کے بعد الف زائدہ ہو گا۔اس کا مصدر "مفاعلۃ" کے وزن پر آتا ہے، تاہم بعض اوقات "فِعَالٌ"، جیسے:"جِھَادٌ، نِکَاحٌ، قِتَالٌ"اور"فِیْعَالٌ"، جیسے:" قِیْتَالٌ" بھی آتا ہے۔(شرح الشافیہ للرضی:۱/۲۹۹)
[۴] دیگر مصادر یہ ہیں:اَلْمُخَاصَمَۃُ، اَلْمُکَالَمَۃُ، اَلْمُقَاتَلَۃُ، اَلْمُظَاھَرَۃُ، اَلْمُجَاھَدَۃُ.
[۵] ثلاثی مزید فیہ کا چوتھا باب تفعّل ہے جس کی ماضی ہمیشہ "تفعل" کے وزن پر آتی ہے،اس کے شروع میں تاءزائدہ مطردہ اور عین کلمہ ہمیشہ مشدد ہوتا ہے۔(شرح الشافیہ للرضی:۱/۲۹۹)
[۶] دیگر مصادر یہ ہیں:اَلتَّکَلُّمُ، اَلتَّجَنُّبُ، اَلتَّمَتُّعُ، اَلتَّعَلُّمُ، اَلتَّفَکُّرُ، اَلتَّنَزُّلُ.
[۷] ثلاثی مزید فیہ کا پانچواں باب تفاعل ہے جس کی ماضی ہمیشہ "تفاعل" کے وزن پر آتی ہے اور اس کے شروع میں تاءزائدہ مطردہ اور فاء کلمہ کے بعد الف زائدہ ہوتا ہے۔(شرح الشافیہ للرضی:۱/۳۰۰)
[۸] دیگر مصادر یہ ہیں: اَلتَّشَابُہُ، اَلتَّجَاھُلُ، اَلتَّقَابُلُ، اَلتَّذَاکُرُ، اَلتَّدَافُعُ، اَلتَّھَاجُرُ.
[۹] ثلاثی مزید فیہ کا چھٹا باب انفعال ہے جس کی ماضی کے شروع میں ہمزہ وصلیہ مکسورہ اور نون ساکنہ زائدہ ہوتے ہیں اور یہ باب ہمیشہ لازمی مستعمل ہوتا ہے اور جو باب لازم استعمال ہو اس سے مجہول اور اسم مفعول کے صیغے نہیں آتے،کیونکہ ان کا مفعول بہ نہیں ہوتا جو نائب فاعل بن سکے،لہٰذا اس باب سے فعل ماضی مجہول، مضارع مجہول، اسم مفعول، فعل جحد مجہول، فعل نفی مجہول، فعل مؤکد بلن=

مصادر:اَلْاِنْشِعَابُ،الْاِ نْقِلَابُ،الْاِنْشِرَاحُ،الْاِنْعِكَاسُ،الْاِنْخِدَاعُ،الْاِنْخِرَاقُ،الْاِنْعِطَافُ.[1]

باب ہفتم:صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ صحیح از باب افتعال چوں اَلاكْتِسَابُ(کوشش کرنا)[2]۔

مصادر:اَلْاِلْتِهَابُ، الْاِعْتِيَادُ،الْاِسْتِتَارُ،الْاِخْتِلَاطُ،الْاِخْتِطَافُ،الْاِعْتِدَالُ،الْاِخْتِتَامُ.[3]

= ناصبہ مجہول،امر حاضر مجہول،امر غائب مجہول، نہی حاضر مجہول اور نہی غائب مجہول کے صیغے نہیں آتے،لیکن اگر اس کو متعدی کرنا ہو توحرف جارہ "باء" کے ذریعہ متعدی کیاجائے گا،جیسے:"اُنْصُرِفَ بِه، اُنْصُرِفَ بِهِمَا، اُنْصُرِفَ بِهِمْ الخ....".

یادرہے کہ لازم ابواب سے مجہول اوراسم مفعول کی گردان نہیں پڑھی جاتی،لیکن طلباء کرام کی سہولت اور گردانیں یاد کرانے کے لیے مجہول اوراسم مفعول کی گردانیں عام اور معروف طریقے کے مطابق پڑھی جاتی ہیں،اگرچہ یہ قاعدہ اوراصول کے خلاف ہے،البتہ اس سے اجراء قوانین اور تعلیلات کے حوالے سے طلباء کی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔لیکن اساتذہ کرام کوچاہیے کہ وہ طلبہ کولازمی ابواب پڑھاتے وقت یہ بتادیں کہ ان ابواب سے مجہول اوراسم مفعول کی گردانیں نہیں پڑھیں جاتیں ،ہمارامقصد محض اجراءِ قوانین اور تعلیلات کی تمرین ومشق ہے!!ذیل میں ہم تین طریقوں سے باب انفعال کو ذکر کرتے ہیں:

۱-اِنْصَرَفَ يَنْصَرِفُ انْصِرافاً فَهُوَ مُنْصَرِفٌ لَمْ يَنْصَرِفْ لَا يَنْصَرِفُ لَنْ يَّنْصَرِفَ الْأَمْرُ مِنْهُ: اِنْصَرِفْ لِيَنْصَرِفْ وَالنَّهِيْ عَنْه:لَا تَنْصَرِفْ لَا يَنْصَرِفْ وَالظَّرْفُ مِنْهُ: مُنْصَرَفٌ مُّنْصَرَفَانِ مُنْصَرَفَاتٌ.

۲- اِنْصَرَفَ يَنْصَرِفُ انْصِرافاً فَهُوَ مُنْصَرِفٌ وَانْصُرِفَ بِهِ يُنْصَرَفُ بِهِ انْصِرافاً فَذَاكَ مُنْصَرَفٌ بِهِ لَمْ يَنْصَرِفْ لَمْ يُنْصَرَفْ بِهِ لَا يَنْصَرِفُ لَا يُنْصَرَفُ بِهِ لَنْ يَّنْصَرِفَ لَنْ يُّنْصَرَفَ بِهِ الْأَمْرُ مِنْهُ: اِنْصَرِفْ لِتُنْصَرَفْ بِهِ لِيَنْصَرِفْ لِيُنْصَرَفْ بِهِ وَالنَّهِيْ عَنْه:لَا تَنْصَرِفْ لَا تُنْصَرَفْ بِهِ لَا يَنْصَرِفْ لَا يُنْصَرَفْ بِهِ وَالظَّرْفُ مِنْهُ: مُنْصَرَفٌ مُّنْصَرَفَانِ مُنْصَرَفَاتٌ.

۳- اِنْصَرَفَ يَنْصَرِفُ انْصِرافاً فَهُوَ مُنْصَرِفٌ وَانْصُرِفَ يُنْصَرَفُ انْصِرافاً فَذَاكَ مُنْصَرَفٌ لَمْ يَنْصَرِفْ لَمْ يُنْصَرَفْ لَا يَنْصَرِفُ لَا يُنْصَرَفُ لَنْ يَّنْصَرِفَ لَنْ يُّنْصَرَفَ الْأَمْرُ مِنْهُ: اِنْصَرِفْ لِتُنْصَرَفْ لِيَنْصَرِفْ لِيُنْصَرَفْ وَالنَّهِيْ عَنْه:لَا تَنْصَرِفْ لَا تُنْصَرَفْ لَا يَنْصَرِفْ لَا يُنْصَرَفْ وَالظَّرْفُ مِنْهُ: مُنْصَرَفٌ مُّنْصَرَفَانِ مُنْصَرَفَاتٌ.

اول الذکر دونوں طریقے قاعدے کے مطابق ہیں اور تیسرا طریقہ قاعدہ اور قانون کے کے خلاف ہے،لیکن عام طور پر طلباء کی معلومات میں اضافہ کے لیے پڑھاجاتا ہے اوراسی طرح ہر لازمی باب مذکورہ تین طریقوں سے پڑھاجائے گا۔

یہ بات ذہن نشیں رکھیں کہ جس لفظ کافاء کلمہ نون ہووہ باب انفعال سے نہیں آتا،اگر اس سے انفعال کے معنی اداکرنے مقصود ہوں تواس کوباب افتعال میں لے جاتے ہیں،جیسے:"اِنْتَكَسَ"(وہ سرنگوں ہوا)۔ صاحب فصول اکبری کہتے ہیں کہ جس لفظ کے فاء کلمہ میں حروف یرملون میں سے کوئی حرف آئے اس سے بناء بر ثقل باب انفعال نہیں پڑھاجاتا،بلکہ اس کے بجائے باب افتعال پڑھاجاتا ہے، جیسے:"رَفَعَ،نَقَلَ"وغیرہ سے باب افتعال آتاہے۔(فصوال اکبری:۵۴)

لیکن احقر کہتاہے کہ کسی مادہ سے مجرد یامزید وغیرہ ابواب کا آناسماع پر موقوف ہے،لہذاجن مواد سے جوابواب مسموع اور مستعمل ہیں وہ پڑھیں جائیں گے،چنانچہ "الانوقاد"(مثال واوی)مادہ سے باب انفعال مستعمل ہے،جیساکہ ارشادالصرف(ص:۵۲)اوردیگر کتب میں ہے،البتہ ان حروف میں زیادہ ثقل نون،یاءاور میم میں پایاجاتاہے اورجب کہ واؤدیگر حروف کی بنسبت کم ثقیل ہے۔

[1] دیگر مصادر یہ ہیں: اَلْاِنْقِطَاعُ، اَلْاِنْحِرَافُ، اَلْاِنْطِلَاقُ، اَلْاِنْحِصَارُ، اَلْاِنْفِطَارُ، اَلْاِنْبِسَاطُ.

[2] ثلاثی مزید فیہ کاساتواں افتعال ہے جس کی ماضی کے شروع میں ہمزہ وصلیہ مکسورہ زائدہ ہوتاہے اورفاء کلمہ کے بعد عین کلمہ سے پہلے تاءزائدہ مطردہ ہوتاہے۔(شرح الشافیہ للرضی:۱/۳۰۰)

[3] دیگر مصادر یہ ہیں: اَلْاِنْتِظَارُ، اَلْاِعْتِبَارُ، اَلْاِعْتِرَاضُ، اَلْاِجْتِنَابُ، اَلْاِقْتِصَادُ، اَلْاِحْتِسَابُ.

باب ہشتم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ صحیح از باب استفعال چوں اَلْاِسْتِخْرَاجُ (خروج طلب کرنا)[1]۔

مصادر: اَلْاِسْتِیْشَارُ، اَلْاِسْتِنْصَارُ، اَلْاِسْتِحْقَارُ، اَلْاِسْتِفْسَارُ، اَلْاِسْتِبْدَالُ، اَلْاِسْتِبْعَادُ، اَلْاِسْتِمْتَاعُ۔[2]

باب نہم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ صحیح از باب افْعِلَال چوں اَلْاِحْمِرَارُ (لال ہونا)[3]۔

مصادر: اَلْاِصْفِرَارُ، اَلْاِخْضِرَارُ، اَلْاِسْوِدَادُ، اَلْاِبْیِضَاضُ، اَلْاِعْوِجَاجُ، اَلْاِغْبِرَارُ[4]۔

باب دہم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ صحیح از باب افعیلال چوں: اَلْاِدْهِيْمَامُ (بہت کالا ہونا)[5]۔

مصادر: اَلْاِحْمِيْرَارُ، اَلْاِشْهِيْبَابُ، اَلْاِكْمِيْتَاتُ، اَلْاِسْمِيْرَارُ، اَلْاِصْحِيْرَارُ[6]۔

باب یازدہم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ صحیح از باب افْعِيْعَال چوں اَلْاِحْدِيْدَابُ (کبڑا ہونا)[7]۔

مصادر: اَلْاِخْشِيْشَانُ، اَلْاِخْلِيْلَاقُ، اَلْاِمْلِيْلَاحُ۔[8]

باب دوازدہم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ صحیح از باب افْعِوَّال چوں اَلْاِجْلِوَّاذُ (دوڑنا)[9]۔

مصادر: اَلْاِخْرِوَّاطُ، اَلْاِعْلِوَّاطُ[10]۔

---

[1] ثلاثی مزید فیہ کا آٹھواں باب استفعال ہے جس کی ماضی کے شروع میں ہمزہ وصلیہ مکسورہ، سین ساکنہ اور تاء مفتوحہ زائدہ ہوتے ہیں۔

[2] دیگر مصادر یہ ہیں: اَلْاِسْتِعْمَالُ، اَلْاِسْتِقْدَامُ، اَلْاِسْتِفْسَارُ، اَلْاِسْتِكْبَارُ، اَلْاِسْتِبْشَارُ، اَلْاِسْتِمَاعُ۔

[3] ثلاثی مزید فیہ کا نواں باب افعلال ہے جس کی ماضی "افْعَلَّ" کے وزن پر آتی ہے اس کے شروع میں ہمزہ وصلیہ مکسورہ اور اس کا لام کلمہ مکرر مشدد ہوتا ہے، تاہم ناقص میں مشدد نہیں ہوگا، جیسے: "ارعوی" (وہ ایک مرد باز آیا)، اس لیے کہ اس میں لفیف کے احکام جاری ہوں گے، یعنی پہلے واؤ کو اپنی حالت پر رکھیں گے اور دوسرے واؤ میں ناقص کے قوانین کے مطابق تعلیل کریں گے۔ یہ باب ہمیشہ لازمی استعمال ہوتا ہے اور اس میں رنگ وعیب کا معنی پایا جاتا ہے۔ (شرح الشافیہ للرضی: ۱/ ۳۰۰)

[4] یہ باب قلیل الاستعمال ہے، اس کے یہی مصادر مستعمل ہیں۔

[5] ثلاثی مزید فیہ کا دسواں باب افعیلال ہے جس کی ماضی "افْعَالَّ" کے وزن پر آتی ہے، اس کے ماضی کے شروع ہمزہ وصلیہ مکسورہ، عین کلمہ کے بعد الف اور آخر میں لام زائدہ مشددہ ہوتا ہے، یہ باب ہمیشہ لازمی استعمال ہوتا ہے اور اس میں رنگ وعیب کا معنی پایا جاتا ہے۔ (شرح الشافیہ للرضی: ۱/ ۳۰۰)

[6] یہ باب قلیل الاستعمال ہے، اس کے یہی مصادر مستعمل ہیں۔

[7] ثلاثی مزید فیہ کا گیارہواں باب افعیعال ہے جس کی ماضی "افْعَوْعَلَ" کے وزن پر آتی ہے، اس کے شروع میں ہمزہ وصلیہ مکسورہ اور عین کلمہ کے تکرار کیساتھ ساتھ دوعینوں کے درمیان واؤ ساکنہ زائدہ ہوتا ہے، یہ باب اکثر لازمی استعمال ہوتا ہے۔ (شرح الشافیہ للرضی: ۱/ ۳۰۰)

[8] دیگر مصادر یہ ہیں: اَلْاِخْرِيْرَاقُ۔ یہ باب بھی قلیل الاستعمال ہے، اس کے یہی مصادر مستعمل ہیں۔

[9] ثلاثی مزید فیہ کا بارہواں باب افعوال ہے جس کی ماضی "افْعَوَّلَ" کے وزن پر آتی ہے اور اس کے شروع میں ہمزہ وصلیہ مکسورہ اور عین کلمہ کے بعد دو واؤ مشدد ہوں گے، یہ باب ہمیشہ لازمی استعمال ہوتا ہے۔ (شرح الشافیہ للرضی: ۱/ ۳۰۱)

[10] یہ باب بھی قلیل الاستعمال ہے، اس کے یہی مصادر مستعمل ہیں۔

﴿قوانین برائے مادات[1]﴾

قانون نمبر ۱[2]:

﴿سین، شین، جیم والا قانون﴾[3]

حکم: یہ قانون جوازی ہے[4]۔

اگر سین، شین، جیم میں سے کوئی حرف باب افتعال کے فاء کلمے میں واقع ہو جائے تو تائے افتعال کو ان حروف کی جنس کرنا جائز ہے، پھر جنس کو جنس میں ادغام کرنا واجب ہے، جیسے: ''سَمِعَ، شَبِعَ، جَمَلَ'' کو باب افتعال پہ لے جائیں تو ''اسْتَمَعَ، اشْتَبَعَ، اجْتَمَعَ'' ہو جائے گا، اب ان کو اسی حالت میں پڑھنا جائز ہے اسے اظہار کہتے ہیں اور مذکورہ قانون سے ادغام کرنا بھی جائز ہے، یعنی تینوں میں تائے افتعال کو فاء کلموں سے بدلنا بھی جائز ہے[5]، پس ''اسْسَمَعَ، اشْشَبَعَ، اجْجَمَلَ'' ہو جائے گا، پھر جنس کو جنس میں ادغام کرنا واجب ہے تو ''اسَّمَعَ، اشَّبَعَ، اجَّمَلَ'' ہو جائے گا۔

قانون نمبر ۲[6]:

﴿صاد، ضاد، طآء، ظآء والا قانون﴾[7]

---

[1] قوانین مادات کو عام کتب صرف میں قوانین افتعال کہتے ہیں، کیونکہ یہ قوانین اکثر باب افتعال میں جاری ہوتے ہیں، سوائے گیارہ حرفی قانون کے کہ وہ افتعال، تفعل اور تفاعل تینوں ابواب میں جاری ہوتا ہے۔ (جاربردی: ۲/ ۴۰۶، شرح الشافیۃ نقرہ کار: ۲/ ۴۰۶)

[2] قانون کا فارسی متن: گر یکے از سین شین کہ واقع شد در مقابلہ فاء کلمہ باب افتعال تائے ورا جنس فاء فاء کلمہ کردہ جوازاً جنس را جنس ادغام می کنند وجوباً۔

[3] تخریج: الشافیہ: ۷۱۴، شرح الشافیہ للرضی: ۲/ ۹۵۸، ایجاز التعریف: ۱۴۹، ۱۴۸، مراح الارواح: ۱۰۲، الحنفیہ: ۱۴۵، دستور المبتدی: ۷۰، قوانین زرادی: ۶۲، علم الصیغہ: ۳۸، صرف بھتر ال: ۶۱، قانونچہ کھیوالی: ۳۰، الصرف العزیز: ۲۴۶۔

[4] مواضعِ اجراء: یہ قانون ثلاثی مزید فیہ کے صرف ایک باب افتعال میں جاری ہوتا ہے، اس کے علاوہ کہیں نہیں لگتا۔

[5] ادغام جائز ہے، لیکن اظہار فصیح ہے، کیونکہ اس ادغام میں دو شاذ ہیں: ایک حرف صفیر کا غیر صفیر میں ادغام نہیں ہوتا، کیونکہ پھر اس میں صفیر (سیٹھی کی آواز) نہیں رہتا اور جب کہ یہاں ادغام کیا گیا ہے دوسرا شاذ یہ ہے کہ اول کا ثانی میں ادغام ہوتا ہے اور یہاں اس کا برعکس ہے۔ (شرح الشافیہ للرضی: ۲/ ۹۵۹)

[6] قانون کا فارسی متن: گر یکے از صاد، ضاد، طاء، ظاء کہ واقع شد در فاء کلمہ باب افتعال تائے ویرا طاء کنند وجوباً، پس اگر فاء کلمہ طاء است ادغام واجب است واگر ظاء است اظہار یک طرفہ و ادغام دو طرفہ یعنی طاء را ظاء کردن و عکس او جائز است، واگر صاد ظاء باشد اظہار و ادغام یک طرفہ یعنی صاد ضاد کردن جائز است و نہ عکس او۔

[7] تخریج: شرح الشافیہ للرضی: ۲/ ۹۵۹، جاربردی: ۲/ ۴۰۵، شرح الشافیۃ نقرہ کار: ۲/ ۴۰۶، ایجاز التعریف: ۱۴۹، مراح الارواح: ۱۰۲، الحنفیہ: ۱۴۵، فصول اکبری: ۹۷، نوادر الاصول: ۱۹۹، دستور المبتدی: ۷۰، قوانین زرادی: ۶۲، علم الصیغہ: ۳۸، صرف بھتر ال: ۶۱، ارشاد الصرف: ۷۴، قانونچہ کھیوالی: ۳۰-۳۱۔

حکم: دو شقیں وجوبی ہیں، باقی جوازی ہیں[۱]۔

اگر صاد، ضاد، طآء، ظآد[۲] میں سے کوئی حرف باب افتعال کے فاء کلمہ میں واقع ہو تو تآء افتعال کو طآء سے بدلنا واجب ہے، جیسے: ''اصْتبَرَ، اضْترَبَ، اطْتَلَبَ، اظْتَلَمَ، اصْطبَرَ، اضْطرَبَ، اطَّلَبَ، اظْطَلَمَ'' پڑھنا واجب ہے، اس کے بعد تین صورتیں ہیں:

۱۔ اگر فاء کلمہ طاء ہو تو ادغام واجب ہے، جیسے: ''اطَّلَمَ''.

۲۔ اگر فاء کلمہ طاء ہو تو ادغام اور اظہار دونوں جائز ہیں، ادغام اس طرح کہ طآء کو ظآء کرنا اور ظآء کو طاء کرنا دونوں جائز ہیں، جیسے: ''اظْطَلَمَ'' اس میں طاء کو ظاء کر کے ''اظَّلَمَ'' پڑھنا بھی جائز ہے اور ظاء کو طاء کر کے ''اطَّلَمَ'' پڑھنا بھی جائز ہے۔

۳۔ اگر فاء کلمہ میں صاد یا ضاد ہو تو اظہار و ادغام دونوں جائز ہیں۔ ادغام اس طرح کہ طاء کو تو صاد، ضاد سے بدلنا جائز ہے، لیکن صاد، ضاد کو طاء سے بدلنا جائز نہیں[۳]، جیسے: ''اصْطبَرَ، اضْطرَبَ'' میں ''اصَّبرَ، اضَّربَ'' پڑھنا تو جائز ہے، لیکن ''اطَّبرَ، اطَّربَ'' پڑھنا منع ہے[۴]۔

قانون نمبر ۳[۵]:

﴿ دال، ذال، زآء والا قانون ﴾[۶]

حکم: دو شقیں وجوبی ہیں، باقی جوازی ہیں[۷]۔

---

[۱] مواضعِ اجراء: یہ قانون ثلاثی مزید فیہ کے صرف ایک باب افتعال میں جاری ہوتا ہے، اس کے علاوہ کہیں نہیں لگتا۔

[۲] ان حروف کو فن تجوید اور علم قراءت میں حروف مطبقہ کہتے ہیں۔

[۳] صاد اور ضاد کو طاء کر کے پڑھنا اور زاء کو دال کر کے پڑھنا اس لیے جائز نہیں کہ صاد اور زاء حروف صفیر ہیں اور ادغام کی صورت میں صفیر کا معدوم ہونا لازم آئے گا اور ضاد میں صفت استطالت ہے اور ادغام کی صورت میں اس کا عدم لازم آئے گا، اس لیے یہ ادغام جائز نہیں۔ (شرح الشافیہ للرضی: ۲/ ۹۶۰، املاء الصرف: ۱۸۷)

[۴] امام سیبویہؒ کے نزدیک اِضْطَجَعَ میں عکس بھی جائز ہے یعنی صاد کو طاء کر کے طاء کو طاء میں ادغام کر کے اِضَّجَعَ پڑھنا بھی درست ہے۔ (دستور المبتدی ۱۷)۔

[۵] قانون کا فارسی متن: گر یکے از دال، ذال، زاء واقع شد مقابلہ فاء کلمہ باب افتعال تائے وے را دال کردہ وجوباً، وذال مثل ظاء وزاء صاد، وضاد است۔

[۶] تخریج: شرح الشافیہ للرضی: ۲/ ۹۵۹، جاربردی: ۲/ ۴۰۸، شرح الشافیۃ نقرہ کار: ۲/ ۴۰۸، ایجاز التعریف: ۱۴۸، مراح الارواح: ۱۰۰، الحنفیہ: ۱۴۴، فصول اکبری: ۹۷، نوادر الاصول: ۱۹۸، دستور المبتدی: ۷۰، قوانین زرادی: ۶۱، علم الصیغہ: ۳۸، صرف بھتر ال: ۶۳، ارشاد الصرف: ۴۸، صرف گھوٹوی: ۴۹، قانونچہ کھیوالی: ۳۱، کتاب الصرف: ۱۰۸-۱۰۹، الصرف العزیز: ۱۰۲۔

[۷] مواضعِ اجراء: یہ قانون ثلاثی مزید فیہ کے صرف ایک باب افتعال میں جاری ہوتا ہے، اس کے علاوہ کہیں نہیں لگتا۔

اگر دال، ذال، زآء میں سے کوئی حرف باب افتعال کے فاء کلمہ میں واقع ہو تو تآء افتعال کو دال سے بدلنا واجب ہے، جیسے: ''ادْتبَرَ، اذْتکَرَ، ازْتجَرَ'' سے ''ادْدبَرَ، ازْدجَرَ'' اس کے بعد تین صورتیں ہیں:

۱۔ اگر فاء کلمہ میں دال ہو تو دال کو دال میں ادغام کرنا واجب ہے، جیسے: ''ادَّبَرَ''.

۲۔ اگر فاء کلمہ میں ذال ہو تو اظہار بھی جائز ہے اور دو طرفہ ادغام بھی۔ وہ اس طور پر کہ دال کو ذال کرکے ذال کو ذال میں ادغام کرنا جائز ہے اور اس کا عکس بھی۔ یعنی ذال کو دال کرکے دال کو دال میں ادغام کرنا بھی جائز ہے، جیسے: ''اذْدَکَرَ'' میں ''اذَّکَرَ'' اور ''ادَّکَرَ'' دونوں جائز ہیں[1]۔

۳۔ اگر فاء کلمہ میں زآء ہو تو اظہار بھی جائز ہے اور یک طرفہ ادغام بھی، یعنی دال کو زآء کرکے زآء کو زآء میں ادغام کرنا تو جائز ہے، لیکن اس کا عکس، یعنی زاء کو دال کرکے ادغام کرنا منع ہے، جیسے: ''ازْدَجَرَ'' میں ''ازَّجَرَ'' تو جائز ہے، لیکن ''ادَّجَرَ'' پڑھنا منع ہے[2]۔

قانون نمبر ۴[3]:

﴿ثاء والا قانون﴾[4]

حکم: یہ قانون جوازی ہے[5]۔

اگر ثاء[6] واقع ہو مقابلہ فاء کلمہ باب افتعال کے تو ادغام اور اظہار دونوں جائز ہیں، ادغام اس طور پر کہ تآء کو ثاء کرکے ثاء کو ثاء میں ادغام کرنا درست ہے اور بالعکس بھی درست ہے، یعنی ثاء کو تاء کرکے تاء کو تاء میں ادغام کرنا بھی درست ہے لیکن پہلا قول بہتر ہے، مثال ثاء کی جو واقع ہو مقابلے فاء کلمہ باب افتعال کے، جیسے: ''ثَبَتَ'' اس کو باب افتعال پر لے گئے تو ''اثْتبَتَ'' ہو گیا۔ اب ''اثْتَبَتَ'' پڑھیں، تب بھی درست ہے اس کا اظہار ہے اور اگر ادغام

---

[1] ادغام فصیح اور راجح ہے۔ (شرح الشافیہ للرضی: ۲/۹۶۱)

[2] زاء کو دال کرنا اس لیے جائز نہیں کہ زاء حروف صفیر ہیں اور ادغام کی صورت میں صفیر کا معدوم ہونا لازم آئے گا۔

[3] قانون کا فارسی متن: گر ثاء واقع شد مقابلہ فاء کلمہ افتعال اظہار یک طرفہ وادغام دو طرفہ جائز است مگر تاء راثاء کردن اولیٰ۔

[4] تخریج: شرح الشافیہ للرضی: ۲/۹۵۸، جاربردی: ۲/۵۰۵، شرح الشافیۃ نقرہ کار: ۲/۵۰۵، ایجاز التعریف: ۱۴۷، مراح الارواح: ۱۰۰، الحنفیہ: ۱۴۲، فصول اکبری: ۸۰، نوادر الاصول: ۱۹۸، دستور المبتدی: ۷۰، قوانین زرادی: ۶۲-۶۱، علم الصیغہ: ۳۸، صرف بھتر ال: ۶۴، ارشاد الصرف: ۴۸، قانونچہ کھیوالی: ۳۲۔

[5] مواضعِ اجراء: یہ قانون ثلاثی مزید فیہ کے صرف ایک باب افتعال میں جاری ہوتا ہے، اس کے علاوہ کہیں نہیں لگتا۔

[6] اگر باب افتعال کے فاء کلمہ کے مقابلہ میں تاء آجائے تو بغیر کسی تبدیلی کے ادغام واجب ہے، جیسے: ''تبع'' سے ''اتبع، یتبع اتباعا الخ۔۔''

کر کے ''اثَّبَتَ'' پڑھیں تب بھی درست ہے اور بالعکس بھی درست ہے، یعنی ثاء کو تاء کر کے پھر تاء کو تاء میں ادغام کر کے ''اتَّبَتَ'' پڑھیں تب بھی درست ہے، لیکن پہلا قول بہتر ہے[۱]۔

قانون نمبر ۵[۲]:

﴿گیارہ حرفی والا[۳] قانون﴾[۴]

(ث، ج، د، ذ، ز، س، ش، ص، ض، ط، ظ)

حکم: یہ قانون جوازی ہے[۵]۔

اس قانون کی دو صورتیں ہیں:

۱۔ اگر ان حروف میں سے کوئی حرف باب افتعال کے عین کلمہ میں واقع ہو تو تاء افتعال کو ان حروف کی جنس کرتے ہیں جوازاً، پھر جنس کا جنس میں ادغام[۶] کرتے ہیں وجوباً، سوائے تاء کے کہ اگر فاء کلمہ میں تاء واقع ہو تو اگرچہ دو حرف ایک جنس کے ہوں گے، لیکن پھر بھی ادغام واجب نہیں، بلکہ جائز ہے۔ تاء کے علاوہ کی مثال، جیسے: ''اِکْتَثَرَ'' اس میں

---

[۱] علامہ ابن حاجب ؒ کہتے ہیں کہ تاء کا ادغام ثاء میں اور ثاء کا تاء میں ہر دو صورتوں میں واجب ہے، البتہ تاء کا دغام ثاء میں افصح اور تاء کا ادغام ثاء میں فصیح ہے، تاہم جمہور کے نزدیک اظہار وادغام دونوں جائز ہیں، امام سیبویہ ؒ کے نزدیک ادغام احسن ہے، کیونکہ تاء اور ثاء قریب المخرج ہیں۔ (شرح الشافیہ للرضی: ۲/ ۹۵۸)

[۲] قانون کا فارسی متن: گر یکے از یازدہ حروف مذکورہ بالا واقع شد مقابلہ عین کلمہ باب افتعال تائے وے را جنس عین کلمہ کردہ جوازاً می کنند وجوباً، واگر تاء واقع شد ادغام جائز است اور اگر یکے از حروف مذکورہ واقع شد مقابلہ فاء کلمہ باب تفعل یا تفاعل تائے آرا جنس فاء کلمہ کردہ جوازاً ادغام می کنند وجوباً واگر تاء باشد ادغام جائز است۔

[۳] اس قانون کے متعدد نام ہیں: ۱۔ گیارہ حرفی والا قانون، ۲۔ عین کلمہ والا قانون۔

[۴] تخریج: شرح الشافیہ للرضی: ۲/ ۹۶۳-۹۶۴، جاربردی: ۲/ ۵۰۴، شرح الشافیۃ نقرہ کار: ۲/ ۵۰۴، مراح الارواح: ۹۸، الحنفیہ: ۱۴۹، فصول اکبری: ۸۰-۸۱، نوادر الاصول: ۲۰۰، دستور المبتدی: ۱۷-۲۷، قوانین زرادی: ۶۲، علم الصیغہ: ۳۸، صرف بھتر ال: ۶۴، ارشاد الصرف: ۴۸، صرف گھوٹوی: ۵۰، قانونچہ کھیوالی: ۳۲، کتاب الصرف: ۱۰۹، الصرف العزیز: ۱۰۳۔

[۵] مواضع اجراء: یہ قانون ثلاثی مزید فیہ کے ایک تین ابواب افتعال، تفعل اور تفاعل میں جاری ہوتا ہے۔

[۶] ادغام کا لغوی معنی ہے گھوڑے کے منہ میں لگام دینا اور اصطلاحی معنی یہ ہے کہ ایک حرف کو دوسرے حرف میں مدغم کرنا، پھر پہلے حرف کو مدغم اور دوسرے کو مدغم فیہ کہتے ہیں یعنی مدغم وہ ہوتا ہے جس کا ادغام کیا جائے اور مدغم فیہ وہ ہوتا ہے جس کے اندر ادغام کیا جائے۔ مدغم ساکن ہوتا ہے اگر ساکن نہ ہو تو اسے ساکن کیا جاتا ہے، اور مدغم فیہ ہمیشہ متحرک ہوتا ہے کبھی ساکن نہیں ہوتا۔ ادغام کے دو طریقے ہیں: ۱۔ مدغم کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دینا پھر ادغام کرنا۔ ۲۔ مدغم کی حرکت کو حذف کر دینا، لیکن اگر پہلا حرف بھی ساکن ہو اور دوسرا بھی ساکن ہو تو التقائے ساکنین کی وجہ سے مدغم سے پہلے والے ساکن کو کسرہ دے کر ادغام کیا جائے گا، جیسا کہ مذکورہ بالا مثال میں کیا گیا ہے۔

تاءافتعال کو ثاء سے بدلا تو" اکْثَثَرَ "ہو گیا، پھر دو حرف ایک جنس کے ایک ہی کلمہ میں جمع ہو گئے اور دونوں متحرک ہیں تو پہلے کی حرکت نقل کر کے ما قبل کاف کو دی تو ہمزہ وصلیہ بعد کے متحرک ہونے سے گر گیا، پہلے کو دوسرے میں ادغام کیا تو" کَثَّرَ "ہو گیا(کَثَّرَ ،یَکَثِّرُ کِثَّارًا الخ)اسی طرح "اِحْتَجَرَ ،اِعْتَدَلَ ،اِکْتَسَبَ ،اکْتَشَفَ ،اعْتَصَمَ ،اِغْتَضَبَ ،اعْتَظَرَ، انْتَظَمَ "میں "حَجرَ، عَدَلَ، کَذَبَ، عَزَلَ، کَسَبَ، کَشَفَ، عَصَمَ، غَضَبَ، عَطَرَ، نَظَمَ" پڑھنا جائز ہیں [1]۔

تاء کی مثال، جیسے: "اقْتَتَلَ ،یَقْتَتِلُ ،اقْتِتَالًا "میں ادغام کرکے "قَتَّلَ ،یَقَتِّلَ ،قِتَّالًا" پڑھنا جائز ہے۔

۲۔ اگر حروف میں سے کوئی حرف باب تفعل یا تفاعل کے فاء کلمہ میں واقع ہو تو تاء تفعل اور تفاعل کو ان حروف کی جنس کرنا جائز ہے، پھر جنس کو جنس میں ادغام کرنا واجب ہے سوائے تاء کے کہ اگر فاء کلمہ ہو تو ادغام جائز ہے۔ غیر تاء کی مثال، جیسے: "تَثَبَتَ "اور "تَثَابَتَ "میں تاء تفعل و تفاعل کو فاء کلمہ ثاء کی جنس کیا تو "تَثَّبَتَ "اور "تَثَابَتَ "ہو گیا، دو حرف متجانسین ایک کلمہ میں جمع ہو گئے، دونوں متحرک ہیں، ان کے ما قبل کوئی حرف ساکن نہیں پہلے کی حرکت کو گرا کر دوسرے میں ادغام کیا تو ابتداء سکون کیساتھ لازم آئی جو کہ محال ہے تو ہمزہ وصلیہ مکسورہ شروع میں لائے تو "اثَّبَتَ "اور "اثَّابَتَ "ہو گئے (اثَّبَتَ ،یَثَّبِتُ اثَّبُتًا الخ، اثَّابَتَ ،یَثَّابَتَ ،اثَّابُتًا الخ)۔اسی طرح "تَجَمَّلَ ،

---

[1] اکثر صرفی حضرات "اِحَجَّرَ، اِکَسَّبَ "وغیرہ میں ہمزہ وصلی کو مابعد متحرک ہونے کی وجہ سے گراتے ہیں تو "حِجَّرَ، کَسَّبَ" پڑھتے ہیں، لیکن صرفیوں میں صاحب مراح الأرواح اور شارح الحنفیہ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اس مقام پر ہمزہ وصلی کو باقی رکھ کر پڑھنا بھی جائز ہے، کیونکہ فاء کلمہ پر کسرہ کی حرکت عارضی ہے جو التقائے ساکنین کی وجہ سے آتی ہے، لہذا اس حرکت عارضی کا کوئی اعتبار نہیں تو ہمزہ وصلی کو باقی رکھیں گے تا کہ اصل سکون پر دلالت کرے، چنانچہ اِحَجَّرَ، اِکَسَّبَ وغیرہ بھی پڑھنا جائز ہے۔(شرح مراح الأرواح الحنفیہ ۱۵۱۔ ۱۵۲)۔

جمہور کے نزدیک ہمزہ کو باقی رکھنا جائز نہیں، کیونکہ مابعد متحرک ہے اور ان کی دلیل کا جواب یہ ہے کہ ہمزہ وصلیہ کے ساقط ہونے کے لیے مابعد کا حرکتِ عارضی کے طور پر بھی متحرک ہونا کافی ہے۔

مذکورہ تفصیل کے پیش نظر ماضی معلوم کو پانچ طریقوں سے پڑھنا جائز ہے: ۱۔ اِکْتَسَبَ، ۲۔ کَسَّبَ، ۳۔ اِکَسَّبَ، ۴۔ کِسَّبَ، ۵۔ اِکِسَّبَ. ماضی مجہول کو بھی پانچ طریقوں سے پڑھنا جائز ہے:۔ا۔ اُکْتُسِبَ، ۲۔ کُسِّبَ، ۳۔ اُکُسِّبَ، ۴۔ کِسِّبَ، ۵۔ اُکِسِّبَ. مضارع معلوم کو تین طریقوں سے پڑھنا جائز ہے:۔ ا۔ یَکْتَسِبُ، ۲۔ یَکَسِّبُ، ۳۔ یَکِسِّبُ. مضارع مجہول کو بھی تین طریقوں سے پڑھ سکتے ہیں:۔ا۔ یُکْتَسَبُ، ۲۔ یُکَسَّبُ، ۳۔ یُکِسَّبُ. اس باب کے مصدر کو پانچ طریقوں سے پڑھ سکتے ہیں:۔ا۔ اِکْتِسَابًا، ۲۔ کَسَّابًا، ۳۔ اِکَسَّابًا، ۴۔ کِسَّابًا، ۵۔ اِکِسَّابًا. اس باب کے اسم فاعل کو چار طریقوں سے پڑھ سکتے ہیں:۔ ا۔ مُکْتَسِبٌ، ۲۔ مُکَسِّبٌ، ۳۔ مُکِسِّبٌ، ۴۔"ک" کو "میم" کی حرکت کے تابع کرکے مُکُسِّبٌ پڑھنا. اسی طرح اسم مفعول کو بھی چار طریقوں سے پڑھ سکتے ہیں:۔ ا۔ مُکْتَسَبٌ، ۲۔ مُکَسَّبٌ، ۳۔ مُکِسَّبٌ، ۴۔ مُکُسَّبٌ. امر حاضر معلوم کو پانچ طریقوں سے پڑھ سکتے ہیں:۔ا۔ اِکْتَسِبْ، ۲۔ کَسِّبْ، ۳۔ اِکَسِّبْ، ۴۔ کِسِّبْ، ۵۔ اِکِسِّبْ.

تجَامَلَ، تَدَبَّرَ، تَدَابَرَ، تَذَكَّرَ، تَذَاكَرَ، تَزَجَّرَ، تَرَاجَزَ، تَسَمَّعَ، تَسَامَعَ، تَشَبَّعَ، تَشَابَعَ، تَصَبَّرَ، تَصَابَرَ، تَضَرَّبَ، تَضَارَبَ، تَطَلَّبَ، تَطَالَبَ''اور''تَظَلَّمَ، تَظَالَمَ''میں''اجَّمَلَ، اجَّامَلَ، ادَّبَرَ، ادَّابَرَ الخ--''پڑھنا جائز ہے، تاء کی مثال، جیسے:''تَتَرَكَ، تَتَارَكَ''میں اگرچہ دو حرف ایک جنس کے جمع ہیں، لیکن پھر بھی ادغام کرنا جائز ہے، چنانچہ ان میں''اتَّرَكَ، اتَّارَكَ''پڑھنا جائز ہیں۔

فائدہ: پہلی صورت میں یہ قانون لگانے کے بعد باب افتعال کے فعل ماضی، اسم فاعل، اسم مفعول اور امر حاضر کا باب تفعیل سے التباس آتا ہے جس سے بچنے کے لیے صرفیوں نے ایک اور قاعدہ جائز کیا ہے کہ''اکْتَثَرَ'' وغیرہ میں تاء کو مذکورہ قانون سے ثاء سے تبدیل کیا تو''اکْثَثَرَ''ہو گیا، دو حرف ایک جنس کے ایک کلمہ میں جمع ہو گئے تو پہلے کی حرکت ماقبل نقل کرنے کی بجائے اگر دیا اور اول کو ثانی میں ادغام کیا تو کاف وثاء میں التقائے ساکنین آ گیا جسے دور کرنے کے لیے کاف کو اپنی طرف کسرہ کی حرکت دی اور ہمزہ وصلیہ مابعد متحرک ہونے کی وجہ سے گر گیا تو''کِثَّرَ'' ہو گیا (کِثَّرَ، یَکِثَّرُ، کِثَّارًا الخ) [1].

﴿ابواب رباعی﴾

باب اول: صرف صغیر رباعی مجرد صحیح از باب فَعْلَلَةٌ چوں اَلدَّحْرَجَةُ وَالدِّحْرَاجُ (پتھر لڑھکانا) [2]۔

مصادر: اَلزَّعْفَرَةُ، اَلْبَعْثَرَةُ، اَلْعَسْكَرَةُ، الْبَرْقَعَةُ، الْفَرْقَعَةُ، الزَّخْرَفَةُ، الْحَمْلَقَةُ [3].

باب دوم: صرف صغیر رباعی مزید فیہ صحیح از باب تفعلل چوں اَلتَّدَحْرُجُ (پتھر لڑھکانا) [4]۔

مصادر: اَلتَّبَرْقُعُ، اَلتَّزَنْدُقُ، اَلتَّبَخْتُرُ [5].

---

(۱) بعض حضرات کے نزدیک یہ قانون افتعال کی ماضی میں جاری کرنا جائز نہیں، کیونکہ جاری کرنے سے باب افتعال کی ماضی کی باب تفعیل کی ماضی سے التباس لازم آتا ہے، جیسے:''کَسَّبَ''کا''کَرَّمَ''کیساتھ التباس آتا ہے اور متجانسین کے قانون میں ادغام کے لیے شرط ہے کہ التباس لازم نہ آئے، لیکن یہ قول ضعیف ہے اس لیے کہ التباس فعل مضارع سے ختم ہو جاتا ہے۔(املاء الصرف:۱۹۵)

(۲) رباعی مجرد کا صرف ایک ہی باب ہے جس کی ماضی''فعللة''اور مصدر بعض اوقات''فِعْلَالٌ''، جیسے:''دِحْرَاجُ''اور''فَعْلَالٌ'' جیسے:''وَسْوَاسٌ''اور کبھی''فَعْلَلَی''، جیسے:''قَهْقَرِی''کے اوزان پر آتے ہیں اور اسی طرح''فَعْلَلَی''اور''فَعْلَلاءُ''کے وزن پر آتا ہے، لیکن یہ بہت کم ہے۔ یہ باب ہمیشہ لازمی استعمال ہوتا ہے۔

(۳) دیگر مصادر یہ ہیں: اَلْقَنْطَرَةُ.

(۴) رباعی مزید فیہ کا پہلا باب تفعلل ہے جس کی ماضی تفعلل کے وزن پر آتی ہے اس کے شروع میں تاء زائدہ مطردہ ہوتا ہے۔ یہ باب قلیل الاستعمال اور ہمیشہ لازمی مستعمل ہوتا ہے۔

(۵) دیگر مصادر یہ ہیں: اَلتَّعَصْفُرُ، اَلتَّعَتْرُفُ، اَلتَّصَعْلُكُ، اَلتَّسَرْبُلُ، اَلتَّبَعْثُرُ.

باب سوم: صرف صغیر رباعی مزید فیہ صحیح از باب افعنلال چوں اَلْاِخْرِنْجَامُ (اکٹھا ہونا)[۱]۔[۲]
باب چہارم: صرف صغیر رباعی مزید فیہ صحیح از باب ''افْعِلَّالٌ'' چوں ''اَلْاِقْشِعْرَارُ'' (بالوں کا کھڑا ہونا)[۳]۔
مصدر: اَلْاِطْمِیْنَانُ[۴].[۵]

---

[۱] دیگر مصادر یہ ہیں: اَلْاِبْرِنْشَاقُ، اَلْاِبْلِنْدَاحُ.
[۲] رباعی مزید فیہ کا دوسرا باب افعنلال ہے جس کی ماضی افْعَنْلَلَ کے وزن پر آتی ہے اس کے شروع میں ہمزہ وصلیہ مکسورہ زائدہ اور عین کلمہ کے بعد نون ساکنہ زائدہ ہوتا ہے۔ یہ باب قلیل الاستعمال اور ہمیشہ لازمی مستعمل ہوتا ہے۔
[۳] رباعی مزید فیہ کا تیسرا باب افعلّال ہے جس کی ماضی افعلل کے وزن پر آتی ہے، اس کے شروع میں ہمزہ وصلیہ مکسورہ زائدہ اور آخر میں دوسرے لام کلمہ کی جنس میں سے لام زائدہ مشددہ ہوتا ہے۔ یہ باب قلیل الاستعمال اور ہمیشہ لازمی استعمال ہوتا ہے۔
فعل لازمی اور فعل متعدی کی پہچان کا طریقہ جاننے سے پہلے یہ بات ذہن میں رکھیں کہ فعل لازم فاعل پر تام ہو جاتا ہے اور فعل متعدی مفعول کو چاہتا ہے، فعل لازم کی یہ پانچ علامات ہیں:
۱۔ باب ''کَرُمَ'' سے آنا، جیسے: ''حَسُنَ، جَمُلَ، شَرُفَ، لَؤُمَ، کَرُمَ'' وغیرہ۔
۲۔ باب ''فَرِحَ'' سے آنا اور رنگ یا عیب یا حلیہ کے معنی پر دلالت کرنا، یا رنج، خوشی، یا خالی ہونے اور بھر جانے کے معنی پر دلالت کرنا، جیسے: ''حَمِرَ، عَمِشَ، حَزِنَ، طَرِبَ، صَدِیَ، عَطِشَ، شَبِعَ'' وغیرہ۔
۳۔ فعل متعدی بیک مفعول کا مطاوع ہونا، جیسے: ''کَسَرْتُ الْحَجَرَ فَانْکَسَرَ، دَحْرَجْتُهُ فَتَدَحْرَجَ''.
۴۔ باب انفعال، باب افعلال، افعنلال سے آنا۔
۵۔ مدح یا ذم کے معنی پیدا کرنے لیے باب ''کَرُمَ'' کی طرف فعل متعدی کو منتقل کرنا، جیسے: ''فَهُمَ الرَّجُلُ، بَلُدَ التِّلْمِیْذُ''.
فعل متعدی کی پانچ علامات یہ ہیں:
۱۔ ہمزہ تعدیہ داخل ہونا، جیسے: ''أَنْزَلَ الْفُرْقَانَ''.
۲۔ عین کلمہ کا مضعف ہونا، جیسے: ''نَزَّلَ عَلَیْكَ الْکِتَابَ''.
۳۔ باب استفعال سے آنا اور طلب یا نسبت کے معنی پر دلالت کرنا، جیسے: ''اسْتَخْرَجْتُ الْمَالَ''.
۴۔ مفاعلت کے معنی پر دلالت کرنا، جیسے: ''جَالَسْتُ الْعُلَمَاءَ''.
۵۔ حرفِ جر (علامت تعدیہ) کو توسعاً حذف کرنا، جیسے: ''تَمُرُّوْنَ الدِّیَارَ وَلَمْ تَعُوْجُوْا''۔ یہ اصل میں ''تَمُرُّوْنَ بِالدِّیَارِ'' تھا، لیکن کثرت استعمال کی وجہ سے ''باء'' کو حذف کیا جاتا ہے۔ (التصریف: ۴۶)
[۴] دیگر مصادر یہ ہیں: الْاِجْلِعْبَابُ، الْاِسْلِحْبَابُ، الْازْمِهْرَارُ، الْاِکْفِهْرَارُ.
[۵] یہ کل بائیس ابواب ہیں، جن میں چھ ثلاثی مجرد کے، بارہ ثلاثی مزید فیہ کے، ایک رباعی مجرد کا اور تین رباعی مزید فیہ کے ہیں، ثلاثی مجرد کے علاوہ باقی سولہ ابواب میں سے نو ابواب (انفعال، افتعال، استفعال، افعلال، افعیلال، افعیعال، افعوال، افعنلال، افعلال) ایسے ہیں جن میں ہمزہ وصلیہ ہے، ان کی ماضی، امر اور مصدر میں ہمزہ وصلیہ مکسورہ ہوگا، جب کہ ماضی مجہول میں مضموم ہوگا اور تین ابواب (تفعل، تفاعل، تفعلل) وہ ہیں جن کی ماضی میں تاء زائدہ مطردہ ہے۔

﴿قوانین برائے مثال[1]﴾

تعلیل[2]: ''عِدَۃٌ'' دراصل ''وِعْدٌ'' بود[3] کسرہ بر واؤ ثقیل بود، لہذا مابعد دادہ، آں واؤ را حذف کردہ، عوض اُو تاء در آخرش در آوردہ، ماقبل تاء را فتحہ دادہ ''عِدَۃٌ'' شد۔

---

(1) صرفی حضرات مثال کو اجوف اور ناقص پر اس لیے مقدم کرتے ہیں کہ مثال میں تعلیل فاء کلمہ، اجوف میں عین اور ناقص میں لام کلمہ میں ہوتی ہے اور فاء کلمہ عین اور لام پر مقدم ہوتا ہے۔(نغزک:۴۴)

(2) کسی کلمہ کے اصل معلوم کرکے اس پر قانون کی کیفیت اور طریقہ جاری کرنے کو صرفی حضرات تعلیل کہتے ہیں۔ معتل کے قوانین شروع کرنے سے پہلے چند امورِ مہمہ کا جاننا ضروری ہے تاکہ قوانین کے فہم اور ضبط میں آسانی ہو:

۱۔ تعلیل، ۲۔ ابدال، ۳۔ اسکان، ۴۔ حذف، ۵۔ ادغام، ۶۔ تخفیف

۱)۔ تعلیل: کلمہ میں تخفیف پیدا کرنے کے لئے حرفِ علت میں تبدیلی کرنا جیسے: قَوَلَ سے قَالَ. اعلال و تعلیل کی تین قسمیں ہیں: (الف)۔ اعلال بالحذف، (ب)۔ اعلال بالقلب، (ج)۔ اعلال بالاسکان.

۲)۔ ابدال: ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف لانا، اس کی دو قسمیں ہیں: (الف)۔ ابدال از حرف اصلی جیسے: قَوَلَ سے قَالَ۔(ب)۔ ابدال از حرف زائدہ جیسے: ضَارَبَ سے ضُوْرِبَ. ۳)۔ اسکان: حرف سے حرکت گرادینا اس کی دو قسمیں ہیں: (الف)۔ اسکان بحذف حرکت جیسے: یَدْعُوُ سے یَدْعُوْ. (ب)۔ اسکان بہ نقل حرکت جیسے: یَقْوُلُ سے یَقُوْلُ. ۴)۔ حذف: حرف کو گرادینا، اس کی بھی دو قسمیں ہیں: (الف)۔ حرفِ زائد کا حذف کرنا جیسے: یُأَکْرِمُ سے یُکْرِمُ۔(ب)۔ حرف اصلی کا حذف کرنا جیسے: یَوْعِدُ سے یَعِدُ، اُدْعُوْ سے اُدْعُ. کبھی دو حرفِ اصلی بھی حذف ہوجاتے ہیں جیسے: اِوْقِیْ سے قِ، لَمْ یَوْقِیْ سے لَمْ یَقِ .

۵۔ ادغام: دو حرفوں کو ایک حرف مشدد بنادینا، اس کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ ادغام المتجانسین جیسے: فَرَّ. ۲۔ ادغام المتقاربین جیسے: وَعَدْتَ سے وَعَدّتَّ.

یادرہے کہ کوفیین ادغام کو باب افعال کا مصدر پڑھتے ہیں اور بصریین اسے باب افتعال کا مصدر کہتے ہیں اور وہ اسے اِدِّغام پڑھتے ہیں۔(شرح المفصل لابن یعیش:۱۰/۱۲۱، ہمع الہوامع:۶/۲۸۰، الاشمونی:۴/۳۴۵، التصریح:۲/۳۹۷، جاربردی: ۲/۳۶۹،)

۶۔ تخفیف: کلمہ میں خفت پیدا کرنا، اس کی تین قسمیں ہیں: (الف)۔ تخفیف بالابدال، (ب)۔ تخفیف بحذف الحرف، (ج)۔ تخفیف بنقل الحرکت۔ ان کی تفصیل آگے آرہی ہے۔(جاربردی: ۲/۳۶۹، شرح الشافیۃ نقرہ:۲/۳۶۹)

صحیح میں اسکان، ابدال، حذف اور ادغام چاروں جاری ہوتے ہیں۔ اسکان کی مثال، جیسے: "لَمْ یَضْرِبْ"، ابدال کی مثال، جیسے: "اِخْتَصَمَ" سے "اِخْصَصَمَ"، حذف کی مثال، جیسے: "یُأَکْرِمُ" سے "یُکْرِمُ"، ادغام کی مثال، جیسے: "اِخْصَصَمَ" سے "خَصَّمَ". مہموز چونکہ ثقیل ہوتا ہے، اس لئے اس میں صرف تخفیف کی تین صورتیں جاری ہوتی ہیں۔ (۱)۔ تخفیف بالابدال، جیسے: "أَءْمَنَ" سے "آمَنَ". (۲)۔ تخفیف بنقل الحرکت، جیسے: "یَسْئَلُ" سے "یَسَلُ". (۳)۔ تخفیف بالحذف، جیسے: "یَسْئَلُ" سے "یَسَلُ". اور مضاعف میں ادغام، ابدال اور حذف تینوں واقع ہوتی ہیں، ادغام کی مثال، جیسے: "مَدَدَ" سے "مَدَّ"، ابدال کی مثال، جیسے: "قِیْرَاطٌ" جو کہ دراصل "قِرْرَاطٌ" تھے، حذف کی مثال، جیسے: "قَرْنَ" جو کہ اصل میں "اِقْرَرْنَ" تھا۔ اور مثال، اجوف، ناقص اور لفیف میں تعلیل کی تینوں صورتیں ابدال، اسکان اور حذف واقع ہوتی ہیں۔(فیوض عثمانی:۱۰۲)

یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ معتل الفاء میں تصرفات بہت کم ہوتے ہیں اور اس اعتبار سے یہ صحیح کی مانند ہے۔

(3) ''عِدَۃٌ'' اصل میں کیا تھے، اس میں کئی اقوال ہیں: پہلا قول یہ ہے کہ ''عِدَۃٌ'' اصل میں ''وِعْدٌ'' تھا، کسرہ واؤ پر ثقیل تھا، اس کو نقل کرکے مابعد عین کو دے دیا اور اس واؤ کو حذف کردیا اور واؤ کے عوض کلمہ کے آخر میں تاء متحرکہ بفتح ماقبل لایا تو ''عِدَۃٌ'' ہوگا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ''عِدَۃٌ'' اصل میں ''وِعْدٌ'' تھا، واؤ کو بمع حرکت کے حذف کردیا اور اس کے عوض کلمہ کے آخر میں تاء متحرکہ بفتح

=

قانون نمبر ۱[۱]:

﴿"عِدَةٌ" والا قانون﴾[۲]

حکم: یہ قانون وجوبی ہے[۳]۔

ہر واؤ جو ایسے مصدر کے فاء کلمہ میں واقع ہو جو "فِعْلٌ"[۴] کے وزن پر ہو اور اس کے مضارع معلوم میں یہ واؤ حذف ہوئی ہو[۵] تو "إِقَامَةٌ" کے قاعدے سے اس واؤ کے کسرہ کو مابعد دے کر اسے حذف کرنا[۶] اور اس کے عوض آخر[۷] میں تاء لانا واجب ہے[۸]، جیسے: "عِدَةٌ، سِعَةٌ" جو اصل میں "وِعْدٌ، وِسْعٌ" تھے، ان کا مضارع "يَعِدُ،

= ماقبل لائے اور عین کو "الساكن إذا حرك حرك بالكسر" کے تحت کسرہ دیا تو "عِدَةٌ" ہوا۔ تیسرا قول یہ ہے کہ "عِدَةٌ" اصل میں "وُعْدٌ" تھا، واؤ پر ضمہ ثقیل تھا تو اس کو نقل کرکے مابعد کو دے دیا اور واؤ کو حذف کر دیا اور کلمہ کے آخر میں جو تاء ہے اس کو واؤ کے عوض قرار دیا تو "عِدَةٌ" ہو گیا۔ چوتھا قول یہ ہے کہ "عدَةٌ" اصل میں "وعْدٌ" تھا، واؤ کو بمع حرکت کے حذف کر دیا اور آخری تاء کو واؤ کے عوض قرار دیا اور مذکورہ ضابطہ کے مطابق عین کو کسرہ دیا تو "عِدَةٌ" ہو گیا۔ اب جو حضرات واؤ کی حرکت نقل کرکے مابعد کو دیتے ہیں، ان کی دلیل یہ ہے کہ اگر واؤ کی حرکت نقل کرکے مابعد کو نہ دیں تو عین ساکن ہو گا اور ابتداء بالسکون محال ہے اور چونکہ واؤ کی حرکت قریب ہے اس وجہ سے واؤ کی حرکت مابعد کو دیتے ہیں اور جو حضرات واؤ کو بمع حرکت کے حذف کرتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ حرکت نقل کرکے ہمیشہ ماقبل کو دی جاتی ہے، مابعد کو نہیں۔ (املاء الصرف:۲۱۵)

[۱] ہر واوے کہ واقع شد مقابلہ فاء کلمہ مصدر یک بروزن فِعْلٌ یا فِعْلَةٌ باشد بشرطیکہ مضارع معلوم معلل باشد کسرہ آں را نقل کردہ بہ مابعد دادہ آں را حذف کردہ عوضش تائے متحرکہ در آخرش در آورند وجوباً، بکُلیہ إِقَامَةٌ.

[۲] تخریج: الشافیہ:۳۳۳، المصنف لابن جنی:۱/۲۰۰، نزہۃ الطرف للمیدانی:۲۰۳، الکتاب:۲/۳۵۷، المقتضب:۱/۲۲۷، شرح المفصل لابن یعیش:۱۰/۶۰، شرح الملوکی لابن یعیش:۳۹۲، جاربردی:۲/۲۴۹، نقرہ کار:۲/۲۴۹، شرح الشافیۃ لابن جماعۃ:۲/۲۴۹، ایجاز التعریف:۱۵۴، نغزک:۵۰، فصول اکبری:۶۳، نوادر الاصول:۱۴۳، دستور المبتدی:۱۸، قوانین زرادی:۱۳-۱۴، علم الصیغہ:۵۳-۵۴، صرف بھتر ال:۳۷، ارشاد الصرف:۵۰، صرف گھوٹوی:۹۰، قانونچہ کھیوالی:۳۶، کتاب الصرف:۶۶۔

[۳] مواضعِ اجراء: یہ قانون ثلاثی مجرد مثال واوی کے دو ابواب "فَعَلَ يَفْعِلُ" اور "فَعِلَ يَفْعِلُ" کے مصادر میں جاری ہوتا ہے اور جب کہ "إِقَامَةٌ" والا قاعدہ مثال واوی کے "فَعَلَ يَفْعَلُ" اور "فَعِلَ يَفْعَلُ" اور اجوف واوی و یائی کے باب افعال اور باب استفعال کے مصادر میں لگتا ہے۔

[۴] یا "فِعْلَةٌ" کے وزن پر ہو۔

[۵] مضارع معلوم میں واؤ وجوباً حذف ہوا ہو، یا محذوف الفاء ہو، کیونکہ جوازاً تو "يَوجَلُ" میں بھی تعلیل ہوتی ہے۔ (شرح الشافیۃ لابن جماعۃ:۲/۲۴۵)

[۶] واؤ کو کلمہ میں تخفیف پیدا کرنے کے لیے حذف کیا جاتا ہے، لیکن فعل ثقیل ہونے کی وجہ سے خفت کا مقتضی ہے اور اسم اگرچہ معناً ثقیل نہیں، لیکن صورۃً ثقیل ہے اس لیے اسم میں بھی حذف کیا جاتا ہے۔

[۷] ضابطہ تو یہ ہے کہ جس جگہ سے کوئی چیز حذف ہو اس کا عوض اسی جگہ لایا جاتا ہے حالانکہ مذکورہ تعلیل میں واؤ کو کلمہ کے شروع میں حذف کیا تو اس کا عوض (تاء متحرکہ) کلمہ کے آخر میں لائے اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر ہم واؤ کا عوض (تاء متحرکہ) کلمہ کے شروع میں لاتے تو اس مصدر کا فعل مضارع "تَعِدُ" کیساتھ التباس لازم آتا، تو اس سے بچنے کے لیے عوض کو کلمہ کے آخر میں لایا جاتا ہے۔

[۸] اس قانون میں تین حکم جاری ہوئے ہیں: ۱۔ نقل حرکت بمابعد ۲۔ حذف واؤ ۳۔ عوض۔ پہلے دو حکم اسی قانون کے تحت ہیں اور تیسرا حکم قاعدۃ "إِقَامَةٌ" کے تحت جاری ہوا ہے۔

یَسَعُ'' ہے[1]۔

''إِقَامَۃٌ''[2]: کا قاعدہ یہ ہے کہ جو حرف مصدر میں گر جائے تو اس کے عوض آخر میں تاء لانا واجب ہے، جیسے: ''إِقَامَۃٌ'' جو ''إِقْوَامٌ'' تھا، پھر ''إِقَاامٌ'' ہوا، پھر الف[3] کو حذف کرکے اس کے عوض آخر میں تاء لائی تو ''إِقَامَۃٌ'' ہو گیا[4]، بشرطیکہ وہ حرف ایسا ساکن نہ ہو جو تنوین کیساتھ التقاء کی وجہ سے گرا ہو[5]، جیسے: ''ھُدًی''، معنًی'' اصل میں ''ھُدَیٌ، مَعْنَیٌ'' تھے، پھر ''ھُدَانْ، مَعْنَانْ'' ہوئے، پھر التقائے ساکنین کی وجہ سے الف حذف ہو گیا تو ''ھُدًی، مَعْنًی'' ہو گئے[6]، ایسے ہی ''لُغَۃٌ، مِئَۃٌ'' کو بھی ''لُغًی، ....

---

(۱) ''عِدَۃٌ'' اصل میں ''وِعْدٌ'' بروزن ''فِعْلٌ'' تھا، چونکہ ''یَعِدُ'' فعل مضارع میں واؤ کو علامت مضارع یاء اور کسرہ لازمہ کے درمیان واقع ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا تھا، اس لیے باب کی موافقت کی غرض سے یہاں بھی واؤ کو حذف کر دیا اور واؤ کے عوض آخر میں ''تاء'' زیادہ کرکے عین کلمہ کو کسرہ دے دیا، ''عِدَۃٌ'' ہو گیا، یہی تعلیل ''زِنَۃٌ'' وغیرہ میں ہوئی ہے۔ لیکن یہ دونوں مصدر فاء کلمہ کے فتحہ ''فَعْلٌ'' کے وزن پر بھی آتے ہیں، اس صورت میں ان میں کوئی تعلیل نہیں ہوتی، بلکہ اپنی اصل پر ''وَعْدٌ'' اور ''وَزْنٌ'' استعمال ہوتے ہیں۔ (جاربردی: ۲/۲۴۹، نقرہ کار: ۲/۲۵۰، شرح الشافیۃ لابن جماعۃ: ۲/۲۴۹، ایجاز التعریف: ۱۵۴)

یہاں ایک اشکال ہوتا ہے کہ ''یَھَبُ، یَسَعُ'' اور ان کے نظائر میں واؤ علامت مضارع یاء اور کسری لازمہ کے درمیان واقع نہیں، لیکن اس کے باوجود ان میں واؤ کو حذف کیا گیا ہے، اسی وجہ سے صاحب علم الصیغہ نے اسے اختیار نہیں کیا، بلکہ قانون اس طرح بیان کیا ہے: ''ہر وہ واؤ جو علامت مضارع مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان یا علامت مضارع مفتوحہ اور ایسے کلمہ کے فتحہ کے درمیان واقع ہو، جس کا عین یا لام کلمہ حرفِ حلقی ہو تو وہ واؤ گر جاتا ہے، جیسے: ''یَعِدُ، یَھَبُ، یَسَعُ'' یہ اصل میں ''یَوْعِدُ، یَوْھَبُ، یَوْسَعُ'' تھے۔''

لیکن صاحب علم الصیغہ نے قانون کی جو توجیہ پیش کی ہے وہ بھی جامع نہیں، اس لیے کہ لغت کی کتابوں میں ''وَاَمَ یَوام، وَفَہَ یَوْفَہُ، وَجَعَ یَوْجَعُ، وَحِشَ یَوْحَشُ، وَرِعَ یورَعُ، وَلِعَ یَوْلَعُ، وَھَمَ یَوْھَمُ، وَحِلَ یَوْحَلُ، وَضَعَ یَوْضَعُ، وَلِہَ یَوْلَہُ'' جیسے تیس سے زائد الفاظ ایسے ملتے ہیں جن کا عین یا لام کلمہ حرف حلقی ہے اور ان میں واؤ علامت مضارع مفتوحہ اور فتحہ کے درمیان واقع ہے اور اس کے باوجود بھی ان میں واؤ حذف نہیں ہوا۔

(۲) تعلیل: إِقَامَۃٌ کہ در اصل إِقْوَامٌ بود پس واؤ متوسط مفتوح ماقبل حرفِ صحیح ساکن فتحہ آں را نقل کردہ بما قبل دادہ آں را بالف بدل کردند إِقَاامٌ شد، پس التقائے ساکنین شد میان ہو دو الف بعضے صرفیاں الف اولیٰ را حذف کردند، لأن الثانی علامۃ والعلامۃ لاتحذف عوض او تاء در آخرش در آوردہ ماقبل تاء رافتحہ دادہ إِقَامَۃٌ می خواہند، وبعضے صرفیاں الف ثانی را حذف کردہ لأنہا زائدۃ الزائدۃ أحق بالحذف عوض او تاء در آخرش در آوردہ، ماقبل تاء رافتحہ دادہ اِ إِقَامَۃٌ بروزن إِفْعَلَۃٌ می خواہند۔

(۳) امام سیبویہؒ اور امام خلیلؒ ''إِقَاامٌ'' میں دو الف میں سے دوسرے الف کو حذف کرتے ہیں، کیونکہ دوسرا زائد ہے اور قاعدہ ہے: ''الزائدۃ أحق بالحذف'' اور امام اخفشؒ پہلے الف کو حذف کرتے ہیں، کیونکہ دوسرا علامت ہے اور قاعدہ ہے: ''العلامۃ لاتحذف''، جس کی تفصیل التقائے ساکنین قانون میں ہے۔ (جاربردی: ۲/۲۵۷، نقرہ کار: ۲/۲۵۷، شرح الشافیۃ للانصاری: ۲/۲۵۷)

(۴) إِقَامَۃٌ میں اضافت کے وقت تاء کو حذف کرنا بھی جائز ہے جیسے: إِقَامَ الصَّلاۃ، عِدَ الْاَمْرِ اصل میں إِقَامَۃٌ، عِدَۃٌ تھے۔

(۵) اس کو التقاءِ تنوینی کہتے ہیں، التقاءِ تنوینی کا مطلب یہ ہے کہ دو ساکنوں میں سے ایک ساکن تنوین ہو، دوسرا ساکن عام ہے، خواہ تنوین ہو یا غیر تنوین ہو۔

(۶) ''قَالَ'' والا قانون جاری ہونے کے بعد التقاءِ تنوینی کی وجہ سے الف گر گیا، کیونکہ یہاں دوسرا ساکن تنوین ہے۔

مِئًی ''پڑھنا چاہیے،[۱](جو دراصل ''لُغَوٌ، مِئَیٌ'' تھے)، لیکن ان میں الف محذوفہ کے عوض آخر میں تاء لاتے ہیں، یہ دونوں شاذ ہیں[۲]۔

احترازی مثالیں: ۱۔ واؤ فاء کلمہ میں نہ ہو، جیسے: ''صِنْوٌ''. ۲۔ مصدر میں نہ ہو، جیسے: ''وِتْرٌ''[۳]. ۳۔ مصدر ''فِعْلٌ'' کے وزن پر نہ ہو، جیسے: ''وِعْدٌ''. ۴۔ مضارع میں واؤ حذف نہ ہوئی ہو، جیسے: ''وِجْلٌ''[۴].

تعلیل: ''مِیْعَادٌ'' کہ دراصل ''مِوْعَادٌ'' بود پس واؤ ساکن مظہر ماقبلش مکسور آں واؤ را بہ یاء بدل کردہ ''مِیْعَادٌ'' شد۔

قانون نمبر ۲[۵]:

---

[۱] قاعدے کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر وہ حرف جو مصدر میں التقائے تنوینی (یعنی دو ساکنوں میں ایک ساکن تنوین ہو اور دوسرا خواہ تنوین ہو یا غیر تنوین) کے علاوہ گر جائے تو اس کے بدلے میں آخر میں تائے متحرکہ لانا واجب ہے جیسے: إِقَامَةٌ جو اصل میں إِقْوَامٌ تھا واؤ کا فتحہ نقل کرکے قاف کو دے کر اسے الف سے بدلا یا اس کے بعد التقائے ساکنین کی وجہ سے ایک الف کو حذف کرکے اس کی عوض آخر میں تاء لے آئے تو إِقَامَةٌ ہو گیا، لیکن لُغَةٌ و مِئَةٌ شاذ ہیں، کیونکہ یہ اصل میں لُغَوٌ اور مِئَیٌ تھے واؤ اور یاء متحرک ماقبل ان کو الف سے بدلا کر اس کے بعد الف کو التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف کیا، اور اس کے عوض آخر میں تاء لے آئے تو لُغَةٌ و مِئَةٌ ہو گیا اس تاء کا لانا شاذ ہے، کیونکہ الف التقائے تنوینی کی وجہ کی وجہ سے حذف ہوا حالانکہ قانون میں بغیر التقائے تنوینی کی شرط تھی۔

[۲] ''لُغَةٌ و مِئَةٌ'' میں دونوں شرطیں مفقود ہیں، کیونکہ یہ مصدر نہیں بلکہ جامد ہیں اور التقائے تنوینی بھی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ مصدر سے کوئی حرف گر جائے تو اس کے عوض ''ة'' لائی جاتی ہے، لیکن یہ وہاں ہو گا کہ گرنے والا حرف نون تنوین کیساتھ اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرا ہوا نہ ہو، اسی وجہ سے ''تَعِدُ'' جو اصل میں ''تَوْعِدُ'' بروز ''تَفْعِلُ'' تھا، اس میں کسی حرف کا اضافہ نہیں کیا گیا ہے۔ (زرادی:۱٦، جاربردی:۴۱، ہامش کتاب الصرف:٦٦)

[۳] یہ اسم جامد ہے۔

[۴] ایک اشکال اور اس کو جواب: ''لکل وجھة'' میں باوجود شرائط کے یہ قانون اس لیے جاری نہیں ہوا۔ نیز اس میں عوض و معوض جمع ہیں جو کہ باطل ہیں: پہلا جواب: یہ مصدر نہیں، اسم جامد ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر مصدر تسلیم جائے تو اس کی مضارع معلوم معلل نہیں، لہٰذا یہ شرط مفقود ہے اس لیے قانون نہیں جاری ہوا۔ علامہ سمین حلبیؒ فرماتے ہیں کہ ''وِجْهَةٌ'' میں دو قول ہیں: امام مبرد، فارسی اور امام مازنیؒ کہتے ہیں کہ یہ اسم ظرف (ظرف مکان) ہے، اس لیے اس میں واؤ حذف نہیں ہوا۔ بعض صرفی کہتے ہیں کہ یہ مصدر ہے اور اس میں واؤ کا حذف نہ ہونا خلاف اصل اور شاذ ہے، یہ امام سیبویہؒ کا نظریہ ہے، لیکن اس کو مصدر شاذ ماننے کی ضرورت نہیں، کیونکہ ''وَعَدَ یَعِدُ'' کے مصدر ''عِدَةٌ'' میں واؤ اس لیے حذف ہوتا ہے کہ فعل مضارع معلوم میں یہ واؤ یاء اور کسرہ کے درمیان واقع ہونے کی وجہ سے ثقیل ہوتا ہے، اس لیے اسے حذف کیا جاتا ہے اور ''وِجْهَةٌ'' سے ''تَوَجَّہَ'' اور ''اِتَّجَہَ'' ماضی مستعمل ہے اور مصدر ''التَّوَجُّہُ'' اور ''الْاِتِّجَاہُ'' مستعمل ہیں، تاہم اس مادہ سے ''وَجَہَ یَجِہُ'' مستعمل نہیں، اس لیے اس میں واؤ حذف نہیں کیا جاتا ہے۔ تفصیل کے دیکھئے: تفسیر الدر المصون:۲/ ۱۷۱، المقتضب:۱/ ۲۲۷، المصنف لابن جنی:۱/ ۲۰۰، نزہۃ الطرف للمیدانی:۲۰۳، الکتاب:۲/ ۳۵۷، شرح المفصل لابن یعیش:۱۰/ ٦۰، شرح الملوکی لابن یعیش:۳۹۲، فیوض عثمانی:۱۲۱۔

[۵] قانون کا فارسی متن: ہر واؤ ساکن مظہر غیر واقع مقابلہ فاء کلمہ باب افتعال ماقبلش مکسور آں واؤ را بہ یاء بدل کنند وجوباً، بشرطیکہ باعث تحریکش موجود نہ باشد۔

﴿"مِیْعَادٌ" والا قانون﴾[۱]

حکم: یہ قانون وجوبی ہے[۲]۔

ہر واؤ جو ساکن ہو، مظہر ہو (مدغم نہ ہو) اور اس کا ماقبل مکسور ہو تو اس واؤ کو یاء سے بدلنا واجب ہے[۳]، جیسے: "مِوْعَادٌ" سے "مِیْعَادٌ"[۴]، لیکن دو شرطوں کیساتھ: ۱۔ وہ واؤ باب افتعال کے فاء کلمہ میں نہ ہو (کیونکہ اس وقت اسے تاء سے بدلنا واجب ہے)، جیسے: "اِوْتَعَدَ" سے "اِتَّعَدَ"۔ ۲۔ اس واؤ کو حرکت دینے کا کوئی سبب موجود نہ ہو، جیسے: "مِوَدٌّ" جو اصل میں "مِوْدَدٌ" تھا[۵]۔

احترازی مثالیں: واؤ ساکن نہ ہو، جیسے: "عِوَضٌ"۔ ۲۔ مظہر نہ ہو، جیسے: "اِجْلِوَّاذٌ"۔ ۳۔ ماقبل مکسور نہ ہو، جیسے: "قَوْلٌ"[۶]۔

---

[۱] تخریج: الشافیہ:۳۲۰، شرح الشافیۃ للرضی:۲/۸۳، نقرہ کار:۲/۲۴۳، شرح الشافیۃ للانصاری:۲/۲۴۳، ایجازالتعریف:۱۴۴، نغزک:۵۳،۵۲، مراح الارواح:۱۳۷، الحنفیہ:۱۷۵، فصول اکبری:۶۳، نوادرالاصول:۱۳۹، دستورالمبتدی:۲۴، قوانین زرادی: ۱۴، علم الصیغۃ:۵۴، صرف بھتر ال:۴۷، ارشادالصرف:۵۰، صرف گہوٹوی:۴۳، قانونچہ کھیوالی:۷۳، کتاب الصرف:۶۶، الصرف العزیز:۱۰۴۔

[۲] مواضعِ اجراء: یہ قانون ثلاثی مجرد مثال واوی اور اجوف واوی کے بعض مصادر، اسم آلہ صغری، وسطیٰ اور کبریٰ کے واحد اور تثنیہ میں اور اسم مفعول میں مطلقاً (خواہ صحیح ہو یا غیر صحیح) صیغہ جمع مشترک اور واحد مذکر مصغر اور واحدہ مصغرہ کے صیغوں میں جاری ہوتا ہے اور مثال واوی کے ایک باب "وَجِلَ یَوجَلُ" کے امر حاضر معلوم اور مؤکد بانون تاکید ثقیلہ اور خفیفہ کے تمام صیغوں میں لگتا ہے اور جب کہ ثلاثی مزید فیہ کے ایک باب افعیعال کے مصدر میں عند الکوفیین اور ثلاثی مزید فیہ مثال واوی کے باب افعال اور باب استفعال کے مصادر میں جاری ہوتا ہے۔

[۳] یہاں بظاہر ایک اشکال ہوتا ہے کہ "عِدْ" امر حاضر معلوم اصل میں "اِوْعِدْ" تھا، یہاں یہ قانون جاری کر کے واؤ کو یاء سے تبدیل نہیں کیا، بلکہ حذف کر دیا اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کے کئی جواب ہیں: پہلا جواب یہ ہے کہ "میعاد" والا قانون ابدال کا تقاضا کرتا ہے اور اگر امر حاضر معلوم کو مضارع معلوم "تعد" سے بنایا جائے تو واؤ حذف کا مقتضی ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ جس مقام میں ابدال اور حذف کا تعارض آجائے وہاں حذف کو ترجیح ہوتی ہے، کیونکہ تخفیف کی ضرورت ہوتی ہے اور تخفیف حذف میں زیادہ ہوتی ہے اس لیے "اِوْعِدْ" میں واؤ حذف کیا گیا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ قانون مذکورہ ابدال کا مقتضی ہے اور موافقت مضارع حذف کی مقتضی ہے اور مثال مذکور میں موافقت مضارع ایک امر واقعی اور یقینی ہے اور مذکورہ قانون یقینی نہیں، کیونکہ اس قانون میں واؤ کا ماقبل مکسور ہونا ضروری ہے اور مذکورہ مثال میں کسر یقینی نہیں، بلکہ عارضی ہے، کیونکہ ہمزہ وصلیہ ہونے کی وجہ سے سقوط کا احتمال رکھتا ہے تو جو چیز یقینی ہو اس کو غیر یقینی پر ترجیح حاصل ہوتی ہے، لہذا موافقت مضارع کو ترجیح دے کر واؤ کو حذف کر دیا گیا ہے۔ (الانوار الاشرفیہ:۲۷۵-۲۷۶)

[۴] یہ مثال مطابقی ہے۔

[۵] یہاں دو حرف ایک جنس کے جمع ہیں، اب ادغام ضروری ہے، ادغام کی صورت میں واؤ کو حرکت دینا ضروری ہے، اس لیے واؤ کے متحرک ہونے کا سبب موجود ہے، لہذا قانون جاری نہیں ہوگا۔

[۶] باب افتعال "اتعد" (جو اصل میں "اوتعد" تھا) میں دو وجوبی قانون متوجہ ہوتے ہیں: ایک میعاد والا قانون اور دوسرا واؤ، یاء والا قانون۔ لیکن ترجیح واؤ، یاء والے قانون کو اس لیے دی جاتی ہے کہ واؤ اور تاء قریب المخرج ہیں، جن میں ادغام بنسبت یاء اور تاء کے اولیٰ ہے۔

تعلیل: ''وَعَدْتَّ'' کہ دراصل '' وَعَدْتَ'' بود پس دال وتاء قریب المخرج بہم آمدہ، لہذا دال راتاء کردہ وتاءرادر تاء ادغام کردہ ''وَعَدْتَّ'' شد۔

قانون نمبر ۳[1]:

﴿''وَعَدْتَّ''والا قانون﴾[2]

حکم: یہ قانون وجوبی ہے[3]۔

اس قانون کی دو صورتیں ہیں:

۱۔ ہر دال یا طاء ساکن جس کے بعد تاء متحرکہ ہو تو اس دال وطاء کو تاء سے بدل کر، تاء کو تاء میں ادغام کرنا واجب ہے، جیسے: ''وَعَدَتَّ، بَسَطْتَّ''[4]، بشرطیکہ تاء، تاءِ افتعال نہ ہو، کیونکہ اس صورت میں تاء افتعال کو دال وطاء سے بدلنا واجب ہے، جیسے: ''ادَّبَرَ، اطَّلَبَ'' جو اصل میں ''ادْتَبَرَ، اطْتَلَبَ'' تھے۔

۲۔ اگر تاء ساکن ہو اور اس کے بعد دال یا طاء متحرک ہوں تو تاء کو دال وطاء سے بدل کر ادغام کرنا واجب ہے، جیسے: ''أَثْقَلَتْ دَّعَوُ، قَالَتْ طَّآئِفَةٌ''[5].

تعلیل: ''أُعِدَ'' کہ دراصل ''وُعِدَ'' بود پس واؤ مضموم واقع شد در اول کلمہ، وما بعد دیگر واؤ متحرک نہ بود آں واؤ را بہ ہمزہ بدل کردہ ''أُعِدَ'' شد۔

قانون نمبر ۴[6]:

---

[1] قانون کا فارسی متن: ہر دال ساکن کہ مابعدش تائے متحرکہ غیر تائے افتعال باشد آں را تاء کردہ ودر تاء ادغام می کنند وجوباً، ودر عکس او عکس جائز است۔

[2] تخریج: مراح الارواح: ۱۳۴، الحنفیہ: ۱۷۴، فیوض عثمانی: ۱۰۳، صرف بھترال: ۷۴، ارشاد الصرف: ۵۰، صرف گھوٹوی: ۴۹، قانونچہ کھیوالی: ۳۷، الصرف العزیز: ۱۰۸۔

[3] مواضعِ اجراء: یہ قانون ثلاثی مجرد مثال واوی اور اجوف واوی کے فعل ماضی معلوم اور مجہول کے سات صیغوں (مخاطب کے چھے صیغے اور ایک واحد متکلم) میں جاری ہوتا ہے۔

[4] یہ امثلہ مطابقی ہیں۔

[5] اگر ادغام کے بعد ایک کلمہ کا دوسرے کلمہ کے ساتھ التباس ہوتا ہو تو ادغام ممتنع ہے، بشرطیکہ متقاربین ایک کلمہ میں ہوں جیسے: وَطْدٌ (مضبوط کرنا) اور وَشْدٌ (میخ گاڑنا) اب اگر طاء اور دال کو دال میں ادغام کیا جائے تو ان دونوں کا وَدٌّ (دوستی) کے ساتھ التباس آئے گا، اور یہ معلوم نہیں ہو گا کہ ان کی پہلی دال اصلی ہے یا طاء سے بدل ہے یا تاء سے بدل ہے۔ (حاشیہ کنز النوادر: ۵۷)

[6] قانون کا فارسی متن: ہر واؤ مضموم یا مکسور واقع شد در اول کلمہ مابعدش دیگر واؤ متحرک نہ باشد، یا مضموم کہ در مقابلہ عین کلمہ باشد ہمزہ می شود جوازاً، بشرطیکہ در مضارع معلوم نہ باشد۔

﴿''اُعِدَ''والا قانون﴾[۱]

حکم: یہ قانون جوازی ہے[۲]۔

ہر واؤ مضموم یا مکسور کو دو صورتوں میں ہمزہ سے بدلنا جائز ہے[۳]:

۱۔ واؤ کلمہ کے شروع میں ہو اور اس کے بعد دوسری واؤ متحرک نہ ہو، جیسے:''وُعِدَ، وِشَاحٌ''میں ''اُعِدَ، اِشَاحٌ''.

۲۔ واؤ مضموم مخفف(غیر مشدد) عین کلمہ[۴] میں ہو، ضمہ لازمی ہو اور اس میں وجوبی قانون بھی نہ لگتا ہو، جیسے :''اَدْوُرٌ''میں ''اَدْءُرٌ''[۵]. ''تُكْلى، تُرَاثَ''(جو اصل میں ''وُكْلى، وُرَاثَ'' تھے) میں واؤ مضمومہ کو بجائے ہمزہ سے بدلنے کے تاء سے بدلتے ہیں اور ''اَحَدٌ، اَنَاةٌ، اَسْمَاءُ''[۶] (جو ''وَحَدَةٌ، وَنَاةٌ، وَسْمَاءُ'' تھے) میں واؤ کو مفتوحہ ہونے کے باوجود ہمزہ سے بدلتے ہیں، یہ شاذ ہیں[۷]۔

---

(۱) تخریج: الشافیہ:۷۔۳۲۲، جاربردی:۲/۲۳۹، نقرہ کار: ۲/۲۳۹، ایجازالتعریف:۱۰۲، فصول اکبری:۶۲، نوادرالاصول:۱۴۱، الحنفیہ:۱۹۹، دستورالمبتدی:۲۲، قوانین زرادی:۱۵-۱۶، علم الصیغہ:۵۴، صرف بھتراں:۷۵، ارشادالصرف:۵۰-۵۱، صرف گھوٹوی :۹۰، قانونچہ کھیوالی:۳۸، کتاب الصرف:۶۹، الصرف العزیز:۲۴۶۔

(۲) مواضعِ اجراء: اس قانو ن کا پہلا شق ثلاثی مجرد مثال واوی کے ماضی مجہول کے تمام صیغوں میں، مثال واوی اسم فاعل کے جمع مکسر (فُعَّلٌ، فُعْلٌ، فُعَلَاءُ، فُعْلَانٌ، فِعَالٌ، فُعُوْلٌ، فُعَّلٌ) اور صفتِ مشبہ کے جمع مکسر (فِعَالٌ، فُعُوْلٌ، فُعَلٌ، فُعَلَاءُ، فُعْلَانٌ، فِعْلَانٌ) اور تصغیر کے واحد مذکر مصغر اور واحدہ مؤنث مصغرہ میں جاری ہوتا ہے اور اسم تفضیل مؤنث کے صیغہ واحدہ، تثنیہ، جمع سالم، جمع مکسر اور واحدہ مؤنث مصغرہ کے صیغوں میں جاری ہوتا ہے اور جب کہ ثلاثی مزید فیہ کے باب تفعیل کے بعض مصادر (فعال، فیعال) اور فعل ماضی مجہول کے تمام صیغوں میں اور باب مفاعلہ کے بعض مصادر (فعال، فیعال) اور فعل ماضی مجہول کے تمام صیغوں میں لگتا ہے۔ اور دوسری شق اسم جامد، ثلاثی مجرد اجوف واوی کے فعل تعجب اور ثلاثی مزید فیہ اجوف واوی کے باب تفاعل کے مصدر میں جاری ہوتا ہے۔

(۳) واؤ مکسور جب کلمہ کے اول میں واقع ہو تو اسے ہمزہ بدلنا جائز ہے، جیسے:''وِشَاحٌ، وِسَادَةٌ''میں ''اِشَاحٌ، اِسَادَةٌ''پڑھنا جائز ہے، لیکن اس میں اختلاف ہے کہ یہ ابدال قیاسی ہے یا سماعی۔ جمہور امام سیبویہؒ، علامہ مازنیؒ، امام مبردؒ، علامہ فارسی، امام ابن جنی، صمیری، ابن عصفور اور ابو حیان کا مذہب یہ ہے کہ یہ ابدال قیاسی اور مطرد ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ واؤ ضمہ کا تقاضا کرتا ہے اور اس پر کسرہ کا آنا خلاف مقتضی ہے جس کی وجہ سے یہ پڑھنے میں مشکل اور ثقیل معلوم ہوتا ہے، اس لیے اس واؤ مکسور کو ہمزہ مکسورہ کیساتھ بدلا یا جاتا ہے۔ بعض حضرات علامہ صرفی وغیرہ کا مذہب یہ ہے کہ یہ ابدال سماعی ہے، اس کو ابن یعیش نے اکثر صرفیوں کا مذہب قرار دیا ہے۔ (الکتاب:۴/۳۳۱، الاصول:۳/۳۴۵، المصنف لابن جنی:۱/۲۲۸، ۲۱۲، شرح الملوکی للثمانینی:۳۲۳، شرح الکافیۃ الشافیۃ:۴/۲۰۹۰، شرح المفصل لابن یعیش:۱۰/۱۴، جاربردی:۲/۲۳۹، نقرہ کار:۲/۲۳۹، شرح الشافیۃ لابن جماعۃ:۲/۲۳۹)

(۴) یہاں واؤ متوسط (در مقابلہ عین کلمہ) کا ہمزہ سے بدلنے کا ذکر ہمزہ مضمومہ در اول کلمہ کے تابع ہے، اس لئے اسے یہاں ذکر کیا گیا ہے ورنہ اس کو اجوف میں ذکر کرنا چاہئے تھا۔ (فیوض عثمانی:۱۱۹، ہامش کنز النوادرر:۵۸)

(۵) یہ مثال مطابقی ہے۔

(۶) ''اسماء''عورت کا نام ہے، امام سیبویہؒ کا مذہب یہ ہے کہ اصل میں ''وَسْمَاءُ''بروزن ''فَعْلَاءُ''ہے اور ''وِسَامَةٌ''سے مشتق ہے اور امام مبرد فرماتے ہیں کہ اس میں ہمزہ زائدہ ہے اور یہ ''اسم''کی جمع ہے، علمیت اور تانیث معنوی کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔ (الکتاب:۳/۲۵۶، المذکر والمؤنث للمبرد:۱۰۵، المقتضب:۳/۲۶۵، سر الصناعۃ:۱/۹۲، شرح الملوکی لابن یعیش:۲۷۵، جاربردی:۲/۲۴۲، نقرہ کار:۲/۲۴۱)

(۷) کبھی واؤ مفتوحہ کو بھی ہمزہ سے بدلا جاتا ہے جیسے: أَحَدٌ، أَنَاةٌ، أَسْمَاءُ (جو ان کو فَعْلَاءُ کے وزن پر مانتے ہیں) اصل میں وَحَدٌ، وَنَاةٌ، وَسْمَاءُ تھے، اسی طرح کبھی واؤ مضمومہ تاء سے بدل جاتی ہے جیسے: تُجَاهٌ، تُكْلَانٌ، تُرَاثٌ کہ اصل میں وُجَاهٌ، وُكْلَانٌ، وُرَاثٌ =

احترازی مثالیں: ۱۔واؤ مضموم یامکسور نہ ہو، جیسے:''وَعَدَ''. ۲۔ اس کے بعد دوسری واؤ متحرک بھی ہو، جیسے: ''وُوَيْعِدُ''[۱]. ۳۔واؤ مخفف نہ ہو مشدد ہو، جیسے:''تَعَوُّضٌ''. ۴۔ضمہ لازمی نہ ہو، عارضی ہو، جیسے: ''رَاوُوْنَ''جو اصل میں ''رَاوِيُوْنَ''تھا۔ ۵۔ عین کلمہ میں نہ ہو، جیسے:''دَلْوٌ''. ۶۔ وجوبی قانون لگتاہو، جیسے:''يَطُوْلُ''جو اصل میں ''يَطْوُلُ''تھا۔

تعلیل: ''يَعِدُ تَعِدُ أَعِدُ نَعِدُ''کہ دراصل ''يَوْعِدُ تَوْعِدُ أَوْعِدُ نَوْعِدُ''بودند پس واؤ واقع شد میانِ فتحہ علامت مضارع وکسرہ حقیقی وایں چنیں ثقیل بود، لہذا آں واؤ راحذف کردہ ''يَعِدُ تَعِدُ أَعِدُ نَعِدُ''شدند۔

قانون نمبر ۵[۲]:

﴿''يَعِدُ تَعِدُ أَعِدُ نَعِدُ''والا قانون﴾[۳]

حکم: یہ قانون وجوبی ہے[۴]۔

ہر باب مثال واوی[۵] کا جو ''مَنَعَ يَمْنَعُ''سے ہو، یا اس کی ماضی کلام عرب میں مستعمل نہ ہو، یا اس کا مضارع ''يَفْعِلُ''ہو تو اس کے مضارع معلوم میں واؤ کو حذف کرنا واجب ہے[۶]۔ ''مَنَعَ يَمْنَعُ''کی مثال ''يَضَعُ''جو اصل

=میں واؤ مفتوحہ اور تاء کو کا ہمزہ سے بدلنا شاذ ہے قیاس نہیں بحسبِ سماع ہے، لہذا حکمِ مذکورہ کو منتقض نہیں ہوگا، کیونکہ یہ قانون اکثری ہے۔ (الشافیۃ:۲/۲۴۱، جاربردی:۲/۲۴۱، نقرہ کار:۲/۲۴۱، ہامش کنزالنوادر ۵۸)۔

[۱] واؤ متحرک کے بعد اگر واؤ ساکن ہو تو اس کو بھی ہمزہ سے بدلنا جائز ہے، جیسے:''وُوْرِيَ''کو''أُوْرِيَ''پڑھنا جائز ہے، کیونکہ نفی واؤ متحرک کی ہے۔اور اگر اس واو کے بعد اور واؤ بالکل نہیں، یا واؤ ساکن ہے تو اس صورت میں بھی قانون جاری ہوگا، جیسے: ''وُعِدَ وُوْعِدَ''سے ''أُعِدَ، أُوْعِدَ''پڑھنا جائز ہے۔(الشافیۃ:۲/۲۳۹، جاربردی:۲/۲۳۹، نقرہ کار:۲/۲۳۹)

[۲] قانون کا فارسی متن: ہر باب مثال واوی بروزن مَنَعَ يَمْنَعُ یا کہ ماضی اُو نیافتہ شدہ باشد، یا مضارع معلومش بروزن يَفْعِلُ باشد در مضارع اُو فاء کلمہ راحذف کنند وجوباً، واز باب فَعِلَ يَفْعَلُ در دو باب وَسِعَ يَسَعُ اُو وَطِئَ يَطَئُ نیز۔

[۳] تخریج: الشافیہ:۳۲۰، جاربردی:۲/۲۴۴، نقرہ کار:۲/۲۴۴، ابن جماعۃ:۲/۲۴۴، شرح الشافیۃ للانصاری:۲/۲۴۴، ایجاز التعریف:۱۵۳، مراح الارواح:۱۴۳-۱۳۵، الحنفیہ:۱۷۴، فصول اکبری:۶۳، نوادر الاصول:۱۳۸، دستور المبتدی:۱۶، علم الصیغہ:۵۳، صرف بھتر ال:۶۷-۷۷، ارشاد الصرف:۵۱، صرف گھوٹوی:۹۵، قانونچہ کھیوالی:۳۹، کتاب الصرف:۶۵، الصرف العزیز:۱۴۶۔

[۴] مواضعِ اجراء: یہ قانون ثلاثی مجرد مثال واوی کے تین ابواب (فَعَلَ يَفْعِلُ، فَعَلَ يَفْعَلُ، فَعِلَ يَفْعِلُ) کے فعل مضارع معلوم اور اس کے متعلقات (فعل جحد معلوم، فعل نفی معلوم، فعل مؤکد بلن ناصبہ معلوم، امر حاضر معلوم، ثقیلہ، خفیفہ، فعل نہی حاضر معلوم، ثقیلہ، خفیفہ) میں قیاساً جاری ہوتا ہے اور یہ قانون مثال واوی کے ان ابواب کے فعل مضارع معلوم میں جاری ہوگا جن کی ماضی کلام عرب میں مستعمل نہ ہو اور مثال واوی کے ''وَسِعَ يَسَعُ''اور ''وَطِئَ يَطَئُ''کے دو مادوں میں خلافِ قانون لگتا ہے۔

[۵] مثال واوی کی قید لگا کر مثال یائی کو نکال دیا، الفیف سے احتراز نہیں، لفیف میں قانون جاری ہوگا۔

[۶] جہاں ابدال اور حذف کا آپس میں تعارض آجائے تو حذف (برائے تخفیف کلام) کو ترجیح دی جائے گی جیسے: اِوْعِدْ یہاں يَعِدُ کا قانون جاری کریں گے نہ کہ مِيْعَادٌ کا۔ جس کی تفصیل ماقبل گذر چکی ہے۔

میں ''یَوْضَعُ'' تھا[۱]، جس باب کی ماضی کلام عرب میں مستعمل نہ ہو، جیسے: ''یَذَرُ، یَدَعُ'' جو کہ اصل ''یَوْذَرُ، یَوْدَعُ'' تھے۔ مضارع ''یَفْعِلُ'' ہو، جیسے: ''یَعِدُ''[۲] جو اصل میں ''یَوْعِدُ'' تھا۔ جو باب ''عَلِمَ یَعْلَمُ'' سے ہو تو اس کے مضارع معلوم میں واؤ کو حذف کرنا منع ہے، سوائے دو بابوں ''وَسِعَ یَسَعُ'' اور ''وَطِئَ، یَطَئُ'' کے، ان میں واؤ کو وجوباً حذف کرتے ہیں[۳]۔

احترازی مثالیں: ۱۔ مثال واوی کا باب نہ ہو، جیسے: ''یَنَعَ یَیْنَعُ''. ۲۔ ''مَنَعَ یَمْنَعُ'' سے نہ ہو، جیسے: ''وَسُمَ یَوْسُمُ''. ۳۔ مضارع ''یَفْعِلُ'' نہ ہو، جیسے: ''یَوْجَلُ''. ۴۔ ماضی کلام عرب میں مستعمل ہو، جیسے: ''وَجِلَ یَوْجَلُ''.

قانون نمبر ۶[۴]:

﴿''وَجِلَ یَوْجَلُ'' والا قانون﴾[۵]

حکم: یہ قانون جوازی ہے[۶]۔

---

(۱) سقوط واؤ کی وجہ یہ ہے کہ جس صورت میں واؤ یاء مفتوحہ اور کسرہ لازم کے مابین گھرا ہوا ہو تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ واؤ دو یاء کے درمیان مقید ہے، کیونکہ کسرہ اخت یاء ہوتا ہے تو حضرتِ واؤ یہ دیکھتے ہوئے کہ نہ اوپر کی حالت ان کے لیے سازگار ہے اور نہ نیچے ہی کوئی توافق کی امید ہے کہ باب کی وجہ سے وہ کسرہ اَٹل ہے، بحالت بے بسی درمیان سے ہٹ گئے، گویا زمانہ حال کے مطابق اس ناواجب سلوک سے متاثر ہو کر بطور احتجاج اپنی جگہ سے اٹھ کر چل دئے۔ (گنجینہ صرف: ۳۷-۳۸)

امام ابن جنی اور دیگر اہل علم کہتے ہیں کہ اس میں واؤ اس لیے حذف ہوا ہے کہ یہ واؤ، یاء اور کسرہ اصلیہ کے درمیان واقع ہے جس کی وجہ سے اس میں ثقل ہے تو اس ثقل کو ختم کرنے کے لیے واؤ کو حذف کیا گیا ہے اور یہی جمہور بصریین کا مذہب ہے۔ امام کسائی، امام فراء اور کوفیین کہتے ہیں کہ واؤ کو لازم اور متعدی میں فرق کرنے کے لیے حذف کیا جاتا ہے، تاہم یہ تعلیل درست نہیں، کیونکہ متعدی میں حذف اولیٰ ہوتا ہے بنسبت لازم کے۔ اس لیے کہ ثقل متعدی میں بنسبت لازم کے زیادہ پایا جاتا ہے، لیکن یہ بات صریح البطلان ہے، امام مبردؒ نے اس فرق کو موجب حیرت کہا ہے۔ (المصنف لابن جنی: ۱/۱۸۸، الکامل للمبرد: ۱۱۵، الانصاف: ۲/۷۸۲، شرح المفصل لابن یعیش: ۱۰/۵۹، التصریح: ۲/۳۹۵، شرح الملوکی: ۳۳۵، الکتاب: ۲/۳۵۳، الارتشاف: ۱/۲۳۹، جاربردی: ۲/۲۴۴، شرح الشافیۃ لابن جماعۃ: ۲/۲۴۴)

(۲) یہ مثالیں مطابقی ہیں۔

(۳) ''فعِل یفعِلُ'' کے وزن پر آنے والے مثال واوی کے ابواب میں سے صرف دو باب ایسے ہیں کہ ان میں بھی فاء کلمہ کو حذف کرنا واجب ہے، یہی حکم ان دو بابوں کے مضارع سے بننے والے تمام افعال کا ہے۔

(۴) قانون کا فارسی متن: ہر باب مثال واوی از باب عَلِمَ یَعْلَمُ کہ غیر محذوف الفاء باشد در مضارع او سوائے اصل سہ وجہ خوانند جائز اند چنانچہ در یَوْجَلُ یَاجَلُ، یَیْجَلُ، یِیْجَلُ خواندن جائز است۔

(۵) تخریج: جاربردی: ۲/۲۴۸، نقرہ: ۲/۲۴۸، شرح الشافیۃ للانصاری: ۲/۲۴۸، فصول اکبری: ۶۳، نوادر الاصول: ۱۴۲، صرف بھتر ال: ۷۸، ارشاد الصرف: ۵۱، قانونچہ کھیوالی: ۳۹-۴۰، الصرف العزیز: ۲۴۶۔

(۶) مواضعِ اجراء: یہ قانون مثال واوی کے صرف ایک باب فعِلَ یفعَلُ کے فعل مضارع معلوم اور اس کے متعلقات (فعل جحد معلوم، فعل نفی معلوم، فعل مؤکد بلن ناصبہ معلوم، امر حاضر معلوم، امر غائب معلوم، نہی حاضر معلوم، نہی غائب معلوم) کے صیغوں میں جاری ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ جہاں یعد تعد والا قانون لگتا ہے وہاں یہ قانون جاری نہیں ہوتا۔

ہر باب مثال واوی کا جو "فَعِلَ يَفْعَلُ" سے ہو اور اس کا فاء کلمہ حذف نہ ہو اتو اس کے مضارع معلوم میں اصل کے علاوہ تین وجہیں پڑھنا درست ہیں[1]، جیسے: "وَجِلَ يَوْجَلُ" اس میں "يَوْجَلُ" کے علاوہ "يَاجَلُ يَيْجَلُ" اور "يِيْجَلُ"[2] پڑھنا جائز ہیں[3]۔

احترازی مثالیں: ا۔مثال واوی نہ ہو، جیسے: "يَقِظَ يَيْقَظُ". ۲۔"عَلِمَ يَعْلَمُ" سے نہ ہو، جیسے: "وَسُمَ يَوْسُمُ". ۳۔فاء کلمہ حذف ہوا ہو، جیسے: "وَسِعَ يَسَعُ".

قانون نمبر ۷[4]:

"أَوَاعِدُ" والا قانون[5]

حکم: یہ قانون وجوبی ہے[6]۔

ہر دو واؤ جو کلمہ کے شروع میں واقع ہوں اور دونوں متحرک ہوں تو ان میں سے پہلے واؤ کو ہمزہ[7] سے بدلنا واجب

---

(۱) اہل حجاز مثال واوی یائی ہو، یا مثال کے علاوہ ابواب ہوں ہو تو ان تمام ابواب کے فعل مضارع معلوم میں حروف اتین کو فتحہ دیتے ہیں، بعض حضرات حروف اتین میں "یاء" کے علاوہ باقی حروف کو کسرہ کی حرکت دیتے ہیں جوازاً، کیونکہ "یاء" کو مکسور پڑھنا ثقیل ہے اور بعض بنو اسد صرف مثال واوی از باب فعِل یفعَلُ میں تمام حروف اتین کو کسرہ کی حرکت دیتے ہیں، وہ "يِيْجَلُ، تِيْجَلُ، اِيْجَلُ، نِيْجَلُ" پڑھتے ہیں اور مثال واوی کے علاوہ باقی ابواب میں حروف اتین کو کسرہ کی حرکت نہیں دیتے اور جب کہ بنو کلب مطلقاً فعل مضارع معلوم میں حروف اتین کو کسرہ کی حرکت دیتے ہیں، خواہ مثال ہو، یا غیر مثال ہو۔ (الکتاب:۴/۱۱۰، ۵۴، المخصص:۱۴/۲۱۷، المقتضب:۱/۲۲۸، الممتع الکبیر:۲/۴۳۲، شرح الملوکی للثمانینی:۱۹۶، جاربردی:۲/۲۴۶، نقرہ کار:۲/۲۴۸، ابن جماعۃ:۲/۲۴۶)

(۲) یہ مثالیں مطابقی ہیں۔

(۳) یہ قانون وَسِعَ يَسَعُ اور وَطِئَ يَطَئُ میں جاری نہیں ہوتا، کیونکہ یہاں پر فاء کلمہ ساقط ہے۔

(۴) قانون کا فارسی متن: ہر واؤ متحرک کہ جمع شدند در اول کلمہ واوِ اُولیٰ را بہ ہمزہ بدل کنند وجوباً۔

(۵) تخریج: الشافیہ:۳۲۷، جاربردی:۲/۳۳۷، نقرہ کار:۲/۳۳۷، شرح الشافیۃ لابن جماعۃ:۲/۳۳۷، ایجاز التعریف:۱۰۱، نغزک:۵۳، فصول اکبری:۶۴، نوادر الاصول:۱۴۳، الحنفیہ:۱۹۸، دستور المبتدی:۲۳، قوانین زرادی:۱۵-۱۶، علم الصیغۃ:۵۴، صرف بھترال:۷۸-۷۹، ارشاد الصرف:۵۱، صرف گھوٹوی:۹۰، قانونچہ کھیوالی:۴۰، کتاب الصرف:۷۰، الصرف العزیز:۱۹۶۔

(۶) مواضعِ اجراء: یہ قانون ثلاثی مجرد اور لفیف مفروق کے اسم فاعل کے جمع اقصیٰ اور تصغیر کے تمام صیغوں (واحد مذکر مصغر، تثنیہ مذکر مصغر، جمع مذکر سالم مصغر، واحدہ مؤنث مصغرہ، تثنیہ مؤنث مصغرہ، جمع مؤنث سالم مصغرہ) کے صیغوں میں جاری ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ یہ قانون وہاں جاری ہو گا جہاں مدہ زائدہ والا قانون جاری ہوا ہو، جیسے: اسم تفضیل کے "أواعد" میں مدہ زائدہ والا قانون جاری نہیں ہوا تو یہ قانون وہاں نہیں لگے گا۔

(۷) واؤ کو ہمزہ کیساتھ اس لیے بدلتے ہیں کہ ایک جنس کے دو حرفوں کا کلمہ کے شروع میں جمع ہونا موجب ثقل ہے، بالخصوص جب حرف علت ہوں اور زیادہ ثقل پیدا ہو جاتا ہے اور جب حروف علت میں سے دو واؤ جمع ہو جائیں تو اور زیادہ ثقل پیدا ہو جاتا ہے تو اس ثقل سے بچنے کے لیے واؤ کو ہمزہ اسے بدلاتے ہیں اور دوسرے واؤ کو ہمزہ سے اس لیے بدلا ہے کہ ممکن ہے کہ پہلی واؤ کیساتھ ایک اور واؤ عاطفہ یا قسمیہ آجائیں پھر ثقل پیدا ہو جائے گا اس لیے پہلے واؤ کو بدلاتے ہیں۔ (جاربردی:۲/۳۳۸، نقرہ کار:۲/۳۳۸، شرح الشافیۃ لابن جماعۃ:۲/۳۳۸)

ہے، جیسے:" وَوَاعِدُ" سے" أَوَاعِدُ[1]"[2]۔ لیکن "أُوْلیٰ" شاذ ہے، کیونکہ یہ اصل میں" وُوْلیٰ"[3] تھا اور اس میں دوسری واؤ کے ساکن ہونے کے باوجود پہلی کو ہمزہ سے بدلا گیا[4]۔[5]

احترازی مثالیں: ا۔ دو واؤ نہ ہوں، جیسے:" وَعَدَ". ۲۔ ایک کلمہ میں نہ ہوں، جیسے:" وَوَجَدَكَ". ۳۔ کلمہ کے شروع میں نہ ہوں، جیسے:" قَوِیَ" جو اصل میں" قَوَوَ" تھا۔ ۴۔ اکٹھی نہ ہوں، جیسے:" وَسْوَسَ". ۵۔ دونوں متحرک نہ ہوں، جیسے:" وُوْرِیَ".

تعلیل:" یُوسَرُ" کہ در اصل" یُیْسَرُ" بود پس ساکن مظہر ماقبلش مضموم آں یاء را بہ واؤ بدل کردہ۔

قانون نمبر ۸[6]:

---

[1] یہ مثالیں مطابقی ہیں۔

[2] مذکورہ قانون تب جاری ہوگا جب دونوں واؤ ایک ہی کلمہ میں ہوں، اگر دو کلمے ہوں تو قانون جاری نہیں ہوگا جیسے: وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ. (النمل:۱۶)۔ (جاربردی: ۲/ ۳۳۷، نقرہ کار: ۲/ ۳۳۷، شرح الشافیۃ لابن جماعۃ: ۲/ ۳۳۷)

[3] بصریین کے نزدیک" اولیٰ"،" وول" سے مشتق ہے، لیکن کوفیین کے نزدیک "وءل" سے مشتق ہے، لہذا" وءلی" میں بقاعدہ مہموز" بوس"،" وولی" ہوا، پھر" اولیٰ" ہوا۔ (جاربردی: ۲/ ۳۳۸، نقرہ کار: ۲/ ۳۳۸، شرح الشافیۃ ابن جماعۃ: ۲/ ۳۳۸، نغزک: ۵۴)

[4] " اولی" اصل میں" وولی" تھا، اس میں "واؤ" ثانی متحرک نہ ہونے کے باوجود اول کو ہمزہ سے وجوباً بدل دیا گیا ہے یہ "اول" کی موافقت کے لحاظ سے ہوا ہے جو اصل میں" وول" جمع مؤنث ہے جس میں دو "واؤ" متحرک ہیں، پہلا وجوباً ہمزہ ہوا ہے،" اولی" میں اگرچہ قاعدہ جوازی ہونا چاہیے، لیکن اس کی موافقت کی وجہ سے وجوبی قرار دیا ہے تاکہ واحد اور جمع میں حکم یکساں رہے۔ (شرح شافیہ: ۲/ ۸۱۲، جاربردی: ۲/ ۳۳۸، نقرہ کار: ۲/ ۳۳۸، شرح الشافیۃ لابن جماعۃ: ۲/ ۳۳۸، نغزک: ۵۴)۔

[5] اصول اکبری میں بحوالہ ارتشاف وکافی اس قاعدہ میں تفصیل مذکور ہے کہ وہ یہ ہے کہ جس صورت میں ثانی واؤ مدہ مبدلہ من حرف زائد نہ ہو وہاں تو واؤ اولیٰ کا ہمزہ سے بدلنا واجب ہوگا اور اگر ثانی واؤ مدہ مبدلہ من حرف زائد ہو تو وہاں یہ تبدیلی واجب تو نہ ہوگی، البتہ جائز رہے گی، مدہ مبدلہ من حرف زائدۃ نہ ہونے کی چند صورتیں ہیں:

ا۔ واؤ ثانی مدہ نہ ہو، جیسے:" أَوْعَدَ" کہ ماقبل واؤ کی حرکت واؤ کے موافق نہیں، یعنی فتحہ ہے ضمہ نہیں، اس لیے یہ واؤ مدہ نہیں ہے۔

۲۔ واؤ ثانی مدہ ہو، مگر زائد ہو، جیسے:" وَعْدٌ" سے" أُوْعَادٌ" بروزن" طُوْمَارٌ" بنایا جائے،" فُوْعَالٌ" یہاں واؤ مدہ ہے، مگر مدہ زائدہ ہے، اگرچہ کسی دوسرے حرف کا بدل نہیں۔

۳۔ واؤ ثانی مدہ ہو اور مبدل من حرف اصلی ہو، جیسے:" أُوْلَی" کا ثانی واؤ کہ اصل میں" وُوْلَی" بروزن" فُعْلَی" ثانیث" أَوَّلُ" ہے۔

ان تمام صورتوں میں واؤ اولیٰ کی تبدیلی ہمزہ سے لازم ہے اور جہاں ایسا نہ ہو، جیسے:" وُوْرِيَ" کا ثانی واؤ کہ" وَارَی" ماضی معلوم کے الف زائد کا بدل ہے وہاں یہ ابدال جائز ہوگا، پس" وُوْرِيَ" کو" أُوْرِيَ" کہنا جائز ہے، مگر واجب نہیں۔ اب" وُوْرِيَ" میں بطور وجوب اس قاعدہ کا عمل اس لیے نہیں ہوا کہ واوِ اول کو ہمزہ سے بدلیں تو ایک ہی کلمہ میں دو تبدیلیاں بلا فصل جمع ہو جائیں گی اور یہ ناجائز ہیں۔ (گنجینہ صرف: ۸۹-۹۰)

[6] قانون کا فارسی متن: ہر باب کہ مظہر غیر واقع مقابلہ فاء کلمہ باب افتعال ماقبلش را مضموم آں را بہ واؤ بدل کنند وجوباً، بشرطیکہ در جمع اَفْعَلُ فَعْلَاءُ صفتی وفُعْلیٰ صفتی نہ باشد، اگر باشد ضمہ ماقبلش را بہ کسرہ بدل کنند وجوباً، بشرطیکہ در عین کلمہ اسم مفعول اجوف یائی نہ باشد۔

﴿''یُوسَرُ''والا قانون﴾[1]

حکم: یہ قانون وجوبی ہے[2]۔

ہر یاء ساکن جو مظہر ہو اور ما قبل اس کا مضموم ہو تو اس یاء کو واؤ سے بدلنا واجب ہے، جیسے: ''یُیْسَرُ'' سے ''یُوسَرُ''، لیکن تین شرطوں کیساتھ:

۱۔ وہ یاء باب افتعال کے فاء کلمہ میں نہ ہو (کیونکہ اس صورت میں اسے تاء سے بدلنا واجب ہے)، جیسے: ''ایْتَسَرَ'' سے ''اتَّسَرَ''[3]. ۲۔ وہ کلمہ فعلی صفتی کے وزن پر نہ ہو (کیونکہ اس صورت میں یاء کے ما قبل ضمہ کو کسرہ سے بدلنا واجب ہے)، جیسے: ''حِیْکیٰ، ضِیْزیٰ'' جو اصل میں ''حُیْکیٰ، ضُیْزیٰ'' تھے۔ ۳۔ وہ کلمہ ''أَفْعَلُ''[4] اور ''فُعَلَاء''[5] صفتی کی جمع نہ ہو (کیونکہ اس صورت میں بھی ضمہ کو کسرہ سے بدلنا واجب ہے)، جیسے: ''بِیْضٌ'' جو اصل میں ''بُیْضٌ'' تھا، یہ جمع ہے: ''أَبْیَضُ، بَیْضَاء'' کی[6]۔

---

[1] تخریج: الشافیہ: ۳۲۰، نقرہ کار: ۲/ ۲۴۳، شرح الشافیۃ للانصاری: ۲/ ۲۴۳، ایجاز التعریف: ۱۱۴، نغزک: ۵۳، مراح الارواح: ۱۳۹، الحنفیہ: ۱۷۷، فصول اکبری: ۶۳، نوادر الاصول: ۱۴۰، دستور المبتدی: ۲۵، قوانین زرادی: ۱۴، علم الصیغہ: ۵۴، صرف بھترال: ۷۹، ارشاد الصرف: ۵۱، صرف گھوٹوی: ۹۰، قانونچہ کھیوالی: ۴۰، کتاب الصرف: ٦٦، الصرف العزیز: ۱۰۵۔

[2] مواضعِ اجراء: یہ قانون مثال یائی کے چار ابواب ''فعَل یفعُل، فعِل یفعِل، فعَل یفعَل، فعُل یفعُل'' کے فعل مضارع مجہول اور اس کے متعلقات (فعل جحد مجہول، فعل نفی مجہول، فعل مؤکد بلن ناصبہ مجہول، امر حاضر مجہول بمع ثقیلہ وخفیفہ، امر غائب مجہول بمع ثقیلہ وخفیفہ، نہی حاضر مجہول بمع ثقیلہ وخفیفہ، نہی غائب مجہول بمع ثقیلہ وخفیفہ) میں، اجوف یائی کے اسم تفضیل کے پہلے تین صیغوں (واحدہ مونث، تثنیہ مؤنث، جمع مؤنث)، اجوف یائی اسم فاعل کے صیغہ جمع مذکر مکسر (جو ''فُعْلٌ'' کے وزن پر ہو) میں اور اجوف یائی کے فعل ماضی مجہول کے تمام صیغوں میں جاری ہوتا ہے۔

[3] یہ مثال مطابقی ہے۔

[4] جو اسم اَفْعَلُ کے وزن پر ہو اس کی تین قسمیں ہیں: ۱۔ اسمی، ۲۔ صفتی، ۳۔ تفضیلی

۱۔ اَفْعَلُ اسمی: وہ ہے جس میں ہمیشہ اسمیت والا معنی ہو جیسے: أَشْرَفُ، أَرْشَدُ. ۲۔ اَفْعَلُ صفتی: وہ ہے جس میں ہمیشہ صفتی معنیٰ ہو جیسے: أَحْمَرُ، أَبْیَضُ. ۳۔ اَفْعَلُ تفضیلی: وہ ہے جس میں ہمیشہ زیادتی والا معنیٰ ہو جیسے: أَضْرَبُ، أَسْمَعُ.

[5] اسم تفضیل کی مؤنث فُعْلیٰ کے وزن پر آتی ہے اور اَفْعَلُ صفتی کی مؤنث فَعْلَاءُ کے وزن پر آتی ہے۔ جو اسم فُعْلیٰ کے وزن پر ہو تو اس کی بھی تین قسمیں ہیں: ۱۔ اسمی، ۲۔ صفتی، ۳۔ تفضیلی

۱۔ فُعْلیٰ اسمی[5]: جس میں ہمیشہ اسمیت والا معنیٰ ہو جیسے: طُبیٰ (درخت کا نام ہے) اصل میں طُیْبیٰ تھا۔ ۲۔ فُعْلیٰ صفتی: جس میں ہمیشہ صفتی معنیٰ ہو جیسے: حِیْکیٰ (ناز ونخرے سے چلنے والی عورت)۔ ۳۔ فُعْلیٰ تفضیلی: جس میں ہمیشہ زیادتی والا معنیٰ ہو جیسے: حُوْبیٰ.

جو اسم فَعْلَاءُ کے وزن پر ہو اس کی دو قسمیں ہیں: ۔ ۱۔ اسمی، ۲۔ صفتی۔

۱۔ فَعْلَاءُ اسمی: جس میں ہمیشہ اسم والا معنیٰ ہو جیسے: صَحْرَاءُ. ۲۔ فَعْلَاءُ صفتی: جس میں ہمیشہ صفتی معنیٰ ہو جیسے: حَمْرَاءُ.

[6] فُعْلیٰ اسمی میں یاء کو واؤ سے بدلاتے ہیں جبکہ فُعْلیٰ صفتی میں یاء کو اپنی حالت پر باقی اس لئے رکھتے ہیں تاکہ فُعْلیٰ اسمی اور صفتی میں فرق واضح ہو۔ اور اس کا برعکس (فُعْلیٰ صفتی میں یاء کو واؤ کے ساتھ بدلنا اور فُعْلیٰ اسمی میں اپنے حال پر برقرار رکھنا) اس لئے نہیں کیا کہ فُعْلیٰ صفتی فعل کی طرح ثقیل ہے اور واؤ بھی یاء سے زیادہ ثقیل ہے، اگر یاء کو واؤ سے بدلتے تو لفظی اور معنوی ثقل لازم آتا، اور جبکہ فُعْلیٰ اسمی میں خفت ہے، لہذا وہاں یاء کو واؤ کے ساتھ بدلتے میں کوئی حرج نہیں۔ (جاربردی: ۲/ ۲۹۵، ۲۹۴، نقرہ کار: ۲/ ۲۹۵، ۲۹۴، شرح الشافیۃ لابن جماعۃ: ۲/ ۲۹۵، کنز النوادر: ٦١، الفوائد الصرفیہ ۲۹۲)۔

احترازی مثالیں: ا۔یاء ساکن نہ ہو، جیسے:"بُیِعَ"۔ ۲۔مظہر نہ ہو مدغم ہو، جیسے:"زُیِّنَ"۔ ۳۔ما قبل مکسور نہ ہو، جیسے:"بَیْعٌ"۔

قانون نمبر ۹ [۱]:

واؤ، یاء والا قانون [۲]

حکم: ایک شق وجوبی ہے اور ایک جوازی ہے [۳]۔

ا۔ ہر واؤ اور یاء جو ہمزہ سے بدل نہ ہو اگر باب افتعال کے فاء کلمہ میں واقع ہوں تو اکثر اہل حجاز [۴] کے نزدیک انہیں تاء سے بدلنا اور تاء کا تاء میں ادغام کرنا واجب ہے، جیسے:"اِوْتَعَدَ، اِیْتَسَرَ"میں"اِتَّعَدَ، اِتَّسَرَ" [۵] پڑھنا واجب ہے۔

۲۔ اگر واؤ، یاء باب تفعل یا تفاعل کے فاء کلمہ میں واقع ہوں تو بعض اہل حجاز واؤ، یاء کو وجوباً تاء سے بدلاتے ہیں، جب کہ اکثر برحال رکھتے ہیں، چنانچہ واؤ اور یاء کو برحال رکھنا اور تاء سے بدل کر ادغام کرنا دونوں جائز ہیں، جیسے:

---

[۱] قانون کا فارسی متن: ہر واؤ و یاء غیر بدل از ہمزہ واقع شود در مقابلہ فاء کلمہ باب افتعال یا تفعُّل یا تفاعُل آں را تاء کردہ، در تاء ادغام می کنند وجوباً، بر اکثر اہل لغتِ اہل حجاز و در بعضے لغت اہل حجاز در تفعُّل و تفاعُل مگر اِتَّخَذَ یَتَّخِذُ شاذ است۔

[۲] تخریج: الشافیہ:۳۲۹، سر الصناعۃ:۱/۱۴۷، شرح المفصل لابن یعیش:۱۰/۹۴، شرح الکافیۃ للرضی:۴/۲۱۵۴، نزہۃ الطرف لابن ہشام:۱۵۵، الاشمونی:۴/۳۳۰، الارتشاف:۱/۱۵۲، ایجاز التعریف:۱۴۵، نغزک:۵۶، فصول اکبری:۶۳-۶۴، نوادر الاصول:۱۴۳، الحنفیہ:۱۴۷، دستور المبتدی:۲۶، قوانین زرادی:۱۶-۱۷، علم الصیغۃ:۵۴، صرف بھتر ال:۶۵، ارشاد الصرف:۴۷، صرف گھوٹوی:۹۰، قانونچہ کھیوالی:۳۰، کتاب الصرف:۶۷، الصرف العزیز:۱۰۱۔

[۳] مواضعِ اجراء: اس قانون کی پہلی شق ثلاثی مزید فیہ مثال واوی، یائی اور لفیف مفروق کے صرف ایک باب افتعال کے مصدر اور تمام صیغوں میں اکثر حجازیین کے نزدیک جاری ہوتا ہے اور دوسری شق ثلاثی مزید فیہ مثال واوی، یائی اور لفیف مفروق کے دو ابواب تفعل اور تفاعل کے مصادر اور تمام صیغوں میں بعض حجازیین کے نزدیک جاری ہوتی ہے اور جب کہ "اتخذ یتخذ" کے مادہ میں خلاف القیاس جاری ہوتا ہے۔

[۴] واؤ اور یاء کو تاء سے بدلنا اہل حجاز کا مذہب ہے، یہ قرین قیاس اور اکثر حضرات کا مذہب ہے، امام کسائیؒ سے منقول ہے کہ یہ قلب قیاسی نہیں، بلکہ سماعی ہے، تاہم واؤ کا قلب اکثر اور قیاسی ہے جب کہ یاء کا قلب کم ہے۔ (جاربردی:۲/۲۴۳، نقرہ: ۲/۲۴۳، ابن جماعۃ: ۲/۲۴۳، انصاری: ۲/۲۴۳، ہامش الشافیہ:۳۲۹)

جمہور کا مذہب یہ ہے کہ واؤ اور یاء جو ہمزہ سے بدل ہوں اس میں یہ قانون جاری نہیں ہوگا، کیونکہ واؤ اور یاء عارضی ہے، عارضی کے زائل ہونے سے واؤ اور یاء لوٹ کر ہمزہ بن جائیں گے، لیکن بعض بغدادیین حضرات قلب کے قائل ہیں کہ "اِیْتَمَرَ" میں "اِئْتَمَرَ" پڑھنا جائز ہے، تاہم امام ابو علی فارسی سے اسے خطاء قرار دیا ہے جب کہ ابن مالک نے اسے شاذ کہا ہے اور ابن ہشام نے اسے لحن قرار دیا ہے۔ (شرح المفصل لابن یعیش:۱۰/۹۴، شرح الشافیۃ للرضی:۴/۲۱۵۴، نزہۃ الطرف :۱۵۵، الاشمونی:۴/۳۳۰، الارتشاف:۱/۱۵۲، جاربردی:۲/۲۴۳، نقرہ: ۲/۲۴۳، ابن جماعۃ: ۲/۲۴۳، انصاری: ۲/۲۴۳، نغزک:۵۷)

[۵] یہ مثالیں مطابقی ہیں۔

”تَوَعَّدَ، تَیَسَّر، تَوَاعَدَ، تَیَاسَرَ“ میں واؤ، یاء کو برحال رکھنا بھی جائز ہے اور واؤ، یاء کو تاء سے بدل کر، تاء کا تاء میں ادغام کر کے ”اتَّعَدَ، اتَّسرَ، اتَّاعَدَ، اتَّاسَرَ“[1] پڑھنا بھی جائز ہے، لیکن ”اتَّخَذَ، یتَخَّذُ“ شاذ ہے، کیونکہ ”اتَّخَذَ“ اصل میں ”ائْتَخَذَ“ تھا۔ دوسرے ہمزہ کو یاء سے بدلا تو ”ایْتَخَذَ“ ہو گیا۔ اب قانون کی رُو سے اس یاء کو تاء سے بدلنا منع ہے، کیونکہ یہ ہمزہ سے بدل ہے، لیکن خلاف القانون اسے تاء سے بدل کر ”اتَّخَذَ“[2] پڑھتے ہیں۔

احترازی مثالیں: ا۔ بدل ہمزہ سے ہو، جیسے: ”ایْتَمَرَ“ جو ”ائْتَمَرَ“. ۲۔ فاء کلمہ میں نہ ہوں، جیسے: ”اقْتَالَ، ارْتَضَیٰ“ جو ”افْتَوَل، ارْتَضَوَی“ تھے۔ ۳۔ باب افتعال میں نہ ہوں، جیسے: ”أَوْعَدَ، أَیْسَرَ“.

---

[1] یہ مثالیں مطابقی ہیں۔

[2] ”اتخذ یتخذ“ کے اصل میں اہل علم کے تین قول ہیں: ا۔ علامہ جوہریؒ کہتے ہیں کہ اس کا اصل مہموز الفاء ”اخد“ ہے۔ ۲۔ امام ابو علی فارسی کے نزدیک یہ صحیح ہے اس کا اصل ”تخذ“ ہے اور یہی مذہب امام سیبویہؒ اور زجاجؒ کا بھی ہے۔۔ ۳۔ متاخرین کے نزدیک یہ مثال ہے جس کا اصل ”وخذ“ ہے۔ (شرح الشافیۃ للرضی: ۳/ ۲۹۴، ۲۹۳، الشافیۃ: ۲/ ۵۲۲، نقرہ: ۲/ ۵۲۲، ابن جماعۃ: ۲/ ۵۲۲، انصاری: ۲/ ۵۲۲)

﴿ابواب ثلاثی مجرد مثال واوی﴾[۱]

بابِ اول: صرف صغیر ثلاثی مجرد مثال واوی از باب فَعَلَ یَفْعِلُ چوں اَلْوَعْدُ وَالْعِدَةُ وَالْمِیْعَادُ (وعدہ کرنا)۔

مصادر: اَلْوَجْدُ، الْوِلَادَةُ، الْوَعْظُ، الْوَصْلُ، الْوُثُوْقُ، الْوَثْبُ، الْوُلُوْجُ، الْوُرُوْدُ، الْوَزْنُ.[۲]

بابِ دوم: صرف صغیر ثلاثی مجرد مثال واوی از باب فَعِلَ یَفْعَلُ چوں اَلْوَجْلُ وَالْمَوْجَلُ وَالْمَوْجِلَةُ (ڈرنا)۔

مصدر: اَلْوَجْعُ[۳].

صفتِ مشبہ: وَجِلٌ، وَجِلَانِ، وَجِلُوْنَ، أَوْجَالٌ، وَجِلَةٌ، وَجِلَتَانِ، وَجِلَاتٌ، وُجَیْلٌ وَّ وُجَیْلَةٌ.

بابِ سوم: صرف صغیر ثلاثی مجرد مثال واوی از باب فَعَلَ یَفْعَلُ چوں اَلْوَضْعُ (رکھنا)۔

مصادر: اَلْهِبَةُ، الْوُقُوْعُ، الْوَدَاعُ.

بابِ چہارم: صرف صغیر ثلاثی مجرد مثال واوی از باب فَعِلَ یَفْعِلُ چوں اَلْوَرْمُ وَالْوِرَمَةُ (سوجنا)۔

مصادر: اَلْوَرْعُ، الْوِرَاثَةُ[۴].

بابِ پنجم: صرف صغیر ثلاثی مجرد مثال واوی از باب فَعُلَ یَفْعُلُ چوں اَلْوَسْمُ وَالْوِسَامَة (داغدار ہونا)[۵]۔[۶]

---

(۱) ثلاثی مجرد مثال واوی کے متن میں مذکورہ پانچ ابواب مستعمل ہیں۔

(۲) دیگر مصادر یہ ہیں: اَلْوَصْفُ، الْوَكَالَةُ.

(۳) دیگر مصادر یہ ہیں: اَلْوَلَعُ، الْوُلُوْغُ، السِّعَةُ.

(۴) دیگر مصادر یہ ہیں: اَلْوَمَقُ، الثِّقَةُ، الْوَبْقُ.

(۵) مصادر یہ ہیں: اَلْوُجُوْبَةُ، الْوَحَادَةُ.

(۶) بعض فضلاء کرام ثلاثی مجرد کے مصادر کو لے کر اسی سے ثلاثی مزید فیہ کی گردانیں بناتے ہیں اور ان ہی مادوں سے ثلاثی مزید فیہ کے ابواب پڑھتے ہیں، لیکن یہ طریقہ درست نہیں، کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ ہر مجرد فعل کا مزید اور ہر مزید کا مجرد بھی آئے، نہ یہ ضروری ہے کہ جو فعل مجرد، مزید کے کسی ایک باب سے آتا ہے تو وہ مزید کے ہر باب سے آئے، بلکہ یہ سماعی مسئلہ ہے، یعنی جس فعل مجرد کو مزید کے جن ابواب سے یا کسی ایک ہی باب سے آتے ہوئے اہل عرب سے سُنا گیا ہے۔ اس کو اسی طرح استعمال کیا جائے گا۔ اسی وجہ سے ہم نے ثلاثی مزید فیہ سے وہ ابواب ذکر کیے ہیں جو منقول اور مستعمل ہیں، ثلاثی مزید فیہ مثال واوی سے یہ آٹھ ابواب مستعمل ہیں:

﴿ابواب ثلاثی مزید فیہ مثال واوی﴾

باب اول: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مثال واوی از باب افعال چوں اَلْاِیْجَابُ (واجب کرنا).

باب دوم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مثال واوی از باب تفعیل چوں اَلتَّوْحِیْدُ (ایک بنانا).

باب سوم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مثال واوی از باب مفاعلہ چوں اَلْمُوَاظَبَةُ (ہمیشگی کرنا).

باب چہارم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مثال واوی از باب تفعّل چوں اَلتَّوَحُّدُ (تنہا باقی رہنا).

باب پنجم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مثال واوی از باب تفاعل چوں اَلتَّوَارُثُ (ایک دوسرے کا وارث ہونا).

باب ششم: صرفِ صغیر ثلاثی مزید فیہ مثال واوی از باب انفعال چوں "اَلْاِنْوِقَادُ" (روشن ہونا)۔ =

﴿ابواب ثلاثی مجرد مثال یائی﴾[1]

بابِ اول: صرف صغیر ثلاثی مجرد مثال یائی از باب فَعَلَ یَفْعِلُ چوں اَلْیُسْرُ (آسان ہونا) وَالْمَیْسِرُ وَالْمِیْسِرَۃُ (جوا کھیلنا)[2]۔

بابِ دوم: صرف صغیر ثلاثی مجرد مثال یائی از باب فَعِلَ یَفْعَلُ چوں اَلْیَقْظُ (جاگنا)[3]۔

بابِ سوم: صرف صغیر ثلاثی مجرد مثال یائی از باب فَعِلَ یَفْعَلُ چوں اَلْیَنْعُ (پھل کا پکنا)[4]۔

بابِ چہارم: صرف صغیر ثلاثی مجرد مثال یائی از باب فَعُلَ یَفْعُلُ چوں اَلْیُمْنُ (خوش قسمت ہونا)[5]۔[6]

= باب ہفتم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مثال واوی از باب افتعال چوں اَلِاتِّقَادُ (روش ہونا).
باب ہشتم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مثال واوی از باب استفعال چوں اَلْاِسْتِیْحَابُ (مستحق ہونا).

[1] ثلاثی مجرد مثال یائی کے متن میں مذکورہ چار ابواب کے علاوہ ایک اور باب فَعِلَ یَفْعِلُ چوں اَلْیُتْمُ (یتیم ہونا) بھی مستعمل ہیں۔

[2] مصادر یہ ہیں: اَلْیَتْمُ، اَلْیُعَارُ.

[3] مصادر یہ ہیں: اَلْیَسْنُ، اَلْیَقْظُ.

[4] مصادر یہ ہیں: اَلْیَقْعُ.

[5] مصادر یہ ہیں: اَلْوُجُوْبَۃُ، اَلْوَحَادَۃُ.

[6] ثلاثی مزید فیہ مثال یائی کے ابواب متن میں مذکور نہیں، ذیل میں ان ابواب کو ذکر کیا جاتا ہے جو مستعمل اور منقول ہیں اور وہ یہ سات ابواب ہیں:

﴿ابواب ثلاثی مزید فیہ مثال یائی﴾

باب اول: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مثال یائی از باب افعال چوں اَلْاِیْسَارُ (مال دار ہونا).
باب دوم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مثال یائی از باب تفعیل چوں اَلتَّیْسِیْرُ (آسان کرنا).
باب سوم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مثال یائی از باب مفاعلہ چوں اَلْمُیَاسَرَۃُ (بائیں جانب سے آنا).
باب چہارم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مثال یائی از باب تفعّل چوں اَلتَّیَسُّرُ (آسان ہونا).
باب پنجم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مثال یائی از باب تفاعل چوں اَلتَّیَامُنُ (دائیں طرف سے کرنا).
باب ششم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مثال یائی از باب افتعال چوں اَلِاتِّسَارُ (آسان ہونا).
باب ہفتم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مثال یائی از باب استفعال چوں اَلْاِسْتِیْسَارُ (جُوا کھیلنا).

مذکورہ ابواب کے علاوہ ثلاثی مزید فیہ مثال واوی اور یائی کے دیگر ابواب مستعمل نہیں، بعض حضرات مثال واوی اور یائی سے باب افعیعال پڑھتے ہیں، تاہم یہ درست نہیں، کیونکہ باب افعیعال اس مادہ سے استعمال ہوتا ہے جس میں عیب کا معنی ہو اور مثال واوی اور یائی سے اس طرح مادہ مستعمل نہیں اور نہ ہی لغت کی کتابوں میں اس کی تصریح ہے۔

﴿قوانین برائے اجوف﴾[۱]

تعلیل: ''قَالَ'' کہ دراصل ''قَوَلَ'' بعد، پس واؤ متحرک ماقبلش مفتوح آں واؤرا بالف بدل کردہ ''قَالَ'' شد۔
قانون نمبر ۱[۲]:

﴿''قَالَ'' والا قانون﴾[۳]

---

(۱) حروف علت، ہمزہ اور ایک جنس کے دو حرف آنے سے جو ثقل الفاظ میں واقع ہوتا ہے اس کو دور کرنے کے لیے آٹھ قواعد مقرر ہیں: **۱۔ اسکان ۲۔ تحریک ۳۔ حذف ۴۔ زیادت ۵۔ ابدال ۶۔ ادغام ۷۔ قلب ۸۔ بین بین (تسہیل)۔**
۱۔ اسکان: حرف سے حرکت کا دور کرنا خواہ بہ نقل ہو، جیسے: ''یَقُوْلُ'' کہ اصل میں ''یَقْوُلُ'' تھا، خواہ باسقاط ہو، جیسے: ''یَدْعُوْ'' کہ اصل میں ''یَدْعُوُ'' تھا۔ **۲۔ تحریک:** دو ساکنوں میں سے ایک کو حرکت دینا، جیسے: ''قُلِ الْحَقُّ'' کہ اصل میں ''قُلْ الْحَقُّ'' تھا۔ **۳۔ حذف:** حرف یا حرکت کا گرا دینا، جیسے: ''یَعِدُ'' کہ اصل میں ''یَوْعِدُ'' تھا۔ **۴۔ زیادت:** دو ہمزوں کے درمیان ''الف'' کا بڑھانا، جیسے: ''أَأَنْتَ'' کہ اصل میں ''أَنْتَ'' تھا۔ الف اور ہمزہ میں یہ فرق ہے کہ الف ہمیشہ ساکن نے ضغطہ زبان کے ادا ہوتا ہے، جیسے: ''مَا وَلَا'' اور ہمزہ متحرک ہوتا ہے اگر ساکن ہو تو ضغطہ سے ادا ہوتا ہے، جیسے: ''اتَّمَرَ، رَأْسٌ''۔ حروف علت کی بہ نسبت ہمزہ میں ثقالت زیادہ ہے، باوجود اس ثقالت کے حرکتِ قویہ کا متحمل ہو سکتا ہے۔ حروف زیادت یا زائد دس ہیں، جن کا مجموعہ ''سَأَلْتُمُوْنِیْهَا'' یا ''هُوِیْتُ السِّمَانَ'' ہے۔ **۵۔ ابدال:** ایک حرف کو دوسرے سے یا ایک حرکت کو دوسری حرکت سے بدلنا، جیسے: ''قَالَ'' کہ اصل میں ''قَوَلَ'' تھا، یا ''تَلَقٍّ'' کہ اصل ''تَلَقُوٌّ'' تھا، پہلے میں ''واؤ'' کو ''الف'' سے اور دوسرے میں ضمہ کو کسرہ سے بدلا اور ''واؤ'' بعد کسرہ کے ''ی'' ہو گئی۔ حروف ابدال گیارہ ہیں، جن کا مجموعہ ''أَنْجِدُمَنْ وَطَیِهَا''۔ **۶۔ ادغام:** دو ہم جنس حرفوں میں سے ایک کو دوسرے کیساتھ ملا کر پڑھنا، جیسے: ''مَدَّ'' کہ اصل میں ''مَدَدَ'' تھا۔ حروف ادغام تیرہ ہیں: ''ت، ث، د، ذ، ر، س، ش، ص، ض، ط، ظ، ن''۔ **۷۔ قلب:** ایک حرف کو دوسرے حرف سے مقدم ومؤخر کرنا، جیسے: ''أَیِسَ'' کہ اصل میں ''یَئِسَ'' تھا۔ **۸۔ بین بین (تسہیل):** ہمزہ کو ہمزہ کے مخرج اور اس حرف علت کے مخرج کے درمیان پڑھنا جو ہمزہ کی حرکت کے موافق ہو۔ یا ہمزہ کے ماقبل کی حرکت کے موافق ہو، قسم اول کو بین بین قریب کہتے ہیں اور قسمِ ثانی کو بین بین بعید کہتے ہیں، پس اگر ہمزہ کو ہمزہ اور واؤ کے درمیان پڑھیں تو بین بین قریب ہوگا اور اگر ہمزہ اور ''ی'' کے درمیان پڑھیں تو بین بین بعید ہوگا۔ (جاربردی: ۲/ ۲۵۳، نقرہ: ۲/ ۲۵۸)
معتل میں جو تصرف ہوتا ہے اس کو اعلال اور تعلیل کہتے ہیں اور جو مہموز میں ہو اس کو تخفیف اور جو مضاعف میں ہو اس کو ادغام کہتے ہیں۔ اکثر ایک قسم میں تصرف کے کئی قاعدے کام آتے ہیں، چنانچہ اعلال میں ابدال، حذف، اسکان تین قاعدے۔ تحفیف میں ابدال، حذف، زیادت اور تسہیل چار قاعدے اور ادغام میں ابدال، اسکان، تحریک: تین قاعدے کام آتے ہیں۔ (فیوض عثمانی: ۱۰۲)
مثال، اجوف، ناقص اور لفیف میں تعلیل کی تینوں صورتیں ابدال، اسکان اور حذف واقع ہوتی ہیں۔

(۲) قانون کا فارسی متن: ہر واؤ متحرک لازمی کہ ماقبلش مفتوح باشد آزان یک کلمہ بالف مبدل شود وجوباً، بشرطیکہ آں واؤ ویاء مقابلہ فاء کلمہ وعین کلمہ ناقص، ودر حکم ناقص نہ باشد، ومابعدش مدہ زائدہ کہ لازم بود تحقیق وسکون مفید للمعنی نیست نہ باشد او، وحرف تثنیہ، والف جمع مؤنث سالم، ویاء نسبت، ونون تاکید نہ باشد، آں کلمہ بروزن فَعْلَانَ، و فَعَلیٰ و بمعنی آں کلمہ کہ در آں تعلیل نیست نباشد، ودر مقابلہ عین کلمہ بدل از حرف صحیح ومقابلہ عین کلمہ ملحق بہ رباعی نہ باشد۔

(۳) تخریج: الشافیہ: ۳۳۴، نقرہ کار: ۲/ ۲۵۳، اوضح المسالک: ۴/ ۳۹۴، التصریح: ۲/ ۳۸۶، الاشمونی: ۴/ ۳۱۴، ھمع الھوامع: ۶/ ۲۶۹، ایجاز التصریف لابن مالک: ۱۲۸، الکتاب: ۲/ ۳۰۲، حاشیۃ العزی علی الجاربردی: ۲۷۶، مراح الارواح: ۱۳۹، الحنفیہ: ۱۷۸، فصول اکبری: ۶۴، نوادر الاصول: ۱۴۴-۱۴۵، دستور المبتدی: ۲۸-۲۹، قوانین زرادی: ۱۸-۱۹، علم الصیغہ: ۵۴-۵۵، ارشاد الصرف: ۵۳-۵۴، کتاب الصرف: ۱۷۱-۱۷۲، قانونچہ کھیوالی: ۴۱-۴۲، صرف گھوٹوی: ۹۷، صرف بھتر ال: ۸۳، الصرف العزیز: ۱۰۷۔

حکم: یہ قانون وجوبی ہے[۱]۔

ہر واؤاور یاء جو متحرک ہو حرکتِ لازمی کیساتھ، ماقبل ان کا مفتوح ہو اور کلمہ بھی ایک ہو تو اس واؤاور یاء کو الف کیساتھ بدلانا واجب ہے[۲]، جیسے: ''قَالَ، بَاعَ'' جو اصل میں ''قَوَلَ، بَیَعَ''[۳] تھے اور ''دَعَا، رَمَا'' جو اصل میں ''دَعَوَ، رَمَیَ'' تھے، بشرطیکہ[۴]:

۱۔ واؤاور یاء فاء کلمہ کے مقابلے میں نہ ہوں، جیسے: ''فَوَعَدَ''[۵].

۲۔ واؤ، یا ملحق کے عین کلمہ میں نہ ہو، جیسے: ''قَوَلُوْلٌ، بَیَعُوْعٌ'' جو ''قَرَبُوْسٌ'' کیساتھ ملحق ہے اگر لام کلمہ میں ہوں تو قانون لگے گا، جیسے: ''دَعْوَا، قَلْسٰی'' (جو ''دَحْرَجَ'' کیساتھ ملحق ہے) جو اصل میں ''دَعْوَوَ، قَلْسَیَ'' تھے۔

۳۔ فعل غیر متصرف کے عین کلمہ میں نہ ہوں[۶] جیسے: ''قُوِلَ، بُیِعَ، لَیِسَ''[۷] (فعل غیر متصرف سے مراد ایک

---

[۱] مواضعِ اجراء: یہ قانون متعدد مقامات میں جاری ہوتا ہے، چند مقامات یہ ہیں: ۱۔ ثلاثی مجرد اجوف واوی یائی کے فعل ماضی معلوم کے تمام صیغوں میں جاری ہوتا ہے، بشرطیکہ ''فَعُلَ یَفْعُلُ'' کے وزن پر نہ ہو۔ ۲۔ ثلاثی مجرد اجوف واوی یائی کے اسم فاعل میں جو ''فَعَلَةٌ'' کے وزن ہو۔ ۳۔ اجوف واوی یائی کے باب افتعال اور باب انفعال کے فعل ماضی معلوم اور فعل مضارع معلوم و مجہول اور اس کے متعلقات کے تمام صیغوں میں۔ ۴۔ ثلاثی مجرد و مزید فیہ ناقص کے بعض مصادر میں۔ ۵۔ ثلاثی مجرد ناقص واوی یائی اور لفیف مفروق و مقرون کے فعل ماضی معلوم کے صیغہ واحد مذکر غائب، جمع مذکر غائبین، واحدہ مؤنث غائبہ، تثنیہ مؤنث غائبین کے صیغوں میں جاری ہوتا ہے، بشرطیکہ فعل ماضی ''فَعَلَ'' کے وزن پر ہوں۔ ۶۔ ثلاثی مجرد ناقص واوی یائی اور لفیف مفروق و مقرون کے فعل مضارع معلوم و مجہول اور اس کے متعلقات کے واحد مذکر غائب، جمع مذکر غائبین، واحدہ مؤنث غائبہ، واحد مذکر مخاطب، جمع مذکر مخاطبین، واحدہ مؤنث مخاطبہ اور متکلم کے دونوں صیغوں میں جاری ہوتا ہے، بشرطیکہ ان کا مضارع ''یَفْعَلُ'' کے وزن پر ہو۔ ۷۔ ثلاثی مزید فیہ ناقص واوی یائی لفیف مفروق اور لفیف مقرون کے فعل ماضی، فعل مضارع، متعلقات مضارع اور اسم مفعول کے بعض صیغوں میں جاری ہوتا ہے۔

[۲] اس قانون کے لیے اٹھارہ شرائط ہیں، جن میں چار شرطیں وجودی (جن کا پایا جانا ضروری ہے) اور چودہ عدمی (جن کا نہ پایا جانا ضروری ہے) ہیں، چار وجودی شرائط یہ ہیں: ۱۔ واؤاور یاء متحرک ہو، احترازی مثال، جیسے: ''قَوْلٌ، بَیْعٌ''۔ ۲۔ حرکت لازمی ہو، احترازی مثال، جیسے: لَوِ اسْتَطَعْنَا۔ ۳۔ ماقبل مفتوح ہو، احترازی مثال، جیسے: ''قُوِلَ، بُیِعَ''۔ ۴۔ ایک کلمے میں ہو، احترازی مثال، جیسے: ''سَیَقُوْلُ''.

[۳] یہ مطابقی مثالیں ہیں۔

[۴] یہ چودہ شرائط عدمی ہیں۔

[۵] اسی طرح ''تَوَعَّدَ، تَیَسَّرَ، تَیَقَّظَ'' وغیرہ ہیں۔

[۶] واؤاور یاء کو الف سے بدلانے کی وجہ یہ ہے کہ واؤاور یاء دو حرکت سے پیدا ہوتی ہیں اور جب ان کی حرکت اور ماقبل کی حرکت جمع کی جائے تو چار حرکات کا جمع ہونا لازم آتا ہے اور یہ ناجائز ہے، بعض حضرات نے دیگر وجوہ بھی ذکر کی ہیں۔ (جاربردی: ۲/ ۲۲۴، شرح الشافیۃ للانصاری: ۲/ ۲۵۴، شرح الشافیہ لابن جماعۃ: ۲/ ۲۵۴)

یہاں بظاہر یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ واؤاور یاء ''قَوَلَ'' اور ''بَیَعَ'' میں متحرک تھی اور الف جو ان کا بدل ہے وہ ساکن ہے، حالانکہ ضابطہ یہ ہے کہ بدل مبدل منہ کی جنس سے ہوتا ہے، اس کا جواب علامہ ابن جنیؒ نے یہ دیا ہے کہ ہم پہلے واؤاور یاء کو ساکن کریں گے اور بعد میں الف کیساتھ تبدیل کریں تاکہ بدل اور مبدل منہ کی جنس سے ہو جائے۔

[۷] ''لَیِسَ'' میں دو وجہوں سے قانون نہیں لگتا، ایک تو یہ فعل غیر متصرف ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ حرف کیساتھ مشابہ ہے کہ جس طرح حرف معنی مصدری اور زمانہ پر دلالت نہیں کرتا تو اسی طرح یہ بھی معنی مصدری اور زمانے پر دلالت نہیں کرتا اور ''لَیْسَ'' لفظ ''لَیْتَ'' کے لفظاً مشابہ ہے اور ''ما، لا'' کے معناً مشابہ ہے، اس لیے قانون نہیں لگا۔

توفعل تعجب ہے اور دوسرا وہ باب جس کی صرف ماضی کلام عرب میں مستعمل ہو) اگر فعل غیر متصرف کے لام کلمہ میں ہوں تو قانون لگے گا، جیسے: ''مَاأَدْعَاهُ، مَاأَرْمَاهُ'' جو ''مَاأَدْعَوَهُ، مَاأَرْمَيَهُ'' تھے۔

۴۔ ناقص کے عین کلمہ میں نہ ہوں (ناقص سے مراد لفیف ہے)[1] جیسے: ''قَوِیَ''، اگر لام کلمہ میں ہو تو قانون لگے گا، جیسے: ''یَقْوٰی'' جو اصل میں ''یَقْوَیُ'' تھا[2]۔

۵۔ عین کلمہ کے مقابلے میں بدل حرف صحیح[3] سے نہ ہو، جیسے: ''شَیَرَ'' جو ''شَجَرَ'' تھا، اگر لام کلمہ میں ہوں اور حرف صحیح سے بدل ہوں تو قانون لگے گا، جیسے: ''دَسَّهَا، تَلَظَّهَا'' جو اصل میں ''دَسَّسَهَا، تَلَظَّظَهَا'' تھے، اس میں ثانی سین اور ظاء کو یاء سے بدلا گیا[4]۔ ۶۔ حکم عین کلمہ ناقص میں نہ ہو[5]، جیسے: ''اِدْعَوَا، اِرْمَیَا'' جو اصل میں

---

[1] عین کلمہ ناقص میں نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ لفیف مقرون نہ ہوں خواہ لام کلمہ معلل ہو جیسے: رَوٰی، قَوٰي جو اصل میں رَوَیَ، قَوَیَ تھے، کیونکہ لام کلمہ محل تغیر ہونے کی وجہ سے تعلیل کا زیادہ مستحق ہے، اگر عین کلمہ میں تعلیل کریں تو دو تعلیلوں کا حقیقتاً پے درپے ہونا لازم آئے گا جو کہ ناجائز ہے، اگر لام کلمہ میں تعلیل نہ ہو جیسے: حَیِیَ، اس کی دوسری یاء اگرچہ اپنے ماقبل مفتوح نہ ہونے کی وجہ سے الف سے نہیں بدلی، لیکن وہ لام کلمہ میں ہونے کی وجہ سے معلل کا حکم رکھتی ہے اگر اس کے عین کلمہ میں تعلیل کریں تو دو تعلیلوں کا حکماً پے درپے ہونا لازم آئے گا جو جائز نہیں۔

[2] ایک اشکال اور اس کا جواب: اشکال یہ ہے کہ ''طَوٰی'' اصل میں ''طَوَیَ'' تھا، اس میں عین اور لام کلمہ دونوں پر قانون جاری ہو سکتا تھا، لیکن آپ نے صرف لام کلمہ قانون جاری کیوں کیا؟ اس اشکال کے کئی جواب ہیں:

پہلا جواب: لام کلمہ تغیر و تبدیل کا محل ہے اور اعراب بھی آخر میں جاری ہوتا ہے اس لیے ہم نے تعلیل بھی کلمہ میں کی ہے۔ دوسرا جواب: یہ ہے کہ اگر عین کلمہ میں تعلیل کرتے تو ''طَایْ'' بن جاتا اور کلمہ کے آخر میں حرف علت اور ماقبل الف لازم آتا ہے، حالانکہ اس طرح کا کلمہ کلام عرب میں نہیں ملتا۔ اس پر پھر ایک اشکال وارد ہوتا ہے کہ ''دَعَتْ'' اور ''رَمَتْ'' اصل میں ''دَعَوَتْ'' اور ''رَمَیَتْ'' تھے تو اس جگہ واؤ اور یاء کے حروف ساکن ہیں اور ان کا سکون بھی لازمی ہے اور یہ سکون اعلال سے مانع ہے، لیکن آپ نے قانون جاری نہیں کیا؟

اس اشکال کے کئی جواب ہیں، پہلا جواب یہ ہے کہ واؤ اور یاء کے بعد مطلقاً کسی حرف ساکن کا آجانا اعلال سے مانع نہیں، بلکہ واؤ اور یاء کے بعد ایسے مدہ زائدہ کا آنا کہ جس کا تحقق اور سکون لازمی ہو یہ مانع اعلال ہے اور حرف ساکن ہے، لیکن مدہ زائدہ نہیں۔ دوسرا جواب: یہ ہے کہ مذکورہ مثالوں میں ہم نے اعلال پہلا کیا ہے اور بعد مین حرف ساکن لاحق ہوا ہے، لہذا یہ سکون مانع اعلال نہیں۔ تیسرا جواب: یہ ہے کہ یہ سکون اس وقت مانع اعلال ہے کہ جس وقت واؤ اور یاء اور وہ حرف ساکن ایک کلمہ میں ہوں اور مذکورہ مثالوں میں یہ دو کلمے ہیں، ایک فعل اور دوسرا ضمیر فاعل ہے، لہذا یہ مانع اعلال نہیں۔ (تغزک:٦٦)

[3] اگر واؤ اور یاء لام کلمہ کے مقابلہ میں حرف صحیح سے بدل ہو تو قانون جاری ہو گا، کیونکہ لام کلمہ محل تغیر ہے جیسے: دَسّٰها جو اصل میں دَسَّسَ تھا، آخر میں سین کو یاء سے بدلا دیا تو دَسَّیَ ہوا، بعدہ اس قانون سے دَسّٰها ہوا۔ (کنز النوادر ٦٥، الفوائد الصرفیہ ٣٧٧)۔

[4] صرفی حضرات بعض اوقات عین کلمہ میں حرف صحیح کو حرف علت سے بدل دیتے ہیں، جیسے: ''شَجَرَ'' کو ''شَیَرَ'' پڑھتے ہیں اور کبھی لام کلمہ میں حرف صحیح کو حرف علت سے بدل دیتے ہیں، جیسے: ''دَسَسَ'' کو ''دَسَّی'' پڑھتے ہیں۔

[5] حکم عین کلمہ ناقص کا مطلب یہ ہے کہ حرف علت لام کلمہ کے مقابلے میں ہو، اور اس کے بعد ایک اور حرف علت ہو تو تکرار کی وجہ سے اور حرف علت وسط میں آجائے تو حقیقتاً وہ حرف لام کلمہ کے قائم مقام ہو گا، لیکن درمیان میں آنے کی وجہ سے ہم یوں =

میں ''اِدْعَوَ، اِرْمَیَی'' تھے (حکم عین کلمہ ناقص سے مراد یہ ہے کہ واؤ، یاء لام کلمہ میں ہو اور لام کلمہ مکرر ہو تو پہلا عین کلمہ کے حکم میں ہوگا اور اس کے مقابل جو واؤ، یاء ہوں اس میں قانون نہیں لگے گا، البتہ لام ثانی میں قانون لگے گا، جیسے کہ مذکورہ مثال میں ہے)۔

۷۔ واؤ، یاء کے بعد ایسا مدہ زائدہ نہ ہو جس کا تحقق وسکون لازم ہو[1]، جیسے: ''سَوَارٌ، طَوِیْلٌ، غَیُوْرٌ'' (الف کا تحقق اور سکون تو ہمیشہ لازم ہوتا ہے جب کہ واؤ، یاء مدہ زائدہ ہوں اور عین کلمہ کے بعد ہوں تو تحقق وسکون لازم ہوگا، اگر لام کلمہ کے بعد ہوں تو تحقق وسکون لازم نہیں ہوگا)۔

۸۔ ان کے بعد ساکن لازم غیر مدہ نہ ہو، جیسے: ''خَوَرْنَقٌ''.

۹۔ ان کے بعد حرف تثنیہ کا نہ ہو، جیسے: ''عَصَوَانِ''.

۱۰۔ ان کے بعد نون تاکید کا نہ ہو، جیسے: ''لِتُدْعَیَنَّ''.

۱۱۔ ان کے بعد یاء مشدد نہ ہو، جیسے: ''عَصَوِیٌّ''[2].

۱۲۔ ان کے بعد الف علامت جمع مؤنث سالم نہ ہو، جیسے: ''صَلَوَاتٌ''.

۱۳۔ وہ کلمہ فَعْلَی اور فَعَلَانٌ کے وزن پر نہ ہو[3]، جیسے: ''صَوَرَی، سَیَلَانٌ''.

= تصور کریں گے کہ وہ عین کلمہ کے مقابلے میں ہے۔ جیسے: ''طَوَی'' اور ''ارْعَوَی'' ہیں، یہ دونوں لفیف مقرون ہیں، کیونکہ ''رَعَا، یَرْعُوْ'' سے ''ارْعَوَی'' باب افعال میں ''احْمَرَ'' کے وزن پر ''ارْعَوَوَ'' بتکرار لام کلمہ (واؤ) ہے، لیکن ''احْمَرَرَ'' میں قاعدہ ادغام جاری ہوا تو ''احْمَرَّ'' ہوگیا، مگر ''ارْعَوْوَ'' میں پہلا ''واؤ'' بصورت عین ناقص ہوجانے کی وجہ سے ''الف'' سے تبدیل نہ ہوگا، لیکن دوسرے ''واؤ'' میں ادغام اور تعلیل کا قاعدہ دونوں جمع ہوگئے ہیں اور قاعدہ تعلیل کو ترجیح دی جاتی ہے، دوسرے ''واؤ'' کو ''الف'' سے بدلا ''ارْعَوَی'' ہوگیا۔ ((الشافیۃ: ۲/ ۲۶۵، جاربردی: ۲/ ۲۶۵، نقرہ کار: ۲/ ۲۶۵، فیوض عثمانی: ۱۲۴)

[1] مدہ زائدہ سے مراد وہ حرف ہے جو نہ جزء کلمہ ہو اور نہ کسی خاص معنی پر دلالت کرتا ہو جیسے: جَوَادٌ، طَوِیْلٌ، غَیُوْرٌ اگر ان میں تعلیل کریں تو یہ بات لازم آئی گی کہ مدہ باقی ہے، اور وہ حرکت جس نے اُسے مدہ بنایا ہے وہ حذف ہوجائے گا۔ نیز زائدہ کے مفہوم میں دو چیزیں ہیں: وہ کلمہ کے حروف اصلیہ میں سے نہ ہو اور معنی میں اس کا دخل نہ ہو، لہٰذا ''دَعَوْا'' اصل میں ''دَعَوُوْا'' بروزن ''فَعَلُوْا''، اور ''تَدْعِیْنَ'' اصل میں ''تَدْعَوِیْنَ'' بروز ''تَفْعَلِیْنَ'' ہیں، پہلے میں ''واؤ'' جمعیت پر اور دوسرے میں ''یاء'' معنی مخاطبہ پر دال ہے، زائدہ شمار نہیں ہوتی، اس لیے ''الف'' سے بدل کر گر گئی ہے۔ (نوادر الاصول: ۱۴۶)

[2] یاء مشدد خواہ یائے نسبتی ہو، جیسے: ''دُنْیَوِیٌّ، أُخْرَوِیٌّ''۔ یا یائے مصدریہ ہو، اگر اس میں تعلیل کریں تو یائے مشدد سے پہلے جو کسرہ ہے باقی نہیں رہے گا۔

[3] فَعَلَانَ اور فَعَلٰی کے وزن میں تعلیل نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان دونوں اوزان میں حرکتِ معنوی لازمی ہے اس وجہ سے ان کے الفاظ کو بھی متحرک رکھا جاتا ہے تاکہ حرکتِ لفظی حرکتِ معنوی پر دلالت کرے، باقی رہا لفظ مَوَتَانَ کہ اس میں باوجود سکونِ معنوی ہونے کے تعلیل نہیں کیا جاتا تو یہ اپنی نقیض حَیَوَانَ پر محمول ہے۔ (فیوض عثمانی: ۱۲۵)

۱۴۔ وہ کلمہ ایسے کلمہ کے معنی میں نہ ہو جس میں تعلیل نہ ہوئی ہو، جیسے: ''سَوِدَ، عَوِرَ'' جو ''اِسْوَدَّ، اِعْوَرَّ'' کے معنی میں ہے اور ''اِجْتَوَرَ'' جو ''تَجَاوَرَ'' کے معنی میں ہے[1] (یہ بات دو موقعوں کیساتھ خاص ہے، ایک یہ کہ اجوف کا باب ''عَلِمَ یَعْلَمُ'' کے وزن پر ہو اور اس میں لون او عیب کا معنی پایا جائے تو اس میں تعلیل نہ کریں گے، کیونکہ یہ باب ''افْعِلَالْ و افْعِیْلَالْ'' کے معنی میں ہے اور یہ دونوں اسی معنی کے لیے موضوع ہیں، دوسرا اجوف کا باب اگر ''افتعال'' سے ہو اور اس میں شراکت کا معنی پایا جائے تو اس میں بھی تعلیل نہیں ہو گی، کیونکہ یہ تفاعل کے معنی میں ہو گا (جو شراکت کے لیے موضوع ہے) جس میں تعلیل نہیں ہوتی)، لیکن ''قَوَدٌ، خَوَنَۃٌ'' میں تمام شرائط پائی جانے کے باوجود قانون نہیں لگاتے، یہ شاذ ہیں[2]۔

فائدہ اولیٰ: الحاق لغت میں ''ملانے'' کو کہتے ہیں اور اصطلاح صرف میں ثلاثی میں کچھ زیادتی کرنا تاکہ وہ رباعی اور رباعی میں زیادتی کرنا تاکہ وہ خماسی کے مشابہ ہو جائے۔

فائدہ ثانیہ: حرکت لازمی وہ ہوتی ہے جو واضع کی وضع سے آئی ہو اور حرکت عارضی وہ ہوتی ہے جو پہلے نہ ہو، کسی عارض سے آئی، پھر اس کی تین صورتیں ہیں:

۱۔ منقول ہو، جیسے: ''جَیَلٌ'' اصل میں ''جَیْئَلٌ'' تھا، ہمزہ کی حرکت یاء کو دے کر ہمزہ کو حذف کر دیا[3]۔

۲۔ التقائے ساکنین کی وجہ سے ہو، جیسے: ''لَوِ اسْتَطَعْنَا'' جو دراصل ''لَوْ اِسْتَطَعْنَا'' تھا۔

---

(۱) اشکال: عَوِرَ، عَیِنَ کو اِعْوَرَّ، اِعْیَنَّ کے معنی میں کیوں کیا ہے؟ حالانکہ عَوِرَ، عَیِنَ مجرد ہیں اور اِعْوَرَّ، اِعْیَنَّ مزید ہیں اور ضابطہ مسلمہ یہ ہے کہ مجرد اصل اور مزید فرع ہوتی ہے تو آپ نے اصل کو فرع کے تابع کیوں کیا ہے؟ جواب: مذکورہ الفاظ میں عیب والا معنی ہے اور ضابطہ یہ ہے کہ الوان و عیوب اکثر باب اِفْعِلَالٌ، اِفْعِیْلَالٌ سے آتے ہیں اور یہ دونوں ابواب (اِفْعِلَالٌ، اِفْعِیْلَالٌ) ان معنوں کے اعتبار سے اصل ہیں اور باقی ابواب مذکورہ معانی کے اعتبار سے ان ابواب کی فرع ہیں اگرچہ وہ مجرد ہی ہوں، لہذا یہ کہنا درست نہیں ہے کہ اصل کو فرع کے معنی میں کیا گیا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ فرع کو اصل کے معنی میں کیا گیا ہے۔ ((جاربردی: ۲/ ۲۷۴، نقرہ کار: ۲/ ۲۷۴، شرح الشافیۃ لابن جماعۃ: ۲/ ۲۷۴، المنہاج الکافیہ: ۲/ ۲۷۴، ایجاز التعریف: ۱۴۳، نغزک: ۶۶، فیوض عثمانی: ۱۲۵)

(۲) بعض کلمات ایسے ہیں جن میں اس قانون کی جمیع شرائط ہونے کے باوجود قانون جاری نہیں ہوتا، جیسے: ''قَوَدٌ، غَیَبٌ، رَوَحٌ، خَوَلٌ، حَوَکَۃٌ، خَوَنَۃٌ''۔ ان کلمات کو اکثر صرفیوں نے شاذ کہا ہے، لیکن صاحب علم الصیغہ فرماتے ہیں کہ یہ شاذ نہیں، بلکہ اس میں ہماری ایک شرط مفقود ہے اور وہ شرط یہ ہے کہ وہ واؤ اور یاء ایسے کلمے میں نہ ہوں کہ جس کا معنی ایسے جملے سے ملتا ہو کہ جس پر قانون جاری ہونا تھا، لیکن کسی وجہ سے نہ ہو۔ اب ''قَوَدٌ'' اور ''خَوَنَۃٌ'' کا معنی ''اعْوَرَّ'' اور ''اصْیَدَّ'' کیساتھ ملتا ہے اور ''اعْوَرَّ، ''اصْیَدَّ'' میں قانون جاری نہیں ہو تو ''قَوَدٌ، خَوَنَۃٌ'' میں بھی جاری نہیں ہو گا، لہذا یہ موافق قانون ہیں، شاذ نہیں۔ (المناہج الکافیۃ ۲/ ۲۶۱، ایجاز التعریف: ۱۴۴، نغزک: ۶۷، فیوض عثمانی: ۱۲۶)

(۳) اسی طرح ''تَوْمٌ، حَوْبٌ'' ہے جو اصل میں ''توئم، حوئب'' تھے، بقانون سَلْ مہموز ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دے کر ہمزہ حذف ہوا ہے اسی طرح ''اشْتَرُوُا الضَّلَالَۃَ'' میں رفعِ اجتماع ساکنین کی وجہ سے ''واؤ'' متحرک ہوا ہے۔ (شرح شافیہ: ۲/ ۸۲۸، نوادر الاصول: ۱۴۲)

۳۔ فاءکلمہ کی تابعداری میں ہو، ''بَیَضَاتٌ'' تھا(کیونکہ قاعدہ ہے کہ جو اسم ''فَعلَةٌ'' کے وزن پر ہو تو اس کی جمع مؤنث سالم و تثنیہ میں عین کلمہ کو فاء کلمہ کی تبعیت میں فتحہ کی حرکت دیتے ہیں)۔

احترازی مثالیں: ا۔ واؤ، یاء متحرک نہ ہو، جیسے:''قَوْلٌ، بَیْعٌ''. ۲۔لازمی نہ ہو عارضی ہو، جیسے:''جَبَلٌ، لَوِ اسْتَطَعْنَا، بَیَضَاتٌ''. ۳۔ما قبل مفتوح نہ ہو، جیسے:''قُوِلَ، بُیِعَ''.

تعلیل: ''قُلْنَ'' کہ دراصل ''قَوَلْنَ'' بود، پس واؤ متحرک ما قبلش مفتوح، آں واؤ را بالف بدل کردہ، ''قَالْنَ'' شد، پس التقائے ساکنین شد، میاں الف ولام، الف را حذف کردہ ''قَلْنَ'' شد، پس فتحہ فاء کلمہ را بضمہ بدل کردہ تا کہ دلالت کنند بر حذفیت واؤ ''قُلْنَ'' شد۔

تعلیل: ''إِقَامَةٌ، اسْتِقَامَةٌ''[1] کہ دراصل ''إِقْوَامٌ، اسْتِقْوَامٌ'' بودند، واؤ متوسط مفتوح ما قبل حرف صحیح ساکن، فتحہ

---

(۱) باب افعال اور استفعال جب اجوف سے مستعمل ہوں تو ان دونوں میں کبھی تو یَقُوْلُ، تَقُوْلُ والا قاعدہ جاری ہو جاتا ہے اور کبھی جاری نہیں ہوتا، جیسے: أَقَامَ إِقَامَةٌ اور اسْتَقَامَ اسْتِقَامَةٌ وغیرہ کہ ان میں یہ قاعدہ جاری ہو رہا ہے کیونکہ یہ اصل میں أَقْوَمَ إِقْوَاماً تھا اور اسْتَقْوَمَ اسْتِقْوَامٌ تھے اور أَرْوَحَ إِرْوَاحاً، اسْتَصْوَبَ اسْتِصْوَاباً میں یہ قاعدہ جاری نہیں ہوا یہ اپنی اصل پر ہے اگر ان میں قاعدہ جاری ہو چکا ہوتا تو یہ أَرَاحَ إِرَاحَةً اور اسْتَصَابَ اسْتِصَابَةً ہوتے تو اعتراض پیدا ہوا کہ أَرْوَحَ ،اسْتَصْوَبَ جیسی مثالوں میں یہ قاعدہ کیوں جاری نہیں ہوتا جب کہ أَقَامَ اسْتَقَامَ کی طرح یہاں قاعدہ کی تمام شرائط موجود ہیں۔

تمام صرفی حضرات نے اس اعتراض کا یہ جواب دیا ہے کہ أَرْوَحَ اسْتَصْوَبَ اور اس جیسے دوسرے کلمات شاذ ہیں کہ خلاف قاعدہ کلام عرب میں مستعمل ہے، صاحب علم الصیغہ کے استاذ نے اس اعتراض کا یہ جواب دیا ہے کہ یَقُوْلُ، تَقُوْلُ والا قاعدہ میں ایک یہ شرط ہے کہ مصدر میں واو، یاء کے بعد متصل الف نہ ہو أَرْوَحَ ،اسْتَصْوَبَ وغیرہ کے مصادر إِرْوَاحاً اور اسْتِصْوَاباً میں واو کے بعد متصل الف موجود ہے اس لیے ان میں یہ قاعدہ جاری نہیں ہوا اور جب مصدر میں جاری نہیں ہوا تو باقی تمام گردانوں میں بھی جاری نہیں ہوا۔

اور أَقَامَ ،اسْتَقَامَ وغیرہ میں یہ قاعدہ اس لیے جاری ہوا ہے کہ ان کے مصادر میں واؤ کے بعد الف نہیں ہے کیونکہ أَقَامَ کا مصدر إِقَامَةً جو اصل میں إِقْوَمَةً تھا بروزن إِفْعَلَةً اور اسْتَقَامَ کا مصدر اسْتِقَامَةً ہے جو اصل میں اسْتِقْوَمَةٌ بروزن اسْتِفْعَلَةٌ ہے اور إِقْوَمَةٌ، اسْتِقْوَمَةٌ میں واو کے بعد الف موجود نہیں ہے، لہذا یَقُوْلُ، تَقُوْلُ والا قاعدہ سے واو کی حرکت ما قبل کی طرف منتقل ہو کر واو الف سے بدل گیا۔ جب مصدر میں قاعدہ جاری ہوا تو باقی گردانوں میں بھی جاری ہوا۔ عام صرفی حضرات اس شرط کو نظر انداز کر دیتے ہیں اس لیے وہ بہت سے کلمات کو شاذ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب: باب افعال کا مصدر افعال کے وزن پر آتا ہے اور باب استفعال کا مصدر استفعال کے وزن پر آتا ہے پھر یہاں باب افعال کا مصدر إِفْعَلَةٌ کے وزن پر اور استفعال کا مصدر اسْتَفْعَلَةً کے وزن پر کس طرح آیا؟

اس کا جواب یہ ہے کہاں دونوں بابوں کے مصادر جس طرح افعال اور استفعال کے وزن پر آتے ہیں اسی طرح إِفْعَلَةٌ اور اسْتَفْعَلَةٌ کے وزن پر بھی آتے ہیں اور یہ دونوں وزن اجوف کے ساتھ خاص ہیں غیر اجوف سے یہ دونوں وزن نہیں آتے، جیسا کہ فُعَلٌ ثلاثی مجرد کے مصدر کا صحیح اور درست وزن ہے، لیکن یہ وزن ناقص کے مصدر کے ساتھ خاص ہے جیسے: هُدیً جو اصل میں هُدَیٌ بروزن فُعَلٌ تھا غیر ناقص سے ثلاثی مجرد کا مصدر فُعَلٌ کے وزن پر نہیں آتا تو إِفْعَلَةٌ اور اسْتَفْعَلَةُ کے وزن بھی کچھ اس قسم کے ہیں، لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ ہر اجوف اسی وزن پر آئے گا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ وزن آئے گا تو اجوف سے ہو گا۔ (علم الصیغہ: ۱۰۴-۱۰۵)

آں را نقل دادہ بما قبل دادہ، آں واؤ را بالف بدل کردہ ''إِقَاامٌ، اسْتَقَاامٌ'' شدند، بعض صرفیاں[1] ثانی الف را حذف کردہ ''لأَنَّهَا زَائِدَةٌ وَالزَّائِدَةُ أَحَقُّ بِالْحَذْفِ'' عوض اُو تاء درآخرش درآوردہ ''إِقَامَةٌ، اسْتَقَامَةٌ'' بروزن ''إِفْعَلَةٌ، اسْتَفَعَلَةٌ'' شدند[2]۔

قانون نمبر ۲[3]:

﴿''قُلْنَ'' والا قانون﴾[4]

حکم: یہ قانون وجوبی ہے[5]۔

التقائے ساکنین کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ التقائے ساکنین علی حدہ۔ ۲۔ التقائے ساکنین علی غیر حدہ[6]۔

۱۔ التقائے ساکنین علی حدہ: التقائے ساکنین علی حدہ وہ ہوتا ہے جس میں تین شرائط پائی جائیں۔

---

(۱) امام سیبویہؒ اور امام خلیلؒ ''إِقَاامٌ'' میں دو الف میں سے دوسرے الف کو حذف کرتے ہیں، کیونکہ دوسرا زائد ہے اور قاعدہ ہے: ''الزائدة أحق بالحذف'' اور امام اخفشؒ پہلے الف کو حذف کرتے ہیں، کیونکہ دوسرا علامت ہے اور قاعدہ ہے: العلامة لا تحذف.

(۲) وبعض صرفیاں اول الف را حذف کردہ ''لَأَنَّ الثَّانِيَ عَلَامَةٌ وَالْعَلَامَةُ لَا تُحْذَفُ''، ''إِقَامَةٌ، اسْتِقَامَةٌ'' بروزن ''إِفَالَةٌ، اسْتِفَالَةٌ'' شدند۔

(۳) قانون کا فارسی متن: التقائے ساکنین بر دو قسم است علی حدہ و علی غیر حدہ، علی حدہ ساکن بر آں کہ ساکن اول مدہ یائے تصغیر و ساکن ثانی مدغم و وحدت کلمہ باشد ماسوائے او علی حدہ است و حکم علی حدہ خواندن ساکنین است مطلقاً، و حکم علی غیر حدہ خواندن ساکنین است در حالت وقف و نہ خواندن ساکنین در حالت غیر وقف، پس در حالت غیر وقف اگر ساکنِ اول مدہ یا نون خفیفہ باشد حذف کردہ می شود اتفاقاً، سوائے سہ جا در اجوف یعنی مصدر بابِ افعال و استفعال و اسم مفعول چرا کہ در ایں جا اختلاف است بعضے صرفیان اولی حذف می کنند و بعضے ثانی را، و اگر ساکنِ اول مدہ یا نون خفیفہ نہ باشد، حرکت دادہ شود ساکنے کہ در آخر کلمہ است، و اگر در آخر کلمہ نہ باشد اول را کسرہ در تحریک ساکن اصل است و غیرہ اُو بہ سبب عارضہ۔

(۴) تخریج: ایجاز التعریف: ۱۵۸، نغزک: ۴۷، مراح الارواح: ۱۵۰، الحنفیہ: ۱۸۶، ارشاد الصرف: ۵۲، کتاب الصرف: ۱۷۱، ۴۷، قانونچہ کھیوالی: ۴۳، صرف گہوٹوی: ۹۷-۹۸، صرف بھتر ال: ۸۷، الصرف العزیز: ۱۰۹-۱۱۰۔

(۵) مواضعِ اجراء: اس قانون کی پہلی شق ثلاثی مجرد مضاعف ثلاثی کے اسم فاعل کے تمام صیغوں میں جاری ہوتی ہے، بشرطیکہ جمع مکسر کے صیغے نہ ہوں، خواہ مکبر ہوں یا مصغر۔ اور ثلاثی مزید فیہ مضاعف ثلاثی کے باب مفاعلہ اور باب تفعل کے مصادر، فعل ماضی معلوم اور مضارع معلوم و مجہول اور اس کے متعلقات کے تمام صیغوں میں جاری ہوتی ہے اور دوسری شق وہاں جاری ہو گی جہاں التقاءِ ساکنین علی حدہ کے تین شرائط میں سے کوئی شرط مفقود ہو، اسم ہو، یا فعل ہو، ایک کلمہ ہو، یا دو کلمے ہوں۔

(۶) التقائے ساکنین علی حدہ و علی غیر حدہ دونوں کی دو دو قسمیں ہیں:۔ ۱۔ وقفی، ۲۔ غیر وقفی

۱۔ علی حدہ وقفی: وہ ہوتا ہے جس میں وقف کے بعد تین ساکن جمع ہوں جیسے: دَوَابُّ. ۲۔ علی حدہ غیر وقفی: وہ ہوتا ہے جس میں وقف نہ ہو سکے جیسے: خُوَيْصَّةٌ. ۳۔ علی غیر حدہ غیر وقفی: وہ ہوتا ہے جس میں وقف کے بعد دو ساکن جمع ہوں جیسے: اَلرَّحِيْمْ. ۴۔ علی غیر حدہ غیر وقفی: وہ ہوتا ہے جس میں وقف سے پہلے دو ساکنوں جیسے: قَالْنَ.

۱۔ پہلا ساکن مدہ، یا یاء تصغیر ہو۔ ۲۔ دوسرا ساکن مدغم ہو۔
۳۔ دونوں ساکن ایک کلمہ میں ہوں، جیسے: ''مَادٌّ، مُوَیْدٌ''[۱]۔

علی حدہ کا حکم یہ ہے کہ اس کے دونوں ساکنوں کو برحال رکھ کے پڑھنا واجب ہے، خواہ حالت وقف میں ہو، یا حالت وصل میں۔

۲۔ التقائے ساکنین علی غیر حدہ: التقائے علی غیر حدودہ وہ ہوتا ہے جس میں علی حدہ کی مذکورہ شرائط نہ پائی جائیں، اس کی سات صورتیں ہیں:

۱۔ مذکورہ شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے، جیسے: ''قُلِ الْحَقَّ'' جو ''قُلْ الْحَقُّ'' تھا۔ ۲۔ صرف پہلی شرط پائی جائے، جیسے: ''اضْرِبُوا الْقَوْمَ''۔ ۳۔ صرف دوسری شرط پائی جائے، جیسے: ''لِتُدْعَوُنَّ'' جو ''لِتُدْعَوْنَّ'' تھا۔ ۴۔ صرف تیسری شرط پائی جائے، جیسے: ''لَمْ یَحْمَرَّ'' جو ''لَمْ یَحْمَرْرْ'' تھا۔ ۵۔ پہلی اور دوسری شرط پائی جائے، جیسے: ''اضْرِبُنَّ'' جو ''اضْرِبُوْنَّ'' تھا۔ ۶۔ پہلی اور تیسری شرط پائی جائے، جیسے: ''قُلْنَ'' جو ''قَالْنَ'' تھا۔ ۷۔ دوسری اور تیسری شرط پائی جائے، جیسے: ''یَخِصِّمُوْنَ'' جو ''یَخْصْصِمُوْنَ'' تھا۔

علی غیر حدہ کا حکم یہ ہے کہ اگر حالت وقف[۲] ہو تو اس کے دونوں ساکنوں کو برحال رکھنا واجب ہے، جیسے: ''غَفُوْرْ، رَحِیْمْ، وَالْفَجْرْ''۔

حالت غیر وقف میں علی غیر حدہ کی دو صورتیں ہیں:

۱۔ اگر پہلا ساکن مدہ یا نون خفیفہ ہو تو اس کو حذف کرنا واجب ہے، جیسے: ''اضْرِبُنَّ'' جو ''اضْرِبُوْنَّ'' تھا اور ''لَاتُہِیْنَ الْفَقِیْرَ'' جو اصل میں ''لَاتُہِیْنَنْ الْفَقِیْرَ'' تھا سوائے تین جگہوں کے:

۱۔ مصدر باب افعال ۲۔ مصدر بابِ استفعال میں ۳۔ صیغہ اسم مفعول (بشرطیکہ تینوں اجوف سے ہوں) ان تینوں میں پہلے ساکن کو حذف کرنا واجب نہیں، کیونکہ ان میں صرفیوں کا اختلاف ہے، بعض صرفی[۳] پہلے ساکن کو حذف کرتے ہیں اور بعض دوسرے کو۔

---

[۱] الف مدہ کی مثال جیسے: اِحْمَارَّ، واؤ مدہ کی مثال جیسے: أُحْمُوْرَّ، یائے مدہ کی مثال جیسے: سِیْرَّ، یائے تصغیر شرط پائی جائے جیسے: اِضْرِبُنَّ اِضْرِبُنَّ جو اصل میں اِضْرِبُوْنَ تھا۔

[۲] حالت وقف سے مراد وہ سکون ہے جو حالت وقف کی وجہ سے پیدا ہو، نہ حروف جوازم وغیرہ سے، کیونکہ وہ حقیقت میں متحرک ہوتا ہے۔

[۳] پہلے بعض سے مراد علامہ اخفشؒ اور دوسرے بعض سے مراد امام سیبویہؒ اور امام خلیلؒ ہیں (امام سیبویہؒ امام اخفشؒ کے استاذ ہیں)۔ پانچ مقامات ایسے ہیں جہاں پر التقائے ساکنین علی غیر حدہ حالت غیر وقفی میں پہلا ساکن مدہ ہونے کے باوجود بھی حذف نہیں کیا جاتا بلکہ دونوں ساکن پڑھے جاتے ہیں، وہ مقاماتِ خمسہ یہ ہیں: =

۲۔ اگر پہلا ساکن مدہ یا نون خفیفہ نہ ہو تو اس کی پھر دو صورتیں ہیں:

ا۔ دونوں ساکن دو کلموں میں ہوں تو پہلے کو حرکت دینا واجب ہے، جیسے: ''قُلِ الْحَقَّ''.

۲۔ اگر دونوں ساکن ایک ہی کلمہ میں ہوں تو پھر اگر دوسرا ساکن کلمہ کے آخر ہو تو اسے حرکت دینا ہے، جیسے: ''لَمْ يَحْمَرَّ'' جو ''لَمْ يَحْمَرِ رْ'' تھا[1] اور اگر دوسرا ساکن کلمہ کے آخر میں نہ ہو تو پہلے کو حرکت دینا واجب ہے، جیسے: ''يَخِصِّمُوْنَ'' جو ''يَخْصْصِمُوْنَ'' تھا۔

فائدہ: التقائے ساکنین کو دور کرنے کے لیے کسرہ کی حرکت دینا اصل ہے: ''لِأَنَّ السَّاكِنَ إِذَا حُرِّكَ حُرِّكَ بِالْكَسْرِ''، فتحہ یا ضمہ کی حرکت کسی عارض کی وجہ سے دی جاتی ہے، مثلاً: ا۔ ''لَمْ يَحْمَرَّ'' میں بعض صرفی فتحہ کی حرکت دیتے ہیں، کیونکہ فتحہ خفیف ہے۔ ۲۔ اسی طرح ''مِنْ'' کے بعد اسم معرف باللام آئے تو ''مِنْ'' کے نون کو فتحہ کی

= ا۔ ہر وہ مقام جہاں ہمزہ استفہام ہمزہ اصلی مفتوح پر داخل ہو تو ہمزہ اصلی کو حذف کرنے کے بجائے الف سے بدلتے ہیں پھر الف کو التقائے ساکنین کے باوجود حذف نہیں کرتے جیسے: ''آلْحَسَنُ عِنْدَكَ؟'' اصل میں ''ءَاَلْحَسَنُ عِنْدَكَ؟'' تھا، ہمزہ اگرچہ درج کلام میں ہے، لیکن اس کا حذف جائز ہے اس لیے استفہام اور اخبار کے درمیان التباس ہو جائے گا، شیخ رضی نے ہمزہ ثانی کی تبدیل ہونے کو ترجیح دی ہے۔

۲۔ نون ثقیلہ سے پہلے الف آجائے جیسے: اضْرِبَانِّ، اِضْرِبْنَانِّ. ان مثالوں میں التقائے ساکنین ثابت رہنے کی وجہ یہ ہے کہ نون ثقیلہ بمنزلہ جزء کلمہ کے ہے اور نیز الف خفیف ہے جس کا رہنا موجب ثقل نہیں، اسی وجہ سے ''اضْرِبُوْنَّ'' اور ''اضْرِبِيْنَّ'' میں واؤ اور یاء موجب ثقل ہیں اس لیے حذف کر دیے جاتے ہیں۔

۳۔ ہر وہ مقام جہاں حرف تنبیہ حرف قسم کے عوض لفظ "اللہ" پر داخل ہو جیسے: لَاهَا اللہ. اصل میں ''لا ها و اللہ!'' تھا، حرف قسم کو حذف کرکے اس کے عوض ''ها'' تنبیہہ ''لَا'' زائدہ لائے، یہاں دونوں ساکنوں کو اس لیے ثابت رکھا گیا ہے تاکہ عوض اور معوض دونوں کا حذف لازم نہ آئے۔

۴۔ ہر وہ مقام جہاں کلمہ "أَيْ" لفظ "اللہ" پر داخل ہو اور حرف قسم کو حذف کر دیا گیا ہو جیسے: أَيْ اللہ. جو اصل میں ''أَيْ وَاللہ'' تھا، واؤ کو حذف کر دیا، ہمزہ وصلیہ درج کلام میں گر گیا تو ''یاء'' اور ''لام'' کے درمیان التقائے ساکنین ہوا، اس کو اس لیے ثابت رکھا گیا کہ اگر ''یاء'' کو حذف کر دجائے تو ہمزہ پر کسرہ لازم آئے گا جو کہ ناجائز ہے، نیز اس صورت میں ''إِلَّا'' استثنائیہ کیساتھ التباس لازم آئے گا جس کی صورت ''إِلَّا'' بن جائے گی۔

۵۔ ایک مثال کلام عرب میں ہے وہ شاذ (سماعی) ہے جو یہ ہے: الْتَقَتْ حَلْقَتَا الْبِطَانِ (معاملہ سخت ہو گیا)، ''بطان'' کا معنی وہ تسمہ جو اونٹ کے پیٹ پر باندھا جاتا ہے، یہ ایک مثل ہے جو سخت مصیبت کے وقت بولی جاتی ہے جس سے مقصود میدان جنگ میں مد صوت ہے لوگوں کو خبردار کرنا ہے اگر ساکن اول کو حذف کر لیتے تو ابطال مقصد لازم آئے گا۔ (الشافیہ:۷۷، شرح الشافیہ للرضی:۱/۴۸۹، الفوائد الصرفیہ ۱۲۲، کنز النوادر ۶۸)

[1] ''لَمْ يَحْمَرِ رْ'' اصل میں ''لَمْ يَحْمَرِ رُ'' تھا، اب دو حرف ایک جنس کے جمع ہوگئے تو پہلے کو ساکن کر دیا، اب التقائے ساکنین علی غیر حدہ ہو گیا، پہلا ساکن مدہ نون خفیفہ نہیں، کلمہ کا آخر ہے، بعض صرفی دوسرے ساکن کو کسرہ دیتے ہیں، پہلے کو دوسرے میں ادغام کر دیا تو ''لَمْ يَحْمَرِّ'' ہوا، بعض صرفی فتحہ کی حرکت دیتے ہیں ''لَمْ يَحْمَرَّ'' ہوا اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ ادغام ہی نہیں کریں گے، جیسے: ''لَمْ يَحْمَرِ رْ'' اور یہ تینوں صورتیں اس باب کے مجزوم صیغوں میں جائز ہیں۔

حرکت دیتے ہیں، جیسے:"مِنَ الْمُلْكِ"[۱]. ۳۔ پہلا ساکن واؤ غیر مدہ علامت جمع یا میم علامت جمع کی ہو تو ضمہ کی حرکت دیتے ہیں، جیسے:"دَعَوُا الله، عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ"[۲].

تعلیل:"قُلْنَ، طُلْنَ"[۳] کہ دراصل "قَوَلْنَ، طَوَلْنَ" بودند، پس واؤ متحرک ماقبلش مفتوح آں واؤ را بالف بدل کردہ "قَالْنَ، طَالْنَ" شدند، پس التقائے ساکنین شد میاں الف ولام الف را حذف کردہ "قَلْنَ، طَلْنَ" شدند، پس فتحہ کلمہ را بضمہ بدل کردہ تا کہ دلالت کنند پر حذفیتِ واؤ "قُلْنَ، طُلْنَ" شدند۔

قانون نمبر ۳:[۴]

﴿واؤ غیر مکسور العین والا قانون﴾[۵]

حکم: یہ قانون وجوبی ہے[۶]۔

ہر واؤ جو ثلاثی مجرد کے عین کلمہ میں واقع ہو، جب فعل ماضی معلوم میں الف سے بدلنے کے بعد التقائے ساکنین کی وجہ سے گر جائے تو فاء کلمہ کے فتحہ کو ضمہ سے بدلنا واجب ہے[۷]، بشرطیکہ وہ باب مکسور العین نہ ہو، جیسے: "قُلْنَ، طُلْنَ" جو اصل میں "قَوَلْنَ[۸]، طَوَلْنَ" تھے۔

---

(۱) فتحہ کی حرکت اس لیے دیتے ہیں کہ یہاں کسرہ پڑھنا ثقیل ہے۔

(۲) اسی طرح "هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" اور "أَنْتُمُ الْأَعْلَوْنُ" وغیرہ مثالیں ہیں، ان میں ضرورۃً ضمہ کی حرکت دیتے ہیں۔

(۳) اجوف کے ابواب ماضی مجہول میں "قُلْنَ، بِعْنَ" کے بارے میں تین مذاہب ہیں:
امام سیبویہؒ فرماتے ہیں کہ مجہول کے صیغوں کو بھی معلوم کی طرح پڑھا جائے گا، باقی رہا التباس! تو انہوں نے اس کا جواب دیا ہے کہ "مُخْتَارٌ" اور "مُنْقَادٌ" میں اسم فاعل اور اسم مفعول کا اور "يُحَاجُّ" میں فعل مضارع معلوم اور مجہول کا التباس بھی تو گوارا کیا گیا ہے، تو یہاں بھی برداشت کیا جائے گا۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ مطلقاً ضم و کسر فاء یکساں جائز ہیں، ان کے نزدیک "قُلْتَ، قِلْتَ، بُعْتَ، بِعْتَ" تمام صورتیں جائز ہیں۔ مشہور نحوی ابن مالکؒ صاحب الفیہ فرماتے ہیں کہ ضم و کسر میں مجہول کو معلوم کے برعکس پڑھنا اولیٰ ہے، ان کے نزدیک بہتر یہ ہے کہ "قِلْتَ" اور "بُعْتَ" پڑھا جائے۔ (ہامش بدایۃ الصرف:۱۴۱)

(۴) قانون کا فارسی متن: ہر واؤ غیر مکسور کہ در ماضی معلوم ثلاثی مجرد اجوف الف شدہ بیفتد فاء کلمہ او را حرکت ضمہ می دہند وجوباً۔

(۵) تخریج: الشافیہ:۳۵۷، جاربردی:۲/۳۱۷، نقرہ کار: ۲/۳۱۷، مناہج الکافیۃ للانصاری: ۲/۳۱۷، نغزک:۲۷، مراح الارواح:۱۵۲، الحنفیہ:۱۸۶، فصول اکبری:۶۵، نوادر الاصول:۱۵۰-۱۵۱، دستور المبتدی:۴۳، قوانین زرادی:۲۲-۲۴، علم الصیغۃ:۵۵-۵۶، ارشاد الصرف:۵۵، کتاب الصرف:۴۷، ۱۷۱، قانونچہ کھیوالی:۴۴، صرف گھوٹوی:۹۸، صرف بھتر ال:۹۱، الصرف العزیز:۱۱۲۔

(۶) مواضعِ اجراء: یہ قانون ثلاثی مجرد اجوف واوی کے باب فَعَلَ يَفْعُلُ، فَعُلَ يَفْعُلُ کے نو صیغوں (جمع مؤنث غائبات، واحد مذکر مخاطب، تثنیہ مذکر مخاطبین، جمع مذکر مخاطِبین، واحدہ مؤنث مخاطبہ، تثنیہ مؤنث مخاطبتین، جمع مؤنث مخاطبات، واحد متکلم، متکلم مع الغیر) میں جاری ہوتا ہے۔

(۷) فتحہ فاء کو ضمہ سے اس لیے بدلنا واجب ہے تا کہ یہ حذفیت واؤ پر دلالت کرے۔

(۸) قَالَ يَقُوْلُ باب میں قُلْنَ تین صیغے آتے ہیں: ۱۔ ماضی معلوم جو اصل میں قَوَلْنَ تھا، ۲۔ ماضی مجہول جو اصل میں قُوِلْنَ تھا، ۳۔ امر حاضر معلوم جو اصل میں اُقْوُلْنَ تھا۔ (نغزک:۷۵)

احترازی مثالیں: ۱۔ واؤنہ ہو، یاہو، جیسے: "بِعْنَ" جو "بَیَعْنَ" تھا۔ ۲۔ ثلاثی مجرد نہ ہو، جیسے: "أَقَلْنَ" جو "أَقْوَلْنَ" تھا۔ ۳۔ عین کلمہ میں نہ ہو، جیسے: "دَعَوْا" جو "دَعَوُوْا" تھا۔ ۴۔ ماضی میں نہ ہو، جیسے: "یُقَلْنَ" جو "یُقْوَلْنَ" تھا۔ ۵۔ماضی معلوم نہ ہو، جیسے: "دُعَتْ" جو "دُعِیَتْ" تھا۔

تعلیل: "خِفْنَ، تِخْنَ" کہ دراصل "خَوِفْنَ، تَوِخْنَ" بودند، پس واؤ متحرک ماقبلش مفتوح آں واؤ را بالف بدل کردہ، "خَافْنَ، تَاخْنَ" شدند، پس التقائے ساکنین شد میاں الف وفاء دراول کلمہ ومیاں الف وخاء در ثانی کلمہ، الف راحذف کردہ "خَفْنَ، تَخْنَ" شدند، پس فتحہ فاءکلمہ رابکسرہ بدل کردہ تاکہ دلالت کنند بر بنیت باب "خِفْنَ، تِخْنَ" شدند۔

تعلیل: "بِعْنَ، تِبْنَ، هِئْنَ" کہ دراصل "بَیَعْنَ، تَیَبْنَ، هَیَئْنَ" بودند، پس یا متحرک ماقبلش مفتوح آں یاء رابالف بدل کردہ "بَاعْنَ، تَابْنَ، هَابْنَ" شدند، پس التقائے ساکنین شدند میان الف وعین دراول کلمہ ومیان الف وباء درثانی کلمہ ومیان وہمزہ درثالث کلمہ الف راحذف کردہ "بَعْنَ، تَبْنَ، هَئْنَ" شدند، پس فتحہ فاءکلمہ رابکسرہ بدل کردہ تاکہ دلالت کنند بر حذفیت یاء "بِعْنَ، تِبْنَ، هِئْنَ" شدند۔

قانون نمبر ۴: [۱]

﴿واؤ مکسور العین والا قانون﴾ [۲]

حکم: یہ قانون وجوبی ہے [۳]۔

ہر واؤ جو ثلاثی مجرد کے ایسے باب کے تین کلمہ میں واقع ہو جو مکسور العین ہو اور یاء مطلقا (یعنی خاہ مکسور العین کے عین کلمہ میں ہو، یا غیر مکسور العین کے عین کلمہ میں) جب فعل ماضی معلوم میں الف سے بدلنے کے بعد التقائے ساکنین کی وجہ سے گر جائے تو فاءکلمہ کے فتحہ کو کسرہ سے بدلنا واجب ہے [۴]، جیسے: "خِفْنَ، بِعْنَ" [۵] جو اصل

---

(۱) قانون کا فارسی متن: ہر واؤ مکسور ویائے مطلقاً کہ ماضی معلوم ثلاثی مجرد اجوف الف شدہ باشد بیفتد فاءکلمہ وے راحرکت کسرہ می دہند وجوباً۔

(۲) تخریج: الشافیہ: ۳۵۷، جاربردی: ۲/ ۳۱۷، نقرہ کار: ۲/ ۳۱۷، نغزک: ۲۷، مراح الارواح: ۱۵۲، الحنفیہ: ۱۸٦، فصول اکبری: ٦۵، نوادر الاصول: ۱۵۰-۱۵۱، دستور المبتدی: ۴۳، قوانین زرادی: ۲۲-۲۴، علم الصیغہ: ۵۵-۵٦، ارشاد الصرف: ۵۵-۵٦، کتاب الصرف: ۴۷-۱۷۱، قانونچہ کھیوالی: ۴۵، صرف گھوٹوی: ۹۸، صرف بھترال: ۹۲، الصرف العزیز: ۱۱۲۔

(۳) مواضع اجراء: یہ قانون ثلاثی مجرد اجوف واوی کے باب فَعِلَ یَفْعَلُ میں اور اجوف یائی کے باب فَعَلَ یَفْعِلُ اور باب فَعِلَ یَفْعَلُ کے فعل ماضی معلوم کے نو صیغوں (جمع مؤنث غائبات، واحد مذکر مخاطب، تثنیہ مذکر مخاطبین، جمع مذکر مخاطِبین، واحدہ مؤنث مخاطبہ، تثنیہ مؤنث مخاطبتین، جمع مؤنث مخاطبات، واحد متکلم، متکلم مع الغیر) میں جاری ہوتا ہے۔

(۴) فتحہ فاء کو کسرہ سے اس لیے بدلنا واجب ہے تاکہ یہ حذفیت یاء پر دلالت کرے۔ (فیوض عثمانی: ۱۲۷)

(۵) بعض صرفی کہتے ہیں کہ "لَسْتُ" میں یہ قانون جاری نہیں ہوتا، کیونکہ اس کی حرف کیساتھ مشابہت ہے اور یہ فعل غیر متصرف ہے، ابن جماعہ نے اس کو اکثر کا قول قرار دیا ہے، تاہم وہ کہتے ہیں کہ بعض سے کسرہ بھی منقول ہے۔ (جاربردی: ۲/ ۳۱۷، نقرہ کار: ۲/ ۳۱۷، شرح الشافیۃ لابن جماعہ: ۲/ ۳۱۷، مناہج الکافیہ: ۲/ ۳۱۷)

''خَوِفْنَ، بَیِعْنَ''[۱] تھے [۲]۔

احترازی مثالیں: ا۔ ثلاثی مجزید ہو، جیسے: ''أَقَلْنَ، أَبَعْنَ''جو اصل میں ''أَقْوَلْنَ، أَبْیَعْنَ'' تھے۔ ۲۔ یاء کلمہ میں نہ ہو، جیسے: ''رَمَوْا''جو اصل میں ''رَمَیُوْا'' تھا۔ ۳۔ واؤ مکسور العین باب میں نہ ہو، جیسے: ''قُلْنَ''جو اصل میں ''قَوَلْنَ'' تھا۔ ۴۔ ماضی نہ ہو، جیسے: ''یُخَفْنَ، یُبَعْنَ''جو اصل میں ''یُخْوَفْنَ، یُبْیَعْنَ'' تھے۔ ۵۔ الف سے بدل کے نہ گرے، جیسے: ''لَسْنَ''جو اصل میں ''لَیِسْنَ'' تھا، یاء کے کسرہ کو ثقیل ہونے کی وجہ سے گرادیا تو ''لَیْسْنَ'' ہو گیا، پھر التقائے ساکنین کی وجہ سے یاء کو خلاف القیاس حذف کیا تو ''لَسْنَ'' ہو گیا۔

تعلیل: ''قِیْلَ، بِیْعَ'' کہ دراصل ''قُوِلَ، بُیِعَ'' بودند، کسرہ بر واؤ و یاء ثقیل بود، نقل کردہ بما قبل دادہ ''قِوْلَ، بِیْعَ'' شدند، پس واؤ ساکن مظہر ماقبلش مکسور، آں واؤ را بیاء بدل کردہ ''قِیْلَ، بِیْعَ'' شدند۔ و یا کہ: ''قُوْلَ، بُوْعَ'' کہ دراصل ''قُوِلَ، بُیِعَ'' بودند، پس کسرہ بر واؤ و یاء ثقیل بود، آں را انداختند ''قُوْلَ، بُیْعَ'' شدند، پس یاء ساکن مظہر ماقبلش مضموم آں یاء را بہ واؤ بدل کردہ ''قُوْلَ، بُوْعَ'' شدند۔

قانون نمبر ۵ [۳]:

﴿''قِیْلَ، بِیْعَ'' والا قانون﴾ [۴]

حکم: یہ قانون جوازی ہے [۵]۔

ہر واؤ اور یاء مکسور [۶] جن کا ماقبل مضموم ہو ماضی مجہول میں واقع ہوں اور ماضی معلوم میں ان کی تعلیل ہوئی

---

(۱) یہ مطابقی مثالیں ہیں۔

(۲) مکسور العین کی قید عام ہے خواہ ماضی مکسور العین ہو جیسے: خَوِفَ یَخْوَفُ یا مضارع مکسور العین ہو جیسے: طَوَحَ یَطْوِحُ سے خِفْنَ، طِحْنَ پڑھنا واجب ہے۔ (نقرہ کار: ۲/۱۷۳، المناہج الکافیۃ للانصاری: ۲/۱۷۳، فیوض عثمانی: ۱۲۷)

(۳) قانون کا فارسی متن: در فُعِلَ از اجوف نقل حرکت و حذف و اشمام جائز است۔

(۴) تخریج: الممتع الکبیر لابن عصفور: ۲/۳۵۱، المصنف لابن جنی: ۱/۲۴۹، الکتاب: ۲/۳۲۲، التصریح: ۲۹۴، شرح الالفیۃ للمرادی: ۲/۲۵، حاشیۃ العزی علی الجاربردی: ۲۹۹، الشافیہ: ۳۵۹، الجاربردی علی الشافیہ: ۲۹۸، شرح التصریف العزی للتفتازانی: ۱۲۱، حاشیۃ الصبان علی الاشمونی: ۲/۶۲، شرح الرضی علی الشافیہ: ۲/۲۷۰، مراح الارواح: ۱۴۶، الحنفیہ ۱۸۱، فصول اکبری: ۶۵، نوادر الاصول: ۱۵۰، دستور المبتدی: ۴۲، قوانین زرادی: ۲۶-۲۸، نغزک: ۸۲، علم الصیغہ: ۵۶-۵۷، ارشاد الصرف: ۵۶-۵۷، کتاب الصرف: ۷۴، ۱۷۱، قانونچہ کھیوالی: ۴۵، صرف بھترال: ۹۳، الصرف العزیز: ۱۱۳۔

(۵) مواضع اجراء: یہ قانون ثلاثی مجرد اجوف واوی یائی کے فعل ماضی مجہول کے تمام صیغوں میں جاری ہوتا ہے اور جب کہ ثلاثی مزید فیہ اجوف واوی باب انفعال، باب افتعال اور لفیف مقرون کے فعل ماضی مجہول کے تمام صیغوں میں لگتا ہے۔

(۶) اس قانون کا تعلق اجوف سے ہے، لفیف مقرون ''قُوِیَ، رُوِیَ'' ماضی مجہول میں جاری نہیں ہوتا، کیونکہ ''قَوِیَ، رَوِیَ'' معلوم میں لفیف کا عین کلمہ ہونے کی وجہ سے تعلیل نہیں ہوئی ہے۔ (فیوض عثمانی: ۱۲۷)

ہوتو اس میں تین وجہیں پڑھنا جائز ہیں[۱]:

۱۔ ان کے کسرہ کو گرانا،[۲] جیسے: "قُوِلَ، بُيِعَ" سے "قُوْلَ، بُوْعَ" اور "انْقُوِدَ، اخْتُيِرَ" سے "انْقُوْدَ، اخْتُوْرَ"[۳]. ۲۔ ان کے کسرہ کو ماقبل نقل کرنا، پھر اگر شروع میں ہمزہ ہو تو اسے بھی تبعاً کسرہ دیا جائے، جیسے مذکورہ مثالوں میں "قِيْلَ، بِيْعَ، انْقِيْدَ، اخْتِيْرَ"[۴]. ۳۔ اشمام کرنا۔[۵]

فائدہ: اشمام لغت میں "بُو دینے" کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں کسرہ کو ضمہ کی طرف اور یاء کو واؤ کی طرف مائل کر کے پڑھنا[۶]۔

احترازی مثالیں: ۱۔ ضمہ کے بعد نہ ہوں، جیسے: "أُقْوِلَ، أُبْيِعَ". ۲۔ ماضی معلوم میں تعلیل نہ ہو، جیسے: "عُوِرَ، عُيِنَ" ان کی ماضی معلوم میں "عَوِرَ، عَيِنَ" ہے۔

تعلیل: "يَقُوْلُ، تَقُوْلُ، أَقُوْلُ، نَقُوْلُ، يَبِيْعُ، تَبِيْعُ، أَبِيْعُ، نَبِيْعُ" کہ دراصل "يَقْوُلُ، تَقْوُلُ، أَقْوُلُ، نَقْوُلُ، يَبْيِعُ، تَبْيِعُ، أَبْيِعُ، نَبْيِعُ" بودند، ضمہ وکسرہ برواؤ ویاء ثقیل بود، آں را نقل کردہ بما قبل دادہ "يَقُوْلُ، تَقُوْلُ، أَقُوْلُ، نَقُوْلُ، يَبِيْعُ، تَبِيْعُ، أَبِيْعُ، نَبِيْعُ" شدند۔ و "يُقَالُ، تُقَالُ، أُقَالُ، نُقَالُ، يُبَاعُ، تُبَاعُ، أُبَاعُ، نُبَاعُ" کہ دراصل "يُقْوَلُ، تُقْوَلُ، أُقْوَلُ، نُقْوَلُ، يُبْيَعُ، تُبْيَعُ، أُبْيَعُ، نُبْيَعُ" بودند، پس واؤ و یاء متوسط مفتوح

---

(۱) یہاں تین صورتیں ہیں: ۱۔ نقل حرکت، ۲۔ حذف حرکت، ۳۔ اشمام فُعِلَ۔ اشمام بنو قیس اور اسد کی لغت ہے، نقلِ حرکت شائع اور کثیر الاستعمال ہے اور حذف حرکت ضعیف ہے۔ (جاربردی: ۲/ ۳۲۲، نقرہ کار: ۲/ ۳۲۲، المناہج الکافیۃ: ۲/ ۳۲۲، فیوض عثمانی: ۱۲۷)

(۲) "واؤ" کے کسرہ کو ماقبل نقل یا حذف اس لیے کرتے ہیں کہ حروف علت میں واؤ اثقل ترین حرف ہے، اس لیے سب سے زیادہ کمزور ہے، ذرا سی بات پر گر جاتا ہے، بر خلاف یاء اور الف کے کہ الف میں تو ثقل ہے ہی نہیں، یا ثقل ہے، مگر نہ اتنی کہ جتنا واؤ ثقیل ہے اور کسرہ قوی حرکت ہے، کیونکہ یہ اخت یاء ہے، دوم کسرہ قوی حرکت ہے، سوم کمزور حرف قوی حرکت کو برداشت نہیں کر سکتا، لہذا بحکم مقدمات ثلاثہ کسرہ واؤ پر ثقل کا باعث ہے اس لیے اس کو وہاں سے ہٹا کر ماقبل کو دیدیا۔ (گنجینہ صرف: ۴۷)

(۳) یہ مطابقی مثالیں ہیں۔

(۴) اس قانون کا دوسرا حصہ (جو متن میں مذکور نہیں) یہ ہے کہ "تَفْعَلِيْنَ" ناقص کے اندر نقل حرکت اور اثبات بھی جائز ہے، اثبات کی کی مثال، جیسے: "تَدْعُوِيْنَ، تَنْهَيِيْنَ" پڑھنا بھی جائز ہے اور اس کے اندر نقل حرکت بھی جائز ہے، واؤ کی حرکت او یاء کی حرکت نقل کر کے ماقبل دی تو "تَدْعِوْيْنَ" اور "تَنْهِيْيْنَ" ہو گئے، "تَدْعِوْيْنَ" میں واؤ کو یاء سے تبدیل کر دیا تو "مِيْعَادٌ" والے قانون کے تحت "تَدْعِيْيْنَ" ہو گیا "تَدْعِيْيْنَ" اور "تَنْهِيْيْنَ" میں دو ساکن جمع ہو گئے، پہلا مدہ تھا اس کو حذف کدیا تو "تَدْعِيْنَ" اور "تَنْهِيْنَ" کر کے پڑھنا جائز ہے۔

(۵) دیکھئے: شرح المراح دیکنقوز: ۱۳۶، الفلاح: ۱۳۶۔

(۶) علامہ ابن یعیشؒ فرماتے ہیں کہ صرفیوں نے اسے اشمام کہا ہے، لیکن در حقیقت یہ رَوم ہے: "واعلم أنّ الجماعة قد عبّروا عن هذه الحركة بالإشمام، وهي في الحقيقة رَوْمٌ، لأنّ الروم حركةٌ خفيفةٌ، والإشمام تَهْيِئَة العُضْو للنطق بالحركة من غير صوت." (شرح المفصل لابن یعیش: ۵/ ۴۴۵)

ما قبل حرف صحیح ساکن فتحہ آں را نقل کردہ بما قبل دادہ آں واؤ ویاء را بالف بدل کردہ ''یُقَالُ، تُقَالُ، أُقَالُ، نُقَالُ، یُبَاعُ، تُبَاعُ، أُبَاعُ، نُبَاعُ''شدند۔

''مَبِیْعٌ''کہ دراصل ''مَبْیُوْعٌ''بود، ضمہ بریاء ثقیل بود نقل کردہ بما قبل داد، پس ضمہ منقولی یاء راء بکسرہ بدل کردہ ازبرائے محافظت یاء ''مَبِیْوْعٌ''شد، پس التقائے ساکنین شد میان یاء وواؤ بعض صرفیاں[1] یاء راحذف کردند ''لِأَنَّ الْوَاوَعَلَامَةٌ وَالْعَلَامَةُ لَاتُحْذَفُ ''مَبُوْعٌ''شد، پس واؤ ساکن مظہر ماقبلش مکسور آں واؤ رابیاء بدل کردہ ''مَبِیْعٌ'' شد بروزن ''مَفِیْلٌ ''می خوانند بعض صرفیاں واؤ راحذف کردند ''لِأَنَّ الْوَاوَ زَائِدَةٌ وَالزَّائِدَةُ أَحَقُّ بِالْحَذْفِ''، ''مَبِیْعٌ''بروزن ''مَفْعِلٌ''می خوانند۔

قانون نمبر۶[2]:

﴿یَقُوْلُ تَقُوْلُ والا قانون﴾[3]

حکم: یہ قانون وجوبی ہے[4]۔

ہر واؤاور یاء متحرک جو فعل یاشبہ فعل کے عین کلمہ میں واقع ہو اوران کا ما قبل حرف صحیح ساکن[5] ہو[6] تو اس واؤاور یاء کی حرکت نقل کرکے ما قبل کو دیناواجب ہے، اگر حرکت فتحہ کی ہو تو اسے نقل کرنے کے بعد واؤ، یاء کو الف

---

(۱) امام سیبویہؒ اورامام خلیلؒ واؤاور یاء میں سے واؤحذف کرتے ہیں، کیونکہ وہ زائد ہے اور قاعدہ ہے: "الزائدة أ حق بالحذف"اور امام اخفشؒ یاء کو حذف کرتے ہیں، کیونکہ واؤعلامت ہے اور قاعدہ ہے:"العلامة لاتحذف".

(۲) ہر واؤ ویاء متوسط مفتوح کہ دراصل سلامت نماندہ باشد در فعل متصرف یامتعلقات وے سوائے کلمہ اسم کہ بروزن اَفْعَلُ ماقبلش حرف صحیح ساکن مظہر قابل حرکت باشد، فتحش را نقل کردہ ما قبل دادہ آں رابہ الف بدل کنند وجوباً، بشر طیکہ آں کلمہ ملحق و بمعنی لون و عیب وصیغہ آلہ نہ باشد، ودروزن أَفْعَالٌ نہ باشد۔

(۳) تخریج: المصنف لابن جنی:۱/۳۱۵، بغیۃ الطالب:۱۹۱، الشافیۃ:۳۵۴،۳۳۹، جاربردی:۲/۳۱۱، نقرہ کار: ۲/۳۱۱، مناہج الشافیۃ: ۲/۳۱۱، ایجازالتعریف:۱۵۰، نغزک:۸۱، مراح الارواح:۱۴۸-۱۴۷، الحنفیہ:۱۸۳، فصول اکبری:۶۵-۶۶، نوادرالاصول:۱۵۱، دستورالمبتدی:۳۶، قوانین زرادی:۲۹-۳۰، علم الصیغۃ:۵۶، ارشادالصرف:۵۷، کتاب الصرف:۶۱،۷۲،۷۶، قانونچہ کھیوالی:۴۷، صرف گہوٹوی:۹۸، صرف بھترال:۹۴-۹۵، الصرف العزیز:۱۱۴۔

(۴) مواضعِ اجراء: یہ قانون ثلاثی مجرداجوف واوی یائی کے اسم ظرف، اسم مفعول، فعل مضارع معلوم ومجہول اوراس کے متعلقات کے تمام صیغوں میں جاری ہوتاہے اور جب کہ ثلاثی مجرداجوف واوی کے بعض مصادر میں اور ثلاثی مزیدفیہ اجوف واوی یائی کے باب افعال اورباب استفعال کے مصادر، اسم فاعل، اسم مفعول، فعل ماضی معلوم ومجہول، فعل مضارع معلوم ومجہول اوراس کے متعلقات میں جاری ہوتاہے۔

(۵) حرف صحیح وہ ہے جو حرکت قبول کرنے کی صلاحیت رکھتاہو، لہذا''قَاوَلَ، بَایَعَ''میں نقل حرکت نہ ہوگی اور ساکن کاساکنِ مظہر ہونا بھی ضروری ہے، یعنی مشدد نہ ہو، لہذا''قَوَّلَ''باب تفعیل میں بھی نقل حرکت نہ ہوگی۔

(۶) یہ تین شرائط وجودی ہیں اور باقی سات شرائط عدمی ہیں۔

سے بدلنا واجب ہے، جیسے: ''یَقُوْلُ، یَبِیْعُ، یَخَافُ'' جو اصل میں ''یَقْوُلُ، یَبْیِعُ، یَخْوَفُ'' تھے[۱]۔

اجوف یائی کے صیغہ اسم مفعول میں یاء کے ضمہ کو نقل کرنے کے بعد کسرہ سے بدلنا واجب ہے، جیسے: ''مَبِیْعٌ'' جو اصل میں ''مَبْیُوْعٌ'' تھا، بشر طیکہ:

۱۔ وہ کلمہ ملحق نہ ہو[۲]، جیسے: ''اِجْوَنْدَدَ، اِیْنَعَ'' جو ''اِخْرَنْجَمَ'' کیساتھ ملحق ہے۔ ۲۔ ناقص نہ ہوں (مراد لفیف مقرون ہے)[۳] جیسے: ''یَقْوٰی''، بعض کے نزدیک اس صورت میں قانون لگے گا، جیسے: ''اسْتَحَیْنَا'' جو اصل میں ''اسْتَحْیَیْنَا'' تھا، لیکن یہ قلیل ہے۔ ۳۔ لون اور عیب کے معنی میں نہ ہو[۴]، جیسے: ''اِسْوَدَّ، اِعْوَرَّ''. ۴۔ اسم آلہ کا صیغہ نہ[۵] ہو، جیسے: ''مِقْوَلٌ، مِبْیَعٌ''.[۶] ۵۔ فعل تعجب کا صیغہ نہ ہو[۷]، جیسے: ''مَاأَقْوَلَہٗ وَأَقْوِلْ بِہٖ''. ۶۔ تعلیل کرنے کے بعد اس کلمہ کا کسی فعل مشہور کیساتھ التباس[۸] نہ آتا ہو (خواہ التباس حالت وقف میں ہی ہو)، جیسے:

---

[۱] صاحب پنج گنج کہتے ہیں کہ ''یَقُوْلُ'' میں تعلیل اگرچہ غیر ضروری اور خلاف اصول ہے، لیکن موافقت باب کی رعایت ایک اہم اصول اصول ہے، اگر موافقت باب نہ ہوتی تو ''یَقْوُلُ'' میں اعلال نہ ہوتا، اس لیے کہ واؤ اور یاء متحرک ما قبل ساکن کو ثقیل نہیں مانا جاتا ہے، جیسے: ''دَلْوٌ، ظَبْیٌ'' ہیں۔ محشی علامہ مراد آبادیؒ فرماتے ہیں کہ یہ مصنف کی رائے ہے، لیکن عند الجمہور تو یہ نقل قاعدہ میں ہے کہ اجوف کے مضموم واؤ اور مکسور یاء کی حرکت اس کے ما قبل کی طرف وجوباً منتقل کی جاتی ہے جب کہ اس کا ما قبل ساکن غیر مدہ ہو، یعنی حرف صحیح ہو اور ''دَلْوٌ، ظَبْیٌ'' ناقص ہیں، اجوف نہیں، اس لیے یہاں نقل حرکت ضروری نہیں۔ (گنجینہ صرف:۴۸)

[۲] اس لیے کہ ملحق کی صورت ملحق سے متغیر نہیں ہو سکتی۔

[۳] ناقص اس لیے نہ ہو، کیونکہ اس صورت میں ایک حرف پر پے در پے دو تعلیلوں کا ہونا لازم آئے گا۔

[۴] باب افعلال اور افعیلال کے عین کلمہ میں تعلیل نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں باب معنی لون و عیب میں اصل ہیں، لہذا صیغہ کی محافظت کے لیے جو معنی لون و عیب میں اصل ہے تعلیل نہیں کرتے اور نیز تعلیل کی صورت میں ان کی ماضی باب مفاعلہ کی ماضی سے ملتبس ہو جائے گی اور جو ان دونوں بابوں کے معنی میں ہیں وہ تعلیل نہ ہونے میں اس پر محمول ہیں۔ (فیوض عثمانی:۱۳۰)

[۵] اسم آلہ کے وزن پر نہ ہو، خواہ اسم آلہ ہو، یا بمعنی آلہ ہو، جیسے: ''مخیط'' یا بمعنی مبالغہ فاعل ہو، جیسے: ''مِعْوَنٌ'' (بہت زیادہ مدد کرنے والا)، اس لیے کہ اگر اس میں تعلیل کریں تو اسم آلہ کے دونوں صیغے ''مِفْعَلٌ'' اور ''مِفْعَالٌ'' کا آپس میں التباس آئے گا اور اگر ''مِخْیَطٌ'' اور ''مِقْوَلٌ'' میں تعلیل کریں تو یہ اسم ظرف سے صورۃً ملتبس ہو جائیں، اگر کوئی یہ سوال کرے کہ اسم ظرف کے بجائے اسم آلہ میں تعلیل کیوں نہیں کیا؟ تب بھی تو التباس ختم ہو سکتا تھا! اس کا جواب یہ ہے کہ اسم ظرف میں تعلیل کرنا اسم آلہ میں تعلیل سے اولیٰ ہے، کیونکہ ظرف کو بہ نسبت آلہ کے فعل سے تعلق زیادہ ہے اس لیے کہ ہر فعل کے لیے ظرف کا ہونا ضروری ہے بخلاف آلہ کے کہ وہ ہر فعل کے لیے ضروری نہیں۔ (فیوض عثمانی:۱۳۱)

[۶] یہ ایک شرط عدمی یہ بھی ہے کہ ''أَفْعَلُ'' کے وزن پر نہ ہو، خواہ ''أَفْعَلُ'' تفضیلی ہو، یا فعل صفتی ہو۔ ''أَفْعَلُ'' تفضیلی، جیسے: ''أَقْوَلُ، أَبْیَعُ'' وغیرہ اور ''أَفْعَلُ'' صفتی، جیسے: ''أَبْیَضُ، أَسْوَدُ، أَعْوَرُ، أَحْوَلُ'' وغیرہ۔

[۷] فعل تعجب میں تعلیل اس لیے نہیں ہو سکتی کہ تعلیل کی صورت میں پہلا صیغہ باب افعال کی ماضی سے اور دوسرا اس کے امر سے ملتبس ہو جائے گا۔ (فیوض عثمانی:۱۳۱)

[۸] ایک باب کے دوسرے باب کیساتھ التباس اگرچہ اہل صرف کی تحقیق کے مطابق کوئی قوی مانع نہیں، لیکن پھر بھی بلا ضرورت اس کو اختیار کرنا امر غیر مستحسن ہے۔ (ہامش الانوار الاشرفیہ:۱۳۰۷ املاء الصرف:۲۴۶)

''تَصْوِیْرٌ، تَمْیِیْزٌ، تَقْوَالٌ'' ان میں اگر تعلیل کرکے ''تَصْیِرٌ، تَمِیْزٌ، تَقَالٌ'' پڑھیں تو ان کا ''تَبْیِعٌ'' اور ''تَخَافُ'' کیساتھ التباس[1] آتا ہے، اگر فعل غیر مشہور کیساتھ التباس آئے تو تعلیل ہو گی، جیسے: ''تِبَاعٌ'' جو اصل میں ''تِبْیَعٌ'' تھا، اس کا التباس ''تَخَافُ'' کی جو ازی صورت ''تِخَافُ'' کیساتھ آتا ہے[2]۔ ۷۔ واؤ اور یاء اصل میں سلامت نہ رہی ہوں، جیسے: ''اَلتَّقْوَلَةُ وَالتِّقْوَالُ'' جو مصادر ہیں ''قَوَّلَ'' کے۔

''مَعْیَدَةٌ، مَشْوَرَةٌ، مَرْیَمُ، مَدْیَنٌ'' میں شرائط پائی جانے کے باوجود قانون نہیں لگاتے یہ شاذ ہیں۔

اجوف یائی میں تصحیح (تعلیل کے بغیر پڑھنا)[3] زیادہ مستعمل ہے[4] اور اجوف واوی میں کم، جیسے: ''مَعْیُوْبٌ، مَدْیُوْنٌ'' کثیر الاستعمال ہیں، بر خلاف ''مَقْوُوْلٌ''[5] کے۔ ....

---

(۱) تعلیل کے بعد فعل مشہور کیساتھ التباس نہ آئے، جیسے: ''أَقْوَامٌ، أَعْیَانٌ، أَقْوَالٌ، أَدْیَانٌ'' وغیرہ میں یہ قانون جاری نہیں ہو گا، کیونکہ بعد از تعلیل ان کا ''أَقَامَ، أَعَانَ، أَقَالَ، أَدَانَ'' کیساتھ التباس آئے گا۔

(۲) فیوض عثمانی: ۱۳۰۔

(۳) اجوف یائی میں تصحیح زیادہ اور اجوف واوی میں اس لیے کم ہے کہ ''یاء'' پر ضمہ پڑھنا خفیف ہے اور ''واؤ'' پر ضمہ پڑھنا ثقیل ہے اس لیے اجوف واوی میں تعلیل زیادہ مستعمل ہے۔ (فیوض عثمانی: ۱۳۴)

(۴) یعنی ''یاء'' کو بر حال رکھنا اور ضمہ ما قبل کی طرف نقل نہ کرنا، اگرچہ یہ خلاف قانون ہے، لیکن استعمال مروج ہے۔

اجوف واوی سے اسم مفعول میں یہ تین صورتیں پڑھنا جائز ہیں، دو صورتیں تعلیل کی کہ ''مَقُوْلٌ'' بروزن ''مَفُوْلٌ'': مَقُوْلٌ، مَقُوْلَانِ، مَقُوْلُوْنَ، مَقُوْلَةٌ، مَقُوْلَتَانِ، مَقُوْلَاتٌ، مَقَائِلُ، مُقَیِّلٌ وَّ مُقَیِّلَةٌ. اور ''مَقُوْلٌ'' بروزن ''مَفُعْلٌ'': مَقُوْلٌ، مَقُوْلَانِ، مَقُوْلُوْنَ، مَقُوْلَةٌ، مَقُوْلَتَانِ، مَقُوْلَاتٌ، مَقَاوِلُ، مُقَیْوِلٌ وَّ مُقَیْوِلَةٌ ویا کہ: مُقَیِّلٌ وَّ مُقَیِّلَةٌ. اور ایک صورت تصحیح کی کہ ''مَقْوُوْلٌ'' بروزن ''مَفْعُوْلٌ'': مَقْوُوْلٌ، مَقْوُوْلَانِ، مَقْوُوْلُوْنَ، مَقْوُوْلَةٌ، مَقْوُوْلَتَانِ، مَقْوُوْلَاتٌ، مَقَاوِیْلُ، مُقَیْوِیْلٌ وَّ مُقَیْوِیْلَةٌ ویا کہ: مُقَیِّیْلٌ وَّ مُقَیِّیْلَةٌ.

بعض حضرات اسم مفعول کی جمع اقصیٰ اور تصغیر میں صرف ایک وجہ پڑھتے ہیں: ''مَقَاوِیْلُ، مُقَیْوِیْلٌ وَّ مُقَیْوِیْلَةٌ ویا کہ: مُقَیِّیْلٌ وَّ مُقَیِّیْلَةٌ''، یہ حضرات کہتے ہیں کہ یہ قاعدہ مسلمہ ہے: ''اَلتَّصْغِیْرُ وَالتَّکْسِیْرُ یَرُدَّانِ الْأَشْیَاءَ إِلَی أَصْلِهَا''. تصغیر اور جمع تکسیر میں چیز اپنی اصل کی طرف لوٹا دی جاتی ہے، لہذا جمع اقصیٰ اور تصغیر ''مَقْوُوْلٌ'' سے بنائیں گے۔

اور اجوف یائی سے اسم مفعول میں بھی تین وجہیں پڑھنا جائز ہیں: ''مَبِیْعٌ'' بروزن ''مَفِیْلٌ'': مَبِیْعٌ، مَبِیْعَانِ، مَبِیْعُوْنَ، مَبِیْعَةٌ، مَبِیْعَتَانِ، مَبِیْعَاتٌ، مَبَائِعُ، مُبَیِّعٌ وَّ مُبَیِّعَةٌ''. ویا کہ ''مَبِیْعٌ'' بروزن ''مَفِعْلٌ''، مَبِیْعٌ، مَبِیْعَانِ، مَبِیْعُوْنَ، مَبِیْعَةٌ، مَبِیْعَتَانِ، مَبِیْعَاتٌ، مَبَایِعُ، مُبَیِّعٌ وَّ مُبَیِّعَةٌ''. ویا کہ ''مَبْیُوْعٌ'' بروزن ''مَفْعُوْلٌ''، مَبْیُوْعٌ، مَبْیُوْعَانِ، مَبْیُوْعُوْنَ، مَبْیُوْعَةٌ، مَبْیُوْعَتَانِ، مَبْیُوْعَاتٌ، مَبَایِیْعُ، مُبَیِّیْعٌ وَّ مُبَیِّیْعَةٌ. یہاں جمع اقصیٰ میں تین وجہیں ''مَبَائِعُ، مَبَایِعُ، مَبَایِیْعُ'' پڑھیں گے اور بعض حضرات ''اَلتَّصْغِیْرُ وَالتَّکْسِیْرُ یَرُدَّانِ الْأَشْیَاءَ إِلَی أَصْلِهَا'' کا اعتبار کرتے ہوئے تینوں صورتوں میں صرف ایک وجہ ''مَبَایِیْعُ'' پڑھتے ہیں اور جب کہ تصغیر میں تینوں صورتوں میں خواہ ''مَبِیْعٌ'' بروزن ''مَفِعْلٌ'' سے بنائیں، یا ''مَبِیْعٌ'' بروزن ''مَفِیْلٌ'' سے اور یا ''مَبْیُوْعٌ'' سے بنائیں، کیونکہ تینوں صورتوں میں یاء کا یاء میں ادغام ہوا۔

(۵) مَقُوْلٌ اصل میں مَقْوُوْلٌ تھا، واؤ کی حرکت ما قبل نقل کر کے التقائے ساکنین کی وجہ سے واؤ کو حذف کر دیا، تاہم اس میں اختلاف ہے کہ ایسے مواقع میں واؤ اول حذف ہوتا ہے یا واؤ دوم حذف ہوتا ہے۔ امام اخفش؆ فرماتے ہیں کہ واؤ دوم حذف ہوتا ہے کیونکہ یہ زائد ہے اور زائد حذف کا زیادہ مستحق ہے اور امام سیبویہ؆ اور امام خلیل؆ کہتے ہیں کہ واؤ اول حذف ہو گا کیونکہ دوسرا علامت ہے =

.... کہ یہ قلیل الاستعمال ہے[۱]۔

فائدہ: شبہ فعل سے یہاں دو چیزیں مراد ہیں[۲]:

۱۔ جاری مجری فعل، جیسے: ''مصدر''۔

۲۔ تین حرفوں سے زائد ہر وہ اسم جو من وجہ فعل کے موافق اور من وجہ مخالف ہو۔ یعنی وزن صوری (حرکات وسکنات) میں فعل مضارع کے موافق ہو اور اپنی بناوٹ یا مخصوص زیادتی کی وجہ سے فعل کے مخالف ہو، جیسے: ''مَقَالٌ'' جو اصل میں ''مَقْوَلٌ'' تھا، میم کی زیادتی اور ''تَبِيعٌ'' جو اصل میں ''تِبْيِعٌ'' تھا، اپنی بناوٹ یعنی تاء کے کسرہ کی وجہ سے فعل کے مخالف ہے اگر وزن وزیادت، یا بناوٹ دونوں میں موافقت ہو تو بھی تعلیل نہیں ہو گی، جیسے: ''أَبْيَضُ'' اور دونوں میں مخالفت ہو تو بھی تعلیل نہیں ہو گی، جیسے: ''مِقْوَلٌ''[۳].

= اور علامت حذف نہیں ہوتا۔ اکثر علمائے صرف نے حذف دوم کو ترجیح دی ہے۔ (جاربردی: ۲/ ۳۱۱، نقرہ کار: ۲/ ۳۱۱، المناہج الکافیۃ: ۲/ ۳۱۱، ایجاز التعریف: ۱۵۲، نغزک: ۶۷، ارشاد الصرف: ۵۹)

لیکن صاحب علم الصیغہ فرماتے ہیں کہ حذف اول راجح ہے کیونکہ عموماً دستور یہی ہے کہ ایسے ساکنین میں پہلا حذف ہوا کرتا ہے خواہ وہ زائد ہو یا اصلی ہو جیسے: فِي الْأَرْضِ میں پہلا ساکن یاء اصلی ہے اور دوسرا ساکن لام زائد ہے لیکن حالت وصل میں پہلا ساکن یاء (اصلی) گر جاتی ہے، اور لام زائد قائم رہتا ہے اور اسی طرح "أَقِيْمُوا الصَّلاة" میں "أَقِيْمُوا" کی واؤ کا "الصَّلاة" سے وصل کیا تو واؤ گر گئی، حالانکہ یہ جمع مذکر کی علامت ہے، پس معلوم ہوا کہ یہاں علامت ہونے یا نہ ہونے کا کوئی فرق نہیں بر حال اول ہی حذف ہوتا ہے۔ (ملخص علم الصیغہ ۷۲)۔

مولانا عصمت اللہ سہارنپوریؒ نے شرح خلاصۃ الحساب میں لفظ "رحمٰن" کے منصرف یا غیر منصرف ہونے میں بڑی اچھی بات لکھی ہے کہ ایسے اختلافات کا نتیجہ مسائل فقہیہ میں نکل آتا ہے، مثلاً کسی شخص نے قسم کھائی کہ آج واوِ زائد کا تکلم نہیں کروں گا اور "مَقُوْلٌ" کا تکلم کر لیا، تو جو حذف اول (اصلی) کا قائل ہے تو اس کے مذہب پر یہ حانث ہو جائے گا اور جو حذف دوم (زائد) کا قائل ہے اس کے مذہب پر حانث نہیں ہو گا، یا مثلاً کسی نے بیوی سے کہا کہ آج اگر تو نے واوِ زائدہ کا تکلم کیا تو تجھے طلاق ہے، بیوی نے لفظ "مَقُوْلٌ" منہ نکال دیا تو حذف اول (اصلی) کے مذہب پر طلاق واقع ہو جائے گی اور مذہب دوم پر طلاق نہ ہو گی۔ (جاربردی: ۲/ ۳۱۵، نقرہ کار: ۲/ ۳۱۵، المناہج الکافیۃ: ۲/ ۳۱۵، شرح الشافیۃ لابن جماعۃ: ۲/ ۳۱۵، علم الصیغہ ۷۲)۔

[۱] المصنف لابن جنی: ۱/ ۲۵۹، الکتاب: ۲/ ۳۰۵، شرح الملوکی لابن یعیش: ۲۲۰، شرح الملوکی للثمانینی: ۲۹۷، حاشیۃ العزی علی الجاربردی: ۲۸۲۔

[۲] المصنف لابن جنی: ۱/ ۳۲۳، الممتع الکبیر: ۲/ ۳۸۷، شرح المفصل لابن یعیش: ۱۰/ ۸۶، شرح الکافیۃ للرضی: ۴/ ۲۱۴۰، الایجاز لابن مالک: ۱۵۸، فیوض عثمانی: ۱۳۳۔

[۳] مطلب یہ ہے کہ ہر وہ اسم جو من وجہ فعل کے موافق اور من وجہ مخالف ہو تو تب یہ قانون جاری ہو گا، اگر اگر من کل الوجوہ فعل کے مخالف ہے تب بھی قانون نہیں لگے گا اور اگر من کل الوجود موافق ہو تو تب بھی قانون قاری نہیں ہو گا، جیسے: ''مَقَالٌ'' اسم ظرف من وجہ موافق اور من مخالف ہے اس لیے قانون لگا ہے، ''مِقْوَلٌ'' اسم آلہ من کل الوجود مخالف ہے اس لیے قانون نہیں لگا اور ''أَقْوَلُ'' اسم تفضیل من کل الوجوہ موافق ہے اس لیے قانون نہیں لگا۔ یہ شرط سب سے جامع ہے، صرف یہ ایک شرط کئی شرائط عدمیہ کو شامل ہے۔

تعلیل: ''قَائِلٌ، بَائِعٌ'' کہ دراصل ''قَاوِلَ، بَایِعَ'' بودند، پس واؤ و یاء واقع شدند بعد الف فاعل و دراصل سلامت نہ ماندہ بود، آں واؤ و یاء را بہ ہمزہ بدل کردہ ''قَائِلٌ، بَائِعٌ'' شدند۔

قانون نمبرے [1]۔

﴿''قَائِلٌ، بَائِعٌ'' والا قانون﴾ [2]

حکم: یہ قانون وجوبی ہے [3]۔

ہر واؤ اور یاء جو الف فاعل [4] کے بعد واقع ہوں یا یاء تصغیر کے بعد واقع ہوں اور اس فاعل کی اصل (فعل ماضی کے پہلے صیغے) میں یہ واؤ، یاء سلامت نہ رہی ہوں، یا اس فاعل کی اصل ہی نہ ہو تو اس واؤ، یاء کو ہمزہ سے بدلنا واجب ہے، پہلے صورت کی مثال ''قَائِلٌ، بِائِعٌ، قُوَیْئِلٌ، بُوَیْئِعٌ'' جو اصل میں ''قَاوِلَ، بَایِعَ، قُوَیْوِلٌ، بُوَیْیِعٌ'' تھے ان کی اصل ''قَالَ، بَاعَ'' ہے۔ دوسری صورت کی مثال: ''سَائِفٌ، غَائِطٌ، سُوَیْئِفٌ، غُوَیْئِطٌ'' جو اصل میں ''سَایِفٌ، غَاوِطٌ، سُوَیْفٌ، غُوَیْوِطٌ'' تھے۔ (ان کی اصل مستعمل نہیں)، لیکن ''شَاكٍ، شَاكٌ'' شاذ ہیں، کیونکہ یہ اصل میں ''شَاوِكٌ'' تھا، اس میں مذکورہ قانون سے واؤ کو ہمزہ سے بدلنے کی بجائے بعض نے قلب مکانی [5]

---

[1] قانون کا فارسی متن: ہر واؤ و یاء کہ واقع شد بعد اسم فاعل یا یائے تصغیر اسم فاعل در اصل سلامت نماندہ باشد یا اصل او نباشد آں واؤ و یاء را بہ ہمزہ بدل کنند وجوباً۔

[2] تخریج: الکتاب: ۴/ ۳۷۷، سر الصناعۃ: ۱/ ۱۹، ۱۰، المصنف: ۲/ ۵۲، الممتع الکبیر: ۲/ ۴۶۴، التصریف للجرجانی: ۸۶، الشافیہ: ۳۴۴، جاربردی: ۲/ ۲۸۳، نقرہ کار: ۲/ ۲۸۳، المناہج الکافیۃ: ۲/ ۲۸۳، ایجاز التعریف: ۱۰۱، مراح الارواح: ۱۵۶، الحنفیہ: ۱۸۹، فصول اکبری: ۶۷، نوادر الاصول: ۱۵۷، دستور المبتدی: ۲۹، قوانین زرادی: ۳۲-۳۳، علم الصیغہ: ۵۹، ارشاد الصرف: ۵۸، کتاب الصرف: ۱۷۲، ۱۸۱، قانونچہ کھیوالی: ۴۸-۴۹، صرف گھوٹوی: ۹۸، صرف بھترال: ۹۶، الصرف العزیز: ۱۹۷۔

[3] مواضعِ اجراء: یہ قانون ثلاثی مجرد اجوف واوی یائی کے اسم فاعل کے تمام صیغوں میں جاری ہوتا ہے، خواہ مکبر ہوں یا مصغر، بشرطیکہ جمع مکسر نہ ہوں۔

[4] فاعل کی چار قسمیں ہیں: ۱۔ فاعل صفتی، جیسے: ''ضَارِبٌ'' اس کو اسم فاعل کہتے ہیں۔ ۲۔ فاعل مصدری (وہ مصدر جو فاعل کے وزن پر ہو)، جیسے: ''كَاذِبَةٌ''۔ ۳۔ فاعل اسمی (فاعل جامد)، جیسے: ''كَابِلٌ''۔ ۴۔ فاعل نسبتی (جو فاعل کے وزن پر ہو اور ذو کذا کے معنی میں ہو اور ذو کذا سے مراد مشتق منہ ہے) جیسے: ''تَأَمِّرٌ'' بمعنی ''ذُوْتَمَرٍ''، ''لَابِنٌ'' بمعنی ''ذُوْلَبَنٍ''۔ (نغزک: ۵۵)

[5] قلب مکانی حروف کی ترتیب میں تقدیم و تاخیر کرنے کو کہتے ہیں، صرفی اسے قلب بھی کہتے ہیں، قلب مکانی کی درج ذیل صورتیں ہیں:
پہلی صورت: فاء کلمہ کو عین کلمہ کی جگہ اور عین کلمہ کو فاء کلمہ کی جگہ رکھ دیا جائے جیسے: ''اٰدُرٌ'' جو ''دَارٌ'' کی جمع ہے یہ اصل میں ''اَدْوُرٌ'' تھا ''اَفْعُلُ'' کے وزن پر واو عین کلمہ میں مضموم ہو کر واقع ہوا تو ''وُجُوهٌ، اِشَاح'' والے قاعدہ کے مطابق اس کو ہمزہ سے بدل دیا تو ''اَدْءُرٌ'' بن گیا اس میں دال فاء کلمہ ہے اور ہمزہ عین کلمہ تو دال کو ہمزہ کی جگہ اور ہمزہ کو دال کی جگہ رکھ دیا تو ''اَءْدُرٌ'' بن گیا پھر ''اٰمَنَ'' والے قاعدہ کے مطابق دوسرا ہمزہ الف سے بدل گیا تو ''اٰدُرٌ'' بن گیا، اب اس کا وزن ''اَعْفُلٌ'' ہے کیونکہ عین کلمہ (یعنی ہمزہ) فاء کلمہ پر مقدم کیا گیا ہے تو وزن میں بھی عین کلمہ پہلے ہے اور فاء کلمہ بعد میں۔
دوسری صورت: عین کلمہ لام کلمہ کی جگہ اور لام کلمہ عین کلمہ کی جگہ چلا جائے جیسے: ''قِسِيٌّ'' جو ''قَوْسٌ'' کی جمع ہے۔ یہ اصل =

کی تو ''شَاکِوٌ'' پھر ''شَاكٍ'' ہو گیا اور بعض نے واؤ کو حذف کر کے ''شَاكٌ'' پڑھ دیا[1]۔

= میں ''قُوُوْسٌ'' بروزن ''فُعُوْلٌ'' تھا اس میں واو اول عین کلمہ ہے اور سین لام کلمہ ہے تو واو کو سین کی جگہ اور سین کو واو کی جگہ رکھ دیا تو ''قُسُوْوٌ'' بن گیا بروزن ''فُلُوْعٌ'' پھر ''دَعِيٌّ'' والے قاعدہ کے مطابق دونوں واو یاء سے بدل گئے اور ایک یاء دوسرے میں مدغم ہو گئی اور ماقبل کا ضمہ کسرہ سے تبدیل ہو گیا تو ''قِسِيٌّ'' بن گیا۔

تیسری صورت: کبھی قلب مکانی اس طرح ہوتا ہے کہ لام کلمہ کو فاء کلمہ کی جگہ اور فاء کلمہ کو عین کلمہ کی جگہ اور عین کلمہ کو لام کلمہ کی جگہ رکھ دیا جاتا ہے جیسے: ''اَشْيَاءُ'' یہ ''شَيْئٌ'' کی اسم جمع ہے جس طرح ''نَعْمَاءُ، نِعْمَةٌ'' کی اسم جمع ہے یہ اصل میں ''شَيْئَاءُ'' بروزن ''فَعْلَاءُ'' تھا شین فاء کلمہ یاء عین کلمہ اور پہلا ہمزہ لام کلمہ ہے اور دوسرا ہمزہ الف ممدودہ والا ہے اور برائے تانیث ہے تو اس میں ہمزہ اول کو شین کی جگہ اور شین کو یا کی جگہ اور یاء کو ہمزہ کی جگہ رکھ دیا گیا تو اشیاء بن گیا قلب مکانی کے بعد اس کا وزن ''لَفْعَاءُ'' ہے کہ شروع کا ہمزہ لام ہے اس لیے وزن میں لام شروع میں ہے۔

کلام میں قلب واقع ہو تو اس کو معلوم کرنے کے لیے صرفیوں نے متعدد طریقے بتلائے ہیں: لیکن سب سے مشہور طریقہ اشتقاق کا ہے، یعنی لفظ کے اصل مادہ کو دیکھا جائے جس سے وہ مشتق ہے، اگر اصل میں حروف کی ترتیب سے اس کے لفظ کی ترتیب مختلف ہو تو ماننا پڑے گا کہ اس میں قلب مکانی واقع ہوا ہے، جیسے: ''نَاءَ'' کی اصل ''نَأَيَ'' ہے جس میں ہمزہ عین کلمہ میں اور ''ی'' لام کلمہ میں ہے اور ''نَاءَ'' کے اندر ''یاء'' جو ''الف'' سے بدلی ہوئی ہے عین کلمہ میں اور ہمزہ جو عین کلمہ ہے لام کلمہ میں ہے، اس بات کی دلیل یے کہ ''نَاءَ'' مقلوب ہے ''نَأَيَ'' کا، لہذا ''نَاءَ'' کا وزن ''فَلَعَ'' اور ''نَأَيَ'' کا وزن ''فَعَلَ'' ہو گا۔ اسی طرح ''أَيِسَ'' میں جس کی اصل ''يَأِسَ'' ہے، یہ ماننا پڑے گا کہ اس میں قلب واقع ہوا ہے، یعنی ہمزہ کو جو عین کلمہ میں ہے فا کلمہ اور یاء کو جو فاء کلمہ ہے عین کلمہ بنا یا دیا گیا ہے، اس لیے ''أَيِسَ'' کا وزن ''عَفِلَ'' اور ''يَئِسَ'' کا وزن ''فَعِلَ'' ہو گا۔

قلب معلوم کرنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کسی لفظ میں اعلال کا قاعدہ پائے جانے کے باوجود اس میں اعلال نہ کیا جائے، جیسے: ''أَيِسَ'' کہ اس میں یاء متحرک ماقبل اس کا مفتوح، اس یاء کو الف سے بدلنے کا قاعدہ پایا جاتا ہے، اس کے باوجود اس میں قاعدہ کا جاری نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ لفظ اپنی اصلی ہیئت پر نہیں ہے، بلکہ اس میں قلب واقع ہوا ہے، یعنی فاء کلمہ کو عین اور عین کلمہ کو فاء کلمہ بنایا گیا ہے۔

قلب معلوم کرنے کا تیسرا طریقہ یہ ہے کہ اگر قلب کا اعتبار نہ کریں تو شذوذ لازم آئے، جیسے: ''كُلْ، خُذْ، مُرْ'' ہیں۔ (ہامش علم الصیغہ: ۱۰۹، التصریف للاعظمی: ۱۵-۱۷)

[1] ''شَاكٍ'' اصل میں ''شَاوِكَ'' تھا، اب یہ واؤ الف فاعل کے بعد واقع ہے اور اصل میں سلامت بھی نہیں تو قیاس کا تقاضایہ تھا کہ اس واؤ کو ہمزہ کیساتھ تبدیل کرنا واجب ہوتا، لیکن اس مقام میں واجب نہیں، بلکہ صرف جائز ہے اور اس میں چار صورتیں ہیں:

۱۔ عین کلمہ (واؤ، یاء) کو الف سے بدلنا اور پھر الف کو ہمزہ سے بدلنا، یہ دونوں قول صرفیوں سے منقول ہیں، تاہم اکثر صرفیین کا مذہب یہ ہے کہ واؤ اور یاء کو ابتداءً ہمزہ سے بدلا دیا جائے، جیسے: ''شَائِكٌ، لَائِثٌ''۔

۲۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس میں قلب مکانی کر کے عین کلمہ کو لام کی جگہ رکھ دیں گے اور پھر اس میں ''قاضٍ'' والا قانون جاری کر کے ''شَاكٍ، لَاثٍ'' بروزن ''فَالٍ'' پڑھیں گے۔

۳۔ بعض صرفی کہتے ہیں کہ اس میں عین کلمہ کو تخفیفاً بلاعوض حذف کر دیں گے اور ''شَاكٍ، لَاثٍ'' بروزن ''فَالٍ'' پڑھیں گے۔

۴۔ یہ ایک قول یہ ہے کہ واؤ اور یاء کو الف سے بدلا کر ''شَاكٌ، لَاثٌ'' پڑھیں گے۔ (الکتاب: ۴/۳۷۷، سر الصناعۃ: ۱/۹۱، المصنف لابن جنی: ۲/۵۲، الممتع الکبیر: ۲/۴۶۴، شرح المفصل لابن یعیش: ۵/۴۴۸، جاربردی: ۲/۲۸۵، نقرہ: ۲/۲۸۵، ایجاز التعریف: ۱۵۷، ۱۰۱)

احترازی مثالیں: ا۔ واؤ، یاء بعد میں نہ ہوں پہلے ہوں، جیسے: ''وَاعِدٌ، یَاسِرٌ''. ۲۔ الف فاعل کی بجائے الف مفاعل کے بعد ہوں، جیسے: ''مَقَاوِلُ، مَبَایِعُ''. ۳۔ یاء تصغیر کے بعد نہ ہو، جیسے: ''الْیَوْمُ''. ۴۔ یاء تصغیر فاعل کے بعد نہ ہوں، جیسے: ''أُقَیوِلٌ، أُبَیِّعٌ'' جو ''أَقْوَلُ، أَبیَعُ'' کی تصغیر ہیں۔ ۵۔ اس فاعل کی اصل سلامت ہو، جیسے: ''عَاوِرٌ، عَایِنٌ'' جن کی اصل ''عَوِرَ، عَیِنَ'' ہیں۔

تعلیل: ''قِیَالٌ'' کہ دراصل ''قِوَالٌ'' بود، پس واؤ واقع شد بجائش عین کلمہ در جمع و در واحد سلامت نہ ماندہ بود ما قبلش مکسور آں واؤ را بیاء بدل کردہ ''قِیَالٌ'' شد۔

قانون نمبر ۸ [۱]۔

﴿''قِیَالٌ'' والا قانون﴾ [۲]

حکم: یہ قانون وجوبی ہے [۳]۔

یہ قانون تین صورتوں پر مشتمل ہے [۴]:

ا۔ ہر واؤ مصدر کے عین کلمہ میں واقع ہو اور اس کا ما قبل مکسور ہو تو اس کو یاء کیساتھ بدلنا واجب ہے، بشرطیکہ اس مصدر کی فعل ماضی میں بھی اس واؤ کی تعلیل ہوئی ہو، جیسے: ''قِیَامٌ'' جو مصدر ہے ''قَامَ'' کا ''قَامَ'' اصل میں ''قَوَمَ'' تھا [۵]۔

۲۔ واؤ جمع کے عین کلمہ میں واقع ہو، ما قبل اس کا مکسور ہو اور مفرد میں واؤ کی تعلیل ہوئی ہو تو اسے یاء سے بدلنا واجب ہے، خواہ واؤ کے بعد الف ہو یا نہ ہو، جیسے: ''دَارٌ'' سے ''دِیَارٌ، دِیْمَةٌ'' سے ''دِیَمٌ''. [۶]

---

[۱] قانون کا فارسی متن: ہر واؤ کہ واقع شس در مقابلہ عین کلمہ مظہر و در فعل و واحد سلامت نماندہ باشد یا در واحد ساکن و در جمع قبل الف باشد ما قبلش مکسور آں واؤ را بہ یاء بدل کردند وجوباً، بشرطیکہ لام کلمہ معلل نباشد۔

[۲] تخریج: المصنف لابن جنی: ۱/ ۱۹۴، شرح المفصل لابن یعیش: ۱۰/ ۲۳، الشافیہ: ۳۵۰، الکتاب: ۲/ ۳۱۸، جاربردی: ۲/ ۳۰۰، نقرہ کار: ۲/ ۳۰۰، المناہج الکافیۃ: ۲/ ۳۰۰، ایجاز التعریف: ۱۱۴، ۱۱۲، فصول اکبری: ۶۷، نوادر الاصول: ۱۵۶، دستور المبتدی: ۳۹-۴۱، قوانین زرادی: ۴۳، علم الصیغہ: ۵۸، ارشاد الصرف: ۵۸، قانونچہ کھیوالی: ۴۹، صرف گھوٹوی: ۹۱، صرف بھتر ال: ۱۰۰، الصرف العزیز: ۱۹۸۔

[۳] مواضعِ اجراء: اس قانون کی پہلی شق ثلاثی مجرد اجوف واوی کے بعض مصادر اور ثلاثی مزید فیہ اجوف واوی باب انفعال اور باب افتعال کے مصادر میں جاری ہوتی ہے، دوسری اور تیسری شق اسمائے مشتقات اور اسمائے جامدہ میں جاری ہوتی ہے، بشرطیکہ کے اجوف ہوں۔

[۴] شرائط قانون مذکورہ دیکھئے: الکتاب: ۲/ ۳۱۸، المصنف: ۱/ ۳۴۲۔

[۵] اس قانون کا تعلق مصدر اور جمع کے صیغوں سے ہے، اگر واؤ عین کلمہ میں کسرہ کے بعد اور الف سے پہلے کسی ایسے کلمہ میں واقع ہو جو نہ تو مصدر ہو اور نہ جمع کا صیغہ تو اس میں بھی یہ قانون جاری نہیں ہو گا، جیسے: ''سِوَارٌ، قِوَامٌ، سِوَاكٌ'' وغیرہ۔

[۶] جمع میں واؤ کو یاء سے بدلنے کی دو صورتیں ہیں: ا۔ مفرد میں واؤ سلامت نہ ہو۔ ۲۔ یا اگر سلامت ہو تو ساکن ہو۔ اب اگر ان دو صورتوں کے بر عکس کسی مفرد کلمہ میں واؤ سلامت بھی ہو اور متحرک بھی ہو تو جمع بناتے وقت اگر وہ واؤ کسرہ کے بعد اور الف سے پہلے عین کلمہ میں واقع ہو رہا ہو تب بھی اسے یاء سے تبدیل نہیں کیا جائے گا، جیسے: ''طِوَالٌ'' جو ''طَوِیْلٌ'' کی جمع ہے، البتہ ''جِیَادٌ'' جو جمع ہے ''جِوَادٌ'' کی، یہ شاذ ہے۔

۳۔ واؤجمع کے عین کلمہ میں واقع ہو،ما قبل اس کا مکسور ہو اور مفرد میں واؤ ساکن غیر معلل ہو تو واؤ کو یاء سے بدلنے کی شرط یہ ہے اس کے بعد الف ہو، جیسے:''رَوْضَۃٌ'' سے ''رِیَاضٌ''۔بشر طیکہ لام کلمہ معلل نہ ہو [۱]۔

احترازی مثالیں: ۱۔ واؤنہ مصدر کے عین کلمہ میں ہو،نہ جمع کے، جیسے:''عِوَضٌ، حِوَنٌ''. ۲۔ ما قبل مکسور نہ ہو، جیسے:''طَوَالَۃٌ، قُوْوْلٌ''. ۳۔ فعل میں واؤ کی تعلیل نہ ہوئی ہو، جیسے:''جِوَازٌ''جو مصدر ہے''جَاوَزَ''کا۔ ۴۔ جمع کے مفرد میں واؤ کی تعلیل نہ ہوئی ہو، جیسے:''عِوَارٌ''جو''عَاوِرٌ''کی۔ ۵۔ مفرد میں واؤ ساکن نہ ہو، جیسے: ''طَوِیْلٌ'' . ۶۔ جمع میں واؤ کے بعد الف نہ ہو، جیسے:''کِوَزٌ''جو جمع ہے''کُوْزٌ''کی۔ ۷۔ لام کلمہ میں تعلیل ہوئی ہو، جیسے: ''رِوَاءٌ''جو''رَیَّانٌ''کی جمع ہے،اصل میں''رِوَایٌ''تھا۔

تعلیل:''قُوَیِّلٌ وَّقُوَیِّلَۃٌ''کہ دراصل''قُوَیْوِلٌ وَّقُوَیْوِلَۃٌ [۲]''بودند، پس واؤ ویاء دریک کلمہ بہم آمدند نحستین [۳] ازایشان ساکن لازم ازچیزےئے نہ بود آں وؤرابیاءبدل کردہ ویاءرادریاءادغام کردہ''قُوَیِّلٌ وَّقُوَیِّلَۃٌ''شدند۔

قانون نمبر ۹ [۴]:

﴿''قُوَیِّلٌ وَّقُوَیِّلَۃٌ''والا قانون [۵]﴾ [۶]

---

[۱] قانون کا خلاصہ یہ ہے کہ جو واؤ عین کلمہ کے مقابلے میں واقع ہو،اور ما قبل اس کا مکسور ہو تو وہ دو حال سے خالی نہیں ہو گا مصدر کے عین عین کلمہ میں ہو گی یا جمع کے عین کلمہ میں اگر مصدر کے عین کلمہ میں ہو تو اس واؤ کو یاء سے بدلنا واجب ہے بشر طیکہ واحد میں سلامت نہ رہی ہو جیسے: قِوَامٌ میں قِیَامٌ پڑھنا واجب ہے،اور اگر واؤ جمع کے عین کلمہ میں واقع ہو تو بھی واؤ کو یاء کے ساتھ بدلنا واجب ہے، بشر طیکہ جمع کے واحد میں وہ واؤ سلامت نہ رہی ہو جیسے: قِوَالٌ میں قِیَالٌ پڑھنا واجب ہے، بشر طیکہ اس کا لام کلمہ معلل نہ ہو، اور اگر واؤ واحد میں ساکن اور جمع میں الف سے پہلے ہو تو تب بھی اس کو یاء سے بدلنا واجب ہے، جیسے:حِوَاضٌ، رِوَاضٌ میں حِیَاضٌ، رِیَاضٌ پڑھنا واجب ہے۔

[۲] ''قُوَیْوِلٌ وَّقُوَیْوِلَۃٌ''اس کی طرف دو قانون متوجہ ہوتے ہیں:ایک ''قُوَیِّلٌ وَّقُوَیِّلَۃٌ''والا اور دوسرا''قَائِلٌ ،بَائِعٌ''والا اور یہ دونوں قوانین وجوبی ہیں اور قاعدہ یہ ہے کہ جب ایک صیغہ کی طرف دو وجوبی قانون متوجہ ہوں اور کوئی مرجح نہ ہو تو وہاں جواز الامرین ہو گا،اس لیے ''قُوَیِّلٌ وَّقُوَیِّلَۃٌ''ویا کہ ''قُوَیْئِلٌ وَّقُوَیْئِلَۃٌ'' پڑھا جائے گا۔

[۳] نخستین کا معنی ہے:''پہلا''۔

[۴] قانون کا فارسی متن: ہر واؤ کہ جمع شد دریک کلمہ یا حکم وے سوائے کلمہ اسم بروزن افعل اول ایشان ساکن لازم غیر بدل باشد آں واؤ را یاء کردند و یاء را در یاء ادغام می کنند وجوباً سوائے واؤ عین کلمہ بعد از یائے تصغیر کہ در مکبر متحرک باشد چرا کہ آں واؤ را بہ یاء بدل کردہ شود جوازاً۔

[۵] اس قانون کو''سید،جید''والا قانون بھی کہتے ہیں۔

[۶] تخریج: الکتاب:۴/ ۳۶۵، المصنف لابن جنی:۲/ ۱۸،۱۵، الانصاف:۲/ ۷۹۵، الممتع الکبیر:۲/ ۴۹۸، شرح الملوکی للثمانینی:۴۷۷، الشافیہ:۳۵۲، جاربردی:۲/ ۳۰۵، نقرہ کار:۲/ ۳۰۵، شرح الشافیۃ لابن جماعۃ:۲/ ۳۰۵، المناہج الکافیۃ:۲/ ۳۰۵، فصول اکبری:۶۸، نوادر الاصول:۱۵۹، قوانین زرادی:۴۹، ارشاد الصرف:۵۸، قانونچہ کھیوالی:۵۰، صرف بھترال:۱۰۲، الصرف العزیز:۱۹۹۔

حکم: یہ ایک شق جوازی ہے، باقی قانون[۱] وجوبی ہے[۲]۔

اس قانون کی چار صورتیں ہیں:

(الف)۔ واؤ اور یاء ایک کلمہ میں جمع ہوں یا حکم ایک کلمہ میں جمع ہوں (حکم ایک کلمہ سے مراد سے یہ ہے کہ صیغہ جمع مذکر سالم مضاف ہو، یا ضمیر متکلم کی طرف[۳]) اور پہلا ساکن ہو تو واؤ کو یاء کرکے یاء کا یاء میں ادغام کرنا واجب ہے، جیسے: ''قُوَيِّلٌ، ضَارِبِيَّ'' جو اصل میں ''قُوَيْوِلٌ، ضَارِبُوْيَ'' تھے، لیکن تین شرطوں کیساتھ:

۱۔ وہ کلمہ ملحق نہ ہو، جیسے: ''ضَيْوَنٌ'' جو ''جَعْفَرٌ'' کیساتھ ملحق ہے[۴]۔

۲۔ اسم ''أَفْعَلُ'' کے وزن پر نہ ہو، جیسے: ''أَيْوَمُ''.

۳۔ ان میں سے پہلا ساکن ہو، سکون لازمی کیساتھ اور بدل نہ ہو، سکون عارضی کی مثال، جیسے: ''قَوْيَ'' جو اصل میں ''قَوِيَ'' تھا اور بدل کی مثال، جیسے: ''بُوْيِعَ'' جو ''بَايَعَ'' سے بنایا گیا ہے[۵]۔

---

[۱] امام فراءؒ اپنی شہرِ آفاق کتاب "الأيام و الليالي" میں فرماتے ہیں کہ قُوَيِّلٌ والا قانون کلی ہے لیکن اس سے تین الفاظ مستثنیٰ ہیں: ۱۔ ضَيْوَنٌ (گربہ نر)، ۲۔ حَيْوَةٌ (نامِ شخص)، ۳۔ حَيْوَانٌ (نامِ یک قبیلہ)۔ (جاربردی: ۲/۳۰۹، نقرہ کار: ۲/۳۰۹، شرح الشافیۃ لابن جماعۃ: ۲/۳۰۹، فیوض عثمانی: ۱۳۷)

[۲] مواضعِ اجراء: اس قانون کی پہلی شق ثلاثی مجرد اجوف واوی کے اسم فاعل کے تصغیر کے صیغوں میں جاری ہوتی ہے، خواہ مفرد مصغر ہو، یا تثنیہ مصغر ہوں، یا جمع مصغر ہوں اور جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم میں بھی جاری ہوتی ہے، دوسری شق ثلاثی مجرد ناقص واوی کے اسم آلہ صغریٰ، وسطیٰ، کبریٰ کے جمع اقصی اور اسم مفعول کے جمع اقصیٰ اور ناقص یائی کے اسم مفعول کے صیغوں میں جاری ہوتی ہے۔ تیسری شق اسم جامد، ثلاثی مجرد اجوف واوی اسم ظرف اور اسم مفعول کے پہلی دو صورتوں کے تصغیر کے صیغوں میں وجوباً جاری ہوتی ہے اور چوتھی شق ثلاثی مجرد اجوف واوی کے اسم آلہ صغری، وسطیٰ، کبریٰ اور اسم تفضیل مذکر کے مصغر صیغوں میں جاری ہوتی ہے اور جب کہ ثلاثی مجرد اجوف واوی کے اسم مفعول کی تیسری صورت (تصحیح) کے تصغیر کے صیغوں میں جوازاً جاری ہوتی ہے۔

[۳] بعض حضرات کہتے ہیں کہ حکم ایک کلمے سے مراد وہ کلمہ ہے جو حقیقۃً دو کلمے ہوں، پہلا مضاف ہو اور دوسرا مضاف الیہ ہو تو ان دونوں کو شدتِ اتصال کی وجہ سے ایک کلمہ شمار کیا جائے گا۔

[۴] اس لیے کہ مُلحِق کی صورت ملحق سے متغیر نہیں ہو سکتی۔

[۵] اس لیے باب مفاعلہ کے مصدر ''الْقِيْوَالُ'' میں یہ قانون نہیں لگتا، کیونکہ اس میں ''ی'' عندالکوفیین بقانون ''ضُوْرِبَ''، ''الف'' سے بدل ہے اور اسی طرح یہ قانون باب تفعیل کے مصدر ''الْقِيْوَالُ'' میں بھی جاری نہیں ہوا، کیونکہ اس میں ''یاء'' بدل ''واؤ'' ہے، باب تفعیل میں ''یاء'' کی اصل وہی حرف مکرر ہے، اس کی وضاحت ماقبل گذر چکی ہے کہ ''تَكْرِيْمٌ'' اصل میں ''تَكْرِرْمٌ'' تھا، دوسری ''راء'' کو ''یاء'' سے بدلا، ان دو ''راء'' میں سے ایک بالاتفاق زائد ہے۔

ابن مالک اور ابن عصفورؒ کہتے ہیں کہ پہلی زائد ہے، کیونکہ ماضی میں ساکن ہے اور ساکن حرف پر زیادتی کا حکم بہتر ہے متحرک حرف سے اور علامہ ابن حاجب اور یونس نحویؒ کہتے ہیں کہ دوسری راء زائدہ ہے، کیونکہ زیادتی کی احتیاج دوسری راء کے تلفظ کے وقت پڑی۔ امام سیبویہؒ فرماتے ہیں کہ دونوں میں سے ہر ایک میں زیادتی کا احتمال ہے۔

(ب)۔ ان میں سے دوسرا اگر لام کلمہ میں ہو تو پھر مطلقاً واؤ کو یاء کرنا اور یاء کا یاء میں ادغام کرنا واجب ہے، خواہ پہلا بدل ہو، یا غیر بدل۔ بدل کی مثال، جیسے: ''مَدَاعِيٌّ'' جو کہ اصل میں ''مَدَاعِيْوٌ'' تھا اور یہ اصل میں ''مَدَاعِوْوٌ'' تھا۔ غیر بدل کی مثال ''مَرْمِيٌّ'' جو ''مَرْمُوْيٌ'' تھا[1]۔

(ج)۔ واؤ یاء تصغیر کے بعد واقع ہو اور زائد ہو، جیسے: ''عُجَيْوِزٌ'' جو تصغیر ہے ''عَجُوْزَةٌ'' کی۔ یا لام کلمہ کے مقابلے میں ہو، جیسے: ''دُلَيْوٌ'' جو تصغیر ہے ''دَلْوٌ'' کی۔ یاء مقابلے عین کلمہ حقیقی یا حکمی کے ہو اور مفرد مکبر میں وہ واؤ متحرک نہ ہو (یعنی اس کی تعلیل ہوئی ہو[2])، جیسے: ''مُقَيْوِلٌ'' جو تصغیر ہے ''مَقَالٌ'' کی۔ تو ان تینوں صورتوں میں واؤ کو یاء سے بدلنا اور یاء کو یاء میں ادغام کرنا واجب ہے، چنانچہ مذکورہ مثالوں میں ''عُجَيِّزٌ، دُلَيٌّ، مُقَيِّلٌ'' پڑھنا واجب ہے۔

۴۔ واؤ عین کلمہ حقیقی یا حکمی میں ہو اور یاء تصغیر کے بعد واقع ہو اور مفرد مکبر میں واؤ متحرک ہو (یعنی اس کی تعلیل نہ ہوئی) اس واؤ کو یاء سے بدلنا اور برحال رکھنا دونوں جائز ہے، عین کلمہ حقیقی کی مثال ''مُقَيْوِلٌ'' جو تصغیر ہے ''مِقْوَلٌ'' کی۔ اس میں ''مُقَيْوِلٌ'' ویا کہ ''مُقَيِّلٌ'' دونوں پڑھنا جائز ہیں۔ عین کلمہ حکمی کی مثال ''جُدَيْوِلٌ'' جو تصغیر ہے ''جَدْوَلٌ'' کی اسے ''جُدَيْوِلٌ'' ویا کہ ''جُدَيِّلٌ'' دونوں پڑھنا جائز ہیں[3]۔

---

(۱) اجوف کے ''فَعَلَ'' سے آنے والی صفتِ مشبہ عام ابواب کی طرح ''فَعِيْلٌ'' کے وزن پر آتی ہے، جیسے: ''طَالَ'' (جو اصل میں ''طَوُلَ'' بروزن ''فَعُلَ'' ہے) کی صفت مشبہ ''طَوِيْلٌ'' آتی ہے، لیکن اجوفِ واوی اور یائی میں ''فَعَلَ'' کے باب سے اگر صفتِ مشبہ آئے تو اس میں قلب کا قاعدہ جاری کرتے ہوئے ''فَعِيْلٌ'' کی عین کو کسرہ سمیت یاء کی جگہ اور یاء کو سکون سمیت عین کی جگہ منتقل کر دیتے ہیں، جس سے ''فَعِيْلٌ'' کا صیغہ ''فَيْعِلٌ'' بن جاتا ہے، چنانچہ ''سَادَيَسُوْدُ'' سے ''سَيِّدٌ''، ''مَاتَ يَمُوْتُ'' سے ''مَيِّتٌ''، ''طَابَ يَطِيْبُ'' سے ''طَيِّبٌ''، ''هَانَ يَهُوْنُ'' سے ''هَيِّنٌ'' اور ''لَانَ يَلِيْنُ'' سے ''لَيِّنٌ''۔ اسی قاعدہ کے تحت صفتِ مشبہ آرہی ہیں۔ (ہامش بدایۃ الصرف:۱۴۵)

(۲) مفرد مکبر میں واؤ غیر معلل ہو تو تصغیر میں یہ قانون وجوبی لگے گا اور مفرد مکبر میں واؤ معلل ہو تو یہ تصغیر میں قانون وجوباً لگے گا، تعلیل عام ہے، خواہ حرکتی ہو یا حرفی، اب جو حضرات تعلیل سے صرف تعلیل حرفی مراد لیتے ہیں تو وہ اسم مفعول ''مَقُوْلٌ'' بروزن ''مَفُعْلٌ'' کے تصغیر میں دو وجہیں ''مُقَيْوِلٌ وَّ مُقَيْوِلَةٌ'' ویا کہ ''مُقَيِّلٌ وَّ مُقَيِّلَةٌ'' پڑھتے ہیں، کیونکہ یہ مفرد مکبر غیر معلل بہ تعلیل حرفی ہے اور جو حضرات تعلیل سے عام مراد لیتے ہیں، خواہ تعلیل حرفی ہو یا حرکتی، تو وہ اسم مفعول ''مَقُوْلٌ'' بروزن ''مَفُعْلٌ'' کے تصغیر میں صرف ایک وجہ ''مُقَيِّلٌ وَّ مُقَيِّلَةٌ'' پڑھتے ہیں، کیونکہ یہ مفرد مکبر معلل ہے، تاہم قرین قیاس یہ ہے کہ تعلیل سے مراد عام ہے، خواہ تعلیل حرفی ہو یا حرکتی، اس لیے کہ تعلیل حرکتی بھی تعلیل ہوتی ہے، کیونکہ تعلیل کی چار قسمیں ہیں: ۱۔ تعلیل بالحذف، جیسے: ''مَقُوْلٌ، مَبِيْعٌ'' جو اصل میں ''مَقْوُوْلٌ، مَبْيُوْعٌ'' تھے، ''واؤ'' التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف کیا گیا ہے۔ ۲۔ تعلیل بالقلب، جیسے: ''قَالَ، بَاعَ'' جو اصل میں ''قَوَلَ، بَيَعَ'' تھے، واؤ اور یاء کو الف سے بدلا دیا گیا ہے۔ ۳۔ تعلیل بالتسکین، جیسے: ''يَدْعُوْ'' جو اصل میں ''يَدْعُوُ'' تھا۔ ''واؤ'' کی حرکت حذف ہوئی۔ ۴۔ تعلیل بالنقل، جیسے: ''يَقُوْلُ، يَبِيْعُ'' جو اصل میں ''يَقْوُلُ، يَبْيِعُ'' تھے، ان میں حرکت ما قبل نقل کر دی گئی ہے۔ (المعجم المفصل فی الصرف:۱۴۵-۱۴۶)

(۳) قانون کا خلاصہ یہ ہے کہ رہر واؤ اور یاء ایک کلمہ کے حکم میں ہو اور وہ کلمہ افعل کے وزن پر نہ ہو اور ان میں پہلا ساکن لازم غیر بدل ہو تو واؤ کو یاء کرنا اور یاء کا یاء میں ادغام کرنا واجب ہے ایک کلمہ کی مثال جیسے: قُوَيْوِلٌ، سُوَيْوِدٌ میں قُوَيِّلٌ، سُوَيِّدٌ پڑھنا =

احترازی مثالیں: ا۔ واؤاور یاء جمع ہی نہ ہوں، جیسے:''لَنْ تُوْقِيَ''. ۲۔ایک کلمہ میں جمع نہ ہوں، جیسے:''أَبُوْ يَعْقُوْبَ''. ۳۔ حکم ایک کلمہ میں نہ ہوں''يَدَيْ وَاصِلْ''. ۴۔ پہلا ساکن نہ ہو، دوسرا ہو، جیسے:''طَوِيْلٌ، يَوْمٌ''.

تعلیل:''قُوْلَنَّ''کہ دراصل''قُلْ''بود، چوں نون تاکید ثقیلہ بآخرایشان متصل شد، ماقبلش مبنی بر فتحہ گشت، پس واؤ مخذوفہ دراین جاء بازآمدہ، زیر آنچہ علت حذفیت اُوزائل شد''قُوْلَنَّ''شد۔

قانون نمبر ۱۰ [۱]:

﴿''قُوْلَنَّ''والا قانون﴾ [۲]

حکم: یہ قانون وجوبی ہے [۳]۔

ہر حرف علت جو کسی سبب کی وجہ سے گر جائے یا کسی حرف سے بدل جائے تو اس سبب کے چلے جانے کے بعد وہ حرف علت واپس اپنے حال پر لوٹ آئے گا۔ گرنے کی مثال''قُوْلَنَّ''جو''قُلْ''سے بنایا گیا ہے''قُلْ''اصل میں ''قَوَلَ'' تھا۔ بدلنے کی مثال''مَيْسُوْرٌ''جو بنایا گیا ہے''يُوْسَرُ''سے''يُوْسَرُ''اصل میں''يُيْسَرُ''تھا۔

﴿ابواب ثلاثی مجرد اجوف واوی﴾ [۴]

بابِ اول: صرف صغیر ثلاثی مجرد اجوف واوی از باب فَعَلَ يَفْعُلُ چوں اَلْقَوْلُ وَالْقِيْلُ وَالْمَقَالُ وَالْمَقَالَةُ (کہنا)۔
مصادر: الْعَوْدُ، الطَّوَافُ، الدَّوَامُ، الصَّوْمُ، الْفَوْزُ، الْعَوْذُ، الذَّوْقُ، الذَّوْبُ، السَّوْقُ، التَّوْبَةُ [۵].

= واجب ہے اور ایک کلمہ حکمی کی مثال جیسے: مُسْلِمُوْنَ کو جب ضمیر متکلم کی طرف مضاف کرے تو نون اضافت کی وجہ سے گر گیا تو مُسْلِمُوْيَ ہو گیا تو واؤ کو یاء کر کے یاء کو یاء میں ادغام کیا تو مُسْلِمُيَّ ہو گیا پھر یاء کی مناسبت کی وجہ سے میم کو کسرہ دیا تو مُسْلِمِيَّ ہوا اگر واؤ یائے تصغیر کے بعد عین کلمہ میں واقع ہو اور مفرد مکبر ہو تو اس کو یاء سے بدلنا جائز ہے جیسے: مُقَيْوِلٌ، اُقَيْوِلٌ میں مُقَيِّلٌ، اُقَيِّلٌ پڑھنا واجب ہے۔

[۱] قانون کا فارسی متن: ہر حرف علت کہ بباعثے بیفتد بوقت دور شدن آں باز آید وجوباً۔

[۲] تخریج: ارشاد الصرف:۵۹، کتاب الصرف:۲:۱۷۲،۷۸، الصرف العزیز:۱۶۹۔

[۳] مواضعِ اجراء: یہ قانون صحیح، مثال، اجوف، ناقص، لفیف، مہموز اور مضاعف میں جہاں بھی حرف علت (خواہ اصلی ہو، یا زائد) کسی سبب کی وجہ سے گر جائے، یا کسی حرف سے بدل جائے تو اس سبب کے زائل ہونے کے بعد وہ حرف علت واپس اپنے حال پر لوٹ آئے گا تو وہاں جاری ہو گا۔

[۴] اجوف واوی سے دو باب فَعَلَ يَفْعَلُ چوں اَلطَّيْبُ اور باب فَعَلَ يَفْعِلُ چوں''اَلطَّوْحُ''بھی مستعمل ہیں، لیکن ان ابواب کا استعمال قلیل ہے۔

[۵] دیگر مصادر یہ ہیں: الْخَوْتُ، السَّوْلُ.

بابِ دوم: صرف صغیر ثلاثی مجرد اجوف واوی از باب فَعِلَ یَفْعَلُ چوں اَلْخَوْفُ وَالْمَخَافُ وَالْمَخَافَةُ(ڈرنا)۔
مصدر: النَّوْمُ.
بابِ سوم: صرف صغیر ثلاثی مجرد اجوف واوی از باب فَعُلَ یَفْعُلُ چوں "اَلطُّوْلُ وَالطَّوَالَةُ"(لمبا ہونا)۔ [۱]

﴿ابواب ثلاثی مجرد اجوف یائی﴾ [۲]

بابِ اول: صرف صغیر ثلاثی مجرد اجوف یائی از باب فَعَلَ یَفْعِلُ چوں "اَلْبَیْعُ وَالْبَیْعَةُ"(بیچنا)۔

---

[۱] ثلاثی مزید فیہ اجوف واوی سے درج ذیل دس ابواب مستعمل ہیں:

﴿ابواب ثلاثی مزید فیہ اجوف واوی﴾

باب اول: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ اجوف واوی از باب افعال چوں اَلْاِقَامَةُ . (کھڑا کرنا)۔
باب دوم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ اجوف واوی از باب تفعیل چوں اَلتَّحْوِیْلُ . (منتقل کرنا)۔
باب سوم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ اجوف واوی از باب مفاعلہ چوں اَلْمُقَاوَمَةُ . (مقابلہ کرنا)۔
باب چہارم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ اجوف واوی از باب تفعّل چوں اَلتَّحَوُّلُ . (بدل جانا)۔
باب پنجم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ اجوف واوی از باب تفاعل چوں اَلتَّنَاوُلُ . (لینا)۔
باب ششم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہاجوف واویاز باب انفعال چوں اَلْاِنْقِیَادُ . (تابعدار ہونا)۔
باب ہفتم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ اجوف واوی از باب افتعال چوں اَلاجْتِیَابُ . (عبور کرنا)۔
باب ہشتم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ اجوف واوی از باب استفعال چوں اَلْاِسْتِقَامَةُ . (سیدھا ہونا)۔
باب نہم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ اجوف واوی از باب افعلال چوں اَلْاِسْوِدَادُ . (سیاہ ہونا)۔
باب دہم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ اجوف واوی از باب افعیلال چوں اَلْاِسْوِیْدَادُ .(بہت سیاہ ہونا)۔

مذکورہ ابواب کے متعلق چند قواعد ذہن نشیں رکھیں:

قاعدہ نمبر ۱: باب افعال اور استفعال کے ماضی معلوم، مضارع مجہول اور اسم مفعول کی تعلیل مثل "یُقَالُ، یُبَاعُ" کے ہے اور ان میں "یَقُوْلُ تَقُوْلُ" والا قانون جاری ہو گا اور ماضی مجہول، مضارع معلوم اور اسم فاعل میں بھی "یَقُوْلُ تَقُوْلُ" والا قانون جاری ہو گا، پھر اجوف واوی میں بقانون "مِیْعَادٌ"، "واؤ"، "یاء" سے بدل جاتا ہے۔

قاعدہ نمبر ۲: باب افعال اور باب استفعال کے مصادر میں "إِقَامَةٌ" والا قانون جاری ہو گا کہ "الف" التقائے ساکنین کی وجہ سے گر کر اس کے عوض میں آخر میں "ۃ" بڑھا دیتے ہیں۔

قاعدہ نمبر ۳: باب افتعال اور باب انفعال کے ماضی معلوم، مضارع معلوم و مجہول اور اسم فاعل و مفعول کی تعلیل مثال "قَالَ، بَاعَ" کے ہے اور ان کے ماضی مجہول میں "قِیْلَ، بِیْعَ" والا قانون جاری ہو گا اور ان کے مصادر میں "قِیَالٌ" والا قانون جاری ہو گا۔

قاعدہ نمبر ۳: باب افتعال اور باب انفعال میں اسم فاعل، اسم مفعول اور اسم ظرف صورت میں ایک اور اصل میں مختلف ہیں، اسم فاعل مکسور العین اور اسم مفعول اور اسم ظرف مفتوح العین ہوتے ہیں۔

قاعدہ نمبر ۴: اجوف کے تمام گردانوں میں تعلیل ہوا ہے، سوائے باب تفعیل، باب تفعل، باب تفاعل اور باب مفاعلہ کے، اس لیے ان چاروں ابواب کی گردان صحیح کی گردان کی طرح ہوتی ہے۔

[۲] ثلاثی مجرد اجوف یائی سے ایک اور باب فَعَلَ یَفْعُلُ چوں "اَلْغَیْظُ" بھی مستعمل ہے، لیکن اس باب کا استعمال قلیل ہے۔

مصادر:الزِّيَادَةُ، الْعَيْبُ، الطَّيْرَانُ، الْعَيْشُ، الْخِيَاطَةُ.[۱]
بابِ دوم: صرف صغیر ثلاثی مجرد مثال واوی از باب فَعَلَ يَفْعَلُ چوں "اَلْهَيْبَةُ"[۲] (ڈرنا)[۳]۔

---

[۱] دیگر مصادر یہ ہیں:الْبَيَانُ، الْبِيَاتُ، الْبَيَادُ، الْبَيْعُ.
[۲] مصادر یہ ہیں:الْعَيْظُ، الْخَيْبَةُ، الزَّيْلُ، الْخَيَصُ.
[۳] ثلاثی مزید فیہ اجوف یائی سے درج ذیل دس ابواب مستعمل ہیں:

﴿ابواب ثلاثی مزید فیہ اجوف یائی﴾

باب اول: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ اجوف یائی از باب افعال چوں اَلْإِطَارَةُ. (اڑانا)۔
باب دوم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ اجوف یائی از باب تفعیل چوں اَلتَّطْيِيْبُ. (خوشبو لگانا)۔
باب سوم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ اجوف یائی از باب مفاعلہ چوں اَلْمُبَايَعَةُ. (ایک دوسرے سے خرید وفروخت کرنا)۔
باب چہارم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ اجوف یائی از باب تفعّل چوں اَلتَّحَيُّرُ. (حیران ہونا)۔
باب پنجم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ اجوف یائی از باب تفاعل چوں اَلتَّزَايُدُ. (زیادہ کرنا)۔
باب ششم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ اجوف یائی از باب انفعال چوں اَلْاِنْقِيَاسُ. (اندازہ ہونا)۔
باب ہفتم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ اجوف یائی از باب افتعال چوں اَلاخْتِيَارُ. (پسند کرنا)۔
باب ہشتم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ اجوف یائی از باب استفعال چوں اَلْاِسْتِفَادَةُ. (فائدہ حاصل کرنا)۔
باب نہم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ اجوف یائی از باب افعلال چوں اَلْاِبْيِضَاضُ. (سفید ہونا)۔
باب دہم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ اجوف یائی از باب افعیلال چوں اَلْاِبْيِيْضَاضُ. (بہت سفید ہونا)۔

﴿قوانین[۱] برائے ناقص﴾[۲]

تعلیل: ''دُعَاءٌ'' کہ دراصل ''دُعَاوٌ'' بود، پس واؤ واقع شدازالف زائدہ برطرف آں واؤ رابہ ہمزہ بدل کردہ ''دُعَاءٌ'' شد۔

قانون نمبرا[۳]: ﴿''دُعَاءٌ'' والا قانون﴾[۴]

حکم: یہ قانون وجوبی ہے[۵]۔

ہر حرف علت[۶] جوالف زائدہ کے بعدواقع ہو اسے دوصورتوں میں ہمزہ سے بدلنا واجب ہے:

ا۔ حرف علت برطرف ہو، یعنی کلمہ کے آخرہواوراس کے بعددیگرکوئی حرف نہ ہو، جیسے: ''دُعَاءٌ، رِمَاءٌ، صَحْرَاءٌ''[۷] جواصل میں ''دُعَاوٌ، رِمَايٌ، صَحْرَا'' تھے[۸]۔

---

[۱] حروف علت (واؤ، یاء) میں بعض تعلیلات اس وقت ہوتے ہیں جب وہ فاء کلمہ میں ہوں، معتل الفاء مثال میں اس کی تفصیل گذرچکی ہے اور بعض تعلیلات اس وقت ہوتے ہیں جب وہ عین کلمہ میں واقع ہوں، ان کی تفصیل معتل العین اجوف میں بیان ہوچکی ہے اور بعض تعلیلات اس وقت ہوتے ہیں کہ وہ لام کلمہ میں واقع ہوں، اب ناقص میں یہ تعلیلات بیان ہوں گے۔ ناقص کے یہاں سترہ ۱۷ قوانین ذکر کیے گئے ہیں، ان تمام قوانین کا حاصل یہ ہے کہ حرف علت کی وجہ سے کلمہ میں جو ثقل پیدا ہوا ہو اس کو ختم کیا جائے گا۔

[۲] ناقص کو معتل اللام اور اسم منقوص بھی کہتے ہیں۔ ناقص کے آخر میں حرف علت ہوتا ہے اور صرفی حضرات ہمیشہ آخر میں تبدیلی کرتے ہیں توجو چیز زیادہ تبدیل ہو وہ ناقص ہوتی ہے اس لئے ناقص کو ناقص کہتے ہیں۔

[۳] قانون کا فارسی متن: ہر واؤ ویاء کہ واقع شد در بعد الف زائدہ برطرف یادر حکم طرف آں را بہ ہمزہ بدل کنند وجوباً۔

[۴] تخریج: الکتاب:۲/۲۹۴، سر الصناعۃ:۱/۹۳، الممتع الکبیر لابن عصفور:۲/۵۴۶، شرح الملوکی لابن یعیش:۲۷۶، الشافیہ:۳۶۵، الایجاز لابن مالک:۶۲، شرح الشافیۃ للمرادی:۳۶۵، جاربردی:۲/۳۴۵، نقرہ کار:۲/۳۴۵، المناہج الکافیۃ:۲/۳۴۵، فصول اکبری:۷۰، دستورالمبتدی:۴۹، قوانین زرادی:۴۱-۴۲، علم الصیغۃ:۶۰، کنزالنوادر:۷۷، ارشادالصرف:۶۱، کتاب الصرف:۹۷، قانونچہ کھیوالی:۵۲، صرف بھترال:۱۰۶، صرفِ گہوٹوی:۸۱، الصرف العزیز:۲۰۰۔

[۵] مواضعِ اجراء: اس قانون کی پہلی شق ثلاثی مجرد ناقص واوی، یائی کے اسم فاعل اوران مصادر میں ہوتی ہے جن میں الف زائدہ کے بعد حرفِ علت آخر میں واقع ہو اوراس کے بعد دیگر حرف نہ ہو اور ثلاثی مزیدفیہ اجوف واوی، یائی کے باب افعال، باب تفعیل کے آخری پانچ مصادر، باب مفاعلہ کے آخری دو مصادر، باب انفعال، باب افتعال اور باب استفعال کے مصادر میں جاری ہوتی ہے اور اسمائے جامدہ میں بھی جاری ہوتی ہے اور دوسری شق اسم آلہ کبریٰ کے واحد، تثنیہ اور اسم جامد میں جاری ہوتی ہے۔

[۶] حرف علت سے مراد واؤ، الف اوریاء تینوں ہیں، بعض کتب میں واؤ اور یاء کی تخصیص کثرت کی بناء پر ہے نہ کہ الف سے احتراز ہے، ورنہ الف بھی اگر الف زائدہ کے بعد طرف میں آجائے تو اسے ہمزہ سے تبدیل کیا جاتا ہے، جیسے: ''قراء، صحراء'' جواصل میں ''قراؤ، صحرای'' تھے۔ (ہامش یجاز التعریف:۹۹)

[۷] یہ مطابقی مثالیں ہیں۔

[۸] یہاں بظاہر ایک اشکال ہوتا ہے کہ اگر سکون کے بعد واؤ اور یاء پر ضمہ یا کسرہ آجائے تووہ ثقیل نہیں ہوتا، جیسے: ''دَلْوٌ، ظَبْیٌ'' وغیرہ، اسی طرح ''دُعَاءٌ'' پر بھی ضمہ سکون کے بعد ہے جو ثقیل نہیں، تو اس پر خواہ مخواہ قانون جاری کیوں کیا ہے؟ =

۲۔ بر طرف کے حکم میں ہو، یعنی کلمہ کے آخر میں اس کے بعد ایسا حرف ہو جو لازم نہ ہو[1]، یہ دو لفظ ہو سکتے ہیں:

(الف): تاءِ مفارقہ: خواہ جنس اور وحدت میں فرق کرنے کے لیے ہو، جیسے: "اصْطَفَاءٌ، اصطَفَائَةٌ"[2] جو اصل میں "اصْطَفَاوٌ، اصطَفَاوَةٌ" تھے۔ یا مذکر و مؤنث میں فرق کرنے کے لیے ہو، جیسے: "سَقَّاءٌ، سَقَّائَةٌ" جو اصل میں "سَقَّايٌ، سَقَّايَةٌ" تھے۔

(ب): الف و نون مزید تین: جیسے: "مِدْعَائَانِ، مِرْمَائَانِ"[3] جو اصل میں "مِدْعَاوَانِ، مِرْمَايَانِ" تھے[4]۔

احترازی مثالیں: ۱۔ حرف علت بعد میں نہ ہو، جیسے: "وَاعِدٌ، يَاسِرٌ". ۲۔ الف زائدہ کے بعد نہ ہو، جیسے: "وَاوٌ، رَايٌ" جو اصل میں "وَوَوٌ، رَوَيٌ" تھے۔ ۳۔ بر طرف نہ ہو، جیسے: "مَقَاوِلُ". ۴۔ بر طرف کے حکم میں نہ ہو، جیسے: "هَدَايَةٌ"[5].

تعلیل: "دُعِيَ" کہ در اصل "دُعِوَ" بود، پس واؤ واقع شد بجائش لام کلمہ ما قبلش مکسور آں واؤ را بہ یاء بدل کردہ "دُعِيَ" شد۔

قانون نمبر ۲[6]:

﴿"دُعِيَ" والا قانون﴾[7]

حکم: یہ قانون وجوبی ہے[8]۔

= اس کا جواب یہ ہے کہ ضمہ اور کسرہ اس ساکن کے بعد ثقیل نہیں ہوتا جب وہ ساکن الف زائدہ نہ ہو، البتہ اگر واؤ اور یاء پر الف زائدہ کے بعد ہو تو یقیناً ثقیل ہوگا، کیونکہ یہ الف زائدہ عدم کے حکم میں ہوتا ہے گویا کہ واؤ اور یاء پر ضمہ اور کسرہ متحرک کے بعد آیا ہے اس وجہ سے ہم نے "دُعَاءٌ" میں قانون جاری کیا ہے۔

(1) یعنی اس کے بعد ایسا حرف ہو جو اس سے جدا ہو سکے۔

(2) یہ مطابقی مثالیں ہیں۔

(3) یہ مطابقی مثالیں ہیں۔

(4) ناقص اور لفیف کے اسم آلہ کبری کے تثنیہ مین الف مقصورہ کی دوسری شق جواز الامرین جاری ہوتی ہے، جیسے: " مِدْعَائَانِ، مِرْمَائَانِ" میں "مِدْعَاوَانِ، مِرْمَايَانِ" پڑھنا جائز ہیں۔

(5) اسی طرح "دِرَايَةٌ، شِكَايَةٌ، عَدَاوَةٌ" وغیرہ ہیں، کیونکہ ان سب میں تاء لازمی ہے۔

(6) قانون کا فارسی متن: ہر واؤ کہ واقع مقابلہ لام کلمہ و ما قبل اُو مکسور باشد آں واؤ را بہ یاء بدل کنند وجوباً۔

(7) تخریج: الشافیہ:۳۶۲، سر الصناعۃ:۲/۲۷۲، الجاربردی علی الشافیہ:۳۰۲، شرح الشافیۃ للرضی:۱/۱۶۱، نقرہ کار:۲/۳۳۲، المناہج الکافیۃ:۲/۳۳۲، ایجاز التعریف:۱۱۹، فصول اکبری:۶۸، نوادر الاصول:۱۶۰-۱۶۱، دستور المبتدی :۴۹، قوانین زرادی:۴۲، علم الصیغہ:۵۸، ارشاد الصرف:۵۱، کتاب الصرف:۷۲،۸۶، قانونچہ کھیوالی:۵۳، صرف بھتر ال:۱۰۷، صرف گھوٹوی:۱۱۱، الصرف العزیز:۱۱۶۔

(8) مواضع اجراء: یہ قانون ثلاثی مجرد ناقص واوی کے جمع مکسر اسم ظرف، اسم آلہ صغریٰ، وسطی اور کبریٰ کے جمع تکسیر، اسم تفضیل کی جمع اقصیٰ، اسم فاعل کے صیغہ واحد، تثنیہ، جمع (خواہ مذکر ہوں یا مؤنث، مکبر ہوں یا مصغر) میں جاری ہوتا ہے اور ثلاثی مجرد ناقص واوی کے باب "فَعَلَ يَفْعِلُ" کے ماضی معلوم اور ماضی مجہول کے تمام صیغوں میں اور باب "فَعَلَ يَفْعُلُ" اور "فَعُلَ يَفْعُلُ" =

ہر واوٗ متحرک جو لام کلمہ میں واقع ہو اور ما قبل اس کا مکسور ہو تو اسے یاء سے بدلنا واجب ہے[۱]، خواہ اسم میں ہو۔ یا فعل میں۔ اسم کی مثال ''دَاعِيَةٌ، رَاضِيَةٌ''[۲] جو اصل میں ''دَاعِوَةٌ، رَاضِوَةٌ'' تھے اور فعل کی مثال ''دُعِيَ، رُضِيَ'' جو اصل میں ''دُعِوَ، رُضِوَ'' تھے[۳]۔

احترازی مثالیں: ا۔ واوٗ لام کلمہ میں نہ ہو، جیسے: ''عِوَضٌ، حِوَنٌ''. ۲۔ ما قبل مکسور نہ ہو، جیسے: ''دَعْوٰی، دَلْوٌ''.

تعلیل: ''دُعَا'' کہ در اصل ''دُعِيَ'' بود، پس یاء واقع شد در آخر فعل ثلاثی مجرد ما قبلش مکسور، کسرہ آں را بہ فتحہ بدل کردہ جوازاً ''دُعَی'' شد، پس یاء متحرک ما قبلش مفتوح آں یاء را بہ الف بدل کردہ ''دُعَا'' شد۔

قانون نمبر ۳[۴]:

= کے صرف ماضی مجہول کے تمام صیغوں میں لگتا ہے اور جب کہ ثلاثی مزید فیہ ناقص واوی کے تمام ابواب کے فعل ماضی مجہول کے تمام صیغوں میں جاری ہوتا ہے اور باب تفعّل اور تفاعل کے علاوہ فعل مضارع معلوم اور اس کے متعلقات کے تمام صیغوں میں جاری ہوتا ہے۔

[۱] یہاں یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ ابدال کے لیے دو چیزیں ضروری ہیں:
ا۔ جو حرف کسی دوسرے حرف کی جگہ رکھا جائے وہ اصل کا غیر ہو۔
۲۔ وہ اصل حرف کی جگہ ہو، یعنی اگر اصل فاء کلمہ ہے تو وہ بھی فاء کلمہ ہو، اور اگر اصل عین کلمہ ہے تو وہ بھی عین کلمہ ہو اور اگر اصل لام کلمہ ہے تو وہ بھی لام کلمہ ہو۔
ابدال (ایک حرف کو دوسرے حرف کی جگہ رکھنا) کے درج ذیل چار اغراض ہیں:
ا۔ ادغام کے لیے، جیسے: ''ارْكَبْ مَّعَنَا'' میں ادغام کرنے کے لیے باء کو میم سے بدلا گیا ہے۔ ۲۔ ثقل دور کرنے کی غرض سے کہ اخف حرف کو اختیار کرنے کے لیے، جیسے: ''دَارٌ'' کی جمع ''أَدْؤُرٌ'' (میں جو کہ اصل میں ''أَدْوُرٌ'' تھا، واوٗ کو ہمزہ سے بدل دیا گیا ہے)۔
۳۔ ثقیل حرف کو اخف حرف کی صورت کے ہم جنس کرنے کے لیے، جیسے: ''ازْدَجَرَ''، یہ اصل میں ''ازْتَجَرَ'' تھا۔ دال کو تاء سے بدلا دیا گیا ہے۔
۴۔ تکرار کے غیر مستحسن ہونے کی وجہ سے، جیسے: ''دَهْدَيْتُ الْحَجَرَ'' (میں نے پتھر لڑھکایا)، یہ اصل میں ''دَهْدَهْتُ'' تھا، تکرار سے بچنے کے لیے دوسری ہاء کو یاء سے بدل دیا۔ (پنج گنج: ۱۲۳)

[۲] یہ مطابقی مثالیں ہیں۔

[۳] قِنْيَةٌ اصل میں قِنْوَةٌ تھا، اس میں واوٗ کسرہ کے بعد نہیں بلکہ سکون کے بعد ہے، لیکن اس کے باوجود قانون جاری نہیں ہوا، کیونکہ یہ یہ شاذ ہے، اور بعض حضرات فرماتے ہیں: کہ حرفِ ساکن کا کوئی اعتبار نہیں ہے وہ عدم کے حکم میں ہے، لہذا واوٗ کسرہ کے بعد ہے اور شاذ نہیں ہے۔ اس پر یہ سوال ہوتا ہے کہ اگر حرف ساکن عدم کے حکم میں ہے تو ''قَاوَلَ، بَايَعَ'' میں بھی ان ساکن کو عدم کے حکم میں شمار کریں اور پھر واوٗ اور یاء متحرک اور ما قبل مفتوح ہوگا پھر اس پر ''قَالَ'' والا قانون کیوں نہیں لگایا؟
اس کا جواب یہ ہے کہ اگر واوٗ اور یاء کو الف سے تبدیل کریں تو پھر ایک الف التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف ہو جائے گا تو پھر ''قَالَ، بَاعَ'' ہو جائے گا، اعراب نہ ہونے کی صورت میں فعل ماضی معلوم کیساتھ التباس لازم آئے گا اور یہ درست نہیں۔ (جاربردی: ۲/ ۳۳۵، نقرہ کار: ۲/ ۳۳۵، المناہج الکافیۃ: ۲/ ۳۳۵)

[۴] قانون کا فارسی متن: ہر یاء کہ واقع شود در آخر فعل و فتحہ غیر اعرابی و ما قبلش مکسور باشد، کسرہ ما قبلش را بہ فتحہ بدل کردہ جوازاً، یاء را بہ الف بدل کنند وجوباً۔

﴿''دُعَا'' والا قانون﴾[1]

حکم: یہ قانون جوازی ہے[2]۔

ہر یاء مفتوح ہو اور ما قبل اس کا مکسور ہو تو دو صورتوں میں اس کے ما قبل کسرہ کو فتحہ سے بدلنا جائز ہے، پھر یاء ما قبل مفتوح کو الف سے بدلنا واجب ہے[3]:

ا۔ یاء مفتوحہ فعل ثلاثی مجرد کے آخر میں ہو اور اس کا فتحہ غیر اعرابی ہو، یعنی کسی عامل کی وجہ سے نہ آیا ہو، جیسے: ''دُعِیَ، رُضِیَ'' ان میں ''دُعَا، رُضَا'' پڑھنا جائز ہے[4]۔

---

(۱) تخریج: الشافیہ: ۳۶۳، جاربردی: ۲/ ۳۳۲، نقرہ کار: ۲/ ۳۳۲، المناہج الکافیۃ: ۲/ ۳۳۲، شرح الشافیۃ لابن جماعۃ: ۲/ ۳۳۲، التسہیل: ۱۹۷، شرح التسہیل لابن مالک: ۳/ ۴۴۶، ھمع الھوامع: ۶/ ۳۳، شرح التصریف العزی للتفتازانی: ۴۴، نزہۃ الطرف للمیدانی: ۱۰۲، فصول اکبری: ۱۷، نوادر الاصول: ۱۷۱، ارشاد الصرف: ۶۱، صرف بھتر ال: ۱۰۷، قانونچہ کھیوالی: ۵۳، الصرف العزیز: ۲۴۷۔

(۲) مواضعِ اجراء: اس قانون کی پہلی شق ثلاثی مجرد ناقص واوی اور لفیف مفروق و مقرون کے فعل ماضی مجہول کے تمام صیغوں میں جوازاً جاری ہوتی ہے اور دوسری شق ثلاثی مجرد ناقص واوی، یائی، لفیف مفروق و مقرون کے صیغہ واحدہ مؤنث اسم فاعل میں جوازاً جاری ہوتی ہے اور یہ شق اسم جامد میں بھی جاری ہوتی ہے، بشرطیکہ ''فَاعِلَةٌ'' کے وزن پر ہو۔

(۳) یہاں توالی اعلالین کا مسئلہ سمجھیے کہ توالی اعلال (ایک کلمہ میں دو مرتبہ اعلال) ایک کلمہ کا دو موقع سے حسبِ ضرورت جائز ہے، لیکن اگر توالی اعلال سے کلمہ کی صورت بگڑتی ہے تو پھر ممنوع ہے، اسی طرح یہ توالی زوائدات میں ہو، یا ایک زائد اور ایک اصلی میں تب بھی مضائقہ نہیں۔ توالی اعلالین کے امتناع کے لیے یہ تین شرطیں ہیں:
اول یہ ہے کہ وہ توالی کلمہ کے دو اصلی حروف سے متعلق ہو۔ دوم یہ کہ توالی سے کلمہ بناء مختل ہوتی ہو۔ سوم یہ کہ بلا فصل ہو۔
یہ کوئی ضروری امر نہیں کہ دونوں اعلال ایک ہی نوع کے ہوں، دونوں ابدال ہوں، یا دونوں حذف ہوں یا ابدال اور حذف ہو۔ علامہ رضی اور سیرافی کہتے ہیں کہ شاہد صرفیین ثلاثی مجرد میں توالی اعلال کو ممنوع کہتے ہوں، کیونکہ مزید میں تو ایسے کلمات کی کمی نہیں، جن میں توالی اعلالین موجود ہے، علامہ سیرافی کے نزدیک ممنوع توالی کی یہ شکل ہے کہ اعلال سے عین اور لام دونوں ساکن ہو جائیں۔
علامہ مراد آبادیؒ فرماتے ہیں کہ اس کا خلاصہ یہی ہے، کیونکہ ثلاثی مجرد میں توالی سے کلمہ کی بناء مختل ہو جائے گی، اسی طرح عین اور لام کے سکون میں بعلت اجتماع ساکنین ایک حذف ہو گا اور نتیجہ فعل میں اجحاف (استیصال، جڑ سے نکال دینا) پیدا ہو کر ختم ہو جائے گی۔ جیسے: ''طَوٰی، شَوٰی'' کو لیجئے! اصل میں ''طَوَیَ، شَوَیَ'' تھے، یاء میں اعلال کر کے اس کو الف سے بدلا دیا، اب اگر واؤ میں جو عین کلمہ ہے اعلال کریں تو یہ واؤ بھی بقاعدہ ''قَالَ'' الف ہی ہو گا، عین اور لام دونوں الف بن گئے اور الف قابل حرکت نہیں تو دو ساکن جمع ہو گئے، اگر دونوں برقرار رکھے جائیں تو ادا کی کیا شکل ہو گی؟
لامحالہ ایک پر حرکت لائیں گے تو الف نہ رہے گا، ہمزہ ہو جائے گا اور اعلال سابق منتقض ہو جائے گا، پھر ہمزہ بہ نسبت حروف علت اثقل بھی ہے، چلے تھے نماز بخشوانے، روزے سر پڑ گئے!! اور اگر ایک کو حذف کریں تو ماضی کے دو حرف رہ جاتے ہیں، وہ بھی اس طرح کہ ایک متحرک اور دوسرا ساکن۔ ساکن کالمیت ہونے کے باعث لایعبابہ ہوتا ہے تو گویا ایک ہی حرف ہے اس سے بڑھ کر اور کیا کلمہ کا استیصال ہو سکتا ہے۔ (گنجینہ صرف شرح پنج گنج: ۷۴-۷۵)

(۴) ناقص کی ماضی معلوم میں تثنیہ مؤنث غائبتین کے صیغے کو واحدہ مؤنث غائبہ کے صیغے پر حمل کرتے ہوئے اس کے الف مبدلہ کو بھی وجوباً حذف کرتے ہیں، جیسے: ''دَعَتَا، رَمَتَا''۔ نیز اس میں التقائے ساکنین کی وجہ سے الف گرا ہے، کیونکہ یہاں ''تاء'' کی حرکت عارضی ہے۔

۲۔ یامفتوحہ ایسے اسم کے لام کلمہ میں واقع ہو جو ''فَاعِلَةٌ'' کے وزن پر ہو، جیسے: ''دَاعِيَةٌ، رَاضِيَةٌ'' ان میں ''دَاعَاةٌ، رَاضَاةٌ'' پڑھنا جائز ہے[1]۔

احترازی مثالیں: ۱۔ آخر میں نہ ہو، جیسے: ''قِيَمٌ''. ۲۔ ثلاثی مجرد نہ ہو، جیسے: ''أُرْمَى''. ۳۔ فعل نہ ہو، جیسے: ''دَاعِيٌ'' . ۴۔ فتحہ اعرابی ہو، جیسے: ''لَنْ يَّرْمِيَ''. ۵۔ ماقبل مکسور نہ ہو، جیسے: ''ظَبْيٌ''. ۶۔ ''فَاعِلَةٌ'' کا وزن نہ ہو، جیسے: ''دَوَاعِيْ''.

تعلیل: ''يَدْعُوْ[2]، تَدْعُوْ، أَدْعُوْ، نَدْعُوْ، يَرْمِيْ، تَرْمِيْ، أَرْمِيْ، نَرْمِيْ'' کہ دراصل ''يَدْعُوُ، تَدْعُوُ، أَدْعُوُ، نَدْعُوُ، يَرْمِيُ، تَرْمِيُ، أَرْمِيُ، نَرْمِيُ'' بودند، پس ضمہ برواؤ ویاء ثقیل بود، آں را انداختہ ''يَدْعُوْ، تَدْعُوْ، أَدْعُوْ، نَدْعُوْ، يَرْمِيْ، تَرْمِيْ، أَرْمِيْ، نَرْمِيْ'' شدند۔

قانون نمبر ۴[3]:

﴿''يَدْعُوْ، تَدْعُوْ'' والا قانون﴾[4]

---

[1] اس قانون کو لغتِ بنی طے والا قانون بھی کہتے ہیں، کیونکہ یہ تعلیل صرف قبیلہ بنی طے کرتی ہے، تاہم صیغوں کے تمرین اور اجراء میں قبیلہ بنی طے کا اعتبار ہوتا ہے، اس قانون کے متعلق صرفی حضرات کے تین آراء ہیں:
۱۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ قانون فعل کے ساتھ خاص ہے اسم میں جاری نہیں ہوتا۔
۲۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ قانون ثلاثی مجرد کے ماضی میں جاری ہوتا ہے، اور اس اسم میں جاری ہوتا ہے جو فَاعِلَةٌ کے وزن پر ہو جیسے دَاعِيَةٌ میں دَاعَاةٌ پڑھنا جائز ہے۔
۳۔ بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ یہ قانون اس جمع کے ساتھ مختص ہے جو مَفَاعِلُ کے وزن پر ہو، جیسے: مَهَابِيٌ میں مَهَابَا پڑھنا جائز ہے۔ (جاربردی: ۲/ ۳۳۶، نقرہ کار: ۲/ ۳۳۶، المناہج الکافیۃ: ۲/ ۳۳۶، شرح الشافیۃ لابن جماعۃ: ۲/ ۳۳۶، ہامش الانوار الاشرفیہ: ۴۷۹)
بعض اسماء جو ''فَاعِلَةٌ، أَفْعِلَةٌ، مَفَاعِلُ'' کے وزن پر آتے ہیں ان میں غیر قیاسی طور پر ''یاء'' کو ''الف'' سے بدل دیا جاتا ہے، جیسے: ''نَاصِبَةٌ، دَاعِيَةٌ، كَاسِيَةٌ'' سے ''نَاصَاةٌ، دَاعَاةٌ، كَاسَاةٌ'' اور ''مَدَاعِيُّ، صَحَارِيَّ'' میں پہلی یاء کو گرا کر دوسری کو الف سے بدل دیا جاتا ہے ''مَدَاعَا، صَحَارَا'' پڑھنا جائز ہے، تاہم یہ بہت قلیل ہے۔ (املاء الصرف: ۲۷۸-۲۸۸)
[2] ''يَدْعُوْا'' مفرد میں ''واوَ'' کے بعد ''الف'' کا بڑھنا بعض کوفیین کا مذہب ہے۔ (ادب الکاتب: ۲۲۵، الکتاب لابن درستویہ: ۸۳، الہجاء لابن الدہان: ۵)
[3] قانون کا فارسی متن: ہر واؤ ویاء مضموم یا مکسور کہ واقع شد مقابلہ لام کلمہ بعد از ضمہ یا کسرہ حرکت آں را حذف می کنند وجوباً، بشرطیکہ یاء درمیان کسرہ وواؤ نہ باشد آں واؤ ویاء بدل از ہمزہ باہدال جوازی وحرکتش منقول از ہمزہ نہ باشد۔
[4] تخریج: الشافیہ: ۱۷۳، جاربردی: ۲/ ۳۵۸، نقرہ کار: ۲/ ۳۵۸، المناہج الکافیۃ: ۲/ ۳۵۸، فصول اکبری: ۶۸، نوادر الاصول: ۱۶۱-۱۶۲، دستور المبتدی: ۵۲، قوانین زرادی: ۴۲، ارشاد الصرف: ۶۱، کتاب الصرف: ۸۹۔ ۱۷۳، قانونچہ کھیوالی: ۵۴، صرف بھترال: ۱۰۸-۱۰۹، صرف گھوٹوی: ۱۱۱، الصرف العزیز: ۱۱۶۔

حکم: یہ قانون وجوبی ہے[1]۔

ہر واؤ اور یاء جو مضموم یا مکسور ہو، لام کلمہ میں واقع ہو اور اس کا ما قبل بھی مضموم یا مکسور ہو تو اس واؤ، یاء کی حرکت کو دور کرنا واجب ہے[2]، پھر دور کرنا دو قسم پر ہے:

---

[1] مواضع اجراء: صرفی قوانین میں یہ قانون بہت پیچیدہ ہے، اس قانون کی پہلی صورت نقل حرکت کی دو صورتیں ہیں: پہلی صورت ثلاثی مجرد ناقص واوی، یائی، لفیف مفروق و مقرون کے فعل ماضی مجہول کے صیغہ جمع مذکر غائبین میں جاری ہوتی ہے اور ثلاثی مزید فیہ ناقص واوی یائی کے تمام ابواب کے فعل ماضی مجہول کے صیغہ جمع مذکر غائبین میں جاری ہوتی ہے اور نقل حرکت کی دوسری صورت ثلاثی مجرد ناقص واوی، ثلاثی مزید فیہ ناقص واوی، یائی کے فعل مضارع معلوم اور اس کے متعلقات کے صیغہ واحدہ مؤنث مخاطبہ میں جاری ہوتی ہے، بشرطیکہ فعل مضارع معلوم مضموم العین ہو۔ دوسری صورت حذف حرکت کی ہے پھر اس کی چھ صورتیں ہیں: حذف حرکت کی پہلی صورت ثلاثی مجرد ناقص یائی، لفیف مفروق و مقرون اور ثلاثی مزید فیہ ناقص واوی یائی، لفیف مفروق و مقرون کے فعل مضارع معلوم کے پانچ صیغوں (واحد مذکر غائب، واحدہ مؤنث غائبہ، واحد مذکر مخاطب، واحد متکلم، متکلم مع الغیر) میں جاری ہوتی ہے، بشرطیکہ فعل مضارع معلوم مکسور العین ہو۔ حذفِ حرکت کی دوسری صورت ثلاثی مجرد ناقص واوی یائی، لفیف مفروق و مقرون اور ثلاثی مزید فیہ ناقص واوی یائی، لفیف مفروق و مقرون کے فعل مضارع معلوم و مجہول کے جمع مذکر غائبین اور جمع مذکر مخاطبین کے صیغوں میں جاری ہوتا ہے، بشرطیکہ ان کا ما قبل مکسور نہ ہو۔

حذف حرکت کی تیسری صورت ثلاثی مجرد ناقص واوی کے فعل مضارع معلوم کے پانچ صیغوں (واحد مذکر غائب، واحدہ مؤنث غائبہ، واحد مذکر مخاطب، واحد متکلم، متکلم مع الغیر) میں جاری ہوتی ہے، بشرطیکہ مضارع معلوم مضموم العین ہو اور ثلاثی مزید فیہ ناقص واوی یائی، لفیف مفروق و مقرون کے باب تفعل اور تفاعل کے مصادر میں جاری ہوتی ہے۔

حذفِ حرکت کی چوتھی صورت ثلاثی مجرد ناقص واوی یائی، لفیف مفروق و مقرون کے واحد مذکر اسم مفعول میں اور ثلاثی مزید فیہ ناقص واوی یائی کے باب تفعل اور تفاعل کے مصادر اور اسمائے جامدہ میں جاری ہوتی ہے، بشرطیکہ مجرور ہوں۔

حذفِ حرکت کی پانچویں صورت ثلاثی مجرد ناقص واوی یائی، لفیف مفروق و مقرون اور ثلاثی مزید فیہ ناقص واوی، یائی، لفیف مفروق و مقرون کے فعل مضارع معلوم اور اس کے متعلقات کے صیغہ واحدہ مؤنث مخاطب میں جاری ہوتی ہے، بشرطیکہ فعل مضارع معلوم مضموم العین نہ ہو۔

اور حذفِ حرکت کی چھٹی صورت ثلاثی مجرد اور ثلاثی مزید فیہ کے ناقص واوی، لفیف مقرون و مفروق کے اسم ظرف، اسم آلہ، اسم تفضیل کے صیغہ واحد مذکر خواہ مکبر ہو یا مصغر میں جاری ہوتی ہے، بشرطیکہ منصرف مجرور بحرف جر ہوں۔

[2] اس قانون کا نقل و حذف حرکت والا قانون بھی کہتے ہیں، یہ قانون اس وقت جاری ہوتا ہے جب واؤ درمیان کسرہ اور واؤ کے ہو، جیسے: ''دَاعِوُوْنَ''، واؤ کی حرکت نقل کرکے ما قبل کو دی تو ''دَاعُوْوْنَ'' ہوا۔ التقائے ساکنین کی وجہ سے پہلا مدہ گرا تو ''دَاعُوْنَ'' ہوا۔ اسی طرح جب یاء درمیان ضمہ اور یاء کے ہو تو بھی یہ قانون جاری ہوگا، جیسے: ''تَنْهُيِيْنَ''، اس میں ''ہاء'' کی حرکت کو سلب کرکے اول ''یاء'' کی حرکت ما قبل کو دی تو التقائے ساکنین ہوا، پہلا ساکن مدہ ہونے کی وجہ سے گر گیا تو ''تَنْهِيْنَ'' ہوا۔ اسی طرح واؤ یا ہمزہ کسی جوازی قانون کے تحت بدل نہ ہو، اگر وجوبی قانون کے تحت بدل ہوں تو قانون جاری ہوگا، جیسے: ''جَاءِئُوْنَ'' بقانون أَئِمَّةٌ ثانی ہمزہ کو یاء سے بدلا تو ''جَاءِيُوْنَ'' ہوا۔ اب یہ ''یاء'' بقانون وجوبی ہمزہ سے بدل ہے تو ہم نے ''یاء'' کی حرکت ما قبل کو دی تو ''جَاءِيُوْنَ'' ہوا۔ پھر ''يُوْسَرُ'' والا قانون کے تحت ''جَاءُيوْنَ'' ہوا، پہلا ساکن مدہ ہونے کی وجہ سے گر گیا تو ''جَاءُوْنَ'' ہوا۔ (الشافیۃ: ۱/ ۳٦٦، نقرہ کار: ۱/ ۳٦٦، المناہج الکافیۃ: ۱/ ۳٦٦، ہامش ایجاز التعریف: ۱۱۹)

۱۔ نقل کیساتھ ۲۔ حذف کیساتھ[۱]۔

۱۔ نقل: دوصورتوں میں واؤ، یاء کی حرکت کو نقل کرنا واجب ہے[۲]:

(الف): واؤ، یاء مضموم ہوں، ان کا ماقبل مکسور ہو اور ان کے مابعد واؤ ساکنہ ہو، جیسے: ''دُعُوْا، رُمُوْا'' جو اصل میں ''دُعِوُوْا، رُمِيُوْا'' تھے۔

(ب): واؤ، یاء مکسور ہوں، ان ماقبل مضموم ہو اور ان کے بعد یاء ساکنہ ہو، جیسے: ''تَدْعِيْنَ، تَنْهِيْنَ''[۳] جو اصل میں ''تَدْعُوِيْنَ، تَنْهُيِيْنَ'' تھے۔

۲۔ حذف[۴]: مذکورہ دوصورتوں کے علاوہ باقی تمام صورتوں میں واؤ، یاء کی حرکت کو حذف کرنا واجب ہے، یہ کل چھ صورتیں ہیں:

---

(۱) قانون کا خلاصہ یہ ہے کہ ہو واؤ اور یاء مضموم یا مکسور جو لام کلمہ کے درمیان نہ ہو اور ضمہ یا کسرہ کے بعد ہو تو اس کی حرکت کو حذف کرنا واجب ہے، بشرطیکہ واؤ ضمہ اور یاء کے درمیان نہ ہو اور یاء کسرہ اور واؤ کے درمیان نہ ہو اور یاء کسی جوازی قانون کی وجہ سے ہمزہ سے بدل نہ ہو اور اس واؤ اور یاء کی حرکت ہمزہ سے منقول بھی نہ ہو جیسے: يَدْعُوُ، يَرْمِيُ میں يَدْعُوْ، يَرْمِيْ پڑھنا واجب ہے۔

(۲) یہ قانون ماقبل گذر چکا ہے کہ اجوف کے فعل ماضی مجہول (قِيْلَ، بِيْعَ) ''فُعِلَ'' میں حقیقی و حکمی میں تین وجہیں جائز ہیں:
۱۔ نقل حرکت ۲۔ حذفِ حرکت ۳۔ اشمام۔ اس کے اس قانون میں جب مضموم یا مکسور ''واؤ'' یا ''یاء'' لام کلمہ میں آئے تو اس میں حرکت کا حذف کرنا واجب ہے۔

(۳) یہ مطابقی مثالیں ہیں۔

(۴) یہاں یہ بات ذہن نشیں رکھیں کہ جہاں بھی حذف ہو تو وہ حذف درج ذیل تیرہ امور کی وجہ سے کیا جاتا ہے:
۱۔ حروفِ علت پر ضمہ اور کسرہ دشوار ہونے کی وجہ سے، جیسے: ''تَدْعُوْنَ'' میں ''واؤ'' اور ''تَرْمِيْنَ'' میں ''یاء'' حذف ہو گئی ہے۔ ۲۔ عاملِ جازم کی وجہ سے، جیسے: ''لَمْ يَدْعُ'' میں واؤ اور ''لَمْ يَرْمِ'' میں یاء عامل جازم ''لَمْ'' کی وجہ سے حذف ہو گئی ہے۔ ۳۔ عامل ناصب کی وجہ سے، جیسے: ''لَنْ يَّضْرِبَا'' اور ''لَنْ يَّضْرِبُوْا'' میں نونَ اعرابی عامل ناصب ''لَنْ'' کی وجہ سے حذف ہو گیا ہے۔ ۴۔ اضافت کی وجہ سے، جیسے: ''غُلَامَازَيْدٍ'' میں نون تثنیہ اور ''ضَارِبُوْبَكْرٍ'' میں نون جمع اضافت کی وجہ سے حذف ہو گیا ہے۔ ۵۔ کثرتِ استعمال کی وجہ سے، جیسے: ''لَمْ يَكُ'' میں نون اور ''لَاأَدْرِ'' میں یاء کثرت استعمال کی وجہ سے حذف ہو گئی ہے، ان کی اصل ''لَمْ يَكُنْ'' اور ''لَاأَدْرِيْ'' ہے۔ ۶۔ ترخیم: کی وجہ سے، یعنی منادیٰ کے آخر سے کسی حرف کو بغیر کسی قاعدہ صرفیہ کے محض تخفیف کے لیے حذف کرنے کو کہتے ہیں، جیسے: ''يَاحَارُ!'' میں ''ثاء'' ترخیم کی وجہ سے ہوئی ہے۔ ۷۔ تصغیر کی وجہ سے، جیسے: ''سَفَرْجَلٌ'' کی تصغیر ''سُفَيْرِجٌ'' میں سے حذف ہو گیا ہے۔ ۸۔ جمع تکسیر کی وجہ سے، جیسے: ''سَفَرْجَلٌ'' کی جمع تکسیر ''سَفَارِجُ'' میں لام حذف ہو گیا ہے۔ ۹۔ نسبت کرنے کی وجہ سے، جیسے: ''حَنَفِيٌّ''، یہ ابو حنیفہ کی طرف منسوب ہے، اس میں نسبت کرنے کی وجہ سے پہلا جزء ''أَبُوْ'' پورا اور دوسرے جزء سے تاءِ تانیث حذف ہو گئی ہے۔ ۱۰۔ ترکیب: یعنی دو کلموں کو ملا کر ایک کرنے کی وجہ سے، جیسے: ''عَبْدِشَمْسٍ'' سے ''عَبْشَمِيٌّ''، نسبت بناتے وقت دال اور سین حذف ہو گئے ہیں۔ ۱۱۔ التقائے ساکنین کی وجہ سے، جیسے: ''قَاضٍ'' میں یاء اور ''دَاعٍ'' میں واؤ حذف کیا گیا ہے۔ ۱۲۔ تخفیف کی غرض سے، جیسے: ''بَيْنَ'' اور ''لَيْنَ''، یہ اصل میں ''بَيِّنٌ'' اور ''لَيِّنٌ'' تھے، تخفیف کے لیے ایک یاء کو حذف کیا گیا ہے۔ ۱۳۔ اکتفاء (یعنی محذوف کے مقابلے میں مذکور کو کافی سمجھنے) کی وجہ سے، جیسے: ''حَتَّامَ، مَتَامَ، إِلَامَ'' ان کی اصل ''حَتَّى مَا، مَتَى مَا، إِلَى مَا'' ہے، ان میں ''مَا'' کے الف کو حذف کیا گیا ہے۔ (پنج گنج: ۱۲۱-۱۲۳)

(الف): واؤ، یاء مضموم ہوں ان کا ما قبل مکسور ہو، لیکن بعد میں واؤ ساکن نہ ہو، جیسے: ''یَرْمِیْ'' جو اصل میں ''یَرْمِیُ'' تھا۔

(ب): واؤ، یا مضموم[1] ہوں، ان کے بعد واؤ ساکن ہو، لیکن ما قبل مکسور نہ ہو، جیسے: ''یَدْعُوْنَ''[2] جو اصل میں ''یَدْعُوُوْنَ'' تھا۔

(ج): واؤ، یاء مضموم ہوں، نہ ما قبل مکسور ہو، نہ بعد میں واؤ ساکن ہو، جیسے: ''یَدْعُوْ'' جو ''یَدْعُوُ'' تھا۔

(د): واؤ، یاء مکسور ہوں، ما قبل مضموم ہو، لیکن بعد میں یاء ساکن نہ ہو، جیسے: ''بِتَلَقٍّ'' جو اصل میں ''بِتَلَقُّوٍ'' تھا۔

(ھ): واؤ، یاء مکسور ہو، بعد میں یاء ساکن ہو، لیکن ما قبل مضموم نہ ہو، جیسے: ''تَرْمِیْنَ'' جو اصل میں ''تَرْمِیِیْنَ'' تھا۔

(و): واؤ، یا مکسور ہو، لیکن نہ ما قبل مضموم ہو اور نہ ان کے بعد یاء ساکن ہو، جیسے: ''بِدَاعٍ'' جو اصل میں ''بِدَاعِوٍ'' تھا[3]۔

لیکن قانون کی مذکورہ تمام صورتوں میں حرکت کو حذف یا نقل کرنے کے لیے چار شرائط ہیں:

۱۔ واؤ، یاء جوازی قانون کی وجہ سے ہمزہ سے بدل نہ ہوں، جیسے: ''مُسْتَهْزِیُوْنَ'' جو اصل میں ''مُسْتَهْزِئُوْنَ'' تھا۔ اگر وجوبی قانون کی وجہ سے ہمزہ سے بدل ہو تو قانون لگے، جیسے: ''جَاءٍ، جَائِوُنَ'' جو اصل میں ''جَاءِءٌ، جَائِئُوْنَ تھے، پھر ''جَائِيٌ، جَائِیُوْنَ ہو گئے[4]۔

۲۔ واؤ اور یاء کا ضمہ یا کسرہ ہمزہ سے نقل ہو کر نہ آیا ہو، جیسے: ''یَدْعُوُلٰئِکَ، یَرْمِ بِلٌ'' جو اصل میں ''یَدْعُوْا أُوْلٰئِکَ، یَرْمِی إِبْلٌ تھے''۔

۳۔ یاء کو الف سے بدلنے کا سبب موجود نہ ہو[5]، جیسے: ''قَوَایَا'' جو اصل میں ''قَوَائِیُ'' تھا۔

---

[1] اس واؤ میں تعمیم ہے، خواہ ساکن ہو یا متحرک، خواہ طرف میں ہو، یا حکم طرف میں ہو اور خواہ فعل میں ہو یا اسم میں۔

[2] یہ مطابقی مثالیں ہیں۔

[3] یہ مطابقی مثالیں ہیں۔

[4] اگر واؤ اور یاء ہمزہ سے وجوبی قانون سے بدل ہو تو یہ قانون جاری ہو گا جیسے: جَاءٍ اصل میں جَاءِءٌ تھا، ہمزہ ثانی کو یاء سے بدلا کر جَاءِیٌ ہوا، پھر اسی قانون کے مطابق جَاءِیْنْ ہوا، بعدہ یاء اور نون کے درمیان التقائے ساکنین کی وجہ سے یاء کو حذف کر کے جَاءٍ ہوا۔

[5] حذف کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ حذف ہے جو کسی سبب کی وجہ سے ہو، جیسے: مثال، اجوف اور ناقص وغیرہ میں ہوتا ہے اور دوسرا وہ حذف ہے جو بغیر سبب کے ہو اور یہ بھی کثرت سے پایا جاتا ہے، چند مشہور کلمات یہ ہیں:

۱۔ شَفَةٌ (ہونٹ)، یہ اصل میں ''شَفَهَةٌ'' تھا۔ ۲۔ شَاةٌ (بکری)، یہ اصل میں ''شَوْهَةٌ'' تھا۔ ۳۔ فَمٌ (منہ)، یہ اصل میں ''فَوْهٌ'' تھا۔ ۴۔ إِسْتٌ (سرین)، یہ اصل میں ''سَتَهٌ'' تھا۔ ۵۔ سَنَةٌ (سال)، یہ اصل میں ''سَنَهَةٌ'' تھا، اس لیے کہ ان کی جمع ''شِفَاهٌ، شِیَاهٌ، أَفْوَاهٌ، أَسْتَاهٌ'' اور ان کی تصغیر ''شُفَیْهَةٌ، شُوَیْهَةٌ، فُوَیْهَةٌ، سُتَیْهَةٌ'' آتی ہے اور قول کے مطابق ''سَنَةٌ'' کی اصل ''سَنْوَةٌ'' تھی، اس لیے کہ اس کی جمع ''سَنَوَاتٌ'' آتی ہے۔ ۶۔ یَدٌ (ہاتھ)، یہ اصل میں ''یَدْوٌ'' تھا۔ ۷۔ دَمٌ (خون)، یہ اصل میں ''دَمْیٌ'' اور ایک قول کے مطابق ''دَمْوٌ'' تھا۔ ۸۔ مَائَةٌ (سو)، یہ اصل میں ''مَأْیٌ'' تھا۔ اس لیے کہ ان کا تثنیہ اور جمع ''یَدَانِ، أَیْدِیْ، دَمَیَانِ'' اور ''دِمَاءٌ'' آتا ہے اور فعل ''مَائَةٌ'' سے ''أَمْأَیْتُ'' آتے ہیں۔ =

۴۔ یاء کے حذف ہونے کا کوئی سبب بھی نہ ہو، جیسے: ''رُخَیٌّ'' جو اصل میں ''رُخَیِّیٌ'' تھا۔

احترازی مثالیں: ا۔ واؤ، یاء نہ مضموم ہو، نہ مکسور بلکہ مفتوح ہوں، جیسے: ''دَعَا، رَمَا'' جو دراصل ''دَعَوَ، رَمَیَ'' تھے۔ ۲۔ لام کلمہ میں نہ ہوں، جیسے: ''قُوِلَ، بُیِعَ''. ۳۔ ما قبل مضموم یا مکسور نہ ہو، جیسے: ''دَلْوٌ، ظَبْیٌ''.

تعلیل: ''یُدْعَیَانِ، تُدْعَیَانِ'' کہ دراصل ''یُدْعَوَانِ، تُدْعَوَانِ'' بودند، پس واؤ بود در موضع ثالث اکنوں صاعد گشت، حرکت ما قبل اُو مخالف شد، آں واؤ را بہ یاء بدل کردہ ''یُدْعَیَانِ، تُدْعَیَانِ'' شدند۔

قانون نمبر ۵[۱]:

﴿''یُدْعَیَانِ، تُدْعَیَانِ'' والا قانون﴾[۲]

حکم:[۳] یہ قانون وجوبی ہے[۴]۔

ہر واؤ[۵] جو اصل میں تیسری جگہ واقع ہو، پھر صاعد ہو جائے، یعنی اس سے پہلے کچھ حروف کی زیادتی ہو جائے، جس کی وجہ سے وہ چوتھی، پانچویں یا چھٹی جگہ چلی جائے اور اس کے ما قبل کی حرکت اس کے مخالف ہو (مراد صرف فتحہ کی

= مذکورہ مثالوں میں حذف بلا سبب ہے اور حذف کو معلوم کرنے کا قاعدہ یہ ہے کہ اس کی جمع اور تصغیر کو دیکھا جائے، کیونکہ جمع اور تصغیر میں عموماً محذوف حروف لوٹ آتے ہیں اور کبھی تثنیہ اور مصدر کو دیکھا جاتا ہے، اگر مصدر میں تعلیل ہوئی ہو تو اس کے مشتقات کو دیکھا جاتا ہے، کہیں نہ کہیں اصل کا سراغ مل جاتا ہے، اس لیے مختلف کلمات کو ذکر کیا گیا ہے۔ (پنج گنج: ۱۲۱-۱۲۳)

[۱] قانون کا فارسی متن: ہر واؤ کہ واقع شد سوم جا چوں صاعد شد حرکت ما قبلش مخالف شود آں را بہ یاء بدل کنند وجوباً۔

[۲] تخریج: الشافیہ: ۳۶۲، شرح الشافیۃ للرضی: ۱/۱۶۶، جاربردی: ۲/۳۳۳، نقرہ کار: ۲/۳۳۳، ایجاز التعریف: ۱۱۹، فصول اکبری: ۶۸، نوادر الاصول: ۱۶۰، دستور المبتدی: ۵۲، قوانین زرادی: ۴۵، علم الصیغۃ: ۶۰، ارشاد الصرف: ۱۱۰، کتاب الصرف: ۹۱، ۱۷۳، قانونچہ کھیوالی: ۵۵، صرف بھتر ال: ۱۱۰، صرف گھوٹوی: ۱۱۱-۱۱۲، الصرف العزیز: ۱۱۹۔

[۳] اس قانون کے متعدد نام ہیں: ا۔ یَدْعَیَانِ، تُدْعَیَانِ والا قانون، ۲۔ یَدْعیٰ، تُدْعیٰ والا قانون، ۳۔ صَاعِدٌ والا قانون۔

[۴] مواضعِ اجراء: یہ قانون ثلاثی مجرد ناقص واوی کے بعض مصادر، اسم ظرف، اسم آلہ صغریٰ، وسطیٰ، کبریٰ کے صیغہ واحد، تثنیہ تفضیل کے صیغہ واحد مذکر، تثنیہ مذکر اور جمع مذکر سالم اور فعل تعجب کے پہلے صیغے میں اور فعل مضارع مجہول کے تمام صیغوں میں جاری ہوتا ہے اور باب ''فَعِلَ یَفْعَلُ''، باب تفعل اور تفاعل کے مضارع معلوم و مجہول کے تمام صیغوں میں جاری ہوتا ہے اور ثلاثی مزید فیہ ناقص واوی کے باب تفعل اور تفاعل کے علاوہ صرف فعل مضارع مجہول کے تمام صیغوں، اسم ظرف، اسم مفعول اور بعض مصادر میں جاری ہوتا ہے۔

[۵] اس واؤ کے متعلق تفصیل یہ ہے کہ خواہ ساکن ہو، خواہ متحرک ہو، خواہ طرف میں ہو، خواہ حکمِ طرف میں ہو، خواہ اسم میں ہو، خواہ فعل میں ہو۔ یہاں ایک سوال ہوتا ہے کہ یَدْعیٰ اصل میں یَدْعَوُ تھا، واؤ متحرک ما قبل مفتوح تھا تو ابتداءً واؤ کو الف سے کیوں نہیں بدلا یا گیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایک قانون واؤ کو الف سے بدلنے کا تقاضہ کرتا ہے اور دوسرا قانون واؤ کو یاء کے ساتھ تبدیل کرنے کا مقتضی ہے تو دونوں کا لحاظ کرتے ہوئے پہلے واؤ کو یاء کے ساتھ تبدیل کر دیا پھر یاء کو الف سے بدلا دیا تاکہ دونوں قوانین پر عمل ہو سکے۔ بعض حضرات نے اس قانون کا انکار کیا ہے کہ اس قانون کی ضرورت نہیں ابتداءً ''قَالَ'' والا قانون جاری کر دیا جائے گا، لیکن محققین اہل علم نے ان کی تردید کی ہے، کیونکہ اعمال اولی من الاہمال ہے۔

حرکت ہے) تو اس واؤ کو یاء سے بدلنا واجب ہے، جیسے: "يُدْعَيَانِ، تُدْعَيَانِ"[1] جو اصل میں "يُدْعَوَانِ، تُدْعَوَانِ" تھے[2]۔[3]

احترازی مثالیں: ۱۔ واؤ اصل میں تیسری جگہ نہ ہو، جیسے: "اِقْتَالَ" جو اصل میں "اِقْتَوَلَ" تھا، اس کی اصل "قَوَلَ" ہے۔ ۲۔ صاعد نہ ہو، جیسے: "دَعَوَا". ۳۔ ما قبل حرکت موافق ہو، جیسے: "يَدْعُوَانِ".

---

[1] یہاں واؤ تیسری جگہ تھی اب چوتھی جگہ آ گئی، اس کو یاء کیساتھ بدل تو "يُدْعَيَانِ تُدْعَيَانِ" ہو گیا، مثال پانچویں جگہ کی، جیسے: "مُدَّعَيَانِ، مُدَّعَيَيْنِ، مُدَّعَيَاتٌ" اصل میں "مُدَّعَوَانِ، مُدَّعَوَيْنِ، مُدَّعَوَاتٌ" تھا، واؤ کو یاء کیساتھ بدل دیا "مُدَّعَيَان، مُدَّعَيَيْنِ، مُدَّعَيَاتٌ" ہو گیا، مثال چھٹی جگہ کی، جیسے: "مُسْتَدْعَيَانِ، مُسْتَدْعَيَيْنِ، مُسْتَدَعَيَاتٌ" اصل میں "مُسْتَدْعَوَانِ، مُسْتَدْعَوَيْنِ، مُسْتَدْعَوَيَاتٌ" تھا، واؤ کو یاء سے بدل دیا "مُسْتَدْعَيَانِ، مُسْتَدْعَيَيْنِ، مُسْتَدَعَيَاتٌ" ہو گیا، مثال ساتویں جگہ کی، جیسے: "اِسْتِدْعَاءٌ" اصل میں "اِسْتِدْعَاوٌ" تھا، لیکن اس میں اختلاف ہے، بعض "دُعَاءٌ" والے قانون کیساتھ اس واؤ کو ہمزہ کیساتھ بدلا دیتے ہیں، کیونکہ ما قبل اس کا متحرک ہی نہیں، بلکہ الف ساکن ہے اور بعض اس قانون کی بناء پر واؤ کو یاء سے بدلتے ہیں، پھر "دُعَاءٌ" والے قانون کیساتھ یاء کو ہمزہ سے بدلا کر "اِسْتِدْعَاءٌ" پڑھتے ہیں۔

[2] اس قانون کے پیش نظر ناقص واوی کے تمام ثلاثی مزید فیہ کے صیغے ناقص یائی کی طرح لکھے جاتے ہیں کیونکہ واؤ یاء سے بدل جاتا ہے پھر یاء الف سے بدل جاتی ہے تو اس الف کو "ی" کی صورت میں لکھا جاتا ہے۔

[3] یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رکھیں کہ کلمہ میں کسی حرف کی زیادتی آٹھ چیزوں کی وجہ سے کی جاتی ہے:
۱۔ مدِ صوت ۲۔ الحاق ۳۔ عوض ۴۔ تمکنِ ابتداء ۵۔ بیانِ حرکت ۶۔ سلامتِ بناء ۷۔ زیادتِ محض ۸۔ احداثِ معنی
۱۔ مدِ صوت: یعنی آواز کو دراز کرنے کے لیے، جیسے: "کِتَابٌ" اور "عَجُوْزٌ" میں الف اور واؤ آواز کو بڑھانے اور دراز کرنے کے لیے زیادہ کیا گیا ہے۔ ۲۔ الحاق: یعنی رباعی یا خماسی کیساتھ ملحق کرنے لیے، جیسے: "کَوْثَرٌ" (کثیر) اور "عِثْیَرٌ" (غبار) میں واؤ اور یا الحاق کے لیے زیادہ کیے گئے ہیں۔ ۳۔ عوض: یعنی کسی محذوف حرف کے بدلہ کوئی حرف زیادہ کرنے کے لیے، جیسے: "عِدَةٌ" اور "زِنَةٌ" کے آخر میں واؤ محذوف کے عوض گول تاء زیادہ کی گئی ہے۔ ۴۔ تمکنِ ابتداء: ابتداء بالسکون سے بچنے کے لیے، جیسے: "اُنْصُرْ" اور "اِضْرِبْ" میں ہمزہ وصلی ابتداء بالسکون سے بچنے کے لیے زیادہ کیا گیا ہے۔ ۵۔ بیانِ حرکت: کلمہ کے آخری حرف کی حرکت ظاہر کرنے کے لیے، جیسے: "مَاهِيَهْ" میں "مَا هِيَ؟" کے آخری حرف یاء کی حرکت ظاہر کرنے کے لیے ہائے سکت زیادہ کر دی گئی ہے۔ ۶۔ سلامتِ بناء: کلمے کے وزن کی حفاظت کے لیے، جیسے: "ضَرَبَنِيْ" اور "إِنَّنِيْ" میں "ضَرَبَ" اور "إِنَّ" کا وزن محفوظ رکھنے کے لیے آخر میں نون وقایہ زیادہ کیا گیا ہے۔ ۷۔ زیادتِ محض: محض کلمہ کو بڑا کرنے کے لیے، جیسے: "اِسْتَقَرَّ" میں محض کلمہ کو بڑا کرنے لیے الف، سین اور تاء زیادہ کیے گئے ہیں، چنانچہ "اِسْتَقَرَّ" میں ان حروف زائدہ کی وجہ سے کوئی دوسرے معنی پیدا نہیں ہوئے، بلکہ یہ "قَرَّ" ہی کے معنی میں ہے، یعنی قرار پکڑا، ٹھہرا۔ ۸۔ احداثِ معنی: کلمے میں کوئی مخصوص معنی پیدا کرنے کے لیے اور وہ معانی بہت ہیں، مثلاً: اسم فاعل، اسم مفعول، تثنیہ اور جمع وغیرہ۔ اور یہ زیادتی کبھی کلمہ کے شروع میں ہوتی ہے، کبھی درمیان میں اور کبھی آخر میں، جیسے: "مَنْزِلٌ، مَنَازِلُ، حُمَيْرٌ، حِمَيْرَانِ". "مَنْزِلٌ" کے شروع میں میم، "مَنَازِلُ" کے شروع میں میم اور درمیان میں الف، "حُمَيْرٌ" کے درمیان میں یاء اور "حِمَيْرَانِ" کے درمیان میں یاء اور آخر میں الف و نون زیادہ کیا گیا ہے۔ حروفِ زوائد میں اصل حروفِ علت ہیں۔ (پنج گنج: ۱۲۰-۱۲۱)

تعلیل:''دُعَاۃٌ''کہ دراصل ''دَعَوَۃٌ''بود، پس واؤ متحرک ماقبلش مفتوح آں واؤ را بالف بدل کردہ ''دُعَاۃٌ''شد، پس فتحہ فاء کلمہ را بہ ضمہ بدل کردہ تاکہ متلبس نہ شود بہ ''صَلَاۃٌ، زَکَاۃٌ، قَنَاۃٌ''کہ ایشاں مفرد اند ''دُعَاۃٌ''شد۔

قانون نمبر ٦[۱]:

﴿''دُعَاۃٌ''والا قانون﴾[۲]

حکم: یہ قانون وجوبی ہے[۳]۔

ہر جمع ناقصوں کی جو ''فَعَلَۃٌ''کے وزن پر ہو تو اس کے فاء کلمہ کے فتحہ کو ضمہ کیساتھ بدلنا واجب ہے، خواہ ناقص واوی ہو، یا ناقص یائی، جیسے: ''دُعَاۃٌ، رُمَاۃٌ''جو اصل میں ''دَعَوَۃٌ، رَمَیَۃٌ'' تھے[۴]۔

احترازی مثالیں: ا۔ جمع ہی نہ ہو، جیسے:''زَکَاۃٌ، صَلَاۃٌ''. ۲۔ ناقص کی جمع نہ ہو، جیسے:''قَالَۃٌ''جو جمع ہے ''قَائِلٌ'' کی۔

تعلیل: ''دِعِيٌّ''کہ دراصل ''دُعُوْوٌ''بود، پس واؤ واقع شد در آخر اسم متمکن ماقبلش واؤ مدہ زائدہ بود، آں واؤ را بہ یاء بدل کردہ ''دُعُوْيٌ''شد، پس واؤ و یاء در یک کلمہ بہم آمدند نخستین ازایشان ساکن لازم بدل از چیزے نہ بود، آں واؤ را بہ یاء بدل کردہ و یاء را در یاء ادغام کردہ ''دُعِيٌّ''شد، یاء مشدد واقع شد در آخر اسم متمکن ماقبلش مضموم ضمہ ماقبلش را بہ کسرہ بدل کردہ ''دُعِيٌّ''شد، پس ضمہ اولیٰ را بہ کسرہ نیز بدل کردہ از برائے مطابقت ثانی ''دِعِيٌّ''شد۔

قانون نمبر ۷[۵]:

﴿''دِعِيٌّ''والا قانون﴾[٦]

---

[۱] قانون کا فارسی متن: ہر جمع مکسر از ناقص کہ بروزن فَعْلَۃٌ باشد فاء کلمہ آورا حرکت ضمہ می دہند وجوباً۔

[۲] تخریج: قانونچہ کھیوالی:۵۵، صرف بھتر ال:۱۱۱، الصرف العزیز:۲۰۱۔

[۳] مواضع اجراء: یہ قانون ثلاثی مجرد ناقص واوی یائی کے اسم فاعل اس صیغے میں جاری ہوتا ہے جو ''فَعَلَۃٌ'' کے وزن پر ہوں اور اسم جامد کے ان اوزان میں جو ''فَعَلَۃٌ'' کے وزن پر ہوں لگتا ہے۔

[۴] یہ قانون صَلَاۃٌ، زَکَاۃٌ، قَنَاۃٌ میں جاری نہیں ہوتا کیونکہ یہ مفرد ہیں۔

[۵] قانون کا فارسی متن: ہر واؤ لازم غیر بدل از ہمزہ کہ واقع شد در آخر اسم متمکن ماقبلش مضموم باشد یا مدہ زائدہ باشد و در جمع آں را بہ یاء بدل کنند وجوباً، و در مفرد مانع از وجوب اعلال است کہ آں واؤ مدہ زائدہ مگر وقتیکہ ماقبلش دیگر واؤ متحرک باشد۔

[٦] تخریج: المصنف لابن جنی:۲/۱۱۸، سر الصناعۃ:۲/۶۱۷، المفصل للزمخشری:۳۸۹، الشافیہ:۳۶۴، حاشیۃ العزی علی الجاربردی:۳۰۴، جاربردی:۲/۳۳۷، نقرہ کار:۲/۳۳۷، المناہج الکافیۃ:۲/۳۳۷، ایجاز التعریف:۱۲۵، فصول اکبری:۶۹، نوادر الاصول:۱۶۲، دستور المبتدی:۵۷، قوانین زرادی:۵۲، الحنفیہ:۱۸۹، ارشاد الصرف:۶۲-۶۳، کتاب الصرف:۹۷-۹۸، قانونچہ کھیوالی:۵۶، صرف بھتر ال:۱۱۲، الصرف العزیز:۲۰۲۔

حکم: ایک شق جوازی ہے، باقی قانون وجوبی ہے[۱]۔

یہ قانون چار صورتوں پہ مشتمل ہے[۲]:

۱۔ ہر واؤ جو لازم ہو، اسم متمکن کے لام کلمہ میں واقع ہو اور ما قبل اس کا مضموم ہو تو اس واؤ کو یاء سے بدلنا واجب ہے، خواہ مفرد ہو۔ یا جمع میں[۳]، لیکن شرط یہ ہے کہ وہ ہمزہ سے بدل نہ ہو۔ مفرد کی مثال ''تَدَعٍّ'' جو اصل میں ''تَدَعُّوٌ'' تھا اور جمع کی مثال ''رُخٍ'' جو اصل میں ''رُخُوٌ'' تھا۔

۲۔ واؤ جمع[۴] کے لام کلمہ میں ہو اور اس سے پہلے واؤ مدہ ہو تو اس واؤ کو یاء سے بدلنا واجب ہے، جیسے: ''دُعِيٌّ'' جو اصل میں ''دُعُوْوٌ'' تھا، سوائے اسم مفعول کے جمع مذکر سالم کے، کیونکہ اس میں قانون لگانا واجب نہیں، اس لیے کہ یہ جمع مفرد کے حکم میں ہے، چنانچہ ''مَدْعُوُّوْنَ'' میں تعلیل واجب نہیں[۵]۔

۳۔ واؤ مفرد کے لام کلمہ میں واقع ہو اور اس سے پہلے واؤ مدہ زائد ہو تو وہ دو حال سے خالی نہیں:

---

[۱] مواضعِ اجراء: اس قانون کی پہلی صورت ثلاثی مجرد ناقص واوی، لفیف مقرون ومفروق کے صفتِ مشبہ کے جمع مکسر (جو ''فُعُلٌ'' کے وزن پر ہو) میں جاری ہوتی ہے اور ثلاثی مزید فیہ ناقص واوی کے باب تفعل اور تفاعل کے مصادر میں جاری ہوتی ہے۔ دوسری صورت ثلاثی مجرد ناقص واوی اور لفیف مقرون کے اسم فاعل اور صفت مشبہ کے جمع مکسر (جو ''فُعُوْلٌ'' کے وزن پر ہو) میں وجوباً جاری ہوتی ہے اور اسم مفعول کے تثنیہ مذکر اور جمع مذکر، تثنیہ مؤنث اور جمع مؤنث سالم کے صیغوں میں جوازاً جاری ہوتی ہے اور تیسری صورت ثلاثی مجرد لفیف مقرون باب ''فَعِلَ يَفْعَلُ'' کے واحد مذکر اور واحدہ مؤنث اسم مفعول میں جاری ہوتی ہے اور چوتھی صورت ناقص واوی ''فعَل يفعُل'' اور ''فَعُلَ يَفْعُلُ'' کے اسم مفعول کے واحد مذکر اور واحدہ مؤنث کے صیغوں میں جاری ہوتی ہے۔

[۲] اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس میں دو قسم اسم متمکن کا حکم بیان کیا گیا ہے:

۱۔ اگر جمع کا صیغہ ہو اور اس میں واؤ اسم متمکن کے آخر میں ضمہ اور واؤ مدہ کے بعد واقع ہو تو کسی قسم کی شرائط کے بغیر اسے یاء سے بدلنا واجب ہے، جیسے: ''دُعُوْوٌ'' سے ''دُعُوْيٌ''، ''أَدْلُوٌّ'' (دَلْوٌ کی جمع) سے ''أَدْلَى''۔ یہ دونوں چونکہ جمع کے صیغے ہیں، اس لیے ان کی واؤ کو غیر مشروط طور یاء سے بدلنا واجب ہے۔

۲۔ اگر واؤ مفرد میں واؤ مدہ زائدہ کے بعد واقع ہو تو اسے اس شرط کیساتھ یاء سے بدلنا واجب ہو گا کہ اس سے پہلے ایک اور واؤ ہو، اور اگر ضمہ کے بعد مفرد میں ہو اسے غیر مشروط طور پر یاء سے بدلنا واجب ہے، جیسے: ''مَقْوُوْوٌ'' سے ''مَقْوُوْيٌ'' (واحد کا صیغہ ہے اور واؤ مدہ زائدہ سے پہلے چونکہ ایک اور متحرک واؤ ہے اس لیے یہاں بھی آخری واؤ کو یاء سے بدلنا واجب ہے)۔ ''مَدْعُوْوٌ'' سے ''مَدْعُوْيٌ'' (واحد کا صیغہ ہے، لیکن چونکہ اس میں واؤ مدہ زائدہ سے پہلے واؤ متحرک موجود نہیں اس کو یاء سے بدلنا واجب تو نہیں، البتہ جائز ہے)۔ ''تَدَاعُوٌ'' سے ''تَدَاعُیٌ'' (یہ بھی واحد کا صیغہ ہے اور اس میں چونکہ واؤ مدہ زائدہ نہیں، اس لیے یہاں غیر مشروط طور پر قانون جاری ہو گا، ناقص سے آنے والے باب تفعل اور تفاعل کے ہر مصدر میں یہ قانون جاری ہو گا)۔ (ہامش ہدایۃ الصرف: ۱۵۹)

[۳] اس تخفیف کی وجہ یہ ہے کہ اسمائے متمکنہ میں کوئی ایسا اسم نہیں کہ جس کے آخر میں واؤ ہو اور اس کا ما قبل مضموم ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل زبان اس کو بہت ہی زیادہ ثقیل سمجھتے ہیں تو جہاں بھی ایسی صورت پیدا ہو جائے تو اس میں یہ قانون جاری ہو گا۔

[۴] امام فراءؒ اور صاحب دستور المبتدی کے نزدیک ہر جمع میں صحیح قیاسی اور تعلیل خلاف اصل ہے۔ (املاء الصرف: ۲۹۶)

[۵] بعض مواد ''نُجُوٌّ، أَبُوٌّ، أَخُوٌّ'' میں شرائط پائے جانے کے باوجود قانون جاری نہیں ہوتا، کیونکہ یہ شاذ ہیں۔ (شرح الرضی: ۲/ ۸۲۵)

(الف): اگر یہ واؤ مدہ زائدہ سے پہلے بھی واؤ متحرک ہو تو آخر والی واؤ کو یاء سے بدلنا واجب ہے، جیسے: ''مَقْوِيٌّ'' جو اصل میں ''مَقْوُوْوٌ'' تھا۔

(ب): اگر واؤ مدہ زائدہ سے پہلے دیگر متحرک نہ ہو تو پھر آخر والی واؤ کو یاء سے بدلنا جائز ہے، جیسے: ''مَدْعُوْوٌ'' اس میں ''مَدْعِيٌّ'' پڑھنا جائز ہے[(۱)]۔

احترازی مثالیں: ۱۔ واؤ لازم نہ ہو، جیسے: ''ضَارِبُوْ زَيْدٍ''. ۲۔ ہمزہ سے بدل ہو، جیسے: ''كُفُواً'' جو اصل میں ''كُفُؤًا'' تھا۔ ۳۔ آخر میں نہ ہو، جیسے: ''قُوُوْلٌ''. ۴۔ اسم میں نہ ہو فعل میں ہو، جیسے: ''رَخُوَ''. ۵۔ متمکن میں ہو، جیسے: ''هُوَ''۔ ۶۔ ما قبل مضموم نہ ہو، جیسے: ''دَلْوٌ''. ۷۔ مدہ نہ ہو، جیسے: ''خَوٌّ''۔ ۸۔ زائدہ نہ ہو، جیسے: ''قُوٌّ''.

قانون نمبر ۷[(۲)]:

﴿یاء مشدد مخفف والا قانون﴾[(۳)]

حکم: دو شقیں وجوبی ہیں اور دو جوازی ہیں[(۴)]۔

۱۔ ہر یاء مشدد یا مخفف جو اسم متمکن کے آخر میں واقع ہو اور اس سے پہلے ایک حرف[(۵)] مضموم ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں:

---

(۱) مَرْضِيٌّ اور هَدِيٌّ شاذ ہیں کیونکہ یہ اصل میں مَرْضُوْوٌ اور هَدُوْوٌ تھے واؤ لازمی غیر بدل از ہمزہ ما قبل واؤ مدہ ہے، مگر جمع نہیں بلکہ مفرد کے صیغے ہیں تاہم تب بھی واؤ کو یاء سے بدلا گیا ہے کیونکہ یہ شاذ ہیں۔ (شرح الرضی: ۲/۸۲۵)

(۲) قانون کا فارسی متن: ہر یاء مشدد یا مخفف کہ واقع شد در آخر اسم متمکن، و ما قبلش اگر یک حرف مضموم باشد ضمہ آں را بہ کسرہ بدل کنند وجوباً، و اگر دو باشد چوں دُعُيٌّ ضمہ متصل را وجوباً، غیر متصل را جوازاً۔

(۳) تخریج: المصنف لابن جنی: ۲/۱۱۸، سر الصناعۃ: ۲/۶۱۷، المفصل للزمخشری: ۳۸۹، الشافیہ: ۳۶۴، جاربردی: ۲/۷/۳۳، نقرہ کار: ۲/۷/۳۳، المناہج الکافیۃ: ۲/۷/۳۳، ایجاز التعریف: ۱۲۸، حاشیۃ العزی علی الجاربردی: ۳۰۴، قوانین زرادی: ۴۹۔ قانونچہ کھیوالی: ۵۶، صرف بھترال: ۱۱۳، الصرف العزیز: ۲۰۳۔

(۴) مواضعِ اجراء: اس قانون کی پہلی شق ثلاثی مجرد ناقص واوی، یائی، لفیف مقرون و مفروق اسم مفعول کے پہلے چھے صیغوں (واحد مذکر غائب، تثنیہ مذکر غائبین، جمع مذکر غائبین، واحدہ مؤنث غائبہ، تثنیہ مؤنث غائبتین) میں وجوباً جاری ہوتی ہے اور اسم فاعل کے جمع مکسر (جو ''فُعُلٌ'' کے وزن پر ہو) میں جوازاً لگتی ہے۔ دوسری شق ثلاثی مجرد ناقص واوی یائی، لفیف مقرون و مفروق کے اسم فاعل اور صفتِ مشبہ کے جمع مکسر (جو ''فُعُوْلٌ، فُعُلٌ'' کے وزن پر ہو) میں وجوباً جاری ہوتی ہے، بشرطیکہ یاء مشدد یا مخفف ہو اور اگر یاء مشدد ہو تو پھر جوازاً جاری ہوتی ہے۔

(۵) یہاں یہ بات ذہن میں رکھیں کہ تصریف کے اعتبار سے حروف کی پانچ قسمیں ہیں:

۱۔ حروف زیادت ۲۔ حروف حذف ۳۔ حروف ابدال ۴۔ حروف قلب ۵۔ حروف ادغام

۱۔ **حروف زیادت:** یہ گیارہ ہیں، جن کا مجموعہ ''سَأَلْتُمُوْنِيْهَا''، یا ''اَلْيَوْمُ تَنْسَاهُ'' وغیرہ ہیں، جب کلمہ میں کوئی حرف زیادہ کرنا ہوتا ہے تو وہ انہی دس حروف میں سے ہوتا ہے۔ ۲۔ **حروف حذف:** یہ بھی گیارہ ہیں، جن کا مجموعہ ''هُوَ حَفِيٌّ بِخَائِنَةٍ''، یا =

(الف): اگر وہ حرف مضموم کلمہ کے شروع میں نہ ہو تو اس کے ضمہ کو کسرہ سے بدلنا واجب ہے[۱]، جیسے: "مَرْمِيٌّ" جو اصل میں "مَرْمُوْيٌ" تھا۔

(ب): وہ حرف مضموم کلمہ کے شروع میں ہو تو اس کے ضمہ کو کسرہ سے بدلنا جائز ہے، جیسے: "طُيٌّ" میں "طِيٌّ" پڑھنا جائز ہے۔

۲۔ اگر یاء سے پہلے دو حرف مضموم ہوں تو یاء کیساتھ والے حرف کے ضمہ کو کسرہ سے بدلنا واجب ہے، خواہ یاء مشدد ہو یا مخفف، جیسے: "دُعِيٌّ، رُخِيٌ" جو اصل میں "دُعُيٌّ، رُخُيٌ" تھے، لیکن پہلے حرف کے ضمہ کو کسرہ سے بدلنا تب جائز ہے جب یاء مشدد ہو، مخفف نہ ہو، چنانچہ "دُعِيٌّ" کو "دِعِيٌّ" پڑھنا جائز ہے، لیکن "رُخِيٌ" میں "رِخِيٌ" پڑھنا منع ہے[۲]۔

احترازی مثالیں: ا۔ یاء آخر میں نہ ہو، جیسے: "بُيَّعٌ، بُيُوْعٌ". ۲۔ اسم متمکن میں نہ ہو، جیسے: "رُمِيَ". ۳۔ یاء سے پہلے کوئی حرف مضموم نہ ہو، جیسے: "ظَبْيٌ".

= "هُوَ خَفَنَ بِطَخْيَاءَ" ہے، جس جگہ بھی کلمے میں کوئی حرف حذف کریں گے تو وہ انہی گیارہ حروف میں سے ہو گا۔

۳۔ حروف ابدال: یہ بھی گیارہ ہیں، جن کا مجموعہ "أَنْجَدْتُمْ وَّطِيَهَا" ہے، جہاں کسی حرف کو دوسرے حرف سے بدلنا ہو تا ہے تو وہ (یعنی جس سے بدلا جاتا ہے) انہی گیارہ حروف میں سے کوئی حرف ہو تا ہے۔ بعض حضرات نے "ص، ز، ل" کو بھی حروف ابدال میں شمار کیا ہے، ان کے نزدیک حروف ابدال چودہ ہیں اور بعض نے "ص، ز" کے بجائے "س" کو حروف ابدال میں شمار کیا ہے، ان کے نزدیک حروف ابدال تیرہ ہیں۔

۴۔ حروف قلب: حروفِ علت (واؤ، یاء الف) ہیں، قلب اور ابدال دونوں معنی کے لحاظ سے ایک ہی ہیں، لیکن اکثر حروف علت میں ہونے والی تبدیلی کو قلب اور حروف صحیح کی تبدیلی کو ابدال کہتے ہیں۔

۵۔ حروف ادغام: تیرہ ہیں، جن میں "لام" تعریف کا ادغام ہو سکتا ہے، جیسے: "التَّاء، الثَّاء، الدَّال، الذَّال، الرَّاء، الزَّاء، السِّيْن، الشِّيْن، الصَّاد، الضَّاد، الطَّاء، الظَّاء، النُّوْن". بعض حضرات نے "لام" کو بھی حروف ادغام میں شمار کیا ہے، ان کے نزدیک حروف ادغام چودہ ہیں، اگر حروفِ ادغام میں سے کسی حرف پر "الف لام" آجائے تو لام کو مابعد حرف کی جنس سے بدل کر اس کا مابعد حرف میں ادغام کر دیتے ہیں، جیسے: "الرَّحْمٰن". (پنج گنج اردو: ۱۱۸)

[۱] یہاں ضمہ کو کسرہ میں اس لیے تبدیل کیا جاتا ہے کہ کلام عرب میں ایسا کوئی اسم متمکن نہیں ملے گا کہ جس کے آخر میں حرف علت ہو اور اس سے ما قبل ضمہ ہو، اگر کہیں اتفاقاً ایسی صورت بن جائے تو اس کا فوری علاج کر دیا جاتا ہے کہ ضمہ کو کسرہ سے بدل دیتے ہیں اور حرف علت واؤ ہو تو اس کو یاء کر لیتے ہیں۔ (پنج گنج: ۲۷)

[۲] ناقص اور لفیف سے باب تفعّل اور تفاعل میں چار قوانین یکے بعد دیگر جاری ہوتے ہیں، پہلے "دِعِيٌّ" والا قانون، پھر یاء مشدد مخفف والا قانون، پھر "يَدْعُوْ تَدْعُوْ" والا قانون اور پھر التقائے ساکنین والا قانون، جیسے: "تَدَعٍّ"، جو اصل میں "تَدَعُّوٌ" تھا، بقانون دِعِيٌّ "تَدَّعُيٌ" ہوا، پھر بقانون یاء مشدد مخفف "تَدَّعِيٌ" ہوا، پھر بقانون "يَدْعُوْ تَدْعُوْ"، "تَدَّعِيْنْ" ہوا اور پھر بقانون التقائے ساکنین "تَدَعٍّ" ہوا اسی طرح باب تفاعل "تَدَاعٍ" بھی ہے۔

تعلیل: ''دَوَاعٍ''کہ دراصل ''دَوَاعِوُ''بود، پس واوٗ واقع شد بجائے لام کلمہ ماقبلش مکسورآں واوٗ رابیاءبدل کردہ ''دَوَاعِيٌ''شد، ضمہ بریاء ثقیل بود آں راانداختہ ودر قولے یاءرانیزانداختہ عوض ازضمہ وبر قولے ثانی عوض ازیاء ،یاءعوض ازہر دوتنوین درآخرش درآوردہ ''دَوَاعٍ''شد۔ **ویا کہ** ''دَوَاعٍ''کہ دراصل ''دَوَاعِوٌ''بود، واوٗواقع شد بجائے لام کلمہ ماقبلش مکسورآں واوٗ رابیاء بدل کردہ ''دَوَاعِيٌ''شد، پس ضمہ بریاء ثقیل بود آں راانداختہ ''دَوَاعِيْنْ''شد، پس التقائے ساکنین شد میاں یاءوتنوین یاءراحذف کردہ ''دَوَاعٍ''شد[1]۔

قانون نمبر۹[2]:

﴿''دَوَاعٍ''والا قانون﴾[3]

---

[1] دَوَاعٍ میں اہلِ فن کے دو مذہب ہیں: بعض حضرات پہلے منصرف و غیر منصرف کا اعتبار کرکے پھر تعلیل کرتے ہیں جبکہ بعض صرفیین پہلے تعلیل پھر منصرف و غیر منصرف کا اعتبار کرتے ہیں۔ اس کو منصرف بناکر تعلیل اس لیے کی جاتی ہے کہ حالت جر میں اس پر کسرہ پڑھاجاتاہے جو منصرف ہونے کی علامت ہے، حالانکہ یہ جمع منتہی الجموع ہے!اور جو حضرات اس کو غیر منصرف بناکر تعلیل کرتے ہیں تو یہ جمع منتہی الجموع ہے جس کا غیر منصرف ہونایقینی ہے، لیکن اس میں حالت جری حالت نصبی کے تابع نہیں، بلکہ اس پر کسرہ پڑھاجاتاہے جو غیر منصرف پر ممنوع ہے۔

نیز اس پر یہ اشکال ہوتاہے کہ یاء کو حذف کرنے کی ضرورت کیا تھی جب کہ اس پر تنوین بھی نہیں تھی التقائے ساکنین نے آپ کو یاءحذف کرنے پر مجبور کردیا ہوتا؟!اس مشکل الاعراب کی وجہ سے اس میں دوصورتیں اختیار کی جاتیں ہیں، نحوی حضرات اس کے اعراب کے لیے یہ قاعدہ بیان کرتے ہیں کہ وہ جمع جو اَفَاعِل یامَفَاعِلُ یا فَوَاعِلُ کے وزن پر ہو اور اس کے لام کلمہ میں یاءواقع ہو ایسی جمع کی کل تین صورتیں ہیں ا۔اگر یہ جمع معرف باللام ہو یامضاف ہو اور حالت رفعی یاجری میں ہو تولام کلمہ کی یاء ساکن ہو جاتی ہے جیسے: هَذه الْجَوارِيْ، هَذِهٖ جَوَارِيْكُمْ،مَرَرْتُ بالْجَوَارِيْ ،۲۔حالت رفعی یاجری میں ہو لیکن مضاف اور معرف باللام نہ ہو تواس صورت میں لام کلمہ کی یاءحذف ہوجاتی ہے اور تنوین آخر میں لاحق ہو جاتی ہے جیسے: هَذه جَوَارٍ، مَرَرْتُ بِجَوَارٍ ۳۔حالت نصب میں ہو اس صورت میں یاءمفتوح ہوجاتی ہے۔جیسے:رأیتُ جَوَارِيَ، رأیتُ الْجَوَارِيَ،رَأیتُ جَوَارِيَكُمْ.(النحو الوافی:۴/۲۱۱)

علامہ عبدالرب میر ٹھیؒ نے اس کی وضاحت یوں کی ہے:اس میں اختلاف ہے،بعض کے نزدیک یہ تعلیل سے قبل اور تعلیل کے بعد حالت رفع اور جر میں منصرف ہے اس لیے کہ تعلیل ذات کلمہ کیساتھ متعلق ہوتی ہے اور منع صرف صفت کلمہ کیساتھ متعلق ہے اور تمامیت کلمہ کے بعد عارضی ہوتاہے اور ذات مقدم صفت پر ہوتی ہے اسی طرح متعلق ذات ممقدم متعلق صفت پر ہو گا اور اصل میں انصراف ہے،لہذا یہ اصل میں ''جَوَارِيٌ''بضم یاءوکسر عین مع التنوین ہو گا،اولاً ضمہ کو حالت رفع میں اور جر کو حالت جر میں ثقل کی وجہ سے حذف کردیا،بعدمیں ''یاء''اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے گرگئی، تعلیل کے بعد کلمہ مذکورہ ''جَوَارٍ''بروزن ''سَلَامٌ، كَلَامٌ'' ہو گیااور وہ صیغہ منتہی الجموع کے وزن پر جو منع صرف میں مؤثرہونے کے لیے یہ صیغہ ہے نہ رہا،لہذا وہ تعلیل کے بعد بھی منصرف رہے گااور اس کی تنوین تنوین صرف ہو گی، جیسی کہ وہ تعلیل سے پیشتر تھی اور بعض کے نزدیک یہ جمع تعلیل کے بعد غیر منصرف ہے اس لیے کہ تعلیل کے بعداگرچہ کلمہ حقیقۃً جمع منتہی الجموع کے وزن پر نہیں رہتا، لیکن چونکہ مقدر بمنزلہ ملفوظ ہے،لہذا وہ حکماً مفاعل کے وزن پر ہو گا، پس وہ تعلیل کے بعد غیر منصرف ہے اگرچہ تعلیل کے قبل منصرف ہے۔(فیوض عثمانی:۱۴۹-۱۵۰)

[2] قانون کافارسی متن: درہر کلمہ جمع اقصیٰ ازناقص ولفیف غیر مدخول الف لام تنوین تمکن درحالت رفع وجر ظاہر کردہ وجوباً، بشرطیکہ بروزن فَعَائِلُ ولام کلمہ مشدد نہ باشد۔

[3] تخریج: مراح الارواح:۱۶۸، فصول اکبری:۶۹، نوادرالاصول:۱۶۹-۱۷۰، علم الصیغۃ:۶۱، صرف بھتر ال:۱۱۵، الصرف العزیز:۴/۲۰۴۔

حکم: یہ قانون وجوبی ہے[۱]۔

ہر یاء جو مفاعل[۲] حالی یا مفاعل مآلی کے آخر میں واقع ہو تو حالت رفع اور جر میں اس یاء[۳] کو حذف کرکے اس کے عوض میں تنوین لانا واجب ہے، مفاعل حالی کی مثال ''دَوَاعٍ''[۴] اور ''رَوَامٍ'' جو اصل میں ''دَوَاعِوُ، رَوَامِیُ'' تھے۔ مفاعل مآلی کی مثال ''مَدَاعٍ، مَرَامٍ'' جو اصل میں ''مَدَاعِیٌّ، مَرَامِیٌّ'' تھے، پھر ''مَدَاعِوُ، مَرَامِیُ'' ہوئے، پھر مذکورہ قانون سے ''مَدَاعٍ، مَرَامٍ'' ہو گئے۔

مفاعل حالی سے مراد وہ اسم ہے جو واضع کی وضع ہی سے مفاعل کے وزن صوری پر ہو اور مفاعل مآلی سے مراد وہ اسم ہے جو پہلے مفاعیل کے وزن پر ہو اور بعد میں مفاعل کے وزن پر ہو جائے۔

احترازی مثالیں: ۱۔ یاء آخر میں نہ ہو، جیسے: ''مَبَایِعُ''. ۲۔ مفاعل کے آخر میں نہ ہو، جیسے: ''مَرَاضِیٌّ''. ۳۔ نہ مفاعل حالی ہو نہ مفاعل مآلی، جیسے: ''دَاعِی اللّٰہ''. ۴۔ حالتِ نصبی ہو، جیسے: ''رَئَیْتُ دَوَاعِیَ اللّٰہ''.

تعلیل: ''مَدَاعٍ'' کہ دراصل ''مَدَاعِیٌّ'' بود، پس یاء مشدد واقع درآخر مفاعیل وایں چنیں ثقیل بود، لہذا یاء مدغم را ودر قولے یاء مدغم فیہ را جوازاً از برائے خفت حذف کردہ، اعراب بر یاء مدغم جاری کردہ ''مَدَاعِیُ'' شد، ضمہ بر یاء ثقیل بود آں را انداختہ وبر قولے ثانی یاء را نیز انداختہ عوض اُو ضمہ یا از یاء محذوفہ یا از ہر دو تنوین درآوردہ ''مَدَاعٍ'' شد۔

''مَرَامٍ'' کہ دراصل ''مَرَامِیٌّ'' بود، پس یاء مشدد واقع درآخر مفاعیل وایں چنیں ثقیل بود، لہذا یاء مدغم را ودر قولے یاء مدغم فیہ را جوازاً از برائے خفت حذف کردہ، اعراب بر یاء مدغم جاری کردہ ''مَرَامِیُّ'' شد، ضمہ بر یاء ثقیل بود آں را انداختہ وبر قولے ثانی یاء را نیز انداختہ عوض اُو ضمہ یا از یاء محذوفہ یا از ہر دو تنوین درآوردہ ''مَرَامٍ'' شد۔

قانون نمبر ۱۰:

---

[۱] مواضعِ اجراء: یہ قانون ثلاثی مجرد ناقص واوی یائی، لفیف مفروق ومقرون کے اسم ظرف، اسم آلہ، اسم تفضیل، اسم فاعل، صفت مشبہ اور اسم مفعول کے جمع اقصیٰ کے صیغوں میں جاری ہوتا ہے۔

[۲] مفاعل سے مراد وزن صوری ہے کیونکہ ''أَفَاعِلُ'' اور ''فَوَاعِلُ'' میں بھی یہ قانون جاری ہوتا ہے۔

[۳] مفاعل کے آخر میں جو ''یاء'' آتی ہے اس کی پانچ قسمیں ہیں: اول اصلی جو کسی حرف سے بدل نہ ہو، جیسے: ''جَوَارِیْ''۔ دوم: اصلی جو واؤ سے بدل ہو، جیسے: ''مَجَالِیْ'' جو ''مَجْلَی'' کی جمع ہے۔ سوم: زائد غیر مبدل، جیسے: ''عَفَارِیْ'' جو ''عِفْرِیْتٌ'' کی جمع ہے۔ چہارم: زائد جو واؤ سے بدل ہو، جیسے: ''خَنَاذِیْ'' جو ''خَنْذَوَۃٌ'' کی جمع ہے۔ پنجم: زائد جو الف سے بدل ہو، جیسے: ''سَعَالِیْ'' جو ''سَعلَاۃٌ'' کی جمع ہے۔ (فیوض عثمانی: ۱۵۰)

[۴] اسم منقوص پر الف لام داخل ہو تو اس کو رفعی وجری حالت میں یدعو تدعو قانون کے تحت جہاں رفع وجر کا حذف کرنا واجب ہے وہاں اس یاء کو کتابت میں بھی حذف کرنا جائز ہے، جیسے: ''یَوْمُ التَّنَادِ، یَوْمُ یَدْعُ الدَّاعِ''۔ اسی طرح یاء ضمیر جب کہ اس سے پہلے نون وقایہ ہو تو حالت وقف میں اس یاء کو حذف کرنا جائز ہے، جیسے: ''فاتقون، فارھبون''.

﴿مَدَاعِ مَرَامِ والا قانون﴾[۱]

حکم: یہ قانون جوازی ہے[۲]۔

ہر مشدد جو مفاعیل کے آخر میں واقع ہو، اس کی دو یاؤں میں سے ایک کو حذف کرنا جائز ہے، خواہ مدغم کو حذف کر دیں یا مدغم فیہ کو، لیکن جب ایک کو حذف کریں تو دوسری میں یاء مفاعل کا حکم جاری کرنا واجب ہے (یاء مفاعل کا حکم گزر چکا ہے)، جیسے: ''مَدَاع، مَرَام'' جو اصل میں ''مَدَاعِیُ، مَرَامِیُ'' تھے[۳]۔

احترازی مثال: یاء مفاعیل کے آخر میں نہ ہو، جیسے: ''مَرْمِیٌّ''.

تعلیل: ''لَمْ یَدْعُ، لَمْ یُدْعَ الخ'' را از ''یَدْعُوْ، یُدْعَی الخ'' بنا کردند، چوں لَمْ جازمہ جحدیہ در اولینہا درآوردہ وآخرینہا راجزم دادہ، علامت جزمی سقوط حرف علت شد در پنج پنج صیغہ وسقوط نونات اعرابیہ شد در ہفت صیغہ وسقوط چیزے نہ شد در دو دو صیغہ زیر آنچہ مبنی اند ''وَالْمَبْنِیُّ مَالَایَتَغَیَّرُ الخ''، ''لَمْ یَدْعُ یُدْعَ الخ'' شدند۔

قانون نمبر ۱۱[۴]:

﴿لَمْ یَدْعُ، لَمْ یُدْعَ والا قانون﴾[۵]

حکم: ایک صورت جوازی ہے، باقی قانون وجوبی ہے[۶]۔

---

[۱] تخریج: فصول اکبری: ۱۷، فیوض عثمانی: ۱۵۰، صرف گھوٹوی: ۱۱۲، الصرف العزیز: ۲۰۴۔

[۲] مواضعِ اجراء: یہ قانون ثلاثی مجرد ناقص واوی یائی، لفیف مفروق ومقرون کے اسم آلہ کبریٰ اور اسم مفعول کے جمع اقصیٰ کے صیغوں میں جوازاً جاری ہوتا ہے۔

[۳] وہ جمع جو مفاعیل کے وزن (وزن صوری) پر ہو اور اس کے آخر میں دو یاء ہوں تو ان میں سے ایک یاء کو تخفیفاً حذف کرنا جائز ہے، اس کے بعد دوسری یائے مفاعل کا حکم حاصل کر لے گی، یعنی وہ یاء ''جَوَارٍ'' کی طرح حالت رفع اور جر میں گر جائے گی اور حالت نصب میں سلامت رہے گی، جیسے: ''صَحَارِیُّ'' جمع ''صَحْرَا'' کی ہے جب اس کی جمع مفاعیل کے وزن پر بنائی جائے تو صاد اور حاء کے بعد الف جمع پڑھایا جائے گا اور راء کو کسرہ دیا جائے گا اور اس کے بعد الف جو کسرہ کے بعد تھا وہ یاء ہو جائے گا ''صَحَارِی'' (بتقدیم یاء بر ہمزہ) ہوا، پھر ہمزہ متحرکہ یائے مدہ زائدہ کے بعد واقع ہونے کی وجہ سے وہ یاء ہوا۔ اب دو یاء آخر مفاعیل میں جمع ہوئیں تو جائز ہے کہ ادغام کریں اور یہ بھی جائز ہے کہ بقاعدہ مذکورہ ایک یاء کو حذف کر دیں اور دوسری یاء کو یاء مفاعل کا حکم دیں۔ (فیوض عثمانی: ۱۵۰)

[۴] قانون کا فارسی متن: ہر حرف علت کہ واقع شود در آخر فعل مضارع غیر بدل از ہمزہ وقتِ دخولِ جوازم وبناء کردن امر حاضر معلوم حذف کردہ می شود وجوباً۔

[۵] تخریج: مراح الارواح: ۱۶۶، الحنفیہ: ۱۹۴، فصول اکبری: ۷۰-۷۱، نوادر الاصول: ۱۶۹، دستور المبتدی: ۵۲، قوانین زرادی: ۴۴، ارشاد الصرف: ۶۳، قانونچہ کھیوالی: ۵۷، صرف گھوٹوی: ۱۱۱، صرف بھترال: ۱۱۵، الصرف العزیز: ۱۶۸۔

[۶] مواضعِ اجراء: اس قانون کی پہلی دو صورتیں ثلاثی مجرد اور ثلاثی مزید فیہ کے ناقص واوی یائی، لفیف مفروق ومقرون کے فعل مضارع مجزوم، فعل نہی حاضر معلوم ومجہول اور نہی غائب معلوم ومجہول کے واحد مذکر غائب، واحدہ مؤنث غائبہ، واحد مذکر مخاطب، واحد متکلم، متکلم مع الغیر کے صیغوں میں وجوباً جاری ہوتی ہیں اور فعل امر حاضر معلوم ومجہول، امر غائب معلوم ومجہول کے مذکورہ صیغوں میں وجوباً جاری ہوتی ہیں اور تیسری صورت ثلاثی مجرد اور ثلاثی مزید فیہ ناقص واوی، یائی، لفیف مفروق ومقرون کے فعل مضارع معلوم ومجہول میں بحالت وقف جوازاً جاری ہوتی ہے۔

ہر حرف علت جو فعل مضارع کے آخر میں واقع ہو دو صورتوں میں اسے حذف کرنا واجب ہے اور ایک صورت میں حذف کرنا جائز ہے[1]:

وجوبی صورتیں: ۱۔ اس فعل مضارع پر کوئی عامل جازم داخل نہ ہو، جیسے: "یَدْعُوْ، یَرْمِیْ، یَخْشَی" سے "لَمْ یَدْعُ، لَمْ یَرْمِ، لَمْ یَخْشَ". ۲۔ فعل مضارع سے امر حاضر معلوم حقیقی کی بناء کی جائے، جیسے: "تَدْعُوْ، تَرْمِیْ، تَخْشَی" سے "اُدْعُ، اِرْمِ، اِخْشَ".

جوازی صورت: فعلِ مضارع پہ وقف کیا جائے تو اس حرف[2] علت کو حذف کرنا جائز ہے، جیسے: "وَالَّیْلِ إِذَا یَسْرْ" جو اصل میں "یَسْرِیْ" تھا، یاء کو جوازاً حذف کرکے ماقبل کو ساکن کر دیا گیا۔

فائدہ: امر حاضر معلوم کے چھ صیغوں کو امر حقیقی کہتے ہیں اور فعل تعجب کے دوسرے صیغے کو امر حکمی کہتے ہیں، یہ قانون امر حقیقی کے لیے ہے۔

احترازی مثالیں: ۱۔ حرف علت آخر میں نہ ہو، جیسے: "یَقُوْلُ، یَبِیْعُ". ۲۔ فعل مضارع میں نہ ہو، جیسے: "اِنْدَعَا". ۳۔ حروف نواصب داخل ہوں، جیسے: "لَنْ یَّدْعُوَ، لَنْ یَّرْمِیَ". ۴۔ امر حکمی، جیسے: "أَدْعِیْ بِه".

تعلیل: "لِتُدْعَوُنَّ، لِتُدْعَیِنَّ" کہ دراصل "لِتُدْعَوْ، لِتُدْعَیْ" بودند، چوں نون تاکید ثقیلہ بآخر ایشاں متصل شد "لِتُدْعَوْنَّ، لِتُدْعَیْنَّ" شدند، پس التقائے ساکنین شد میان واؤ ونون در اول کلمہ ومیان یاء ونون در ثانی مدغم علی

---

[1] علامہ رضی الدین استر آبادی فرماتے ہیں کہ امر کے آخر سے حرف علت اس لیے ساقط ہوتا ہے کہ قیاس اس کو مقتضی تھا کہ امر غائب کی طرح امر حاضر بھی مجزوم بلام امر ہوتا، لیکن چونکہ تخاطب بالحاضر بار بار اور کثرت کیساتھ ہوتا ہے اس لیے کلمہ کو ہلکا رکھنے کی خاطر علامت مضارع اور لام امر دونوں تخفیف ہو گئی، کیونکہ اس کا فعل مضارع سے مشابہت اور موافقت پر تھا وہ علامت مضارع کے حذف سے ختم ہو گئی، لہذا امر حاضر فعل کی اصلی حالت بناء کی طرف لوٹ گیا، یعنی فعل میں اصل بناء ہے اور چونکہ امر باللام میں (جو کہ مطابق قیاس ہونے کی بناء پر اصل امر ہے) آخر سے حروف علت ساقط ہیں، لہذا امر حاضر میں بھی بعلت وقف ان کو ساقط کر دیا۔ (گنجینہ صرف:٦٥)

[2] یہاں یہ بات ذہن نشیں رکھیں کہ "لم" حرف مبسوط ہے، پھر حروف کی دو قسمیں ہیں: ایک حروف لفظیہ اور دوسرے حروف معنویہ، پھر حروف معنوی کی تین قسمیں ہیں: ۱۔ مبسوط ۲۔ مقرون ۳۔ مرکب

۱۔ مبسوط: وہ حروف معنوی ہیں، جن کیساتھ کوئی دوسرا حرفِ معنوی نہ جوڑا گیا ہو، جیسے: "مِنْ، إِلَی، فِیْ".

۲۔ مقرون: وہ حروفِ معنوی ہیں، جو دو حرفِ معنوی ملا کر بنائے گئے ہوں اور ان دونوں حرفوں کے اصلی معنی باقی ہوں، جیسے: "کَأَنَّ"، یہ کاف تشبیہ اور "أَنَّ" تاکید یہ سے مرکب ہے اور اس میں "ك" اور "أَنَّ" میں سے ہر ایک کے اصلی معنی (تشبیہ اور تاکید) باقی ہیں۔

۳۔ مرکب: وہ حروفِ معنوی ہیں جو دو حرفِ معنوی سے مرکب ہوں اور ان دو حرفوں کے معنی ایک ہو گئے ہوں، یعنی ان دونوں کے ملانے سے ان کے اصلی معنی باقی نہ رہے ہوں، بلکہ ایک نئے معنی پیدا ہو گئے ہوں، جیسے: "لَوْلَا" تحضیضیہ، یہ "لَوْ" تمنائیہ اور "لَا" نافیہ سے مرکب ہیں اور ان دونوں (لَوْ، لَا) کے معنی ایک ہو گئے ہیں کہ "لَوْ" میں آرزو اور "لَا" میں نفی کے معنی تھے، لیکن جب ان کو ملا کر "لَوْلَا" بنایا تو آرزو اور نفی کے معنی ختم ہو گئے اور ایک نئے معنی (تحضیض) اور ابھارنے کے معنی پیدا ہو گئے۔ (پنج گنج:۱۱۹)

غیرہ چوں اول ایشاں واوٗ جمع ویاء ساکنہ علی غیرہ حدہ بودند آں واوٗ را حرکت ضمہ ویاء را حرکت کسرہ دادند "لِتُدْعَوُنَّ، لِتُدْعَيِنَّ"[1] شدند۔

قانون نمبر ۱۲[2]:

﴿لِتُدْعَوُنَّ والا قانون﴾[3]

حکم: یہ قانون وجوبی ہے[4]۔

یہ قانون[5] دوصورتوں پہ مشتمل ہے:

۱۔ التقائے ساکنین علی غیر حدہ ہو اور پہلا ساکن جمع کی واوٗ ہو، جو غیر مدہ ہو (صیغہ مذکر کا ہو) تو اس واوٗ کو ضمہ کی حرکت دینا واجب ہے غالباً، خواہ فعل میں ہو۔ یا اسم میں۔ فعل کی مثال "دَعَوُا" جو اصل میں "دَعَوْا الله" تھا۔ اسم کی مثال "مُصْطَفَوُ الله" جو اصل میں "مُصْطَفَوْا الله" تھا۔ غالباً کا مطلب یہ ہے کہ اکثر تو ضمہ کی حرکت دینگے اور کبھی کبھی فتحہ یا کسرہ کی حرکت بھی دیں گے، جیسے: "أُوْلئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلالَةَ" میں ایک قراءت میں " اشْتَرَوَا الضَّلالَةَ" اور اشْتَرَوِا الضَّلالَةَ ہے۔

۲۔ التقائے ساکنین علی غیرہ حدہ ہو اور پہلا ساکن یاء وحدت ہو جو غیر مدہ ہو اور صیغہ واحدہ مؤنث مخاطبہ ہو تو یاء کو کسرہ

---

(۱) تعلیل اور قانون دونوں میں امر حاضر مجہول کی دی گئی ہے، لیکن یہ قانون فعل مضارع مجہول میں بھی اسی طرح جاری ہوگا، جب اس کے آخر میں نون ثقیلہ ملحق ہو، جیسے: "لَتُدْعَوُنَّ، لَتُدْعَيِنَّ"۔

(۲) قانون کا فارسی متن: در التقائے ساکنین علیٰ غیر حدہ اگر ساکن اول غیر مدہ واوٗ جمع باشد آں را حرکت ضمہ می دہند وجوباً، و اگر ساکن اول غیر مدہ یائے واحدہ باشد آں را حرکت کسرہ می دہند وجوباً۔

(۳) تخریج: قوانین زرادی: ۴۷، ارشاد الصرف: ۶۳، قانونچہ کھیوالی: ۵۸، صرف بہتر ال: ۱۱۷، الصرف العزیز: ۱۷۱۔

(۴) مواضعِ اجراء: اس قانون کی پہلی صورت ثلاثی مجرد اور ثلاثی مزید فیہ لفیف مفروق ومقرون کے فعل امر حاضر مجہول، امر غائب مجہول، نہی حاضر مجہول، نہی غائب مجہول کے صیغہ جمع مذکر مخاطبین مؤکد بانون تاکید ثقیلہ وخفیہ میں جاری ہوتی ہے اور اسمائے جامدہ میں بھی جاری ہوتی ہے۔ اور دوسری صورت ثلاثی مجرد اور ثلاثی مزید فیہ، لفیف مفروق ومقرون کے امر حاضر مجہول، امر غائب مجہول، نہی حاضر مجہول، نہی غائب مجہول کے صیغہ واحدہ مؤنث مخاطبہ مؤکد بانون تاکید ثقیلہ وخفیفہ میں وجوباً جاری ہوتی ہے۔

(۵) یہ قانون دراصل التقائے ساکنین قانون کا ضمیمہ ہے، وہاں التقائے ساکنین علی غیر حدہ کے جو چار مراحل بیان ہوئے اس قانون کا تعلق ان میں سے آخری مرحلے کیساتھ ہے، یعنی اگر: ۱۔ التقائے ساکنین علی غیر حدہ وقف کی وجہ سے بھی نہ ہو۔ ۲۔ ساکن اول حرف مدہ یا نون خفیفہ بھی نہ ہو۔ ۳۔ ساکنین میں سے کوئی ایک کلمہ کے آخر میں بھی نہ ہو تو۔ ۴۔ ساکنِ اول کو حرکت دینا واجب ہے، وہاں حرکت دینے کو واجب قرار دے کر حرکتِ کسرہ، فتحہ اور ضمہ کی اپنی اپنی ترجیحات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس قانون کی رو سے اس چوتھے مرحلے میں اگر غیر مدہ واوِ جمع ساکنِ اول واقع ہو تو صرف حرکت دینا متعین نہیں ہوگا، بلکہ یہ بھی متعین ہو جائے گا کہ صرف ضمہ کی حرکت دینی ہے اور اگر ساکنِ اول غیرہ مدہ یائے واحدہ واقع ہوگی تو نہ صرف اسے حرکت دینا متعین ہو جائے گا، بلکہ یہ بھی متعین ہوگا کہ اسے صرف کسرہ دینا ہے۔

دیناواجب ہے، جیسے:''لِتُدْعَيِنَّ''جواصل میں''لِتُدْعَيْنَّ''تھا[۱]۔

احترازی مثالیں: ا۔ واؤجمع کی نہ ہو، جیسے:''لَوِ اسْتَطَعْنَا''۔ ۲۔مدہ ہو، جیسے:''اضْرِبُوْنَّ''سے''اضْرِبُنَّ''۔ ۳۔دوسری صورت میں پہلا مدہ ہو، جیسے:''اضْرِبِنَّ''جواصل میں''اِضْرِبِيْنَّ''تھا۔ ۴۔یاءوحدت کی نہ ہو تثنیہ کی ہو، جیسے:''ضَارِبَی الْغُلَامِ''۔

تعلیل: ''دُعْیَ''کہ دراصل''دُعْوَی''بود، پس واؤ واقع شد، بجائے لام کلمہ در''فُعْلَی''اسمی آں واؤ را بیاءبدل کردہ''دُعْیَ''شد۔

قانون نمبر۱۳[۲]:

﴿دُعْیَ والا قانون﴾[۳]

حکم: یہ قانون وجوبی ہے[۴]۔

یہ قانون دوصورتوں پر مشتمل ہے۔

ا۔ ہر واؤجوفُعْلَی اسمی کے لام کلمہ میں واقع ہو اسے یاءسے بدلناواجب ہے، جیسے:''دُعْیَی''جواصل میں''دُعْوَی''تھا[۵]۔

---

[۱] ہر حرف علت جولام کلمہ میں دخولِ جوازم یاامر حاضر معلوم کے بناء کے وقت حذف ہواہو توضمیر فاعل کے اتصال جیسے الف، واؤ، یاء نون جمع مؤنث یااتصال نون ثقیلہ وخفیفہ کے وقت وہ محذوف شدہ حرف علت واپس آئے گا جیسے امر حاضر معلوم کی مثال جیسے: اُدْعُ مفرد سے اُدْعُوَا، اُدْعُوْا، اُدْعُیْ، اُدْعُوْنَ کی اُدْعُوْا، اُدْعُیْ میں دیگر قوانین کی وجہ سے واؤحذف ہوچکاہے، اور اتصال نون ثقیلہ وخفیفہ کی مثال اُدْعُوَنَّ، اُدْعُوُنْ وغیرہ۔

[۲] قانون کافارسی متن: واؤلام کلمہ فُعْلٰی اسمی یاءمی شودوجوباًویالام کلمہ فُعْلٰی اسمی واؤمی شودوجوباً۔

[۳] تخریج: الکتاب:۴/۳۸۹، المنصف لابن جنی:۲/۱۵۸، سر الصناعۃ:۲/۵۹۱، الشافیۃ:۳۶۵، شرح الشافیۃ للرضی:۳/۱۷۸، التذییل والتکمیل لابی حیان:۶/۱۷۰، توضیح المقاصد للمرادی:۴/۱۲۶، جاربردی:۲/۳۴۸، نقرہ کار :۲/۳۴۸، شرح الشافیۃ لابن جماعۃ:۲/۳۴۸، المناہج الکافیۃ:۲/۳۴۸، ایجازالتعریف لابن مالک:۱۱۸، فصول اکبری:۷۰، نوادرالاصول:۱۶۶، علم الصیغۃ:۶۱، ارشادالصرف:۶۴، کتاب الصرف:۱۷۳، ۹۷، قانونچہ کھیوالی:۵۸-۵۹، صرف بھترال:۱۱۷، الصرف العزیز:۲۲۹۔

[۴] مواضع اجراء: اس قانون کی پہلی صورت ثلاثی مجردناقص واوی، لفیف مقرون کے صیغہ واحدہ مؤنث اسم تفضیل میں جاری ہوتی ہے اوردوسری صورت ہراس اسم میں جاری ہوتی ہے جو''فَعْلَی''اسمی کے وزن پر ہو۔

[۵] ''فُعْلَی''اسمی میں تعلیل کرتے ہیں اور صفتی میں نہیں، اس لیے کہ''فُعْلَی''اسمی میں ثقل ہے، پھراس کے لام میں واؤواقع ہونے سے اور ثقل بڑھ گیا، لہٰذااس کویاءسے بدلتے ہیں جوواؤسے خفیف ہے، بخلاف''فُعْلَی''صفتی کے،''فُعْلَی''اسمی اگرلام کلمہ میں ہوتو اپنے حال پر رہے گا، جیسے:''فُتْیَا''، اوراگر کلمہ واؤہے تویاءہوجائے گا، جیسے:''دُنْیَا، عُلْیَا''اصل میں''دُنْوَا، عُلْوَا''تھے اور''فُعْلَی''صفتی کالام کلمہ میں واؤہے تواپنے حال پررہے گا، جیسے:''غُزْوَی''۔اوراگرلام کلمہ یاءہے تواپنے حال پر رہے گا، جیسے:''قُصْیَا''۔اور''فَعْلَی''صفتی کے لام کلمہ میں یاءہوتوواؤہوجاتی ہے، جیسے:''تَقْوَی''اصل میں''تَقْیَی''تھا =

۲۔ ہر یاء جو فَعْلَی اسمی کے لام کلمہ میں واقع ہو اسے واؤ سے بدلنا واجب ہے، جیسے: ''تَقْوٰی'' جو اصل میں ''تَقْیَی'' تھا[1][2]۔

احترازی مثالیں: ۱۔ فُعْلَی نہ ہو، جیسے: ''دَعْوٰی''۔ ۲۔ فعلی اسمی نہ ہو، صفتی ہو، جیسے: ''غُزْوَی''. ۳۔ واؤ لام کلمہ میں نہ ہو، جیسے: ''قُوْلَی''. ۴۔ دوسری صورت میں فعلی اسمی نہ ہو، صفتی ہو، جیسے: ''صَدْیَی''۔ ۵۔ فَعْلَی کے وزن پہ ہی نہ ہو، جیسے: ''رُمْیَی''.

تعلیل: ''رَمُوَ'' کہ دراصل ''رَمُیَ'' بود، پس یاء واقع شد در آخرش فعل بعد از ضمہ آں یاء را بہ واؤ بدل کردہ ''رَمُوَ'' شد۔

قانون نمبر ۱۴[3]:

﴿''رَمُوَ'' والا قانون﴾[4]

حکم: یہ قانون وجوبی ہے[5]۔

ہر یاء جو فعل کے آخر میں واقع ہو اور ما قبل اس کا مضموم ہو تو اس یاء کو واؤ سے بدلنا واجب ہے، جیسے: ''رَمُوَ، نَهُوَ'' جو اصل میں ''رَمُیَ، نَهُیَ'' تھے[6]۔

= اور اگر ''فَعْلَی''، صفتی کے لام کلمہ میں یاء ہو تو اپنے حال پر رہے گا، جیسے: ''صَدْیَ''۔ باقی رہی یہ بات کہ ''فَعْلَی'' اسمی میں تعلیل کیوں نہیں کی جاتی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسم چونکہ خفیف ہوتا ہے، لہٰذا وہ ثقل واؤ کا متحمل ہو سکتا ہے، بخلاف صفت کہ وہ اجزاء معنی کے اعتبار سے خود ثقیل ہوتی ہے، لہٰذا ثقل واؤ کا متحمل نہیں۔ (ہامش کنز النوادر: ۸۵-۸۶)

(۱) یہ مطابقی مثالیں ہیں۔

(۲) ''فُعْلَی''، صفتی میں مطلقاً (واوی ہو، یا یائی) تعلیل نہیں ہوگی، جیسے: ''غُزْوَی''. اور ''فُعْلَی'' اسمی یائی میں بھی قانون نہیں لگے گا، جیسے: ''فُتْیَا''۔ اور اگر ''فُعْلَی'' اسم واوی ہو تو قانون لگے گا، جیسے: ''دُنْیَا، عُلْیَا'' جو اصل میں ''دُنْوَی، عُلْوَی'' تھے۔ ''فَعْلَی'' صفتی اپنے حال پر رہے گا، جیسے: ''شَهْوَی، صَدْیَا، دَعْوَی'' اور ''فَعْلَی'' اسمی میں تعلیل ہوگی، جیسے: ''تَقْوَی''۔ تاکہ اسم اور صفت میں فرق رہے اور ''فُعْلَی'' تفضیلی میں قانون لگے گا، جیسے: ''دُعْیَی''. (شرح الشافیہ للرضی: ۸۳۱/۲)

(۳) قانون کا فارسی متن: ہر یاء کہ واقع شد در اخت فعل وما قبل او مضموم باشد واؤ شود وجوباً۔

(۴) تخریج: فصول اکبری: ۷۰، نوادر الاصول: ۱۶۹، محاضرات فی علم الصرف: ۱۳۶، علم الصیغہ: ۵۸، ارشاد الصرف: ۶۷، کتاب الصرف: ۱۷۳، ۹۷، قانونچہ کھیوالی: ۵۹، صرف بھتر ال: ۱۱۸، الصرف العزیز: ۱۱۹۔

(۵) مواضعِ اجراء: یہ قانون ثلاثی مجرد ناقص یائی اور لفیف مفروق ومقرون کے فعل تعجب (جو ''فَعُلَ'' کے وزن پر ہو) میں جاری ہوتا ہے۔

(۶) ''نَهُوَ یَنْهُوْ، کَنَی یَکْنُوْ'' اصل میں ''نَهُیَ یَنْهُیْ، کَنَی یَکْنَی'' تھے، بقانون ''رَمُوَ، نَهُوَ، یَنْهُوْ، یَکْنُوْ'' ہوئے، پھر یَدْعُوْ کے قانون سے ''یَنْهُوْ، یَکْنُوْ'' ہوئے، اگر یَدْعُوْ کا قانون رَمُوَ کے قانون سے پہلے جاری کریں تو پھر ''یَنْهُیْ یَکْنُیْ'' ہوں گے، بعدہ بقانون یُوْسَرُ ''یَنْهُوْ، یَکْنُوْ'' ہوئے۔ سوال: ان دونوں تعلیلوں میں اولیٰ کونسی ہے؟ جواب: تبدیلی کی دو قسمیں ہیں: اول: ذاتی، دوم: صفتی۔ ذاتی تبدیلی زیادہ اولی ہے کہ پہلے ''رَمُوَ'' کا قانون جاری کریں پھر یَدْعُوْ کا۔ ورنہ لازم آئے گا صفت کا ذات پر مقدم ہونا اور یہ جائز نہیں، کذا فی الشافیہ، ویسے تبدیلی بھی حذفِ حرکت سے اولیٰ ہے۔ (کنز النوادر: ۸۹)

احترازی مثالیں: ۱۔ یاء فعل کے آخر میں نہ ہو، جیسے: ''تَرَقُّیٌ''۔ ۲۔ آخر میں نہ ہو، جیسے: ''بِیْعَ'' جو اصل میں ''بُیِعَ'' تھا۔ ۳۔ ضمہ کے بعد نہ ہو، جیسے: ''خَشِیَ''۔

تعلیل: ''رَخَایَا'' را از ''رَخِیَّۃٌ'' بنا کردند، رد کردند بسوئے اصلش کہ اصل اُو ''رَخِیْوَۃٌ'' بود، حرف اول را برحال خود گذاشتہ، ثانی رافتحہ دادہ، سوم جاالف از برائے علامت جمع اقصی درآوردہ، حرفیکہ مابعد از علامت جمع اقصی شد آں را کسرہ دادہ، تاءواحدہ راحذف کردہ، تنوین تمکن علامت اسمیت رامقدر نمودند از برائے ضدیت منع صرف ''رَخَایِوُ'' شد، پس یاءواقع شد بعد الف مفاعل آں یاء رابہ ہمزہ بدل کردہ[1] ''رَخَائِوُ'' شد، پس واؤ واقع شد بجائے لام کلمہ ماقبلش مکسور آں واؤ رابیاء بدل کردہ ''رَخَائِیُ'' شد، پس ہمزہ واقع شد بعد الف مفاعل قبل از یاء و در مفرد قبل از یاءنہ بود، آں ہمزہ رابیاء مفتوحہ بدل کردہ، پس وامبدلہ بازآمدہ زیر آنچہ علت ابدالیتِ اُو زائل شد ''رَخَایَوُ'' شد، پس واؤ بود در موضع ثالث اکنوں صاعد گشت آں واؤ رابیاء بدل کردہ ''رَخَایَیُ'' شد، پس یاء متحرک ماقبلش مفتوح آں یاء رابہ الف بدل کردہ ''رَخَایَا'' شد۔

قانون نمبر ۱۵[2]:

﴿''رَخَایَا'' والا قانون﴾[3]

حکم: یہ قانون وجوبی ہے[4]۔

اس قانون[5] کی دو صورتیں ہیں[6]:

---

[1] اس میں یکے بعد دیگرے یہ قوانین جاری ہوئیں ہیں: ۱۔ الف مفاعل والا قانون ۲۔ دُعِیَ والا قانون ۳۔ رَخَایَا والا قانون ۴۔ قُولَنَّ والا قانون ۵۔ یہ یُدعیان تُدعیان والا قانون ۶۔ قَالَ والا قانون۔

[2] قانون کا فارسی متن: ہر ہمزہ کہ واقع شد بعد از الف مفاعل قبل از یاء و در مفرد قبل از یاء نہ بود آں رابہ یاء مفتوحہ بدل کنند وجوباً مگر آں ہمزہ کہ واؤ واقع شدہ بود در مفرد بعد از الف چہارم جاچرا کہ آں ہمزہ رادر جمع بہ واؤ مفتوحہ بدل کنند وجوباً۔

[3] تخریج: الشافیہ:۳۷۰، شرح الشافیۃ للرضی:۱/۱۷۹، جاربردی:۲/۳۵۳، نقرہ کار:۲/۳۵۳، المناہج الکافیۃ:۲/۳۵۳، فصول اکبری:۷۰، نوادرالاصول:۱۶۷، دستورالمبتدی:۶۹، ارشادالصرف:۶۴-۶۵، قانونچہ کھیوالی:۵۹-۶۰، صرف گھوٹوی:۱۱۲، صرف بھترال:۱۱۹، الصرف العزیز:۲۰۵۔

[4] مواضعِ اجراء: اس قانون کی پہلی شق ثلاثی مجرد ناقص واوی، لفیف مفروق و مقرون اور مہموز اللام کے صفت مشبہ کے جمع اقصی میں جاری ہوتی ہے اور دوسری شق ثلاثی مجرد مہموز الفاء و ناقص یائی کے صفت مشبہ کے جمع اقصیٰ میں جاری ہوتی ہے۔

[5] اس قانون کو ناقص میں ذکر کرنا تسامح ہے، صاحب فصول اکبری نے الاصول اکبریہ میں، علامہ ابن حاجبؒ نے الشافیہ میں اور دیگر حضرات نے اس قانون کو قوانین مہموز کے تحت بیان کیا ہے۔ (فیوض عثمانی:۱۴۷)

[6] اس قانون کا تعلق الف مفاعل کے بعد آنے والے ہمزہ سے ہے، اس قانون کے ذریعے الف مفاعل کے بعد آنے والے ہمزہ میں دو قسم کے تصرفات ہوں گے، پہلا یہ ہے کہ اسے یائے مفتوحہ یا واؤ مفتوحہ کو بدلنا واجب ہے۔ دوم یہ ہے کہ واؤ اور یاء کے =

۱۔ ہر ہمزہ جو الف مفاعل کے بعد واقع ہو اور یاء سے پہلے ہو اور مفرد میں یاء سے پہلے ہمزہ نہ ہو، عام ہے کہ مفرد میں ہمزہ ہی نہ ہو، یا ہو لیکن یاء سے پہلے نہ ہو تو ان دونوں صورتوں میں ہمزہ کو یاءِ مفتوحہ سے بدلنا واجب ہے، پہلے کی مثال ''رَخَایَا'' جو ''رَخِیَّۃٌ'' کی جمع ہے، اصل میں ''رَخَائِيُ'' تھا، دوسرے کی مثال ''خَطَایَا'' جو ''خَطِیْئَۃٌ'' کی جمع ہے اصل میں ''خَطَائِيُ'' تھا[1]۔

۲۔ ہر ہمزہ جو الف مفاعل کے بعد یاء سے پہلے واقع ہو اور مفرد میں چوتھی جگہ الف کے بعد واؤ ہو تو اس ہمزہ کو واؤ مفتوحہ سے بدلنا واجب ہے، جیسے: ''أَدَاوٰی'' جو ''إِدَاوَۃٌ''[2] کی جمع ہے اصل میں ''أَدَائِيُ'' تھا، لیکن ''أَشَاوَیٰ'' اور ''هَدَاوَیٰ'' شاذ ہیں، کیونکہ ان کے مفرد ''أَشْیَاءُ''[3]، ''هَدِیَّۃٌ''[4] میں الف کے بعد واؤ نہ ہونے کے باوجود ان میں ہمزہ کو واؤ مفتوحہ سے بدلاتے ہیں۔

= کسرہ کو فتحہ سے بدلنا واجب ہے۔ جزء اول یہ ہے کہ جو ہمزہ الف مفاعل کے بعد یاء سے پہلے واقع ہو اور وہ مفرد میں یاء سے پہلے واقع نہ ہو اسے یائے مفتوحہ سے بدلنا واجب ہے دو شرطوں کیساتھ: ۱۔ الف مفاعل کے بعد وہ ہمزہ یاء سے پہلے واقع ہو۔ ۲۔ مفر میں وہ ہمزہ یاء سے پہلے نہ ہو، یہ دونوں شرطیں جس کلمہ میں پائی جائیں گی اس میں ہمزہ کو یائے مفتوحہ سے بدلنا واجب ہے۔ جزء دوم یہ ہے کہ جو ہمزہ مفرد میں چوتھی جگہ واؤ سے پہلے واقع ہو ہوا، الف مفاعل کے بعد جب وہ ہمزہ آئے گا تو اسے واؤ مفتوحہ سے بدلنا واجب ہے۔ دونوں کی مثالیں متن میں موجود ہیں۔

[1] یہ مطابقی مثالیں ہیں۔

[2] اس کی جمع اقصی بنائی تو حرف اول کو فتحہ دیا، ثانی کو برحال چھوڑ کر تیسری جگہ الف علامت جمع اقصی لے آئے، اس کے دو حرف میں الف اور واؤ جو الف ہے اس کو الف مفاعل کے بعد واقع ہونے کی وجہ سے ہمزہ مکسور کیساتھ بدل دیا، تاء اور تنوین کو بوجہ ضدیت منع صرف کے حذف کر دیا ''أَدَائِوُ'' ہو گیا، واؤ واقع ہوئی لام کے مقابلے میں ماقبل اس کا مکسور ہے اس کو یاء سے بدل دیا، ''أَدَائِيُ'' ہو گیا، ہمزہ الف مفاعل کے بعد یاء سے پہلے واقع ہوا ہے اور اس کے مفرد میں الف کے چوتھی جگہ واؤ تھی اس لیے اس کو واؤ مفتوحہ کیساتھ بدل دیا ''أَدَاوَيُ'' ہو گیا، یاء متحرک ماقبل اس کا مفتوح اس کو الف کیساتھ بدل دیا ''أَدَاوَیٰ'' ہو گیا۔

[3] ''أَشَاوَیٰ'' جمع ''أَشْیَاءُ'' کی ہے، ''أَشْیَاءُ'' کی جمع اقصی بنائی حرف اول کو برحال چھوڑ کر ثانی کو فتحہ دیا، تیسری جگہ الف علامت جمع اقصی لے آئے، اس کے بعد تین حرف (یاء، الف، ہمزہ) ہیں، پہلے کو کسرہ دے دیا، دوسرے کو ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے یاء سے بدل دیا، تیسرے ہمزے کو برحال چھوڑ دیا، ''أَشَائِيُ'' ہو گیا، ہمزہ واقع ہوا ''یاء'' مدہ زائدہ کے بعد اسی کلمہ میں اس کو ماقبل کی جنس کر کے جنس کا جنس میں ادغام کر دیا ''أَشَايِيٌّ'' ہو گیا، دو ''یاء'' واقع ہوئیں مفاعیل کے آخر میں ایک کو جوازاً حذف کر دیا ''أَشَايِيُ'' ہو گیا، ''یاء'' اصلی واقع ہوئی الف مفاعل کے بعد اس کو خلاف قانون ہمزہ سے بدل دیا ''أَشَائِيُ'' ہو گیا، یہ ہمزہ الف مفاعل کے بعد ''یاء'' سے پہلے واقع ہوئی ہے اور مفرد میں ''یاء'' سے پہلے نہیں، قانون کا تقاضا یہ تھا کہ اس کو یاء مفتوحہ کیساتھ بدلا جائے، لیکن خلاف القانون اس کو واؤ مفتوحہ کیساتھ بدلا دیا ''أَشَاوَيُ'' ہو گیا، پھر ''یاء'' متحرک ماقبل مفتوح ''یاء'' کو الف کیساتھ بدلا دیا ''أَشَاوَیٰ'' ہو گیا۔

[4] اسی طرح ''هَدِیَّۃٌ'' کی جمع اقصی بنائی، حرف اول کو برحال چھوڑ کر ثانی کو فتحہ دیا، تیسری جگہ الف علامت جمع اقصی کی لائے اس کے بعد دو حرف ہیں، پہلے کو کسرہ دیا اور دوسرے کو برحال چھوڑ دیا، ''تاء'' اور تنوین کو بوجہ ضدیت منع صرف کے حذف =

احترازی مثالیں: ۱۔ ہمزہ الف مفاعل سے پہلے ہو، جیسے: ''مَئَامِیُ''. ۲۔ الف مفاعیل کے بعد ہو، جیسے: ''مَیَائِیْسُ'' .۳۔ یاء سے پہلے نہ ہو، جیسے: ''شرائف''۔ ۴۔ مفرد میں یاء سے پہلے ہو، جیسے: ''شَوَآءٍ ''جو''شَائِیَۃٌ''کی جمع ہے۔

تعلیل: ''رُخَیٌّ وَّرُخَیَّۃٌ''راز''رَخِیٌّ وَرَخِیَّۃٌ''بناکردند، ردکردہ بسوئے کہ اصل اُو''رَخِیْوٌ وَّرَخِیْوَۃٌ''بودند، حرف اول راضمہ دادہ، ثانی رافتحہ دادہ، سوم جایاء ساکنہ ازبرائے علامت تصغیر درآوردہ، حرف کہ مابعد ازیاء ساکنہ علامت تصغیر بود، آں راکسرہ دادہ، باقیاں رابرحال خود گذاشتہ''رُخَیْوٌوَّرُخَیْوَۃٌ''شدند، پس دو حرف از یک جنس دریک جابہم آمدند، اول ساکن ثانی متحرک اول را درثانی ادغام کردند''رُخَیَّۃٌ وَّرُخَیِّوَۃٌ''شدند، پس واؤ واقع شد بجائش لام کلمہ ماقبلش مکسور، آں وؤ رابیاء بدل کردند''رُخَیِّیٌ وَّرُخَیِّیَۃٌ''شدند، پس اجتماع ثلاثہ یایات شد دریک کلمہ، اول مدغم درثانی وثالث بجائے لام کلمہ آں یاء ثالث راحذف کردند نسیاً منسیاً''رُخَیٌّ وَّرُخَیَّۃٌ''شدند۔

قانون نمبر ۱۶[۱]:

﴿''رُخَیٌّ وَّرُخَیَّۃٌ''والا قانون﴾[۲]

حکم: یہ قانون وجوبی ہے[۳]۔

اگر تین یاء ایک کلمہ میں اس ترتیب سے جمع ہوں کہ پہلی دوسری میں مدغم ہو اور تیسری لام کلمہ کے مقابل ہو تو تیسری یاء کو نسیاً منسیاً حذف کرنا واجب ہے،[۴] جیسے: ''رُخَیٌّ وَّرُخَیَّۃٌ''جو اصل میں''رُخَیِّیٌ وَّرُخَیِّیَۃٌ''تھا، بشرطیکہ: ۱۔ وہ کلمہ فعل نہ ہو، جیسے: ''حَیَّی ''جو اصل میں''حَیَّیَ''تھا۔ ۲۔ جاری مجریٰ فعل نہ ہو، جیسے: ''مُحَیٍّ''جو

= کردیا''ھَدَائِیُ'' ہوگیا،''یاء''واقع ہوئی الف مفاعل کے بعد اس کو ہمزہ سے بدلا تو''ھَدَائِیُ''ہوگیا، یہ ہمزہ الف مفاعل کے بعد یاء سے پہلے واقع ہوا ہے اور مفرد میں یاء سے پہلے نہیں تھا، قانون کا تقاضا تھا کہ اس کو یاء مفتوحہ سے بدلا جائے، لیکن خلاف قانون اس کو واؤ مفتوحہ کیساتھ بدلا دیا''ھَدَاوِیُ''ہوگیا، پھر واؤ متحرک ماقبل اس کا مفتوح اس کو الف کیساتھ بدلا''ھَدَاوٰی''ہوگیا۔

[۱] قانون کا فارسی متن: ہر جائے کہ سہ یاء دریک کلمہ جمع شوند بایں طور کہ اول مدغم در ثانی وثالث مقابلہ لام کلمہ آں ثالث راغذف کنند نسیاً منسیاً، بشرطیکہ در فعل وجار مجرائے فعل نہ باشد۔

[۲] تخریج: ارشاد الصرف:۶۶، قانونچہ کھیوالی:۶۰، صرف گھوٹوی:۱۱۲، صرف بھتر ال:۱۲۱، الصرف العزیز:۲۰۷۔

[۳] مواضعِ اجراء: یہ قانون ثلاثی مجرد ناقص واوی، لفیف مفروق ومقرون کے صفت مشبہ کے واحد مذکر مصغر اور واحدہ مؤنث مصغرہ میں جاری ہوتا ہے۔

[۴] اس قانون کی تفصیل دیگر کتب صرف میں یوں ہے کہ جس اسم میں تین یائیں اس طرح جمع ہو جائیں کہ پہلی یاء دوسری میں مدغم اور تیسری لام کلمہ میں واقع ہو اور صیغہ بھی تصغیر کا ہو تو تیسری یاء کو نسیاً منسیاً حذف کرنا واجب ہے اور اگر دو یائیں جمع ہو جائیں اور دوسری عین کلمہ ہو تو دوسری کو حذف کرنا جائز ہے، جیسے: ''مَیِّتٌ''سے''مَیْتٌ''پڑھنا جائز ہے، لیکن منسوب کرتے وقت اس کا حذف واجب ہے، جیسے: ''سَیْدِیٌّ، طَیْبِیٌّ''، یہاں''یاء''کو مشدد پڑھنا جائز نہیں۔ یہ قانون تین شقوں پر مشتمل ہے، متن میں صرف پہلی شق مذکور ہے، اس پہلی شق کا تعلق تصغیر کے ایک قانون سے ہے کہ اسم مصغر میں تین یائیں اس طرح جمع ہو جائیں =

دراصل ''مُحَيِيٌ'' تھا، پھر ''مُحَيِّيْنٌ'' پھر ''مُحَيٍّ'' ہوا۔

فائدہ: نسیاً منسیاً کو منوی کے مقابل ذکر کیا گیا ہے، مراد یہ ہے کہ کسی حرف کو حذف کرنے کے بعد یہ فرض کرنا کہ یہاں کوئی حرف نہیں تھا، چنانچہ اس کے ما قبل کو آخری حرف سمجھ کے اس کی حرکت اسے دے دی جائے گی، جیسے: ''رُحَيِّيٌ'' میں آخری یاء کو حذف کرکے اس کا ضمہ ما قبل یاء کو دیا تو ''رُحَيٌّ'' ہو گیا، لیکن محذوف منوی سے مراد وہ حرف ہے جسے حذف کرنے کے بعد بھی اس کا اعتبار کیا جائے، چنانچہ اس کی حرکت ما قبل کو نہیں دی جاتی، جیسے: ''دَوَاعِيُ'' میں یاء کو ضمہ سمیت حذف کیا اور اس کے عوض میں تنوین لائے تو ''دَوَاعٍ'' ہو گیا۔

جاری مجری فعل سے مراد شبہ فعل ہے اور شبہ فعل سے یہاں سے صفت کے پہلے چھ صیغے مراد ہیں، یعنی تصغیر مراد نہیں۔

احترازی مثالیں: ۱۔ تین یاء نہ ہو، جیسے: ''اَلْحَيُّ''. ۲۔ ایک کلمہ میں نہ ہو، جیسے: ''اَلْحَيُّ يَعْقُوْبُ''. ۳۔ پہلے کی بجائے دوسری مدغم ہو، جیسے: ''مَحَايِيُّ''۔ ۴۔ تیسری لام کلمہ میں نہ ہو، جیسے: ''مُقَيِّلٌ''.

تعلیل: (۱) ''مَرْضِيٌّ'' کہ دراصل ''مَرْضُوْوٌ'' بود، واقع شد درآخر اسم متمکن ماقبلش واؤ مدہ زائدہ بود، آں واؤ رابیاء بدل کردند ''مَرْضُوْيٌ'' شد، پس واؤ و یاء دریک کلمہ بہم آمدند نخستیں ازایشاں ساکن لازم بدل از چیزے نہ بود، آں واؤ را یاء کردہ و یاء در یاء ادغام کردند ''مَرْضُيٌّ'' شد۔ پس یاء مشدد واقع شد درآخر اسم متمکن ماقبلش مضموم آں رابکسرہ بدل کردہ ''مَرْضِيٌّ'' شد۔

قانون نمبر ۱۷ (۲):

= کہ پہلی مدغم، دوسری مدغم فیہ اور تیسری لام کلمہ میں ہو تو آخری یاء کو نسیاً منسیاً حذف کرنا واجب ہے، یہ صورت ناقص اور لفیف کی صفت مشبہ میں مذکر و مؤنث کی تصغیر بناتے وقت پیش آتی ہے، مثال متن میں مذکور ہے اور آخری دونوں شقیں واضح ہیں۔ اور اگر اسم متمکن کے آخر میں دو یاء مشدد ہوں تو ان میں سے ایک تخفیفاً حذف کرنا جائز ہے، جیسے: لفیف مقرون کے اسم آلہ کبری کے واحد مصغر کے صیغے میں ہے، مثلاً: ''مُطَيْوِيٌّ'' و یا کہ ''مُطَيِّيٌّ'' میں ''مُطَيٍّ'' پڑھنا جائز ہے۔

(۱) بعض حضرات نے ''مَرْضِيٌّ'' کی بناء اس طرح کی ہے کہ ''مَرْضِيٌّ'' دراصل ''مَرْضُوْوٌ'' بود، واؤ واقع شد بجائے لام کلمہ در اسم مفعول آن باب کہ ماضی آں مکسور العین است، یا واؤ واقع شد درآخر اسم متمکن ماقبلش واؤ مدہ زائدہ در مفرد ما قبل اُو دیگر واوے متحرک نبود، اگرچہ دریں جا وجوب اعلال ممتنع بود، لیکن ایں واؤ را بیاء بدل کردند تبعاً للماضی، ''مَرْضُوْيٌ'' شد، پس واؤ و یاء دریک کلمہ بہم آمدند نخستیں ازایشاں ساکن لازم بدل از چیزے نہ بود، آں واؤ را یاء کردہ و یاء در یاء ادغام کردند ''مَرْضُيٌّ'' شد۔ پس یاء مشدد واقع شد درآخر اسم متمکن ماقبلش مضموم آں رابکسرہ بدل کردہ ''مَرْضِيٌّ'' شد۔

(۲) قانون کا فارسی متن: گر واؤ واقع شد بجائے لام کلمہ در اسم مفعول آں باب کہ ماضی آں مکسور العین است ایں واؤ رابیاء بدل کردند وجوباً تبعاً للماضی.

﴿"مَرْضِيٌّ" والا قانون﴾[۱]

حکم: یہ قانون وجوبی ہے[۲]۔

ناقص واوی کے جن مقامات میں لام کلمہ کی واؤ کو یاء سے بدلنا جائز ہے، اگر "عَلِمَ يَعْلَمُ" کا باب ہو تو ان مقامات میں لام کلمہ کی واؤ کو یاء سے بدلنا واجب ہے، جیسے: "مَرْضِيٌّ"[۳] جو اصل میں "مَرْضُوْوٌ" تھا[۴]۔

احترازی مثالیں: ۱۔ ناقص یائی ہو، جیسے: "مَخْشِيٌّ" جو "مَخْشُوْيٌ" تھا۔ ۲۔ "عَلِمَ يَعْلَمُ" سے نہ ہو، جیسے: "مَدْعِيٌّ" جو دراصل "مَدْعُوْوٌ" تھا۔

﴿ابواب ثلاثی مجرد ناقص واوی﴾[۵]

بابِ اول: صرف صغیر ثلاثی مجرد ناقص واوی از باب فَعَلَ يَفْعُلُ چوں اَلدُّعَاءُ (دعا کرنا)، وَالدَّعْوَةُ (کھانے پر بلانا)، وَالدِّعْوَةُ (چھوٹے قد کا ہونا)، وَالدُّعْوَةُ (جہاد کرنا)، وَالدَّعْوٰى (دعویٰ کرنا)۔

مصادر: الرَّجَاءُ، وَالنَّجَاةُ، الْبُدُوُّ، الْعَدُوُّ، الْعَفْوُ، التِّلَاوَةُ، الْخُلُوُّ، الدُّنُوُّ، الْعُلُوُّ، الْعُتُوُّ، السَّهْوُ، الْمَحْوُ"۔

بابِ دوم: صرف صغیر ثلاثی مجرد ناقص واوی از باب فَعِلَ يَفْعَلُ چوں اَلرَّضَاءُ وَالرِّضْوَانُ وَالرُّضِيُّ (خوش ہونا)، وَالْمَرْضَاةُ (پسند کرنا)۔

بابِ سوم: صرف صغیر ثلاثی مجرد ناقص واوی از باب فَعُلَ يَفْعُلُ چوں الرَّخَاءُ وَالرِّخْوَةُ (سست اور نرم ہونا)[۶]۔

---

[۱] تخریج: ایجاز التعریف لابن مالک: ۱۲۷، مراح الارواح: ۱۶۹، الحنفیہ: ۱۹۴، فصول اکبری: ۶۹-۷۰، نوادر الاصول: ۱۶۵، دستور المبتدی: ۵۴، علم الصیغہ: ۵۸، کتاب الصرف: ۹۱، ۱۷۲، قانونچہ کھیوالی: ۶۱، صرف گھوٹوی: ۱۱۲، صرف بھترال: ۱۲۲، الصرف العزیز: ۲۱۹۔

[۲] یہ قانون ثلاثی مجرد ناقص واوی کے باب "فَعِلَ يَفْعَلُ" کے اسم مفعول کے صیغہ مذکر، تثنیہ مذکر، جمع مذکر سالم، واحدہ مؤنث، تثنیہ مؤنث اور جمع مؤنث سالم کے صیغوں میں جاری ہوتا ہے۔

[۳] یہ مطابقی مثالیں ہیں۔

[۴] جمہور کے نزدیک اسم مفعول میں تعلیل "مَرْضِيٌّ" ہوگی اور بعض حضرات سے تصحیح "مَرْضُوْوٌ" بھی منقول ہے، لیکن یہ بہت قلیل ہے۔ (شرح الشافیہ للرضی: ۲/۸۲۷)

[۵] مذکورہ ابواب کے علاوہ ناقص واوی سے یہ دو باب فَعَلَ يَفْعِلُ چوں اَلْجَثْيُ (زانو پر بیٹھنا)۔ اور فَعَلَ يَفْعَلُ چوں اَلْمَحْوُ (مٹانا) بھی مستعمل ہیں، تاہم ان کا استعمال قلیل ہے۔

[۶] ثلاثی مزید فیہ ناقص واوی سے درج ذیل دس ابواب مستعمل ہیں:

باب اول: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ ناقص واوی از باب افعال چوں اَلْإِعْلَاءُ (بلند کرنا)۔

باب دوم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ ناقص واوی از باب تفعیل چوں اَلتَّنْجِيَةُ (رہائی دلانا)۔ =

﴿ابواب ثلاثی مجرد ناقص یائی﴾ (۱)

بابِ اول: صرف صغیر ثلاثی مجرد ناقص یائی از باب فَعَلَ یَفْعِلُ چوں اَلرَّمْیُ (تیر چلانا)۔
مصادر: الْجَرْیُ، السَّقَایَةُ، الْقَضَاءُ.
بابِ دوم: صرف صغیر ثلاثی مجرد ناقص یائی از باب فَعِلَ یَفْعَلُ چوں اَلْخَشْیُ وَالْخَشْیَةُ (ڈرنا)۔ (۲)
مصادر: النِّسْیَانُ، الْبَقَاءُ.

﴿ابواب ثلاثی مجرد لفیف مفروق (۳)﴾ (۴)

=باب سوم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ ناقص واوی از باب مفاعلہ چوں اَلْمُنَاجَاةُ (باہم سرگوشی کرنا)۔
باب چہارم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ ناقص واوی از باب تفعّل چوں اَلتَّبَنِّیُ (بیٹا بنانا)۔
باب پنجم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ ناقص واوی از باب تفاعل چوں اَلتَّرَاضِیُ (باہم رضامند ہونا)۔
باب ششم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ ناقص واویاز باب انفعال چوں اَلْاِنْجِلَاءُ (ظاہر ہونا)۔
باب ہفتم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ ناقص واوی از باب افتعال چوں اَلاعْتِدَاءُ (تجاوز کرنا)۔
باب ہشتم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ ناقص واوی از باب استفعال چوں اَلْاِسْتِدْعَاءُ (طلب کرنا)۔
باب نہم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ ناقص واوی از باب افعلال چوں اَلْاِرْعِوَاءُ (باز رہنا)۔
باب دہم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ ناقص واوی از باب افعیلال چوں اَلْاِعْرِیْرَاءُ (ننگی پیٹھ پر سوار ہونا)۔
ثلاثی مزید فیہ ناقص واوی سے مذکورہ دس ابواب کے علاوہ دیگر ابواب مستعمل نہیں۔

(۱) ناقص یائی سے یہ تین ابواب فَعَلَ یَفْعُلُ چوں اَلْکِنَایَةُ (کنایہ کرنا)، باب فَعَلَ یَفْعَلُ چوں اَلسَّعْیُ (کوشش کرنا) اور باب فَعُلَ یَفْعُلُ چوں اَلنَّهَاوَةُ (کامل العقل ہونا) بھی مستعمل ہیں، تاہم ان کا استعمال قلیل ہے اور ان کے علاوہ دیگر ابواب مستعمل نہیں۔

(۲) ثلاثی مزید فیہ ناقص یائی سے درج ذیل آٹھ ابواب مستعمل ہیں:
باب اول: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ ناقص یائی از باب افعال چوں اَلْاِهْدَاءُ (ہدیہ دینا)۔
باب دوم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ ناقص یائی از باب تفعیل چوں اَلتَّسْمِیَةُ (نام رکھنا)۔
باب سوم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ ناقص یائی از باب مفاعلہ چوں اَلْمُرَامَاةُ (باہم تیر اندازی کرنا)۔
باب چہارم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ ناقص یائی از باب تفعّل چوں اَلتَّمَنِّیْ (آرزو کرنا)۔
باب پنجم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ ناقص یائی از باب تفاعل چوں اَلتَّرَامِیُ (ایک دوسرے کو تیر مارنا)۔
باب ششم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ ناقص یائی از باب انفعال چوں اَلْاِنْقِضَاءُ (پورا ہونا)۔
باب ہفتم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ ناقص یائی از باب افتعال چوں اَلاحْتِفَاءُ (پوشیدہ ہونا)۔
باب ہشتم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ ناقص یائی از باب استفعال چوں اَلْاِسْتِغْنَاءُ (بے نیاز ہونا)۔
ثلاثی مزید فیہ ناقص یائی سے مذکورہ آٹھ ابواب کے علاوہ دیگر ابواب مستعمل نہیں۔

(۳) لفیف کے لیے الگ قوانین نہیں، بلکہ لفیف مفروق میں مثال اور ناقص قوانین جاری ہوتے ہیں اور لفیف مقرون میں صرف ناقص کے قوانین جاری ہوتے ہیں، لفیف مقرون کے عین کلمہ میں کوئی اعلال نہیں ہوتا، یعنی اس میں اجوف کا کوئی قانون جاری نہیں ہوتا۔

(۴) ثلاثی مزید فیہ لفیف مفروق سے درج ذیل سات ابواب مستعمل ہیں: =

بابِ اول: صرف صغیر ثلاثی مجرد لفیف مفروق از باب فَعَلَ یَفْعِلُ چوں اَلوَقْیُ وَ الْوِقَایَۃُ (محفوظ کرنا)۔
مصدر: الْوَفَاءُ.
بابِ دوم: صرف صغیر ثلاثی مجرد لفیف مفروق از باب فَعِلَ یَفْعَلُ چوں الْوَجْیُ (ننگے پاؤں ہونا)۔
بابِ سوم: صرف صغیر ثلاثی مجرد لفیف مفروق از باب فَعَلَ یَفْعُلُ چوں اَلْوَلِیُّ وَالْوِلَایَۃُ (نزدیک ہونا) [۱]۔

﴿ابواب ثلاثی مجرد لفیف مقرون﴾ [۲]

بابِ اول: صرف صغیر ثلاثی مجرد لفیف مقرون از باب فَعَلَ یَفْعِلُ چوں اَلطَّیُّ (لپیٹنا)۔
مصادر: الْغَیُّ، الرِّوَایَۃُ.
بابِ دوم: صرف صغیر ثلاثی مجرد لفیف مقرون از باب فَعِلَ یَفْعَلُ چوں اَلْقُوَّۃُ (طاقت ور ہونا) [۳]۔

= باب اول: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ لفیف مفروق از باب افعال چوں اَلْاِیْصَاءُ (وصیت کرنا)۔
باب دوم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ لفیف مفروق از باب تفعیل چوں اَلتَّوْفِیَۃُ (پورا حق دینا)۔
باب سوم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ لفیف مفروق از باب مفاعلہ چوں اَلْمُوَالَاۃُ (آپس میں دوستی کرنا)۔
باب چہارم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ لفیف مفروق از باب تفعّل چوں اَلتَّوَقِّیْ (پرہیز گار ہونا)۔
باب پنجم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ لفیف مفروق از باب تفاعل چوں اَلتَّوَالِیْ (پے در پے کرنا)۔
باب ششم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ لفیف مفروق از باب افتعال چوں اَلاتِّقَاءُ (پرہیز کرنا)۔
باب ہفتم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ لفیف مفروق از باب استفعال چوں اَلْاِسْتِیْفَاءُ (پورا حق لینا)۔
ثلاثی مزید فیہ لفیف مفروق سے مذکورہ سات ابواب کے علاوہ دیگر ابواب مستعمل نہیں۔

[۱] لفیف مفروق سے ان کے علاوہ دیگر تین ابواب مستعمل نہیں۔

[۲] ثلاثی مزید فیہ لفیف مقرون سے درج ذیل سات ابواب مستعمل ہیں:
باب اول: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ لفیف مقرون از باب افعال چوں اَلْاِحْیَاءُ (زندہ کرنا)۔
باب دوم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ لفیف مقرون از باب تفعیل چوں اَلتَّسْوِیَۃُ (برابر کرنا)۔
باب سوم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ لفیف مقرون از باب مفاعلہ چوں اَلْمُدَاوَمَۃُ (دوا کرنا)۔
باب چہارم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ لفیف مقرون از باب تفعّل چوں اَلتَّقْوِی (طاقت ور ہونا)۔
باب پنجم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ لفیف مقرون از باب تفاعل چوں اَلتَّسَاوِیْ (برابر ہونا)۔
باب ششم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ لفیف مقرون از باب انفعال چوں اَلْاِنْزِوَاءُ (گوشہ نشین ہونا)۔
باب ہفتم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ لفیف مقرون از باب افتعال چوں اَلاسْتِوَاءُ (معتدل ہونا)۔
باب ہشتم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ لفیف مقرون از باب استفعال چوں اَلْاِسْتِحْیَاءُ (شرم کرنا)۔
ثلاثی مزید فیہ لفیف مقرون سے مذکورہ آٹھ ابواب کے علاوہ دیگر ابواب مستعمل نہیں۔

[۳] لفیف مقرون سے ان کے علاوہ دیگر چار ابواب مستعمل نہیں۔

﴿قوانین مہموز[1]﴾[2]

قانون نمبر ۱[3]:

---

[1] حروف علت فاء، عین اور لام کلمہ میں واقع ہوں تو ہر ایک کے الگ الگ احکامات ہیں، اس لیے صرفی حضرات اسے مستقل عنوانات مثال، اجوف اور ناقص سے ذکر کرتے ہیں، لیکن مہموز میں ایک ہمزہ مختلف مقامات (فاء، عین، لام) میں واقع ہوتی ہے، تاہم اس میں کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوتی، اس لیے ان سب کو ایک عنوان (مہموز) سے ذکر کیا جاتا ہے اور ان کے قوانین (مہموز الفاء، مہموز العین، مہموز اللام) بھی ایک جگہ بیان کیے جاتے ہیں۔ مہموز کے کل دس قوانین ہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ مہموز میں تمام تغیرات ہمزے میں ہوتے ہیں، کبھی ہمزہ اکیلا آتا ہے اور کبھی دوسرے ہمزہ سے مل کر۔ پہلی صورت میں تخفیف جوازی ہوتی ہے اور دوسری صورت میں وجوبی۔ سہولت اور ضبط کی خاطر ہر ایک کے قوانین الگ الگ بیان کیے جاتے ہیں:
ایک ہمزہ کی تخفیف کے چھ قانون ہیں: ۱۔ رَأْسٌ والا قانون ۲۔ جُؤَنٌ اور مِئَرٌ والا قانون ۳۔ خَطِیْئَةٌ والا قانون ۴۔ سَلْ والا قانون ۵۔ ہمزہ منفرد متحرکہ والا قانون ۶۔ اخفش والا قانون۔
دو ہمزوں کی تخفیف کے چار قانون ہیں: ۱۔ آمَنَ والا قانون ۲۔ اَئِمَّةٌ والا قانون ۳۔ ہمزہ وصلیہ مفتوحہ والا قانون ۴۔ کلمہ غیر موضوع علی التضعیف والا قانون۔
ان تمام قوانین میں صرف دو قانون (آمَنَ والا قانون، کلمہ غیر موضوع لی التضعیف والا قانون، اَئِمَّةٌ کی ایک شق) وجوبی ہیں، باقی سب جوازی ہیں، جس طرح وجوبی قوانین کا جاننا ایک طالب علم کے لیے ضروری ہوتا ہے تو اس طرح جوازی کا جاننا بھی ضروری ہے، کیونکہ جوازی قوانین سے ایک صیغے کی مختلف صورتیں معلوم ہونے کیساتھ ساتھ صرفی تعلیلات اور تخفیفات کا علم بھی ہو جاتا ہے اور مواضع اجراء کی نشاندہی بھی ہو جاتی ہے۔
یہاں یہ بات بھی ذہن نشیں رکھیں کہ کہ مہموز کی گردانیں تعلیل نہ ہونے میں صحیح کی مانند ہیں کہ جس طرح صحیح کی گردانوں میں تعلیل کم ہوتی ہے تو اسی طرح مہموز میں بھی تعلیل کم ہے اس لیے بعض صرفی حضرات قوانین مہموز کو قوانین صحیح کے بعد ذکر کرتے ہیں۔

[2] ہمزہ میں قدرے تکلف ہوتا ہے اس تکلف کے ختم کرنے کو تخفیف کہتے ہیں جیسے حرف علت مرض ہے علاج کرنے کو تعلیل و اعلال کہا جاتا ہے اور دو حرفوں میں ایک کو دوسرے میں ملا دینے (مشدد) کو ادغام کہتے ہیں۔ پھر ہمزہ کی تخفیف کی تین صورتیں ہیں: ۱۔ حرف علت بدلنا، ۲۔ حذف کرنا، ۳۔ بین بین یا تسہیل کرنا، یعنی اس کی حرکت یا ما قبل کی حرکت کے موافق حرف علت کی بو دے کر پڑھنا۔ یعنی مہموز چونکہ ثقیل ہوتا ہے، اس لئے اس میں صرف تخفیف کی تین صورتیں جاری ہوتی ہیں۔ (۱)۔ تخفیف بالابدال، جیسے: "أَءْمَنَ" سے "آمَنَ". (۲)۔ تخفیف بنقل الحرکت، جیسے: "یَسْئَلُ" سے "یَسَلُ". (۳)۔ تخفیف بالحذف، جیسے: "یَسْئَلُ" سے "یَسَلُ". (نفرکار: ۲/ ۱۷۶، شرح الشافیۃ لابن جماعۃ: نفرکار: ۲/ ۱۷۶، المناہج الکافیہ: ۲/ ۱۷۵، فیوض عثمانی: ۱۰۴)
یہ بات ذہن نشیں رکھیں کہ اگر کسی کلمہ میں اعلال و تخفیف کا تعارض آجائے تو اعلال کو تخفیف پر ترجیح دیں گے، اگر اعلال و ادغام میں تعارض ہو، یا ادغام و تخفیف میں تعارض ہو تو دونوں صورتوں میں ادغام کو ترجیح دیں گے، یعنی اعلال و ادغام میں بھی قدرے تخفیف ہوتی ہے لہذا ہر جگہ مستقل تخفیف کا قاعدہ جاری نہیں ہو گا۔ اسی طرح جب مہموز اور مضاعف کے قواعد میں تعارض کے وقت مضاعف کے قواعد کو ترجیح دی جاتی ہے۔ جیسے: یَأْمُمُ میں یسئل والا قاعدہ جاری ہوتا ہے اور یَمُدُّ والا قاعدہ بھی جاری ہوتا ہے ہم مضاعف والے قاعدہ کو ترجیح دیں گے اور میم کا میم میں ادغام کر کے یَأُمُّ پڑھیں گے۔ اسی طرح اگر معتل اور مضاعف کے قواعد میں تعارض ہو جائے تو بھی مضاعف کو ترجیح دی جائے گی جیسے: مِوْدَدٌ میں مِیْعَادٌ والا قاعدہ جاری ہوتا ہے اور یَمُدُّ والا قاعدہ بھی جاری ہوتا ہے لیکن یَمُدُّ والا قاعدہ جاری ہو گا اور اس کو مِوَدٌّ پڑھیں گے۔ (فصول اکبری: ۵۹، فیوض عثمانی: ۱۰۵)

[3] قانون کا فارسی متن: ہر ہمزہ ساکن مظہر کہ ما قبلش متحرک باشد ہمزہ و دیگر کلمہ ماسوائے ہمزہ مطلقاً آں ہمزہ ساکن را بہ وفق حرکت ما قبل بحرف علت بدل کنند وجوباً، بشرطیکہ باعث تحریکش موجود نہ باشد۔

﴿رَأْسٌ والا قانون﴾[۱]

حکم: یہ قانون[۲] جوازی ہے[۳]۔

ہر ہمزہ ساکنہ[۴] جو مظہر ہو اور ماقبل اس کا متحرک ہو تو اس ہمزہ کو ماقبل کی حرکت کے موافق حرف علت سے بدلنا جائز ہے، جیسے: ''رَأْسٌ، بُؤْسٌ'' اور ''ذِئْبٌ'' میں ''رَاسٌ، بُوْسٌ[۵]'' اور ''ذِیْبٌ''[۶] پڑھنا جائز ہے، بشرطیکہ:

۱۔ ماقبل متحرف حرف اگر ہمزہ ہو تو وہ اسی کلمہ میں نہ ہو (کیونکہ اس صورت میں ثانی ہمزہ کو حرف علت سے بدلنا واجب ہوگا، جیسے: ''آمَنَ''.

۲۔ حرکت دینے کا کوئی سبب موجود نہ ہو۔ ہمزہ کو حرکت دینے کے دو سبب ہیں:

(الف)۔ ہمزہ ساکنہ کے بعد دو حرف متجانسین کا آنا، جیسے: ''یَئْمُمُ'' سے ''یَئُمُّ''.

(ب)۔ ہمزہ ساکنہ کے بعد واؤ، یاء متحرکہ کا آنا، جیسے: ''یَئْوُسُ، یَئْیِدُ'' سے ''یَئُوْسُ، یَئِیْدُ''[۷].

---

(۱) تخریج: الشافیۃ:۲/۱۷۹، نقرہ کار:۲/۱۷۹، جاربردی: ۲/۱۷۹، المناہج الکافیۃ: ۲/۱۷۹، نغزک:۲۵، فیوض عثمانی:۱۰۵، مراح الارواح:۱۱۲، الحنفیہ:۱۵۵، نوادرالاصول:۱۲۵، قوانین زرادی:۶، علم الصیغہ:۴۸، ارشادالصرف:۷۰، قانونچہ کھیوالی:۶۴، کتاب الصرف:۱۱۲، صرف بھترال:۱۲۶، صرف گھوٹوی:۶۷، الصرف العزیز:۲۴۸۔

(۲) اس قانون کے دیگر نام یہ ہیں: ۱۔ یَأْخُذُ والا قانون. ۲۔ ''ذِئْبٌ'' والا قانون.

(۳) مواضع اجراء: یہ قانون ثلاثی مجرد مہموزالعین کے بعض مصادر، اسم تفضیل مؤنث، اسم فاعل اور صفتِ مشبہ جمع تکسیر کے بعض صیغوں (جو فُعُلٌ، فُعْلَانٌ، فِعْلَانٌ کے وزن پر ہوں) میں جاری ہوتا ہے اور ثلاثی مجرد مہموزالفاء کے اسم ظرف، اسم آلہ کے بعض صیغوں میں، فعل مضارع معلوم و مجہول اور اس کے متعلقات (سوائے امر) اور اسم مفعول کے پہلے چھ صیغوں (واحد مذکر، تثنیہ مذکر، جمع مذکر سالم، واحدہ مؤنث، تثنیہ مؤنث، جمع مؤنث سالم) میں جاری ہوتا ہے اور ثلاثی مزید فیہ مہموزالفاء کے باب افعال، باب تفعیل کے بعض مصادر، باب افتعال اور استفعال کے مصادر، اسم فاعل و اسم مفعول اور ان کے فعل مضارع معلوم و مجہول اور اس کے متعلقات میں جاری ہوتا ہے اور جب کہ ثلاثی مجرد اور ثلاثی مزید فیہ مہموزاللام کے فعل مضارع معلوم و مجہول (جمع مؤنث غائبات، جمع مؤنث مخاطبات) اور اس کے متعلقات میں جاری ہوتا ہے اور فعل جحد کے سات صیغوں میں بھی لگتا ہے اور ان ہی صیغوں میں فعل امر حاضر معلوم و مجہول، امر غائب معلوم و مجہول، نہی حاضر معلوم و مجہول، نہی غائب معلوم و مجہول میں بھی جاری ہوتا ہے اور اسمائے جامدہ میں بھی لگتا ہے۔

(۴) مہموز میں ہمزہ ساکن ہوگا یا متحرک، چونکہ ساکن ہمزہ کا قانون ایک ہے اور متحرک کے زیادہ، اس لیے اس قانون کو مقدم کیا گیا ہے۔ نیز عدم وجود پر مقدم ہوتا ہے۔ (فیوض عثمانی:۱۰۵)

(۵) اصول املاء یہ ہے کہ قانون جاری ہونے کے بعد بھی حرف علت کو کتابت میں تبدیل نہیں کیا جائے گا، یہ تبدیلی صرف محض لفظ تک محدود ہوگی۔

(۶) یہ مطابقی مثالیں ہیں۔

(۷) حاصل یہ ہے کہ یہ قانون ہر جگہ جاری ہوتا ہے، لیکن جہاں تخفیف ہمزہ کے قانون کیساتھ اعلال یا ادغام کا قانون بھی پایا جائے تو وہاں اعلال اور ادغام کو ترجیح دی جاتی ہے، جیسے: ''اَلْأَوُسُ'' سے ''نَاوُسُ'' میں قاعدہ تخفیف کیساتھ قاعدہ اعلال جمع ہو گیا ہے اور ''اَلْإِمَامَۃُ'' سے ''نَأَمَمُ'' میں قاعدہ تخفیف کے قاعدہ ادغام جمع ہو گیا ہے، اعلال و ادغام میں تخفیف زیادہ ہے اس لیے پہلی مثال میں قاعدہ اعلال کو ترجیح دے کر ''نَؤُوْسُ'' اور دوسری مثال میں قاعدہ ادغام کو ترجیح دے کر ''نَؤُمُّ'' پڑھا جائے گا، قانون مہموز جاری نہ ہوگا۔ (فصول اکبری:۵۹، فیوض عثمانی:۱۰۵)

احترازی مثالیں: ا۔ ہمزہ ساکنہ نہ ہو، جیسے: "سَئَلَ". ۲۔ مظہر نہ ہو، مدغم ہو، جیسے: "سَئَّلَ". ۳۔ ما قبل متحرک نہ ہو، جیسے: "قَرْءٌ". ۴۔ ما قبل بھی ہمزہ ہو اور اسی کلمہ میں ہو، جیسے: "آمَنَ".

قانون نمبر ۲[۱]:

﴿"آمَنَ" والا قانون﴾[۲]

حکم: یہ قانون[۳] وجوبی ہے[۴]۔

ہر ہمزہ ساکنہ جو مظہر ہو اور اس کے ما قبل دوسرا ہمزہ متحرکہ اسی کلمہ میں ہو تو ہمزہ ساکنہ کو ہمزہ متحرکہ کی حرکت کے موافق حرف علت سے بدلنا واجب ہے، جیسے: "أَءْمَنَ، أُءْمِنَ، إِءْمَانًا" میں "آمَنَ، أُوْمِنَ، إِيْمَانًا"[۵] پڑھنا واجب ہے[۶]، بشرطیکہ ہمزہ ساکنہ کو حرکت دینے کا کوئی سبب نہ ہو[۷]، جیسے: "أَئِمُّ، أَئْوُسُ" جو اصل میں "اَئْمُمُ، اَئْوُسُ" تھے، لیکن "کُلْ، خُذْ، مُرْ[۸]" شاذ ہیں، کیونکہ یہ اصل میں "أُؤْکُلْ، أُؤْخُذْ، أُؤْمُرْ" تھے،

---

[۱] قانون کا فارسی متن: ہر ہمزہ ساکن مظہر کہ ما قبلش دیگر ہمزہ متحرک باشد ازاں کلمہ آں ہمزہ ساکن رابہ وفق حرکت ما قبل بحرف علت بدل کنند وجوباً، بشرطیکہ باعث تحریکش موجود نہ باشد، اگر ہمزہ اول وصلی باشد و درج کلام می افتد و ہمزہ ثانی بصورت خود عود می کند وجوباً، مگر کُلْ، خُذْ شاذ اند۔

[۲] تخریج: الشافیہ: ۳۷۸، مراح الارواح: ۱۱۷، الحنفیہ: ۱۶۰، ایجاز التعریف: ۱۰۹، نغزک: ۲۹،۳۰، فصول اکبری: ۵۹، نوادر الاصول: ۱۲۶، دستور المبتدی: ۱۲، قوانین زرادی: ۷-۸، علم الصیغہ: ۴۸، ارشاد الصرف: ۷۰-۷۱، کتاب الصرف: ۱۱۳-۱۱۴، قانونچہ کھیوالی: ۶۴-۶۵، صرف بھترال: ۱۲۸، الصرف العزیز: ۱۲۰۔

[۳] اس قانون کے دیگر نام یہ ہیں: ا۔ ایمان والا قانون. ۲۔ آمَنَ، أُوْمِنَ والا قانون.

[۴] مواضعِ اجراء: یہ قانون ثلاثی مجرد مہموز الفاء کے اسم تفضیل، فعل تعجب کے بعض صیغوں، فعل امر حاضر معلوم کے تمام صیغوں میں جاری ہوتا ہے اور ثلاثی مزید فیہ مہموز الفاء کے بعض مصادر، باب افعال اور باب افتعال کے فعل ماضی معلوم و مجہول، فعل امر حاضر معلوم کے تمام صیغوں میں جاری ہوتا ہے اور اسمائے جامدہ میں بھی جاری ہوتا ہے۔

[۵] یہ مطابقی مثالیں ہیں۔

[۶] اس قانون کی امثلہ اتفاقی تین قسم کی ہیں: ا۔ ہمزہ ساکن کا ما قبل ہمزہ دوسرے کلمہ میں ہو، جیسے: "یَقْرَءُ،اءْزِرْ، لَنْ یَقْرَءَ،اءْزِرْ، بِقَارِءِ اءْزِرْ" ہمزہ وصلیہ بوجہ درج کلام گر گیا، بعدہ ہمزہ ساکن کو موافق حرکت ما قبل کے حرف علت سے تبدیل کرکے "یَقْرَءُوْزِرْ، لَنْ یَقْرَءَازِرْ بِقَارِءِیْ زِرْ" پڑھنا جائز ہے۔ ۲۔ ہمزہ ساکن کا ما قبل غیر ہمزہ دوسرے کلمہ میں ہو، جیسے: "یَقُوْلُ اءْذَنْ لِّیْ، إِلَی الْهُدَی اءْتِنَا، وَالَّذِاءْتُمِنَ" ہمزہ وصلیہ بوجہ درج کلام گر گیا، بعدہ ہمزہ ساکن کو موافق ما قبل کی حرکت سے تبدیل کرکے "یَقُوْلُوْذَنْ لِی، إِلَی الْهُدَی اِیْتِنَا، وَالَّذِیْتُمِنَ" پڑھنا جائز ہے۔ ۳۔ ہمزہ ساکن کا ما قبل غیرہ ہمزہ ایک کلمہ میں ہو، جیسے: "یَأْخُذُ، یُؤْخَذُ، مَأْخَذُ" سے ہمزہ کو ما قبل کی حرکت کے موافق حرف علت سے تبدیل کرکے "یَاْخُذُ، یُوْخَذُ، مِیْخَذٌ" پڑھنا جائز ہے۔ (ہامش کنز النوادر: ۹۰)

[۷] "یَئْمُمُ" کو "یَامُمُ" پڑھنا منع ہے، بلکہ "یَئُمُّ" پڑھنا واجب ہے، کیونکہ ہمزہ کا الف سے تبدیل کرنا جائز ہے اور میم کا میم میں ادغام واجب ہے تو وجوب کی رعایت اولی ہے۔ (ہامش کنز النوادر: ۹۰)

[۸] "مُرْ" شروع کلام میں بغیر ہمزہ کے آتا ہے، جیسے: "مُرُوْا صِبْیَانَکُمْ بِالصَّلَاةِ إِذَا بَلَغُوْا سَبْعاً" اور درج کلام میں ہمزہ کیساتھ آتا ہے، جیسے: "وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ". (فیوض عثمانی: ۱۰۵)

ہمزہ ساکنہ کو حرف علت سے بدلنے کی بجائے پہلے دو میں وجوباً اور آخری میں جوازاً، خلاف القیاس حذف کر دیا گیا[۱]، پھر پہلے ہمزہ کو مابعد متحرک ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا گیا۔ اگر پہلا ہمزہ کسی سبب سے گر جائے تو دوسرا ہمزہ (جو حرف علت سے بدل چکا ہو) اپنے حال پہ لوٹ آئے گا، جیسے: ''فَأْتُوْا'' جو اصل میں ''إِيْتُوْ'' تھا۔

احترازی مثالیں: ۱۔ ہمزہ ساکنہ نہ ہو، جیسے: ''آئَادِمُ''۔ ۲۔ مظہر نہ ہو، جیسے: ''أَءَّ''۔ ۳۔ اس سے پہلے ہمزہ نہ ہو، جیسے: ''رَأْسٌ''۔ ۴۔ ماقبل ہمزہ اسی کلمہ میں نہ ہو، جیسے: ''اَلْقَارِئُ اوْتُمِنَ''.

قانون نمبر ۳[۲]:

﴿جُؤَنٌ مِئَرٌ[۳] والا قانون﴾[۴]

---

[۱] کُلْ، خُذْ، مُرْ اصل میں أُؤْكُلْ، أُؤْخُذْ، أُؤْمُرْ تھے، مذکورہ قانون جاری کئے بغیر دونوں ہمزوں کو شروع سے تخفیف کے لئے حذف کر دیا، کیونکہ یہ کلمات کلام عرب میں کثیر الاستعمال ہیں، اور کثرتِ استعمال خفت کا تقاضہ کرتی ہے تو اسی وجہ سے تخفیف کی ہے، تاہم یہ کلمات شاذ ہیں اور خلاف القانون موافق الاستعمال ہیں۔ یہ جمہور صرفیوں کا نقطہ نظر ہے، قاضی بدر الدین ابو عبد اللہ نے ابو علی اور ابو الفتح سے نقل کیا ہے کہ ''أُوْكُلْ، أُوْخُذْ'' اپنے اصل پر ہیں، ورنہ انہیں حد درجہ شاذ ماننا پڑھے گا اور امام سیبویہؒ اور ابو حیانؒ فرماتے ہیں کہ بعض اہل عرب اسے اپنے حال ''أُوْكُلْ، أُوْخُذْ'' پر پڑھتے ہیں۔ (شرح الشافیۃ لابن جماعۃ: ۲/۱۹۹، جاربردی: ۲/۲۰۰، نقرہ کار: ۲/۲۰۰، المناہج الکافیۃ: ۲/۲۰۰، ایجاز التعریف: ۱۵۶، فصول اکبری: ۵۹، فیوض عثمانی: ۱۰۵، نغزک: ۳۷)

لیکن صاحب علم الصیغہ فرماتے ہیں کہ یہ شاذ نہیں بلکہ قانون کے موافق ہیں یہاں پر قلب مکانی (قلب مکانی حروف کی ترتیب میں تقدیم و تاخیر کرنے کو کہتے ہیں) کا قاعدہ جاری کیا گیا ہے، کیونکہ یہ اصل میں أُءْكُلْ، أُءْخُذْ، أُءْمُرْ تھے پھر فاء کلمہ کو عین کلمہ کی جگہ اور عین کلمہ کو فاء کلمہ کی جگہ رکھ دیا تو أُكْئُلْ، أُخْئُذْ، أُمْئُرْ بن گئے، پھر يَسْئَلُ والے قانون کے تحت ہمزہ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دی اور ہمزہ کو حذف کر دیا تو أُكُلْ، أُخُذْ، أُمُرْ ہو گئے، پھر ہمزہ وصلی کو مابعد متحرک ہونے کی وجہ سے ساقط کر دیا تو کُلْ، خُذْ، مُرْ ہو گئے، لہذا یہ شاذ نہیں۔ (تلخیص علم الصیغہ ۱۰۷۔۱۰۸)۔

یہ بات ذہن نشیں رکھیں کہ ''يَسْئَلُ'' والا قانون جوازی ہے، لیکن قلب کے بعد اس کا اطلاق مقلوب صیغے میں وجوبی ہوتا ہے، اب اشکال یہ ہے کہ ''وَأْمُرْ'' میں دوبارہ مقلوب صیغہ اپنی اصل ہیئت پر کیسے آ گیا اگر یہ قانون وجوبی ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے دو صیغوں میں قلب وجوبی ہے، اس لیے وہ تو قلب کے بعد ''يَسْئَلُ'' کے قانون سے ''كُلْ، خُذْ'' مستقل طور پر بنے، لیکن ''مُرْ'' میں قلب واجب نہیں، بلکہ جائز ہے، لہذا جب قلب کریں گے تو وجوباً ''مُرْ'' کہیں گے اور جب قلب نہیں کریں گے تو اس کا اصل صیغہ لوٹ آئے گا۔

کُلْ اور خُذْ کے دونوں ہمزوں کو ہر حالت میں حذف کرنا واجب ہے خواہ ابتداء کلام میں ہو یا وسطِ کلام میں ہو، تاہم مُرْ کے دونوں ہمزوں کو حذف کرنا جائز ہے البتہ اگر ابتداء کلام میں مستعمل ہو تو دونوں ہمزوں کو حذف کرنا افصح ہے جیسا کہ حدیث میں ہے: مُرُوْا صِبْيَانَكُمْ بِالصَّلَاةِ اگر وسط کلام میں واقع ہو تو ایک ہمزہ کو ذکر کرنا زیادہ فصیح ہے جیسے: وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ لیکن اس صورت میں ایک ہمزہ پڑھا جائے گا۔ ((فیوض عثمانی: ۱۰۵، القوانین الصرفیہ ۶۵۵)۔

[۲] قانون کا فارسی متن: ہر ہمزہ مفتوحہ کہ ماقبلش مضموم یا مکسور باشد ہمزہ در دیگر کلمہ ماسوائے ہمزہ مطلقاً آں ہمزہ مفتوحہ را بہ وفق حرکت ماقبل بحرف علت بدل کنند جوازاً۔

[۳] جُؤَنٌ ''جُئْنَة'' کی جمع ہے اس کے معنی ہیں: عطر دان اور مِئَرٌ ''مِئَرَةٌ'' کی جمع ہے اس کے معنی ہیں: بدلہ، دشمنی۔

[۴] تخریج: مراح الارواح: ۱۱۲-۱۱۳، الحنفیہ: ۱۵۶، فصول اکبری: ۶۰، نوادر الاصول: ۱۳۱، علم الصیغہ: ۴۸، ارشاد الصرف: ۱۷، قانونچہ کھیوالی: ۶۵، کتاب الصرف: ۱۱۲، صرف گھوٹوی: ۶۷، صرف بھتر ال: ۱۲۸، الصرف العزیز: ۲۴۹۔

حکم: یہ قانون[1] جوازی ہے[2]۔
ہر ہمزہ مفتوحہ کو دو صورتوں میں ماقبل کی حرکت کے موافق حرف علت سے بدلنا جائز ہے[3]:

۱۔ ہمزہ مفتوحہ ہو اور اس سے پہلے غیر ہمزہ مضموم یا مکسور ہو تو مطلقاً (یعنی خواہ اس کلمہ میں ہو یا نہ ہو)، جیسے: "جُؤَنٌ، مِئَرٌ، هَذَاغُلَامُ أَحَدَ، مَرَرْتُ بِغُلَامِ أَحَدٍ" میں "جُوَنٌ، مِيَرٌ، هَذَاغُلَامُ وَحَدٍ، مَرَرْتُ بِغُلَامِ يَحَدٍ" پڑھنا جائز ہے[4]۔

۲۔ ہمزہ مفتوحہ ہو اور اس سے پہلے ہمزہ مضمومہ یا مکسورہ ہو، بشرطیکہ اسی کلمہ میں نہ ہو، جیسے: "هَذَا الْمَرْءُأَمِيْنٌ، غُلَام الْمَرْءِأَمِيْنَ" میں "هَذَاالْمَرْءُوَمِيْنٌ، غُلَامُ الْمَرْءِيَمِيْنٌ" پڑھنا جائز ہے[5]۔

احترازی مثالیں: ۱۔ ہمزہ مفتوحہ نہ ہو، جیسے: "سُئِلَ"۔ ۲۔ ماقبل مضموم یا مکسور نہ ہو، جیسے: "سَئَلَ"۔ ۳۔ ماقبل ہمزہ ہو اور اسی کلمہ میں ہو، جیسے: "أُئَيْدِمُ" (جس میں "أُوَيْدِمُ" پڑھنا واجب ہے)۔

قانون نمبر ۴[6]:

﴿"أَئِمَّةٌ" والا قانون﴾[7]

---

[1] اس قانون کے دیگر نام یہ ہیں: ۱۔ سُؤْالٌ والا قانون۔ ۲۔ مِيَرٌ والا قانون.

[2] مواضعِ اجراء: اس قانون کی پہلی شق ثلاثی مجرد مہموز العین کے اسم فاعل، صفت مشبہ کے جمع تکسیر کے بعض ان صیغوں میں جاری ہوتا ہے جو "فِعَالٌ، فُعْلَاءُ" کے وزن پر ہوں اور ثلاثی مزید فیہ مہموز الفاء کے باب تفعیل اور مفاعلہ کے اسم فاعل اور اسم مفعول کے تمام صیغوں میں جاری ہوتا ہے اور ثلاثی مزید فیہ مہموز اللام کے جملہ ابواب کے فعل ماضی مجہول کے چار صیغوں (واحد مذکر غائب، تثنیہ مذکر غائبین، واحدہ مؤنث غائبہ، تثنیہ مؤنث غائبتین) میں جاری ہوتا ہے اور یہ شق مصادر اور اسمائے جامدہ میں بھی جاری ہوتی ہے اور اس قانون کی دوسری صورت مصادر، اسمائے مشتقات اور اسمائے جامدہ میں جاری ہوتی ہے۔

[3] ہمزہ مفتوحہ سے پہلے اگر ہمزہ ہو تو یہ جوازی قانون تب جاری ہو گا جب ہمزہ دوسرے کلمہ میں ہو اور اگر اسی کلمہ میں ہو تو قانون وجوباً جاری ہو گا، جیسے: "أُئَيْدِمُ" (جس میں "أُوَيْدِمُ" پڑھنا واجب ہے۔

[4] یہ مطابقی مثالیں ہیں۔

[5] ہمزہ مضموم کو کسرہ کے بعد "یاء" سے اور ہمزہ مکسورہ کو ضمہ کے بعد "واؤ" سے بدل دیا جاتا ہے، اگرچہ اس میں اختلاف بھی منقول ہے، اول کی مثال، جیسے: "مُسْتَهزِئُوْنَ" سے "مُسْتَهْزِيُوْنَ"۔ دوسرے کی مثال، جیسے: "سُئِلَ" سے "سُوِلَ"۔ لہذا مثال اول کے مطابق "الْقَارِءُ" سے "الْقَارِيُ" پڑھنا درست ہے، امام اخفشؒ کے نزدیک "ی" سے تبدیلی متعین ہے۔ (تفصیل دیکھئے: فیوض عثمانی: ۱۰۸-۱۰۹، شرح شافیہ: ۲/ ۶۶۷، تغزک: ۱۰۱)

[6] قانون کا فارسی متن: ہر دو ہمزہ متحرک اگر جمع شوند در یک کلمہ اگر یکے از ایشاں مکسور باشد ثانی را بیاء بدل کنند وجوباً، سوائے أَئِمَّةٌ در یں جا جائز است، و اگر ہیچ یکے مکسور نہ باشد ثانی را بہ واؤ بدل کنند وجوباً، مگر أُكْرِمَ شاذ است۔

[7] تخریج: الشافیۃ: ۲/ ۲۱۳، جاربردی: ۲/ ۲۱۳، نقرہ کار: ۲/ ۲۱۳، شرح الشافیۃ لابن جماعۃ: ۲/ ۲۱۳، المناہج الکافیہ: ۲/ ۲۱۴، ایجاز التعریف: ۱۰۹، تغزک: ۳۲، فصول اکبری: ۶۰، نوادر الاصول: ۱۲۹، دستور المبتدی: ۶۹، قوانین زرادی: ۸-۹، علم الصیغۃ: ۴۸-۴۹، ارشاد الصرف: ۲۷، قانونچہ کھیوالی: ۶۵، کتاب الصرف: ۱۱۴، صرف بھترال: ۱۲۹، الصرف العزیز: ۲۴۹۔

حکم: ایک شق جوازی ہے، باقی قانون[1] وجوبی ہے[2]۔

یہ قانون دو صورتوں پر مشتمل ہے:

۱۔ ہر دو ہمزے جو متحرک ہوں ایک ہی کلمہ میں ہوں اور ان میں سے ایک مکسور ہو تو ہمزہ ثانیہ کو یاء سے بدلنا واجب ہے، جیسے: ''جَاءٍ'' جو اصل میں ''جَاءِءٌ''[3] تھا، سوائے ''أَئِمَّةٌ'' کے کلمہ کے، کیونکہ اس میں ہمزہ ثانیہ کو یاء سے بدلنا جائز ہے[4]۔

۲۔ دو ہمزے متحرک ایک ہی کلمہ میں جمع ہوں، لیکن ان میں سے کوئی بھی مکسور نہ ہو تو ہمزہ ثانیہ کو واؤ سے بدلنا واجب ہے، جیسے: ''أَوَادِمُ، أُوَيْدِمٌ'' جو اصل میں ''أَءَادِمُ، أُءَيْدِمٌ''[5] تھے، بشرطیکہ:

(الف)۔ دونوں ہمزے لام کلمہ کے مقابلے میں نہ ہوں، کیونکہ اس صورت میں ہمزہ ثانیہ کو یاء سے بدلنا واجب ہے، جیسے: ''قَرَئِيٌ'' جو اصل میں ''قَرَءْءٌ'' تھا۔

(ب)۔ پہلا ہمزہ واحد متکلم کا نہ ہو، کیونکہ اس صورت میں ہمزہ ثانیہ کو واؤ سے بدلنا واجب نہیں بلکہ جائز ہے، جیسے: ''أَءُوبُ'' میں ''أَوُوبُ'' پڑھنا جائز ہے، لیکن ''أُكْرِمُ، اُئَاخِذُ'' شاذ[6] ہیں، کیونکہ ''أُكْرِمُ'' دراصل ''أُءَكْرِمُ''

---

(۱) اس قانون کے دیگر نام یہ ہیں: ۱۔ جَاءٌ والا قانون۔ ۲۔ أُوَيْدِمٌ والا قانون.

(۲) مواضعِ اجراء: اس قانون کی پہلی شق ثلاثی مجرد اجوف یائی مہموز اللام کے اسم فاعل کے واحد مذکر، تثنیہ مذکر، جمع مذکر، واحدہ مؤنث، تثنیہ مؤنث، جمع مؤنث سالم (خواہ یہ مکبر ہوں یا مصغر) اور جمع اقصیٰ کے صیغوں میں جاری ہوتی ہے اور ''أَئِمَّةٌ'' میں جوازاً جاری ہوتی ہے اور دوسری صورت ثلاثی مجرد مہموز الفاء کے اسم تفضیل کے جمع اقصی اور اسم تصغیر کے صیغوں میں جاری ہوتی ہے اور ثلاثی مجرد مہموز الفاء اجوف یائی کے واحد متکلم فعل مضارع مجہول اور اس کے متعلقات میں وجوباً جاری ہوتی ہے، یہ دونوں صورتیں وجوبی ہیں اور تیسری جوازی صورت ثلاثی مجرد مہموز الفاء اجوف واوی اور ثلاثی مجرد مہموز الفاء و مضاعف ثلاثی کے صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معلوم و مجہول اور اس کے متعلقات میں جوازاً جاری ہوتی ہے۔

(۳) ''جَاءِءٌ'' اس قانون سے دوسرے ہمزہ کو یاء سے بدل دیا تو ''جَاءِيٌ'' ہو گیا، پھر بقانون ''يَدْعُوْ تَدْعُوْ'' یاء کی حرکت کو حذف کر دیا تو ''جَائِيْنْ'' ہو گا، پھر التقائے ساکنین ہوا، پہلا ساکن مدہ تھا اس کو حذف کیا تو ''جَاءٍ'' ہوا۔

(۴) اس پر اتفاق ہے کہ ''أَئِمَّةٌ'' میں تسہیل (دوسری ہمزہ کو یاء سے بدلنا) اور تحقیق الہمزتین (دو ہمزوں کو برقرار رکھنا) دونوں جائز ہیں، لیکن تحقیق الہمزتین اولی ہے یہ قراء کا مذہب ہے اور نحات تسہیل کو اولیٰ کہتے ہیں، علامہ جاربردی قراء کے مذہب کو ترجیح دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ''وَقَوْلُهُم :أولى من قول النحاة،ويمكن أن يجاب عنه:بأن مرادالنحاة من قولهم :قلب هذه الهمزة ياءً ملتزماً أن القياس يقتضي ذلك''. (جاربردی: ۲/۲۱۷)

(۵) یہ مطابقی مثالیں ہیں، یہ دو ہمزے متحرک ایک کلمے میں جمع ہوئے، ان میں ایک مکسور نہیں، ثانی کو وجوباً واؤ کیساتھ بدل دیا۔

(۶) شاذ، مطرد، نادر اور ضعیف کا مفہوم: ۱) شاذ: خلافِ قانون مروج استعمال (خواہ کم ہو یا زیادہ) کو کہتے ہیں، جیسے: ''أَئِمَّةٌ'' (دوسرے ہمزہ کی یاء سے تبدیلی کے بغیر) اور ''خَطِيْئَةٌ'' (ہمزہ کیساتھ) وغیرہ۔ پھر شاذ کی تین قسمیں ہیں: ۱۔ شاذ عن القیاس، ۲۔ شاذ عن الاستعمال ۳۔ شاذ عن القیاس الاستعمال، اول الذکر دونوں مقبول اور مؤخر الذکر مردود ہے۔ ۲) مطرد: موافقِ قانون اور =

تھا، اس میں ثانی ہمزہ کو وجوباً خلاف القیاس حذف کرتے ہیں[1] اور ''أَئَاخِذُ'' میں ثانی ہمزہ کو وجوباً برحال چھوڑتے ہیں۔

احترازی مثالیں: ۱۔ دو ہمزے جمع نہ ہوں، جیسے: ''سَئَلَ''. ۲۔ دونوں متحرک نہ ہوں، جیسے: ''أَأْمَنَ''. ۳۔ جمع نہ ہوں، جیسے: ''أَزْئَرَ''۔ ۴۔ ایک کلمہ میں نہ ہوں، جیسے: ''الْمَرْءُ أَمِيْنٌ''.

قانون نمبر ۵[2]:

﴿''سَلْ'' والا قانون﴾[3]

حکم: یہ قانون[4] جوازی ہے[5]۔

ہر ہمزہ متحرک کہ جس کا ماقبل ساکن ہو مظہر ہو اور حرکت کے قابل ہو، یعنی الف نہ ہو تو اس ہمزہ کی حرکت کو نقل کر کے ماقبل کو دیتے ہیں جوازاً اور ہمزہ کو حذف کرتے ہیں وجوباً، خواہ ایک کلمہ میں ہو، جیسے: ''اِسْئَلْ'' میں

=مروج استعمال کو کہتے ہیں۔ ۳) نادر: موافق قانون غیر مروج استعمال کو کہتے ہیں، جیسے: ''وَذَرَ يَذَرُ، وَدَعَ يَدَعُ'' کے ماضی کا استعمال۔
۴) ضعیف: خلاف قانون اور غیر مروج استعمال کو کہتے ہیں، یہ قسم فصاحتِ کلام کے خلاف ہے، مطرد کلام عرب میں مطلوب ہے، نادر اور ضعیف کو شاذ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے یہ سماعی کہلاتے ہیں، یعنی دیگر مثالوں کو ان پر قیاس کرنا یا بطور استشہاد پیش کرنا اصول فن کے اعتبار سے درست نہیں ہے۔
باقی رہی یہ بات کہ سماع کا معیار کیا ہے؟ اہل علم نے ڈیڑھ صدی ہجری تک شہری عربوں کے کلام کو اور چوتھی صدی ہجری تک دیہاتی عربوں کے کلام کو سماعی کا معیار بتلایا ہے۔ (ہامش زنجانی:۴، جاربردی:۱۰، المعجم المفصل فی الصرف:۲۸۰، ہامش کتاب الصرف:۱۱۴)

[1] ''أَئِمَّةٌ'' میں چونکہ دوسرے ہمزہ کی حرکت اصلی نہیں، اس لیے قانون وجوباً جاری نہیں ہوا اور ''أُأَكْرِمُ'' میں چونکہ قیاس القیاس دوسرا ہمزہ حذف ہو جاتا ہے اس لیے اسے اس قانون سے خارج خلاف القیاس قرار دیا گیا ہے۔

[2] قانون کا فارسی متن: ہر ہمزہ متحرک کہ ماقبلش ساکن مظہر قابلِ حرکت باشد سوائے یائے تصغیر و نون انفعال و واوَ و یائے مدہ زائدہ در یک کلمہ حرکت آں ہمزہ را نقل کردہ بماقبل دادہ جوازاً، ہمزہ را حذف کنند وجوباً، مگر مَرَاةٌ، كَمَاةٌ شاذ اند۔

[3] تخریج: الشافیہ:۴۳۳، جاربردی:۲/۱۸۹، نقرہ کار:۲/۱۸۹، شرح الشافیۃ لابن جماعۃ:۲/۱۸۹، المناہج الکافیۃ للانصاری:۲/۱۸۹، نغزک:۳۱، مراح الارواح:۱۱۳، الحنفیہ:۱۵۷، فصول اکبری:۵۹-۶۰، نوادر الاصول:۱۲۷، دستور المبتدی:۱۵، قوانین زرادی:۸، علم الصیغہ:۴۹، کتاب الصرف:۱۱۳، قانونچہ کھیوالی:۶۵-۶۶، ارشاد الصرف:۷۲، صرف گھوٹوی:۶۷، صرف بھترال:۱۳۰، الصرف العزیز:۲۵۱۔

[4] اس قانون کے دیگر نام یہ ہیں: ۱۔ يَسْئَلُ والا قانون ۲۔ قَدَفْلَحَ والا قانون. (نغزک:۳۱)

[5] مواضعِ اجراء: یہ قانون ثلاثی مجرد مہموز العین کے اسم ظرف، اسم آلہ، اسم تفضیل مذکر کے بعض صیغوں میں اور امر حاضر معلوم کے تمام صیغوں میں جاری ہوتا ہے اور ثلاثی مزید فیہ مہموز العین باب افعال، استفعال کے فعل ماضی معلوم و مجہول اور امر حاضر معلوم کے تمام صیغوں میں لگتا ہے اور باب مفاعلہ اور تفاعل کے صرف فعل ماضی مجہول کے تمام صیغون میں جاری ہوتا ہے۔ نیز یہ قانون ان دو کلموں میں بھی جاری ہوتا ہے جس کے پہلے کلمہ کا آخر ساکن ہو اور دوسرے کلمہ کے شروع میں ہمزہ ہو، جیسے: ''قَدْ أَفْلَحَ''.

''سَلْ''[۱]، یا دو کلمہ میں ہو''قَدْ أَفْلَحَ'' سے ''قَدَفْلَحَ''،[۲] لیکن تین شرائط کیساتھ:

۱۔ ماقبل ساکن حرف یاء تصغیر نہ ہو[۳]، جیسے: ''أُقَيْئِسٌ''.

۲۔ نون انفعال نہ ہو[۴]، جیسے: ''انْئَمَرَ''.

۳۔ واؤ یا مدہ زائدہ اسی کلمہ میں نہ ہو، جیسے: ''خَطِيْئَةٌ، مَقْرُوْئَةٌ''.

اگر واؤ، یاء مدہ زائدہ اسی کلمہ میں نہ ہوں تو قانون لگانا جائز ہے، جیسے: ''بَاْعُوْ أَمْوَالَهُمْ، بِيْعِيْ أَمْوَالَهُمْ''میں ''بَاعُوَ مْوَالَهُمْ''اور''بِيْعِيْ مْوَالَهُمْ''[۵] پڑھنا جائز ہے، لیکن ''مَرَاةٌ، يَرَى، يُرْىَ''اور''أَرٰى، يُرِيْ''شاذ ہیں، کیونکہ ''مَرَاةٌ''[۶] دراصل ''مَرْآةٌ'' تھا، اس میں ہمزہ کی حرکت نقل کرنے کے بعد ہمزہ کو حذف کرنے کی بجائے الف سے بدلاتے ہیں اور''يَرَى، يُرَى، أَرَى، يُرِيْ''اصل میں''يَرْأَى، يُرْأَى''اور ''أَرْئَى، يُرْئِيْ'' تھے، ان میں قانون جوازاً کی بجائے وجوباً لگاتے ہیں[۷]۔

---

[۱] ''سَلْ''شروع کلام میں بغیر ہمزہ کے آتا ہے، جیسے: ''سَلْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ''اور درج کلام میں ہمزہ کیساتھ آتا ہے، جیسے: ''فَسْئَلُوْا أَهْلَ الذِّكْرِ''.

[۲] ہمزہ قطعی والا قانون کا تقاضا یہ ہے کہ''قَدأَفلحَ''میں ہمزہ حذف نہ ہو، کیونکہ یہ باب افعال کا ہمزہ قطعی ہے اور اس قانون کا تقاضا ہے کہ یہ حذف ہو، یہاں دونوں میں بظاہر تضاد معلوم ہوتا ہے، لیکن یہ تضاد نہیں، کیونکہ ہمزہ قطعی والے قانون میں ہمزہ کو باقی رکھنے کی شرط یہ ہے کہ بغیر نقل حرکت کے اور اس قانون میں ہمزہ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دینا بعد ازیں ہمزہ کو حذف کرنا واجب ہے، تضاد تب ہوتا جب جہت ایک ہوتی اور یہاں ہمزہ قطعی میں ہمزہ کو باقی رکھنے کی جہت اور ہے اور یہاں پر ہمزہ کو حذف کرنے کی جہت اور ہے۔

[۳] یہاں صرف یائے تصغیر کی نفی ہے، اگر ہمزہ کے ماقبل یاء ہو، لیکن تصغیر کی نہ ہو تو قانون جاری ہوگا، جیسے: ''شَيْئٌ''میں ''شَيٌّ'' پڑھنا جائز ہے۔

[۴] اس لیے کہ نون انفعال باعتبار وضع ساکن ہے اگر اس کو متحرک کریں تو قلب موضوع لازم آئے گا۔(فیوض عثمانی:۱۰۸)

[۵] یہ مطابقی مثالیں ہیں۔

[۶] یہ اصل میں مَرْأَةٌ (اور اسی طرح كَمْأَةٌ بھی ہے) تھے، قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ ہمزہ کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دیتے اور ہمزہ کو حذف کرکے مَرَةٌ، كَمَةٌ پڑھتے، لیکن حرکت کو نقل کرنے کے بعد ہمزہ کو حذف نہیں کیا بلکہ الف کے ساتھ بدلا یا ہے، لہذا یہ شاذ ہیں۔ یہ امام سیبویہؒ کا مذہب ہے، امام فراءؒ اور کسائیؒ کے نزدیک یہ تخفیف قیاسی ہے بشرطیکہ ایک کلمہ میں ہوں۔(المناہج الکافیۃ:۲/۱۸۹، شرح الشافیۃ لابن جماعۃ:۲/۱۸۷، نقرہ کار:۲/۱۸۸، جاربردی:۲/۱۸۶، فیوض عثمانی:۱۰۸)

[۷] مذکورہ قانون میں ہمزہ کی حرکت نقل کرنا جائز ہے اور پھر ہمزہ حذف کرنا واجب ہے، لیکن مجرد کے رَأَى، رُءْيَةٌ اور مزید فیہ کے أَرٰى، إِرَاءَةً دو بابوں میں ان کی حرکت نقل کرنا اور ہمزہ حذف کرنا واجب ہیں اور اس طرح مَلَكٌ اصل میں مَلْئَكٌ تھا، اس میں نقلِ حرکت اور حذفِ ہمزہ دونوں کثرتِ استعمال کی وجہ سے واجب ہیں۔ البتہ باب ''رَىٰ يَرَى'' کے اسمائے مشتقہ میں نقل حرکت قانون کے مطابق صرف جائز ہے، واجب نہیں، باب افعال کے اسم فاعل میں ''مُرْءٍ'' بلا نقل حرکت بھی کہہ سکتے ہیں اور ''مُرٍ'' بھی نقلِ حرکت کیساتھ کہہ سکتے ہیں۔(المناہج الکافیۃ:۲/۱۸۹، شرح الشافیۃ لابن جماعۃ:۲/۱۸۷، نقرہ کار:۲/۱۸۸، جاربردی:۲/۱۸۶، فیوض عثمانی:۱۰۸، نغزک:۳۱)

احترازی مثالیں: ۱۔ ماقبل ساکن نہ ہو، جیسے: ''سَئَلَ''. ۲۔ مظہر نہ ہو، جیسے: ''سَئَّلَ''. ۳۔ قابل حرکت کے نہ ہو، جیسے: ''قَائِلٌ''.

قانون نمبر۶[۱]:

﴿''خَطِيْئَةٌ'' والا قانون﴾[۲]

حکم: یہ قانون[۳] جوازی ہے[۴]۔

ہر ہمزہ جو یاء تصغیر یا واؤ، یاء مدہ زائدہ[۵] کے بعد اسی کلمہ میں واقع ہو تو ہمزہ کو اس واؤ، یاء کی جنس کرنا جائز ہے، پھر جنس کو جنس میں ادغام کرنا واجب[۶] ہے، جیسے: ''أُقَيْئِسٌ، خَطِيْئَةٌ، مَقْرُوْءَةٌ'' میں ''أُقَيِّسٌ، خَطِيَّةٌ، مَقْرُوَّةٌ''[۷] پڑھنا جائز ہے، لیکن ''نَبِيٌّ، بَرِيَّةٌ'' جو اصل میں ''نَبِيْءٌ، بَرِيئَةٌ'' تھے، ان میں قانون جوازاً لگنا چاہیے، لیکن وجوباً لگاتے ہیں، یہ شاذ ہیں[۸]۔

---

[۱] قانون کا فارسی متن: ہر ہمزہ کہ واقع شود بعد از یائے تصغیر یا واؤ و یائے مدہ زائدہ در یک کلمہ آں ہمزہ را جنس ماقبل کردہ جوازاً، ادغام می کنند وجوباً۔

[۲] تخریج: الشافیۃ:۲/ ۱۸۲، جاربردی:۲/ ۱۸۲، المناہج الکافیۃ:۲/ ۱۸۲، نقرہ کار: :۲/ ۱۸۲، نغزک:۲۸، فیوض عثمانی:۱۰۵-۱۰۶، مراح الارواح:۱۱۵، الحنفیہ:۱۵۹، فصول اکبری:۵۹، نوادرالاصول:۱۲۶-۱۲۷، دستورالمبتدی:۱۱-۱۵، قوانین زرادی:۷، علم الصیغہ:۴۹، ارشادالصرف:۲۷، کتاب الصرف:۱۱۲-۱۱۳، قانونچہ کھیوالی:۶۶، صرف گھوٹوی:۶۷-۷۷، الصرف العزیز:۲۵۲۔

[۳] اس قانون کے دیگر نام یہ ہیں: ۱۔مَقْرُوٌّ والا قانون ۲۔أُقَيْسٌ والا قانون۔ (فیوض عثمانی:۱۰۶)

[۴] مواضعِ اجراء: یہ قانون ثلاثی مجرد اجوف واوی یائی کے اسم فاعل کے واحد، تثنیہ اور جمع (خواہ مذکر ہو یا مؤنث) کے صیغوں میں جاری ہوتا ہے، بشرطیکہ مصغر ہوں اور قَائِلٌ بَائِعٌ کا وجوبی قانون جاری ہوا ہو اور ثلاثی مجرد مہموز اللام کے صفتِ مشبہ کے واحد، تثنیہ اور جمع (خواہ مذکر ہوں یا مؤنث، خواہ مکبر ہوں یا مصغر) اور اسم مفعول کے پہلے چھے صیغوں (واحد مذکر، تثنیہ مذکر، جمع مذکر سالم، واحدہ مؤنث، تثنیہ مؤنث، جمع مؤنث سالم) میں بھی جاری ہوتا ہے۔

[۵] زائدہ سے مراد حروف اصلیہ میں سے نہ ہو، نیز معنی میں اس کا کوئی دخل نہ ہو، لہذا ''سِيْئَتْ، سوءٌ، مَجِيْئَةٌ، مَشِيْئَةٌ'' میں ''واؤ'' اور ''یاء'' اصلی ہیں، ان میں یہ قانون جاری نہ ہو گا۔ (فیوض عثمانی:۱۰۶)

[۶] اس وجوب میں اختلاف منقول ہے، اکثر کلمات ادغام کیساتھ مستعمل ہیں، جیسے: ''نَبِيٌّ، بَرِيْئَةٌ'' میں ''يَاأَيُّهَا النَّبِيْ''، ''أُوْلَئِكَ هُمْ خَيْرُالْبَرِيَّةُ''، لیکن امام نافع مدنی ہمزہ کیساتھ بلاادغام پڑھتے ہیں، کچھ کلمات بلاادغام مستعمل ہیں، جیسے: ''أَحَاطَتْ بِهِ خَطِيْئَتُهُ''. (شرح الشافیۃ لابن جماعۃ:۲/ ۱۸۳، ۱۸۲، المناہج الکافیۃ:۲/ ۱۸۳، جاربردی:۲/ ۱۸۳، فیوض عثمانی:۱۰۶)

[۷] یہ مطابقی مثالیں ہیں۔

[۸] یہ قانون فصول اکبری میں اس طرح ہے: ''وبعدِ ساکن غیر مذکور والف ونون انفعال روا کہ بیفتد و حرکتش بما قبل رود'' و غیر مذکور سے چند امور مراد ہیں: ۱۔ ماقبل حرف صحیح ساکن ہو خواہ ایک کلمہ میں، جیسے: ''یسل'' اصل میں ''يَسْئَلُ'' تھا، یا دوسرے کلمہ میں، جیسے: ''قَدْأَفْلَحَ، لَمَرْ'' اصل میں ''لَمْ أَرْ'' تھا، ''الَحْمَرُ'' اصل میں ''الاحْمَرُ'' تھا۔ ۲۔ واؤ اور یاء غیر زائد ایک کلمہ میں ہوں، جیسے: ''ضَوْءٌ'' یا دوسرے کلمہ میں، جیسے: ''بَاعُوْمَوَاهُمْ'' اصل میں ''بَاعُوْاأَمْوَاهُمْ'' ہے، اس سے =

احترازی مثالیں: ۱۔ساکن حرف ہمزہ سے پہلے نہ ہو،بعد میں ہو،جیسے:’’مُئَیْمِرٌ‘‘. ۲۔یاءِ تصغیر کی نہ ہو جیسے: ’’جَیْئَلٌ‘‘. ۳۔واوٴ،یاء مدہ نہ ہو،جیسے:’’جَیْئَلٌ، حَوْئَبٌ‘‘[1]. ۴۔زائدہ نہ ہو اصلی ہو،جیسے:’’یَجِیْءُ، یَسُوْءُ‘‘. ۵۔ایک کلمہ میں نہ ہو،جیسے:’’بَاعُوْا أَمْوَالَهُمْ‘‘.

قانون نمبر ۷[2]:

﴿کلمہ غیر موضوع علی التضعیف والا قانون﴾[3]

حکم: یہ قانون[4] وجوبی ہے[5]۔

ہر دو ہمزے ایسے کلمے میں واقع ہوں جو غیر موضوع علی التضعیف ہوں (یعنی واضع نے اس کو مشدد نہ بنایا ہو) تو ان میں سے دوسرے ہمزے کو یاء سے بدلنا واجب ہے، لیکن دو شرطوں کیساتھ:

۱۔دونوں ہمزے لام کلمے کے مقابلے میں ہوں۔

۲۔ان میں پہلا ساکن ہو، جیسے:’’قِرَءْیٌ‘‘جو کہ اصل میں ’’قِرَءْءٌ‘‘تھا۔

احترازی مثالیں: ی ۱۔دو ہمزے نہ ہوں، جیسے:’’قَرَأَ‘‘. ۲۔اکٹھے نہ ہوں، جیسے:’’أَقْرَءُ‘‘. ۳۔ایک کلمہ میں نہ ہوں، جیسے:’’الْمَرْأُ أَمِیْنٌ‘‘. ۴۔کلمہ موضوع علی التضعیف میں ہوں، جیسے:’’سَئَّلَ‘‘. ۵۔لام کلمہ کے مقابلہ میں نہ ہوں، جیسے:’’أَوَادِمُ‘‘جو دراصل’’أَءَادِمُ‘‘تھا۔

قانون نمبر ۸[6]:

﴿اخفش والا قانون﴾[7]

= ’’ذُوْأَمْرَهُمْ،یَرْمِیْ أَخَاهُ‘‘کو شامل کرنا مقصود ہے، اگر زائد ہوں، مثلاً’’مَقْرُوْءٌ،خَطِیْئَةٌ‘‘اور یائے تصغیر ہو، مثلاً:’’أُفَیْئِسٌ‘‘ خارج ہو جائیں گے۔ ۳۔ واوٴ اور یاء غیر اصلی مگر الحاق ہوں، جیسے:’’جَیْئَلٌ‘‘سے’’جَیَّلٌ‘‘اور’’حَوْأَبٌ‘‘سے’’حَوْبٌ‘‘کو شامل کرنا مقصود ہے ان میں واوٴ اور یاء الحاق کے واسطے ہیں اور غیر نون انفعال کی قید سے’’اطَّرَ‘‘سے’’انَّاطَرَ‘‘کو خارج کرنا مقصود ہے۔ (فصول اکبری:۵۹-۶۰،نوادرالاصول:۱۲۷، فیوض عثمانی:۱۰۷،شرح الشافیہ للرضی:۲/۵۸)

[1] ان میں ’’واوٴ‘‘اور’’یاء‘‘ملحق برباعی کے واسطے ہیں ان میں یہ قانون جاری نہ ہو گا۔(فیوض عثمانی:۱۰۷،نوادرالاصول:۱۲۶)

[2] قانون کا فارسی متن: ہر دو ہمزہ کہ جمع شوند در کلمہ غیر موضوع علی التضعیف اول ساکن ثانی متحرک باشد ثانی را بیاء بدل کنند وجوباً۔

[3] تخریج: ارشاد الصرف:۲۷، قانونچہ کھیوالی:۶۶، صرف گھوٹوی:۷۷، صرف بھتر ال:۱۳۱، الصرف العزیز:۲۵۴۔

[4] اس قانون کے متعدد نام ہیں:۔ ۱۔ غیر موضوع علی التضعیف والا قانون، ۲۔ قِرَءْیٌ والا قانون۔

[5] مواضعِ اجراء: یہ قانون مہموز اللام کے بعض مصادر، اسمائے مشتقات اور اسمائے جامدہ میں جاری ہوتا ہے۔

[6] قانون کا فارسی متن: ہر ہمزہ مکسور کہ ماقبلش حرکت مضموم باشد، و مضموم بعد از کسرہ باشد بواوٴ و یاء بدل کردہ شود جوازاً، نزد اخفش۔

[7] تخریج: الشافیہ:۴۳۳، شرح المفصل لابن یعیش:۵/۲۷۴، الممتع الکبیر:۲۵۱، شرح الشافیہ للرضی:۳/۴۷، الکناش لابن کثیر:۲/۱۷۳، الارتشاف لابی حیان:۲/۳۲۷، جاربردی:۲/۱۹۵، نقرہ کار:۲/۱۹۵، المناہج الکافیۃ للانصاری:۲/۱۹۵، فصول اکبری:۶۰-۶۱، نوادرالاصول:۱۳۱-۱۳۲، دستور المبتدی:۱۵، نغزک:۲۶، ارشاد الصرف:۲۷، صرف بھتر ال:۱۳۲، الصرف العزیز:۲۵۳۔

حکم: یہ قانون جوازی ہے[1]۔

اس قانون کی دو صورتیں ہیں:

۱۔ ہمزہ منفردہ جو مکسور ہو اور ضمہ کے بعد واقع ہو تو اخفشؒ[2] کے نزدیک اسے واؤ سے بدلنا جائز ہے، جب کہ جمہور کے نزدیک بین بین ہوگا، جیسے: ''سُئِلَ'' میں ''سُوِلَ''۔

۲۔ ہمزہ منفردہ جو مضمومہ ہو جب کسرہ کے بعد واقع ہو تو اخفشؒ کے نزدیک اسے یاء سے بدلنا جائز ہے[3] جب کہ جمہور کے نزدیک بین بین ہوگا، جیسے: ''مُسْتَهْزِءٌ'' میں ''مُسْتَهْزِیٌ''[4]۔

فائدہ: بین بین کو تسہیل بھی کہتے ہیں اور اصطلاح میں بین بین کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ بین بین قریب ۲۔ بین بین بعید۔

۱۔ بین بین قریب: ہمزہ کو اپنے مخرج اور اپنی حرکت کے موافق حرف علت کے مخرج کے درمیان سے اداء کرنا، جیسے: ''سُئِلَ'' میں ہمزہ کو اپنے مخرج اور کسرہ کے موافق حرف یاء کے مخرج کے درمیان ادا کرنا[5]۔

---

(۱) مواضعِ اجراء: اس قانون کی پہلی صورت ثلاثی مجرد مہموز العین اور ثلاثی مزید فیہ مہموز العین کے باب انفعال اور افتعال کے فعل ماضی مجہول کے تمام صیغوں میں جاری ہوتی ہے اور دوسری صورت ثلاثی مجرد مہموز اللام کے اسم ظرف (بشرطیکہ مضارع معلوم مکسور العین ہو)، اسم آلہ اور اسم تفضیل مذکر کے بعض صیغوں میں لگتی ہے اور ثلاثی مزید فیہ مہموز اللام اور ثلاثی مجرد اجوف واوی یائی مہموز اللام کے اسم فاعل کے واحد مذکر، جمع مذکر (خواہ مکبر ہوں یا مصغر) کے صیغوں میں جاری ہوتی ہے۔

(۲) سات سے زائد حضرات (عبد الحمید بن عبد المجید اخفش اکبر، سعید بن مسعدۃ اخفش اوسط، ہارون بن موسی، صلاح بن حسین، محمد سعید) اخفش کے نام مشہور ہیں، لیکن زیادہ معروف تین ہیں: اخفش اکبر، اخفش اوسط اور اخفش اصغر۔ یہاں اخفش اوسط مراد ہے جن کا نام سعید بن مسعدہ مجاشعی بلخی بصری اور کنیت ابو الحسن ہے، بلند پایہ نحوی، لغوی اور چوٹی کے ادیب تھے، امام سیبویہ سے کسب فیض کیا، ۲۱۵ھ کو وفات پائی۔ (وفیات الاعیان: ۱/۲۰۸، انباۃ الرواۃ: ۲/۳۶، الاعلام للزرکلی: ۳/۱۰۱)

(۳) یہ امام اخفشؒ کا مذہب ہے، جمہور کا نہیں، اسی وجہ سے اس قانون کو اخفش والا قانون کہتے ہیں۔

(۴) ابو شریح اور قراء کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ تسہیل (بین بین) شاذ ہے اور امام ابو حیان فرماتے ہیں: ''وھو فاسد لخروجه عن قیاس کلام العرب، ألا ترى أن الهمزة لم تجعل قط فی موضع بینها وبین الحرف الذی منه حرکة ماقبلها.'' (شرح الشافیۃ لابن جماعۃ: ۲/۱۹۶)

(۵) یعنی ہمزہ کو اپنے مخرج اور اس حرف علت کے مخرج کے درمیان ادا کرنا جو ہمزہ کی حرکت کے موافق ہو، مثلاً: ہمزہ کی حرکت ضمہ ہے اس کے موافق حرف علت واؤ ہے اگر کسرہ ہے تو اس کے موافق حرف علت یاء ہے، اس کو بین بین مشہور بھی کہتے ہیں۔ اور ہمزہ اپنے مخرج کے درمیان اور اس کے حرف علت کے مخرج کے درمیان ادا کرنا جو ہمزہ کے ماقبل والے حرف کی حرکت کے موافق ہو اس کو بین بین غیر مشہور بھی کہتے ہیں، جیسے: ''سئل'' میں اگر بین بین قریب پڑھا تو ہمزہ کو ہمزہ اور یاء کے درمیان ادا کریں گے اور اگر بین بین بعید پڑھا تو ہمزہ کو ہمزہ اور واؤ کے درمیان پڑھیں گے۔ (جاربردی: ۲/۱۹۵، نقرہ کار: ۲/۱۹۵، شرح الشافیۃ لابن جماعۃ: ۲/۱۹۵، فصول اکبری: ۶۱، فیوض عثمانی: ۱۰۴)

۲۔ بین بین بعید: ہمزہ کو اپنے مخرج اور ماقبل حرکت کے موافق حرف علت کے مخرج کے درمیان سے ادا کرنا، جیسے: ''سُئِلَ''میں ہمزہ کو اپنے مخرج اور ضمہ کے موافق حرف واؤ کے مخرج کے درمیان سے ادا کرنا۔

احترازی مثالیں: ا۔ ہمزہ منفردہ نہ ہو، جیسے: ''أُئَيْمَّةٌ''. ۲۔ مکسورہ، ضمہ کے بعد نہ ہو، جیسے: ''أَزْئُرُ''. ۳۔ مضمومہ، کسرہ کے بعد نہ ہو، جیسے: ''يَقْرَءُ''.

قانون نمبر۹[1]:

﴿ہمزہ منفردہ متحرکہ والا قانون﴾[2]

حکم: یہ قانون جوازی ہے[3]۔

ہر ہمزہ منفردہ متحرکہ جس کی اور اس کے ماقبل کی حرکت ایک ہو تو ہمزہ کو اس حرکت کے موافق حرف علت سے بدلنا جائز ہے نزدِ بعض[4]، جب کہ جمہور کے نزدیک بین بین ہوگا، جیسے: ''سَأَلَ''میں ''سَالَ''[5].

احترازی مثالیں: ا۔ ہمزہ منفردہ نہ ہو، جیسے: ''أَءَادِمُ''. ۲۔ متحرکہ نہ ہو، جیسے: ''بُؤْسٌ''. ۳۔ ماقبل ساکن ہو، جیسے: ''يَسْئَلُ''. ۴۔ دونوں کی حرکت مختلف ہو، جیسے: ''سُئِلَ''.

قانون نمبر۱۰[6]:

﴿ہمزہ وصلیہ مفتوحہ والا قانون﴾[7]

---

[1] قانون کا فارسی متن: ہر ہمزہ متحرکہ منفردہ را کہ ماقبلش نیز متحرک باشد بآں حرکت بہ وفق حرکت ماقبل بحرف علت بدل کنند جواز اًنزد بعض۔

[2] تخریج: الشافیۃ:۲/۲۰۵، جاربردی:۲/۲۰۵، نقرہ کار:۲/۲۰۵، المناہج الکافیۃ:۲/۲۰۵، فصول اکبری:۶۱، نوادر الاصول:۱۳۱، الحنفیہ:۱۵۶، دستور المبتدی:۱۵، ارشاد الصرف:۲۷، صرف بھتر ال:۱۳۱، الصرف العزیز:۲۵۲۔

[3] مواضعِ اجراء: یہ قانون ثلاثی مجرد مہموز العین باب ''فَعَلَ يَفْعَلُ''اور''فَعَلَ يَفْعِلُ'' کے فعل ماضی معلوم کے تمام صیغوں میں جاری ہوتا ہے اور ثلاثی مزید فیہ باب انفعال اور باب افتعال کے فعل ماضی معلوم کے تمام صیغوں میں لگتا ہے اور ثلاثی مجر مہموز اللام باب ''فَعَلَ يَفْعُلُ''اور''فَعَلَ يَفْعِلُ'' کے فعل ماضی معلوم کے چھے صیغوں (واحد مذکر غائب، تثنیہ مذکر غائبین، واحدہ مؤنث غائبہ، تثنیہ مؤنث غائبتین) میں اور فعل تعجب کے پہلے صیغے میں جاری ہوتا ہے اور جب کہ ثلاثی مزید فیہ مہموز اللام کے تمام ابواب کے فعل ماضی معلوم کے چھے صیغوں (واحد مذکر غائب، تثنیہ مذکر غائبین، واحدہ مؤنث غائبہ، تثنیہ مؤنث غائبتین) میں جاری ہوتا ہے۔

[4] یہ امام اخفش ؒ کا مذہب ہے۔

[5] یہ مطابقی مثالیں ہیں۔

[6] قانون کا فارسی متن: ہر ہمزہ وصلی مفتوح کہ داخل شود بر آں ہمزہ استفہام بالف بدل کردہ شود وجوباً، بمع باقی داشتن التقائے ساکنین۔

[7] تخریج: الشافیہ:۴۳۹، فصول اکبری:۶۲، نوادر الاصول:۱۳۶، علم الصیغہ:۵۰، ارشاد الصرف:۲۷، صرف بھتر ال:۱۳۲، الصرف العزیز:۲۵۵۔

حکم: یہ قانون[۱] وجوبی ہے[۲]۔

ہر ہمزہ وصلیہ جو مفتوحہ ہو جب اس پہ ہمزہ استفہامیہ داخل ہو جائے تو اس ہمزہ وصلیہ کو گرانے کی بجائے الف سے بدلنا واجب ہے، پھر التقائے ساکنین علی غیرہ حدہ آئے گا اسے برحال چھوڑنا واجب ہے جیسے: ''آلْحَسَنُ، آیْمَنُ اللهِ''[۳] جو دراصل ''أَأَلْحَسَنُ، أَأَیْمَنُ اللهِ'' تھے[۴]۔

احترازی مثالیں: ۱۔ ہمزہ وصلیہ نہ ہو، جیسے: ''ءَأَنْذَرْتَهُمْ''۔ ۲۔ مفتوحہ نہ ہو، جیسے: ''ءَاِكْتَسَبَ''۔ ۳۔ اس پر ہمزہ استفہامیہ داخل نہ ہو، جیسے: ''جَآءَ الْعَالِمُ''.

﴿ابواب ثلاثی مجرد مہموز الفاء[۵]﴾[۶]

بابِ اول: صرف صغیر ثلاثی مجرد مہموز الفاء از باب فَعَلَ يَفْعُلُ چوں اَلْأَمْرُ (حکم کرنا)۔

بابِ سوم: صرف صغیر ثلاثی مجرد مہموز الفاء از باب فَعِلَ يَفْعَلُ چوں اَلْإِذْنُ (اجازت دینا)۔

بابِ چہارم: صرف صغیر ثلاثی مجرد مہموز الفاء از باب فَعُلَ يَفْعُلُ چوں اَلْأَدَبُ (ادیب کرنا)۔[۷]

---

[۱] اس قانون کے متعدد نام ہیں:۔ ۱۔ آلْحَسَنُ والا قانون، ۲۔ آلْئٰنَ والا قانون۔ ۳۔ ''آیْمَنُ'' والا قانون۔

[۲] مواضعِ اجراء: یہ قانون ان مصادر، اسمائے مشتقہ اور اسمائے جامدہ میں جاری ہوتا ہے جو معرف باللام ہوں اور ان پر ہمزہ استفہام داخل ہو۔

[۳] یہ مطابقی مثالیں ہیں، ''آیْمَنُ'' بصریوں کے نزدیک مفرد ہے، لیکن کوفیین کہتے ہیں کہ یہ ''یمین'' کی جمع ہے، کیونکہ اس وزن پر کوئی مفرد نہیں آتا۔ (فیوض عثمانی:۱۱۸)

[۴] اس میں دوسرا ہمزہ الف ہو کر سلامت رہا، اگرچہ قیاس اس کے حذف کا مقتضی ہے، لیکن اس لیے حذف نہیں ہوا کہ انشاء کا التباس خبر کیساتھ لازم نہ آئے اور اگر ہمزہ استفہام دوسرے ہمزہ وصلیہ مضموم یا مکسور پر آئے تو اس وقت وہ حذف ہو جاتا ہے، جیسے: ''اصطفی اللہ زیداً''۔ (فیوض عثمانی:۱۱۷)

[۵] مہموز الفاء کے مضارع معلوم، مضارع مجہول، اسم ظرف اور اسم آلہ میں ''رأْسٌ'' والا قانون جوازاً جاری ہوں گے اور مضارع معلوم ومجہول کے واحد متکلم اور اسم تفصیل میں ''آمَنَ'' والا قانون وجوبی طور پر جاری ہو گا۔ امر حاضر معلوم کا صیغہ واحد مذکر مخاطب میں ''آمَنَ'' والا قانون جاری ہو گا، جیسے: ''أَدَبَ يَأْدُبُ'' سے ''أُوْدَبَ''، لیکن ''أَمَرَ يَأْمُرُ'' سے خلاف القیاس ''مُرْ'' آتا ہے۔

اور مہموز الفاء کے تینوں ابواب (افعال، افتعال، استفعال) میں ہمزہ کی تخفیف کا حال مثل ابواب مجرد کے ہے، کسی جگہ وجوبی، کسی جگہ جوازی، مثلاً: باب افعال اور افتعال کی ماضی، امر اور مصدر میں تخفیف وجوبی ہے، مضارع، اسم فاعل، اسم مفعول، اسم ظرف اور باب استفعال کے جملہ مشتقات میں تخفیف جوازی ہے اور مہموز الفاء کے باب تفعیل، مفاعلہ، تفعل، تفاعل وغیرہ میں کوئی تغیر نہیں ہوتا۔

[۶] ثلاثی مجرد مہموز الفاء سے یہ دو باب فَعَلَ يَفْعُلُ چوں اَلْإِلٰهَةُ (پوجا کرنا) اور باب فَعَلَ يَفْعِلُ چوں اَلْأَزْدُ (تراشنا) بھی مستعمل ہیں، تاہم ان کا استعمال قلیل ہے۔

[۷] ثلاثی مزید فیہ مہموز الفاء سے درج ذیل آٹھ ابواب مستعمل ہیں:

باب اول: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مہموز الفاء از باب افعال چوں اَلْإِيْمَانُ (ایمان لانا)۔ =

﴿ابوابِ ثلاثی مجرد مہموز العین[1]﴾ [2]

بابِ اول: صرف صغیر ثلاثی مجرد مہموز العین از باب فَعَلَ یَفْعَلُ چوں السَّئْلُ وَالسُّؤَالُ(چاہنا) وَالْمَسْئَلُ وَالْمَسْأَلَۃُ(پوچھنا)۔

بابِ دوم: صرف صغیر ثلاثی مجرد مہموز العین از باب فَعَلَ یَفْعِلُ چوں الزَّئْرُ وَالزَّئْرَۃُ (شیر کا دھاڑنا)۔

بابِ سوم: صرف صغیر ثلاثی مجرد مہموز العین از باب فَعُلَ یَفْعُلُ چوں اَللَّئْمُ (کم ہونا) وَالْمَلْئَمُ وَالْمَلْئَمَۃُ (ملامت کرنا)[3]۔

﴿ابواب ثلاثی مجرد مہموز اللام[4]﴾

بابِ اول: صرف صغیر ثلاثی مجرد مہموز اللام از باب فَعَلَ یَفْعَلُ چوں اَلْقِرَاءَۃُ، وَالْقِرَاءُ، وَالْقُرْآنُ (پڑھنا)۔

= باب دوم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مہموز الفاء از باب تفعیل چوں اَلتَّأْدِیْبُ (ادب سکھانا)۔
باب سوم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مہموز الفاء از باب مفاعلہ چوں اَلْمُوَاخَذَۃُ (گرفت کرنا)۔
باب چہارم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مہموز الفاء از باب تفعّل چوں اَلتَّأَدُّبُ (ادب سکھانا)۔
باب پنجم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مہموز الفاء از باب تفاعل چوں اَلتَّآمُرُ (باہم مشورہ کرنا)۔
باب ششم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مہموز الفاء از باب انفعال چوں اَلْاِنْئِطَارُ (ٹیڑھا ہونا)۔
باب ہفتم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مہموز الفاء از باب افتعال چوں اَلْاِئْتِمَانُ (امین ہونا)۔
باب ہشتم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مہموز الفاء از باب استفعال چوں اَلْاِسْتِئْجَارُ (اجرت لینا)۔

[1] مہموز العین کے مضارع اور اسم مفعول اور امر میں ''سَلْ'' والا قانون جوازی طور پر جاری ہو گا اور امر میں اس قاعدہ کے بعد ہمزہ وصلیہ بوجہ عدم ضرورت ساقط ہو جائے گا، جیسے: ''سَأَلَ یَسْأَلُ'' سے ''سَلْ'' آئے گا۔

[2] ثلاثی مجرد مہموز العین سے یہ دو باب فَعِلَ یَفْعَلُ چوں اَلسَّأْمُ (اُکتا جانا) اور باب فَعِلَ یَفْعِلُ چوں اَلْبُؤْسُ (بے حد حاجت مند ہونا) بھی مستعمل ہیں، تاہم ان کا استعمال قلیل ہے۔

[3] ثلاثی مزید فیہ مہموز العین سے درج ذیل آٹھ ابواب مستعمل ہیں:
باب اول: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مہموز العین از باب افعال چوں اَلْاِسْئَامُ (اکتا دینا)۔
باب دوم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مہموز العین از باب تفعیل چوں اَلتَّسْئِیْلُ (سوال کرنا)۔
باب سوم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مہموز العین از باب مفاعلہ چوں اَلْمُسَاءَلَۃُ (ایک دوسرے سے سوال کرنا)۔
باب چہارم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مہموز العین از باب تفعّل چوں اَلتَّرَؤُّسُ (سردار ہونا)۔
باب پنجم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مہموز العین از باب تفاعل چوں اَلتَّسَاؤُلُ (ایک دوسرے سوال کرنا)۔
باب ششم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مہموز العین از باب انفعال چوں اَلْاِنْطَئَاسُ (واپس ہونا)۔
باب ہفتم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مہموز العین از باب افتعال چوں اَلْاِلْتِئَامُ (دو چیزوں کا ایک ہونا)
باب ہشتم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مہموز العین از باب استفعال چوں اَلْاِسْتِرْئَافُ (مہربان ہونا)۔

[4] مہموز اللام میں جہاں شرائط پائی جائیں پہلا قانون جاری ہو گا، یعنی مضارع مجزوم، امر اور نہی میں ''رَأْسٌ'' والا قانون جوازاً جاری ہو گا، اسم فاعل میں ''جُؤَنٌ، مِئَرٌ'' والا قانون جوازی طور پر جاری ہو گا۔

بابِ دوم: صرف صغیر ثلاثی مجرد مہموز اللام از باب فَعَلَ یَفْعِلُ چوں اَلْهَنْئُ وَ الْهَنَاءُ وَالْهَنَائَةُ (خوشگوار ہونا)[۱]۔
[۱]۔

بابِ چہارم: صرف صغیر ثلاثی مجرد مہموز اللام از باب فَعُلَ یَفْعُلُ چوں الْجُرَاءَةُ (بہادر ہونا)[۲]۔

---

[۱] ثلاثی مجرد مہموز اللام سے یہ دو باب فَعِلَ یَفْعَلُ چوں اَلْبَرَاءُ (چھٹکارہ پانا) اور باب فَعَلَ یَفْعُلُ چوں اَلدَّنَاءَةُ (کم ظرف ہونا) بھی مستعمل ہیں، تاہم یہ قلیل الاستعمال ہیں۔

[۲] ثلاثی مزید فیہ مہموز العین سے درج ذیل آٹھ ابواب مستعمل ہیں۔
باب اول: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مہموز اللام از باب افعال چوں اَلْإِبْرَاءُ (بَری کرنا)۔
باب دوم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مہموز اللام از باب تفعیل چوں اَلتَّبَرِيْؤُ (بَری ہونا)۔
باب سوم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مہموز اللام از باب مفاعلہ چوں اَلْمُفَاجَاةُ (اچانک آجانا)۔
باب چہارم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مہموز اللام از باب تفعّل چوں اَلتَّبَرُّؤُ (بَری ہونا)۔
باب پنجم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مہموز اللام از باب تفاعل چوں اَلتَّوَاطُؤُ (موافقت کرنا)۔
باب ششم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مہموز اللام از باب انفعال چوں اَلْاِنْفِطَاءُ (چراغ کا بجھنا)۔
باب ہفتم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مہموز اللام از باب افتعال چوں اَلْاِجْتِرَاءُ (دلیر ہو جانا)۔
باب ہشتم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مہموز اللام از باب استفعال چوں اَلْاِسْتِبْرَاءُ (بیزاری طلب کرنا)۔

﴿قوانینِ مضاعف﴾[1]

قانون نمبر ا[2]:

﴿متجانسین والا قانون﴾[3]

حکم: یہ قانون[4] اکثر وجوبی ہے[5]۔

---

(۱) جس طرح حروف علت فاء، عین اور لام کلمہ میں واقع ہوں تو اس سے کلمہ ثقیل بن جاتا ہے، ثقل کو ختم کرنے کے لیے صرفی حضرات اعلال کے قوانین بیان کرتے ہیں تو اس طرح جب کلمہ میں دو حرف ایک جنس کے واقع ہوں تو اس سے بھی کلمہ میں ثقل پیدا ہو جاتا ہے تو اس ثقل کو ختم کرنے کے لیے صرفی حضرات قوانین مضاعف کے عنوان سے چند قواعد بیان کرتے ہیں۔ یہاں مضاعف کے کل چار قوانین مذکور ہیں۔

مضاعف میں ادغام، ابدال اور حذف تینوں واقع ہوتی ہیں، ادغام کی مثال، جیسے: "مَدَدَ" سے "مَدَّ"، ابدال کی مثال، جیسے: "قِیْرَاطٌ" جو کہ دراصل "قِرْرَاطٌ" تھے، حذف کی مثال، جیسے: "قَرْنَ" جو کہ اصل میں "اِقْرِرْنَ" تھا۔ (فیوض عثمانی: ۱۵۱)

(۲) ہر دو حرف متجانسین اگر جمع شوند در اول کلمہ ثلاثی مجرد یا رباعی مجرد و مزید فیہ ادغام ممتنع است در اول کلمہ ثلاثی مزید فیہ جائز است مطلقاً سوائے مضارع چرا کہ در مضارع وقتے جائز است کہ حاجت بہ ہمزہ وصلی نیفتد۔ اگر ہر دو متجانسین در اول کلمہ نباشد و اول ساکن ثانی متحرک باشد ادغام واجب است بوجود پنج شرائط:۔ اول: آینکہ آں متجانسین دو ہمزہ در کلمہ غیر موضوع علی التضعیف نباشد، چنانچہ قَرَءْءٌ کہ در اصل قَرَءْءٌ بود، دوم: آینکہ اول متجانسین "ھاء" وقف نباشد، چنانچہ اغرّ علال، سوم: آینکہ اول متجانسین مدہ مبدل ابدال جائز نباشد، چنانچہ رِیْیَا، چہارم: آینکہ اول متجانسین مدہ در آخر کلمہ نہ باشد، چنانچہ فِیْ یَوْمٍ، پنجم: آینکہ ادغام باعث التباس یک وزن قیاس بدیگر وزن قیاسی نہ باشد، چنانچہ قُوْوِلُ وَ تُقُوْوِلُ کہ ملتبس می شود بہ قُوِّلَ، وَ تُقُوِّلَ۔ اگر آں متجانسین ہر دو متحرک باشد ادغام واجب است، بوجوہ نُہ شرائط، اول آینکہ اول متجانسین مدغم فیہ بناشد، چنانچہ "حَبَّبَ"۔ دوام آینکہ متجانسین زائدہ برائے الحاق نہ باشد، چنانچہ "جَلْبَبَ، شَمْلَلَ"۔ سوم: آینکہ اول متجانسین دو "واو" در باب افعلال نہ باشد، چنانچہ "اِرْعَوٰی" کہ دراصل "اِرْعَوَوَ" بود۔ پنجم: آینکہ کسے از متجانسین مقتضی اعلال نہ باشد، چنانچہ "قَوِیَ" کہ دواصل "قَوِوَ" بود۔ ششم: آینکہ حرکت ثانی عارضہ نہ باشد چوں "أَرْدُدِ الْقَوْمَ"۔ ہفتم: آینکہ متجانسین در دو کلمہ نہ باشد چوں "مَكَّنَنِيْ"۔ اگر در دو کلمہ باشد، پس اول ما قبل متحرک یالین غیر مدغم باشد ادغام جائز است۔ ورنہ ممتنع۔ ہشتم: آینکہ آں متجانسین دو "ی" نہ باشد چوں "حَيِيَ،" و "رُمَيِّيَانِ"۔ نہم: آینکہ آن متجانسین در اسم بر یکی از یں پنج اوزان نباشد، چوں فَعَلٌ، فِعِلٌ، فُعْلٌ، فِعَلٌ، فُعُلٌ چوں سَبَبٌ، رِدَدٌ، سُرُرٌ، عِلَلٌ، دُرَرٌ.

(۳) تخریج: الشافیہ: ۳۹۴، ایجاز التعریف: ۱۶۱، مراح الارواح: ۹۳، الحنفیہ: ۱۳۳، فصول اکبری: ۱۷-۲۷، دستور المبتدی: ۵۹-۶۰، قوانین زرادی: ۵۵-۵۸، علم الصیغہ: ۹۳-۹۴، ارشاد الصرف: ۴۷، کتاب الصرف: ۱۰۳، صرف بھتراں: ۱۳۵، الصرف العزیز: ۱۲۱۔

(۴) یہ قانون تین الگ الگ قوانین (۱۔ دَدَنَ، بَبَرَ والا قانون ۲۔ مَدٌّ شَذٌّ والا قانون ۳۔ مَدَّ، یَمُدُّ والا قانون) کا مجموعہ ہے، یہاں سب صورتوں کو ایک قانون کی صورت میں جمع کیا گیا ہے۔

(۵) مواضعِ اجراء: اس قانون کی پہلی شق ثلاثی مزید فیہ صحیح کے بعض مصادر میں اور باب تفعل، تفاعل اور افتعال کے مصادر اور تمام صیغوں میں جاری ہوتی ہے، بشرطیکہ مضارع میں ہمزہ کی ضرورت نہ پڑے۔ اور دوسری شق ثلاثی مجرد مضاعف ثلاثی کے بعض مصادر، اسم تفضیل مؤنث کے بعض صیغوں میں، اسم فاعل اور صفت مشبہ کے جمع مذکر مکسر کے صیغوں میں جاری ہوتی ہے، بشرطیکہ =

یہ قانون تین شقوں پر مشتمل ہے۔

شقِ اول: دو حرف متجانسین ثلاثی مجرد، یا رباعی مجرد مطلق کے شروع میں واقع ہوں تو ان میں ادغام[۱] کرنا منع ہے، جیسے: ''دَدَنٌ، تُتَرْجِعُ، تَتَدَحْرَجُ''[۲]۔

= جو ''فُعْلٌ'' اور ''فُعْلَان'' کے وزن پر ہوں اور ثلاثی مجرد اور ثلاثی مزید فیہ، مضاعف ثلاثی مجرد کے ایک باب ''فَعَل یَفْعُل'' اور ثلاثی مزید فیہ کے آٹھ ابواب (افعال، تفعیل، مفاعلہ، تفعل، تفاعل، انفعال، افتعال، استفعال) کے فعل ماضی معلوم و مجہول کے سات صیغوں (چھے مخاطب اور ایک واحد متکلم) میں جاری ہوتی ہے، بشرطیکہ ''وَعَدْتَّ'' والا قانون لگا ہو اور ثلاثی مجرد مثال واوی و مضاعف ثلاثی کے باب ''فَعِلَ یَفْعَلُ'' کے بعض مصادر اور مذکورہ سات صیغوں میں بھی جاری ہوتی ہے۔

تیسری شق ثلاثی مزید فیہ صحیح باب تفعیل، تفعل، افعلال، افعیلال اور باب افعوال اور رباعی مزید فیہ صحیح کے باب افعلال کے اسم ظرف، فعل ماضی معلوم و مجہول کے پہلے پانچ صیغوں (واحد مذکر، تثنیہ مذکر غائبین، جمع مذکر غائبین، واحدہ مؤنث غائبہ، تثنیہ مؤنث غائبتین) میں اور فعل مضارع معلوم و مجہول کے تمام صیغوں میں سوائے جمع مؤنث غائبات اور مخاطبات کے اور ان کے متعلقات میں اور اسم فاعل و اسم مفعول کے تمام صیغوں میں جاری ہوتی ہے۔

ثلاثی مجرد مضاعف ثلاثی کے اسم ظرف، اسم آلہ، اسم تفضیل اور فعل تعجب کے بعض صیغوں میں اور فعل ماضی معلوم و مجہول کے پہلے پانچ صیغوں میں اور فعل مضارع معلوم و مجہول کے تمام صیغوں میں سوائے جمع مؤنث غائبات و مخاطبات اور ان کے متعلقات میں بھی ان ہی صیغوں میں اور اسم فاعل کے واحد، تثنیہ، جمع (خواہ مذکر ہوں یا مؤنث، خواہ مکبر ہوں یا مصغر) اور جمع مذکر مکسر کے ان صیغوں میں جو ''فَعَلَةٌ، فُعَلَاءُ'' کے وزن پر ہوں اور جمع مؤنث مکسر کے اس صیغے میں جو ''فَوَاعِلُ'' کے وزن پر ہو، اور صفت مشبہ کے جمع مذکر مکسر ان صیغوں میں جو ''فُعَلَاءُ، أَفْعِلَاءُ، أَفْعِلَةٌ'' کے وزن پر ہوں میں جاری ہوتی ہے

اور ثلاثی مزید فیہ مضاعف ثلاثی کے بعض مصادر میں، اسم ظرف، فعل ماضی معلوم و مجہول کے پہلے پانچ صیغوں میں اور فعل مضارع معلوم و مجہول کے تمام صیغوں میں سوائے جمع موث غائبات اور مخاطبات اور ان کے متعلقات میں بھی ان ہی صیغوں میں اور اسم فاعل و اسم مفعول کے تمام صیغوں میں جاری ہوتی ہے، نیز ثلاثی مجرد مہموز الفاء و مضاعف ثلاثی اور ثلاثی مجرد مثال واوی اور مضاعف ثلاثی کے مذکورہ صیغوں میں جاری ہوتی ہے۔

[۱] مضاعف میں تکرارِ حروف سے جو تغیرات واقع ہوتے ہیں اس کی تین صورتیں ہیں:

۱۔ ادغامِ قیاسی: جیسے: ''مَدَّ'' کہ اصل میں ''مَدَدَ'' تھا۔

۲۔ ادغامِ سماعی، جیسے: ''ظَلَتُمْ'' کہ اصل میں ''ظَلَلْتُمْ'' تھا، پہلے ''لام'' کو حذف کیا۔

۳۔ ابدال سماعی، جیسے: ''أَمْلَيْتُ'' کہ اصل میں ''أَمْلَلْتُ'' تھا دوسرے ''لام'' کو ''ی'' سے بدلا۔ ان میں سے تغیر کا موجب اکثر ادغامِ قیاسی ہوتا ہے جس حرف کو ادغام کرتے ہیں اس کو مدغم اور جس میں ادغام کرتے ہیں اس کو مدغم فیہ کہتے ہیں، جیسے: ''مَدَّ'' میں پہلی دال مدغم اور دوسری دال مدغم فیہ ہے۔ (کتاب الصرف: ۱۰۲)

[۲] متماثلین یا متقاربین کا ادغام صرف اسی صورت میں ہوگا جب کہ یہ حروف عین اور لام کی جگہ ہوں، فاء اور عین کی جگہ ہونے سے ادغام نہ ہوگا، کیونکہ ابتداء بالسکون متعذر ہے اور ادغام میں اول ساکن کرنا پڑتا ہے، جیسے: ''دَدَنٌ، تُتَرْجِعُ، تَتَدَحْرَجُ'' میں ادغام کا نہ ہونے کی وجہ متجانسین کا اول کلمہ میں واقع ہونا ہے۔ (فیوض عثمانی: ۱۵۸)

اگر دو حرف متجانسین ثلاثی مزید کے اول میں واقع ہوں توان میں ادغام[1] کرنا جائز ہے، مگر مضارع میں اس شرط کیساتھ کہ ادغام کے بعد ہمزہ وصلیہ کی ضرورت نہ پڑے، جیسے:''تَتَارَكَ، فَتَتَارَكَ''اور''سَتَتَنَزَّلُ''میں''اِتَّارَكَ، فَتَّارَكَ''اور''سَتَّنَزَّلُ''پڑھنا جائز ہے، لیکن''تَتَنَزَّلُ''میں''اِتَّنَزَّلُ''پڑھنا منع ہے[2]۔

شقِ ثانی: اگر دو حرف متجانسین[3] اول کلمہ میں واقع نہ ہوں اوران میں سے پہلا ساکن ہو اور دوسرا متحرک ہو تو ادغام کرنا واجب ہے، جیسے:''اَلْمُدَّةُ''جو اصل میں''اَلْمُدَدَةُ''تھا، بشرطیکہ:

۱۔ وہ متجانسین کلمہ غیر موضوع علی التضعیف کے دو ہمزے نہ ہوں، جیسے:''قِرَئْیٌ''جو اصل میں''قِرَءْءٌ''تھا۔

۲۔ متجانسین میں سے پہلا حرف ہاءِ وقف نہ ہو،[4] جیسے:''اُغْزُهْ هِلَالًا''۔

۳۔ متجانسین میں سے پہلا حرف ایسا مدہ نہ ہو جو جوازی قانون کے ذریعے حرف مدہ بنا ہو، جیسے:''رِيْيَا، يُوْوَى''جو کہ اصل میں''رِئْيَا، يُنْؤَى''تھے، اگر ابدال وجوبی قانون سے ہوا ہو تو قانون لگے گا، جیسے:''مَرَامِيُّ''۔

۴۔ متجانسین میں سے پہلا حرف ایسا مدہ نہ ہو جو کلمہ کے آخر میں ہو، جیسے:''فِيْ يَوْمٍ''۔

---

[1] ادغام لغت میں ایک چیز کو دوسرے چیز میں داخل کرنے کو کہتے ہیں، محاورہ ہے:''أَدْغَمْتُ الثِّيَابَ فِي الْوِعَاءِ''(میں نے کپڑوں کو برتن میں ڈال دیا) اور یہ محاورہ بھی ہے:''أَدْغَمْتُ اللِّجَامَ فِي الْفَرَسِ''(میں نے لگام گھوڑے کی منہ میں ڈال دی) اور اصطلاح میں دو حرفوں کو دفعۃً ایک مخرج سے پڑھنے کو کہتے ہیں، یعنی ساکن کو متحرک میں اس طرح داخل کیا جائے کہ وہ ایک حرف ہو جائیں، اس طریقہ سے کہ اس کے ادائیگی کا زمانہ ایک حرف سے کم ہو، یہ تصرف اگرچہ بظاہر ثقیل ہے، لیکن حقیقت میں تخفیف کی ایک قسم ہے، اس لیے کہ دو ہم جنس حرفوں کے پڑھنے میں اس مخرج کی لوٹنا ہوتا ہے کہ جس سے ایک بار لفظ نکلا ہے، یہ اس چلنے والے کے حرکت کے مشابہ ہوگیا کہ جس نے ایک جگہ سے قدم اٹھا کر پھر واپس لا کر اسی جگہ رکھا اور ظاہر یہ ہے کہ یہ مشکل ہے بخلاف ادغام کے کہ وہ اس چلنے والے کی حرکت کے مشابہ ہے کہ جس نے ایک جگہ قدم رکھ کر توقف کر کے پھر قدم اٹھایا ہو اور یہ حالت سابقہ حالت سے زیادہ سہل ہے۔ (فیوض عثمانی:۱۵۱)

[2] اگر مدغم اور مدغم فیہ دونوں حرف ایک جنس کے ہوں تو تلفظ میں دونوں آئیں گے اور کتابت میں صرف ایک، جیسے:''مَدَّ''اور اگر دونوں قریب المخرج ہوں تو کتابت میں دونوں قائم رہیں گے اور تلفظ میں ایک، جیسے:''صَعِدْتُ''مگر پڑھیں گے:''صَعِتُّ''۔

[3] جب دو حرف متحد المخرج یا قریب المخرج جمع ہوں اور دونوں متحرک ہوں تو پہلے کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کیا جاتا ہے۔ متحد المخرج میں ادغام کو ادغام متجانسین کہتے ہیں اور قریب المخرج میں ہو تو ادغام متقاربین کہا جاتا ہے اس میں ادغام کا قیاسی کا مروج طریقہ یہ ہے کہ بوقت ادغام پہلے حرف کو اولاً دوسرے حرف سے بدلا جاتا ہے، لیکن کبھی خلاف قیاس کسی عارض کی وجہ سے دوسرے حرف کو پہلے حرف سے بدل کر ادغام کرتے ہیں، حروف کے متقارب فی المخرج والصفات ہونے کی پہچان مخارج حروف اور صفات حروف کی شناخت پر ہے اس لیے فن صرف میں ان چیزوں کے بھی مباحث آئیں ہیں۔ (فیوض عثمانی:۱۵۲)

[4] اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس صورت میں دونوں ''ہاء'' پڑھی جائیں گی، لیکن ان میں ادغام نہیں ہو گا، کیونکہ یہ تو ممکن ہی نہیں کہ پہلی ہاء ساکن اور دوسری متحرک ہو اور آپ دونوں کا تلفظ کریں تو ان میں ادغام نہ ہو، اس کا مطلب یہ ہے کہ ہاء الوقف صرف وقف میں پڑھی جاتی ہے، وصل میں وہ خود بخود ساقط ہو جاتی ہے، جب ساقط ہی ہو گئی تو ادغام کا سوال ختم ہو جائے گا۔

۵۔ ادغام کے بعد ایک وزن قیاسی کا دوسرے وزن قیاسی کیساتھ التباس نہ آئے، جیسے: ''قُوْوِلَ، تُقُوْوِلَ'' میں ادغام کرنے سے ان کا ''قُوِّلَ، تَقُوِّلَ'' کیساتھ التباس آتا ہے[۱]۔

شق ثالث: اگر دو حرف متجانسین کلمہ کے شروع میں نہ ہوں اور دونوں متحرک ہوں تو ادغام[۲] واجب ہے، جیسے: ''یَحْمَرُّ'' جو اصل میں ''یَحْمَرِرُ''[۳] تھا، مگر نو شرائط کیساتھ:

۱۔ متجانسین میں سے دوسرے حرف کی حرکت عارضی نہ ہو[۴]، جیسے: ''اُرْدُدِالْقَوْمَ'' جو اصل میں ''اُرْدُدْالْقَوْمَ'' تھا۔

۲۔ متجانسین میں سے پہلا حرف تاء افتعال نہ ہو، جیسے: ''اِقْتَتَلَ''.

۳۔ متجانسین باب افعلال کی دو واؤنہ ہوں، جیسے: ''اِحْوَوَی''[۵].

---

(۱) یہاں التباس سے کیف ما اتفق کسی کلمہ کا التباس مراد نہیں، ہر التباس مانع ادغام نہیں ہوتا، بلکہ وہ التباس مراد ہے جس میں قانونی اوزان ایک دوسرے سے مشتبہ ہو جائیں، مثلاً مجہول بعد الادغام معلوم سے مشتبہ ہونے لگے یا ایک باب کا صیغہ دوسرے باب کے صیغہ سے ملتبس ہوتا ہو، ایسا التباس لامحالہ مانع ادغام متصور ہونا چاہیے، کیونکہ ادغام کا منشاء تخفیف ہے نہ کہ کلمہ کو بگاڑ کر دوسرا کلمہ بنا دینا۔ (فیوض عثمانی:۱۵۶)

(۲) یہ صرف کا قاعدہ ہے کہ جہاں ایک جنس کے دو حرف جمع ہو جائیں وہاں ایک کی تخفیف کرتے ہیں، تخفیف کے تین طریقے ہیں:
ایک ادغام کا، جیسے: ''فَرَّ، عَرَّ'' دو متجانسین کے علیحدہ علیحدہ ادا کرنے میں جو کلفت ہوتی ہے وہ ان دونوں کے بیک دم ادا کرنے میں باقی نہیں رہتی، بلکہ ادغام میں دو ہی نہیں رہتے وہ ایک حرف بن جاتے ہیں اور اس میں ذرا مخرج پر زور بڑھ جاتا ہے۔
دوسرا طریقہ غیر قیاسی حذف کا ہے، جیسے: ''ظَلَلْتُ'' میں ایک لام حذف کر کے ''ظَلَّتُ'' کہا جائے اور ''مَسْسْتُ'' میں ایک سین حذف کر کے ''مَسْتُ'' کہا جائے، یہ دونوں حذف غیر قیاسی ہیں۔
تیسرا طریقہ غیر قانونی ابدال کا ہے، جیسے: ''قَدْخَابَ مَنْ دَسَّهَا'' اصل میں ''دَسَسْهَا'' تھا، ایک سین کو الف سے بدل دیا یہ تبدیلی کسی قانون کے ماتحت نہیں آتی۔ (پنج گنج:۱۷)

(۳) اگر اس پر حرف جازم داخل ہو تو اس میں تین وجہیں پڑھنا جائز ہیں، اس کے لیے یہ قانون ہے کہ جس مضارع کا آخر مشدد ہو تو حروف جوازم اور امر حاضر معلوم کے بناتے وقت اس میں تین وجہیں پڑھنا جائز ہیں جیسے: ''لَمْ یَحْمَرَّ، لَمْ یَحْمَرِّ، لَمْ یَحْمَرِرْ'' بشرطیکہ مضارع مضموم العین نہ ہو ورنہ چار وجہیں پڑھنا جائز ہیں جیسے: ''لَمْ یَمُدَّ، لَمْ یَمُدِّ، لَمْ یَمُدُّ، لَمْ یَمْدُدْ''.

(۴) حرکت لازم ہو، یعنی وہ حرکت قابل سقوط نہ ہو، عارضی حرکت جو کسی دوسرے کلمہ کے اتصال کے باعث لائی جاتی ہے، قابل اعتبار نہیں وہ عارض کے ہٹنے سے ہٹ جائے گی، کیونکہ حرکت عارضی سکون کے حکم میں ہے یہ شرط صرف اہل حجاز کے نزدیک ہے، بنو تمیم اس صورت میں بھی ادغام وجوباً کرتے ہیں۔ اور اگر دوسرا حرف لازمی سکون رکھتا ہے، یعنی وہ کبھی متحرک نہیں ہوتا تو اس وقت ادغام ممتنع ہے، اس لیے کہ ادغام کا دارومدار دوسرے حرف کے متحرک ہونے پر ہے اور یہاں وہ متحرک نہیں اور اگر دوسرا سکون عارضی ہے، یعنی کبھی متحرک ہوتا ہے اور کبھی ساکن تو اس وقت ادغام جائز ہے، لیکن اس جگہ التقائے ساکنین کے دور کرنے کے لیے دوسرے حرف کو حرکت دینی ہوگی، پس اس کو یا تو کسرہ دیں گے اس لیے کہ تحریک ساکن میں اصل کسرہ ہے، یا فتحہ دیں گے اس لیے کہ وہ تمام حرکات میں خفیف ہے اور یا ضمہ دیں گے، لیکن اس وقت جب کہ متجانسین میں سے پہلا حرف مضموم ہو تا کہ دونوں حرفوں کی حرکتوں کے درمیان مناسبت حاصل ہو جائے۔ (فیوض عثمانی:۱۵۴)

(۵) یہاں اعلال مزاحم ہے اس لیے ادغام نہیں ہوگا۔ قاعدہ اکثریہ یہ ہے کہ جب ادغام اور اعلال دونوں کا اجراء کسی صیغہ میں ممکن ہو تو اس وقت اعلال کو ترجیح دی جائے گی، اس لیے کہ اعلال میں ادغام سے تخفیف زیادہ ہے، جہاں اعلال ممکن ہو وہاں ادغام نہیں ہوگا۔

۴۔ متجانسین دو کلموں میں نہ ہوں، جیسے: ''مَکَّنَنِیْ، مَنَاسِکَکُمْ''.

چنانچہ دو کلموں میں ادغام واجب تو نہیں ہو سکتا، البتہ جائز ہے، لیکن دو شرطوں کیساتھ[۱]:

ا۔ متجانسین دو ہمزے نہ ہوں، جیسے: ''قَرَءَآیَۃٌ''. ۲۔ ان کے ما قبل متحرک یا حرف لین ہو، چنانچہ ''ثَوْبُ بَکْرٍ'' اور ''مَنَاسِکَکُمْ'' میں ''ثَوْبَّکْرٍ'' اور ''مَنَاسِکُّمْ'' جائز ہے، لیکن ''ضَرْبُ بَکْرٍ'' میں ادغام کیساتھ ''ضَرْبَّکْرٍ'' منع ہے۔

۵۔ متجانسین دو یاء نہ ہو، جیسے: ''حَیِیَ، رُمْیَیَانِ''، البتہ جواز کے لیے شرط یہ ہے کہ ثانی متجانسین کی حرکت کسی عامل ناصب الف ونون مزید تین یا تاء ثانیت کے سبب سے نہ ہو، جیسے: ''لَنْ یُحْیِیَ، رُمْیَیَانِ، مُحْیِیَۃٌ''، چنانچہ ''حَیِیَ'' میں ''حَیَّ'' پڑھنا جائز ہے۔

۶۔ متجانسین میں سے پہلا حرف مدغم[۲] فیہ نہ ہو، جیسے: ''حَبَّبَ''[۳].

۷۔ ان میں سے ایک الحاق کے لیے زائدہ نہ کیا گیا ہو، جیسے: ''جَلْبَبَ، شَمْلَلَ'' جو ''دَحْرَجَ'' کیساتھ ملحق ہیں[۴]۔

۸۔ ان میں سے کوئی تعلیل کا تقاضہ نہ کرتا ہو (کیونکہ اعلال مقدم ہے ادغام پر[۵])، جیسے: ''قَوِیَ'' جو اصل میں ''قَوِوَ'' تھا۔

---

[۱] ادغام جوازی کی دو صورتیں ہیں:
ا۔ متجانسین دو کلمہ میں ہوں اور پہلا متحرک ہو، جیسے: ''ضَرَبَ بَشَرٌ'' کو ''ضَرَبَّشَرَ'' اور ''لَاتَأْمَنُنَا'' کو ''لَاتَأَمَنَّا'' پڑھنا جائز ہے اور اگر متجانسین میں پہلا متحرک نہیں تو ادغام ممتنع ہے، جیسے: ''قَوْمُ مَالِكٍ''، یا متجانسین دو ہمزہ متعدد کلمہ میں ہیں تو بھی ادغام ممتنع ہے، جیسے: ''قَرَءَأَبُوْكَ''.
۲۔ متجانسین دو کلمہ میں ہوں اور پہلا حرف لین غیر مدغم ہو تو اس صورت میں بھی ادغام جائز ہے، جیسے: ''ثَوْبُ بَشَرٍ'' سے ''ثَوْبَّشَرَ'' پڑھنا جائز ہے۔ (املاء الصرف:۳۴۵)

[۲] مضاعف اور مدغم میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے، اس لیے کہ کبھی ایک جنس کے دو حرفوں میں ادغام نہیں ہوتا، جیسے: ''مَدَدْنَ''، اس پر صرف مضاعف صادق آتا ہے اور کبھی مدغم ایک جنس کے دو حرفوں پر مشتمل نہیں ہوتا، بلکہ متقاربین ہوتے ہیں، جیسے: ''عَبَدتُّ'' جو اصل میں ''عَبَدْتُ'' ہے، اس پر صرف مدغم صادق آتا ہے، مضاعف نہیں اور مادہ اجتماعی ''مَدَّ'' ہے اس پر دونوں صادق آتے ہیں، مدغم بھی ہے اور مضاعف بھی۔ (فیوض عثمانی:۱۵۱)

[۳] اس لیے کہ پہلے ادغام کے نہ زائل کرنے کی صورت میں دو حرفوں کا ادغام ایک حرف میں لازم آئے گا، یا پہلے ادغام کا ازالہ آئے گا اور یہ ممنوع ہے۔

[۴] جہاں تکرار حرف الحاق کے لیے ہو تو وہاں بھی ادغام جائز نہیں، جیسے: ''شَملَلَ'' میں لام ثانی ''دَحرجَ'' کیساتھ ملحق کرنے کے لیے لایا گیا ہے، الحاق کہتے ہیں کہ ثلاثی میں ایک حرف کا اضافہ کر کے رباعی کے ہم وزن بنایا جائے، یا رباعی میں ایک حرف کا اضافہ کر کے خماسی کے ہم وزن بنایا جائے تا کہ جو معاملہ ملحق کیساتھ ہو وہی معاملہ ملحق بہ کیساتھ بھی کیا جائے۔ (فیوض عثمانی:۱۵۸)

[۵] اعلال ادغام پر مقدم ہوتا ہے، کیونکہ اعلال میں تخفیف ادغام سے زیادہ ہے تو ''قَوِوَ'' میں خفت زیادہ تعلیل میں ہونے کی وجہ سے ''قَالَ'' والا قانون جاری کر کے اعلال کو مقدم کیا گیا ہے۔ یہ اکثر صرفیوں کی رائے ہے۔ (الشافیہ:۷۳۳)

۹۔ جس کلمہ میں متجانسین واقع ہوں وہ پانچ اوزان میں سے کسی وزن پر نہ ہو ''فَعَلٌ، فِعِلٌ، فُعُلٌ، فِعَلٌ، فُعَلٌ''، جیسے: ''سَبَبٌ، رِدَدٌ، سُرُرٌ، عِلَلٌ، دُرَرٌ''۔

پھر متحرک کے ادغام کا طریقہ یہ ہے کہ اس کا ما قبل متحرک یا حرف علت ساکن زائد ہو تو اس کی حرکت کو حذف کرنا واجب ہے، جیسے: ''احْمَرَّ، مَآدٌّ، مُوَيْدٌ'' جو اصل میں ''اِحْمَرَرَ، مَآدِدٌ، مُوَيْدِدٌ'' تھے اور حرکت کو ما قبل نقل کرنا قلیل ہے، جیسے: ''رُدَّ'' میں ''رِدَّ'' پڑھنا قلیل ہے[1]۔

اگر ما قبل متحرک نہ ہو ساکن ہو، یا ما قبل حرف علت ساکن اصلی ہو تو حرکت کو نقل کیا جائے گا، جیسے: ''اِقْشَعَرَّ، مِوَدٌّ'' جو اصل میں ''اِقْشَعْرَرَ، مِوْدَدٌ'' تھے اور حرکت کو حذف کرنا قلیل ہے، جیسے: ''اقْتَتَلَ'' میں ''قَتَّلَ''[2]۔

فائدہ: ہاء وقف وہ ہوتی ہے جو کلمہ کے آخر میں اس وقت لائی جاتی ہے جب کلمہ میں کوئی حرف حذف ہوا ہو: اگر باقی ایک حرف بچا ہو تو ہاء وقف لانا واجب ہے، جیسے: ''قِهْ'' جو ''تَقِیْ'' سے بنایا گیا ہے اور اگر باقی بچنے والے حروف ایک سے زائد ہوں تو ہاء وقف لانا جائز ہے، جیسے: ''اُغْزُہْ'' جو ''تَغْزُوْ'' سے بنا ہے۔

احترازی مثالیں:

شق ثانی کی احترازی مثالیں: ۱۔ دو ہمزے بھی نہ ہوں اور کلمہ بھی موضوع علی التضعیف نہ ہو، جیسے: ''مُدٌّ'' جو اصل میں ''مُدُدٌ'' تھا۔ ۲۔ دو ہمزے ہوں اور کلمہ موضوع علی التضعیف ہو، جیسے: ''سَئَّلَ، تَسَئَّلَ''۔ ۳۔ ہاء وقف کی نہ ہو، جیسے: ''اِشْبَهْ هَّذَا''۔ ۴۔ مدہ نہ ہو، جیسے: ''عَصَوْ وَّكَانُوْا''۔ ۵۔ مبدلہ نہ ہو، جیسے: ''مَدْعُوٌّ''۔ ۶۔ آخر کلمہ میں نہ ہو، جیسے: ''مَرْجُوٌّ''۔

شق ثالث کی احترازی مثالیں: ۱۔ حرکت اصلی ہو، جیسے: ''مَدَّ''۔ ۲۔ اول متجانسین تاء ''افتعل'' نہ ہو، جیسے:

---

[1] یہ بات بھی ذہن نشیں رکھیں کہ باب تفعیل اور تفعل میں ادغام نہیں ہوتا، کیونکہ ان دو بابوں کی وضع ہی ادغام پر ہے، یعنی ان بابوں کا عین کلمہ اصل وضع خود مضعف ہے، یہاں ادغام کرنے سے یا ادغام اول کا ابطال لازم آئے گا، یا پھر دو حرف کا ایک حرف میں ادغام ہوگا اور یہ دونوں باطل ہیں، ادغام اول کے توڑنے میں تو بنائے باب فاسد ہو جائے گی اور اس کے قائم رکھتے ہوئے دوسرے میں ادغام ادغام حرفین فی حرف ہونے کے باعث خلاف اصول ہوگا۔ (گنجینہ صرف: ۸۳)

[2] حاصل یہ ہے کہ جس جگہ ادغام کرنا ہوتا ہے وہاں دیکھیں گے کہ مدغم (جس کا ادغام کرنا ہے) کا ما قبل متحرک ہے یا ساکن، اگر ما قبل متحرک ہو تو حرف اول کی حرکت گرا دیتے ہیں اور ساکن ہو تو حرکت مدغم ساکن کی طرف منتقل کر کے ادغام کر دیتے ہیں، یعنی متحرکین کا ادغام تو صحیح معنی میں ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ اول کو ساکن نہ کر لیں، کیونکہ مدغم کی حرکت مدغم اور مدغم فیہ کے درمیان حائل رہے گی، پھر ادغام کہاں؟ وہاں تو ایک کو دوسرے میں داخل کر کے ایک بنایا جاتا ہے، بہر حال تحرک مانع ادغام ہے، لہذا اسکان ضروری ہوا اور اس کے دو طریقے ہیں: ۱۔ اسکان باسقاط حرکت جہاں ما قبل خود متحرک ہو۔ ۲۔ اسکان بنقل حرکت الی ما قبل جہاں ما قبل ساکن ہو۔

''وَتَّ''۔ ۳۔ باب افعلال میں دو واؤ کے علاوہ کوئی دو حروف ہوں، جیسے: ''اِحْمَرَّ''.

قانون نمبر ۲:

﴿مَدَدْنَ والا قانون﴾[1]

حکم: یہ قانون جوازی ہے[2]۔

اگر دو حرف متجانسین ایک کلمہ میں جمع ہوں اور ان میں سے پہلا متحرک ہو اور دوسرا ساکن ہو تو اس کی تین صورتیں ہیں:

۱۔ اگر اس کا سکون حروف جوازم کی وجہ سے ہو، یا امر حاضر معلوم حقیقی کی وجہ سے ہو ادغام اور اظہار دونوں بالاتفاق جائز ہیں، جیسے: ''لَمْ یَفْرِرْ'' میں ''لَمْ یَفِرَّ، لَمْ یَفِرِّ، لِمْ یَفْرِرْ'' اور ''اِفْرِرْ'' میں ''فِرَّ، فِرِّ، اِفْرِرْ'' پڑھنا جائز ہیں۔

۲۔ اگر اس کا ساکن فعل امر حاضر معلوم حکمی (فعل تعجب) کی وجہ سے ہو تو صرف امام کسائیؒ کے نزدیک ادغام جائز ہے، باقی صرفیوں کے نزدیک منع ہے، جیسے: ''اَمْدِدْبِهِ'' میں امام کسائیؒ[3] کے نزدیک ''اَمِدَّبِهِ، اَمِدِّبِهِ''۔ پھر ان دونوں صورتوں میں ادغام کے دوسرے متجانسین کو عموماً فتحہ اور کسرہ کی حرکت دیتے ہیں کَمَا مَرَّ۔ اور کبھی کبھی ضمہ کی

---

[1] تخریج: الشافیہ: ۳۹۴، ایجاز التعریف: ۱۶۷، مراح الارواح: ۹۷، الحنفیہ: ۱۳۲، فصول اکبری: ۲۷-۳۷، نوادر الاصول: ۱۷۲، قوانین زرادی: ۵۸-۵۹، علم الصیغہ: ۹۴، کتاب الصرف: ۱۰۴، قانونچہ کھیوالی: ۶۹، صرف بھترال: ۱۳۸، الصرف العزیز: ۱۲۷۔

[2] مواضعِ اجراء: اس قانون کی پہلی شق ثلاثی مزید فیہ صحیح باب افعلال، باب افعیلال اور رباعی مزید فیہ صحیح باب افعلال اور ثلاثی مجرد مضاعف ثلاثی اور ثلاثی مزید فیہ مضاعف ثلاثی کے باب افعال، مفاعلہ، تفعل، تفاعل، انفعال، افتعال، استفعال، افعلال اور افعیلال اور رباعی مزید فیہ کے ایک باب افعلال کے فعل جحد معلوم و مجہول کے پانچ صیغوں (واحد مذکر غائب، واحدہ مونث غائبہ، واحد مذکر مخاطب، واحد متکلم، متکلم مع الغیر) میں اور امر حاضر معلوم و مجہول، امر غائب معلوم و مجہول، نہی حاضر معلوم و مجہول اور نہی غائب معلوم و مجہول کے ان ہی صیغوں میں جاری ہوتی ہے۔ دوسری شق ثلاثی مجرد مضاعف ثلاثی کے تمام ابواب میں اور ثلاثی مجرد مہموز الفاء و مضاعف ثلاثی اور ثلاثی مجرد مثال واوی و مضاعف ثلاثی کے فعل تعجب کے دوسرے صیغے میں جاری ہوتی ہے۔

اور تیسری شق ثلاثی مجرد مضاعف ثلاثی، ثلاثی مزید فیہ مضاعف ثلاثی کے فعل ماضی معلوم و مجہول کے نو صیغوں (جمع مؤنث غائبات، واحد مذکر مخاطب، تثنیہ مذکر مخاطبین، جمع مذکر مخاطبین، واحدہ مؤنث مخاطبہ، تثنیہ مؤنث مخاطبتین، جمع مؤنث مخاطبات، واحد متکلم، متکلم مع الغیر) میں اور فعل مضارع معلوم و مجہول کے جمع مؤنث غائبات و مخاطبات کے صیغوں میں اور ان کے متعلقات میں ان ہی دو صیغوں میں جاری ہوتی ہے اور ثلاثی مزید فیہ صحیح باب اُفعِلَال اور باب افعیلال اور رباعی مزید فیہ صحیح کے باب افعلال کے مذکورہ نو صیغوں میں جاری ہوتی ہے۔

[3] ابو الحسن علی بن حمزہ بن عبد اللہ اسدی کوفی کسائی: آپ کوفہ میں پیدا ہوئے، بغداد میں رہائش اختیار کی، عظیم لغوی، بلند پایہ نحوی اور علم القراءت کے امام تھے، مشہور عباسی خلیفہ ہارون الرشید اور ان کے صاحبزادے امین الرشید کے معلم اور اتالیق رہے، معانی القرآن، مختصر فی النحو اور المتشابہ فی القرآن آپ کے شہرہ آفاق کتابیں ہیں، ستر سال کی عمر پائی اور ۱۸۹ھ کوری میں وفات پائی۔ (وفیات الاعیان: ۱/ ۳۳۰، تاریخ بغداد: ۱۱/ ۴۰۳، غایۃ النہایۃ: ۱/ ۵۳۵، طبقات النحویین: ۱۳۸، انباہ الرواۃ: ۲/ ۲۵۶، الاعلام للزرکلی: ۴/ ۲۸۲)

حرکت بھی دیتے ہیں، لیکن اس شرط کیساتھ کہ عین کلمہ مضموم ہو اتباعاًللعین، جیسے: ''لَمْ یَمْدُدْ'' میں ''لَمْ یَمُدَّ، لَمْ یَمُدِّ، لَمْ یَمُدُّ، لَمْ یَمْدُدْ''.

۳۔ اگر سکون ضمیر مرفوع متصل کی وجہ سے ہو تو ادغام منع ہے، البتہ ایک لغتِ ضعیفہ کے مطابق جائز ہے [۱]، اس طور پہ طور پہ کہ ادغام کرکے ثانی متجانسین کو فتحہ کی حرکت دیں فقط۔ یا اس کے بعد الف کا بھی اضافہ کریں، جیسے: ''مَدَدْنَ'' میں ''مَدَّنَ'' اور ''مَدَّانَ''.

قانون نمبر ۳ [۲]**:**

﴿فِعَّالٌ والا قانون﴾ [۳]

حکم: یہ قانون وجوبی ہے [۴]۔

مصدر کے علاوہ ہر اسم جو ''فِعَّالٌ'' کے وزن پر ہو تو اس کے پہلے حرف تضعیف کو یاء سے بدلنا واجب ہے، جیسے: ''دِیْنَارٌ، شِیْرَازٌ'' جو اصل میں ''دِنَّارٌ'' اور ''شِرَّازٌ'' تھے [۵]۔

احترازی مثالیں: ۱۔ ''فِعَّالٌ'' کے وزن پہ نہ ہو، جیسے: ''کُبَّارٌ''.

۲۔ مصدر کے علاوہ نہ ہو، بلکہ مصدر ہو، جیسے: ''کِذَّابٌ''.

---

[۱] بنی بکر بن وائل کے نزدیک ادغام جائز ہے، پھر ادغام کے وقت بعض ثانی کو فتحہ دیتے ہیں، مطلقاً اور بعض کسرہ دیتے ہیں مطلقاً، خواہ عین کلمہ مفتوح یا مکسور یا مضموم ہو اور بعض ما قبل کی حرکت کے موافق حرکت دیتے ہیں، یعنی اگر اول مفتوح ہو تو فتحہ اور اگر مکسور ہو تو کسرہ اور اگر مضموم ہو تو ضمہ دیتے ہیں اور بعض فتحہ کی صورت میں ادغام کے بعد ضمائر سے پہلے الف زیادہ کرتے ہیں اور بعض جمع مؤنث کے صیغہ میں ادغام کے بعد ضمیر سے پہلے نون زیادہ کرکے ادغام کر دیتے ہیں اور بنی سُلیم وغیرہ ادغام نہ ہونے کی صورت میں بوجہ کراہت اجتماع یعنی بغیر ادغام کے ایک جنس کے دو حرفوں کا اجتماع مکروہ اور ناپسندیدہ ہونے کی وجہ سے عین کلمہ کو حذف کرتے ہیں، لیکن یہ سب شاذ ہیں۔ (الفلاح:۸۸، شرح دیکنقوز علی المراح:۸۸، الصرف العزیز:۱۲۷)

[۲] قانون کا فارسی متن: ہر اسم کہ بروزن "فِعَّالٌ" باشد سوائے مصدر حرف مدغمش را بیاء بدل کنند وجوباً۔

[۳] تخریج: الممتع الکبیر لابن عصفور:۳۷۱، المفتاح فی الصرف للجرجانی:۹۴، المقاصد الشافیہ:۷/۳۵۱، الکناش فی فنی النحو والصرف: ۲/۲۳۲، شرح دیکنقوز علی المراح:۱۴۹، قانونچہ کھیوالی:۶۹، صرف بھترال:۱۳۷، الصرف العزیز:۲۵۶۔

[۴] مواضعِ اجراء: یہ قانون ہر اس اسم جامد میں جاری ہوتا ہے جو ''فِعَّالٌ'' کے وزن پر ہو۔

[۵] یہ کلمہ ''فِعَّالٌ'' کے وزن پر ہے مصدر نہیں ہے اس لیے اس کے پہلے حرف تضعیف کو وجوباً ''یاء'' کیساتھ بدل دیا۔ لیکن جب اس اسم کی جمع اقصی یا تصغیر بنائیں گے تو اصل حرف لوٹ آئے گا، جیسے: ''دَنَانِیْرُ'' اور ''دَوَاوِیْنُ''، کیونکہ قاعدہ ہے: ''اَلتَّصْغِیْرُ وَالتَّکْسِیْرُ یُرَدَّانِ الْأَسْمَاءَ إِلَی أَصْلِهِمَا''.

قانون نمبر۴:

﴿قانون زائدہ﴾[1]

حکم: [2] یہ قانون وجوبی ہے[3]۔

ہر حرف جو موزون میں زائد ہو تو وزن کرتے وقت اسی حرف زائد کو وزن میں ذکر کرنا واجب ہے، جیسے: ''یَضْرِبُ''بروزن''یَفْعِلُ''اور''شَرِیْفٌ''بروزن''فَعِیْلٌ''۔ لیکن دو صورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں:

۱۔ حرف زائد حرف اصلی کی جنس سے ہو اور کثیر الاستعمال کلمہ میں ہو تو اس کی تعبیر حرف اصلی سے ہو گی، جیسے: ''اِحْدَوْدَبَ''بروزن''اِفْعَوْعَلْ، اِحْمَرْنَ''بروزن''اِفْعَلَلْنَ، مَرْمَرِیْسٌ''بروزن''فَعْلَلِیْلٌ''۔ اگر یہ دونوں شرطیں نہ پائی جائیں تو اس کی تعبیر بلفظہ ہو گی، حرف اصلی کی جنس سے نہ ہو، جیسے:''مَضْرُوْبٌ''بروزن ''مَفْعُوْلٌ ''کلمہ کثیر الاستعمال نہ ہو، جیسے:''سَخْنُوْنٌ''بروزن''فَعْلُوْلٌ''.

اگر مذکورہ دونوں باتوں کا احتمال ہو تو دو وجہیں درست ہیں، جیسے:''خِلْطِیْطٌ''بروزن''فِعْلِیْطٌ''یا ''فِعْلِیْلٌ''.

۲۔ حرف زائدہ تاء افتعال، تفعل یا تفاعل سے بدل ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں:

(الف)۔ اگر وہ حرف اصلی میں مدغم ہو تو اس کی تعبیر حرف اصلی سے ہو گی، جیسے:''کَثَّرَ، اِدَّبَّرَ،اِذَّاکَرَ''بروزن ''فَعَّلَ، اِفَّعَّلَ، اِفَّاعَلَ''یہ اصل میں''اِکْتَثَرَ، تَدَبَّرَ''اور''تَذَاکَرَ''تھے۔

(ب)۔ اگر وہ مدغم نہ ہو تو جمہور کے نزدیک اس کی تعبیر تاء سے کرنا واجب ہے اور بعض صرفیوں[4] کے نزدیک حرف مبدل سے کرنا واجب ہے، جیسے:''اِصْطَبَرَ''کا وزن جمہور کے نزدیک''اِفْتَعَلَ''اور بعض کے نزدیک''اِفْطَعَلَ'' ہے۔

فائدہ: زائدہ کے حرف اصلی کی جنس سے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے لانے سے حرف اصلی کا تکرار مقصود ہو۔

---

[1] تخریج: شرح الشافیہ للرضی:۱/۱۸، جاربردی:۱/۱۵۶، ایجاز التعریف:۱۱۔

[2] اس قانون کا تعلق قوانین مضاعف سے نہیں اور نہ ہی کسی صرف کی کتاب میں یہ قوانین مضاعف کے ضمن میں مذکور ہے، سوائے قانونچہ کھیوالی کے اور چونکہ قانونچہ کامروی دراصل قانونچہ کھیوالی کی تہذیب و تلخیص ہے اس لیے یہاں مذکور ہے، بلکہ یہ میزان صرفی کا قانون ہے جس کی پوری تفصیل مقدمہ میں گذر چکی ہے وہاں ملاحظہ ہو۔

[3] مواضع اجراء: یہ قانون ثلاثی مجرد، ثلاثی مزید فیہ، رباعی مجرد، رباعی مزید فیہ کے جملہ مصادر، مشتقات اور اسمائے جامدہ میں وزن کرتے وقت جاری ہو گا۔ اس کی پوری تفصیل مقدمہ میں وزنِ صرفی کے قاعدے میں مذکور ہے۔

[4] یہ شارح کافیہ و شافیہ رضی الدین استر آبادی کا مذہب ہے۔ (شرح الشافیہ للرضی:۱/۱۸، جاربردی:۱/۱۵۶، ایجاز التعریف:۱۱)

﴿ابوابِ مضاعف﴾[۱]

بابِ اول: صرف صغیر ثلاثی مجرد مضاعف از باب فَعَلَ یَفْعُلُ چوں اَلْمَدُّ وَ الْمُدُّ (کھینچنا)۔
بابِ دوم: صرف صغیر ثلاثی مجرد مضاعف از باب فَعَلَ یَفْعِلُ چوں اَلْفَرُّ وَ الْفِرَارُ (بھاگنا)۔
بابِ سوم: صرف صغیر ثلاثی مجرد مضاعف از باب فَعِلَ یَفْعَلُ چوں اَلْعَضُّ (کاٹنا، ڈنگ مارنا)۔
بابِ چہارم: صرف صغیر ثلاثی مجرد مضاعف از باب فَعُلَ یَفْعُلُ چوں اَلْحُبُّ (دوستی کرنا)[۲]۔

﴿ابواب مرکبات﴾[۳]

بابِ اول: صرفِ صغیر ثلاثی مجرد مہموز الفاء واجوف واوی از باب فَعَلَ یَفْعُلُ چوں اَلْأَوْبُ وَالْإِیَابُ (واپس

---

[۱] ثلاثی مزید فیہ مضاعف ثلاثی سے صرف درج ذیل آٹھ ابواب مستعمل ہیں:
باب اول: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مضاعف از باب افعال چوں اَلْإِمْدَادُ (مدد کرنا)۔
باب دوم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مضاعف از باب تفعیل چوں اَلتَّقْلِیلُ (تھوڑا بنانا)۔
باب سوم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مضاعف از باب مفاعلہ چوں اَلْمُحَابَّةُ (ایک دوسرے سے دوستی کرنا)۔
باب چہارم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مضاعف از باب تفعّل چوں اَلتَّحَبُّبُ (محبوب ہونا)۔
باب پنجم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مضاعف از باب تفاعل چوں اَلتَّحَابُّ (ایک دوسرے سے دوستی کرنا)۔
باب ششم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مضاعف از باب انفعال چوں اَلْاِنْسِدَادُ (بند ہونا)۔
باب ہفتم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مضاعف از باب افتعال چوں اَلْاِمْتِدَادُ (لمبا ہونا)۔
باب ہشتم: صرف صغیر ثلاثی مزید فیہ مضاعف از باب استفعال چوں اَلْاِسْتِمْدَادُ (مدد طلب کرنا)۔
رباعی مزید فیہ مضاعف رباعی سے درج ذیل دو ابواب مستعمل ہیں:
باب نہم: صرف صغیر رباعی مجرد مضاعف از باب فَعْلَلَةٌ چوں اَلزَّلْزَلَةُ (ہلادینا)۔
باب دہم: صرف صغیر رباعی مزید فیہ مضاعف از باب تفعلُلٌ چوں اَلتَّسَلْسُلُ (لگتار ہونا)۔

[۲] ثلاثی مجرد مضاعف سے باقی دو ابواب مستعمل نہیں۔

[۳] مرکبات کو مختلطات اور مخلوط ابواب بھی کہتے ہیں، مرکبات یا مختلطات یا مخلوط ابواب وہ ہیں جو مختلف جنسوں سے مل کر بنے، یہ جنسیں تیرہ ہیں:
۱۔ مہموز الفاء ۲۔ مہموز العین ۳۔ مہموز اللام ۴۔ مثال واوی ۵۔ مثال یائی ۶۔ اجوف واوی ۷۔ اجوف یائی ۸۔ ناقص واوی ۹۔ ناقص یائی ۱۰۔ لفیف مفروق ۱۱۔ لفیف مقرون ۱۲۔ مضاعف ثلاثی ۱۳۔ مضاعف رباعی۔
مذکورہ اجناس کو جب ایک دوسرے کیساتھ ملاجائے تو متعدد قسمیں بنتی ہیں، لیکن صرفی حضرات وہ اقسام ذکر کرتے ہیں جو کثیر الاستعمال اور شائع ہوں اور وہ قسمیں متن میں مذکور ہیں۔

ہونا)[1]۔

بابِ دوم: صرفِ صغیر ثلاثی مجرد مہموزالفاءواجوف یائی ازباب فَعَلَ یَفْعِلُ چوں اَلْأَیْدُ[2] (طاقتور ہونا)۔

بابِ سوم: صرفِ صغیر ثلاثی مجرد مہموزالفاءوناقص واوی ازباب فَعَلَ یَفْعُلُ چوں اَلْأَلْوُ[3] (کوتاہی کرنا)۔

بابِ چہارم: صرفِ صغیر ثلاثی مجرد مہموزالفاءوناقص یائی ازباب فَعَلَ یَفْعِلُ چوں اَلْأَتْیُ وَالْإِتْیَانُ[4] (آنااورلانا)۔

بابِ پنجم: صرفِ صغیر ثلاثی مجرد مہموزالعین ومثال واوی ازباب فَعَلَ یَفْعِلُ چوں اَلْوَئْدُ[5] (زندہ دفن کرنا)۔

بابِ ششم: صرفِ صغیر ثلاثی مجرد مہموزالعین ومثال یائی ازباب فَعِلَ یَفْعَلُ چوں اَلْیَأْسُ[6] (نااُمید ہونا)۔

بابِ ہفتم: صرفِ صغیر ثلاثی مجرد مہموزالعین وناقص واوی ازباب فَعَلَ یَفْعُلُ چوں اَلدَّئْوُ[7] (فریب دینا)۔

بابِ ہشتم: صرفِ صغیر ثلاثی مجرد مہموزالعین وناقص یائی ازباب فَعَلَ یَفْعَلُ چوں اَلرَّئْیُ وَالرُّؤْیَةُ[8] (دیکھنا)۔

بابِ نہم: صرفِ صغیر ثلاثی مجرد مہموزالعین ولفیف مفروق ازباب فَعَلَ یَفْعِلُ چوں اَلْوَئْیُ[9] (وعدہ کرنا)۔

بابِ دہم: صرفِ صغیر ثلاثی مجرد مہموزالفاءولفیف مقرون ازباب فعل یفعل چوں اَلْأَیُّ[10] (پناہ لینا)۔

بابِ یازدہم: صرفِ صغیر ثلاثی مجرد اجوف واوی ومہموزاللام ازباب فَعَلَ یَفْعُلُ چوں اَلسُّوْءُ[11] (بدکار ہونا، بُرا ہونا)۔

---

[1] اس باب میں اجوف اور مہموز کے قوانین جاری ہوں گے، لیکن جس جگہ مہموزاوراجوف کے قوانین میں تعارض ہوگا تواجوف (اعلال) کے قوانین کو مہموز (تخفیف) پرترجیح دی جائے گی، جیسے: ''یَؤُوْبُ'' اصل میں ''یَأْوَبُ'' تھا۔ ''رَأْسٌ'' والا قانون کاتقاضہ ہے کہ ہمزہ کوالف سے تبدیل کیاجائے اوراجوف ''یَقُوْلُ تَقُوْلُ'' والا قانون اس بات کامقتضی ہے کہ ''واؤ'' کی حرکت ماقبل حرف صحیح ساکن کی طرف نقل کی جائے! اب یہاں ترجیح اسی قانون اجوف کو ہوگی۔

[2] اس باب میں بھی اجوف اور مہموز کے قوانین جاری ہوں گے، لیکن جس جگہ مہموزاوراجوف کے قوانین میں تعارض ہوگا تواجوف (اعلال) کے قوانین کو مہموز (تخفیف) پرترجیح دی جائے گی۔

[3] یہاں ہمزہ میں قوانین مہموزاور ''واؤ'' میں قوانین ناقص جاری ہوں گے۔

[4] یہاں ہمزہ میں قوانین مہموزاور ''یاء'' میں قوانین ناقص جاری ہوں گے۔

[5] یہاں ہمزہ میں قوانین مہموزاور ''واؤ'' میں قوانین مثال جاری ہوں گے۔

[6] یہاں ہمزہ میں قوانین مہموزاور ''یاء'' میں قوانین مثال جاری ہوں گے۔

[7] یہاں ہمزہ میں قوانین مہموزاور ''واؤ'' میں قوانین ناقص جاری ہوں گے۔

[8] یہاں ہمزہ میں قوانین مہموزاور ''یاء'' میں قوانین ناقص جاری ہوں گے۔

[9] یہاں ہمزہ میں قوانین مہموز، ''واؤ'' میں قوانین مثال اور ''یاء'' میں قوانین ناقص جاری ہوں گے۔

[10] یہاں ہمزہ میں قوانین مہموز، ''واؤ'' میں قوانین اجوف اور ''یاء'' میں قوانین ناقص جاری ہوں گے۔

[11] یہاں ''واؤ'' میں قوانین اجوف اور ہمزہ میں قوانین مہموز جاری ہوں گے۔

بابِ دوازدہم: صرفِ صغیر ثلاثی مجرد مہموزالفاء ومضاعف ثلاثی ازباب فَعَلَ يَفْعُلُ چوں اَلْأُمُّ وَالْإِمَامُ وَالْإِمَامَةُ[1] (رہنما ہونا)۔

بابِ سیزدہم: صرفِ صغیر ثلاثی مجرد اجوف یائی ومہموزاللام ازباب فَعَلَ يَفْعَلُ چوں المَجِيْئُ وَالمَجِيْئَةُ[2] (آنا)۔

بابِ چہاردہم: صرفِ صغیر ثلاثی مجرد مثال واوی ومضاعف ثلاثی ازباب فَعِلَ يَفْعَلُ چوں اَلْوَدُّ وَالْوِدَادُ وَالْمَوَدَّةُ[3] (دوستی کرنا)[4]۔

---

[1] اس باب میں مہموز اور مضاعف کے قوانین جاری ہوں گے اور جہاں ادغام اور تخفیف کے درمیان تعارض واقع ہوتا ہے تو ادغام کو ترجیح دیں گے، جیسے اس باب کے مضارع معلوم میں "أئم" میں "یَمُدُّ" کا حکم جاری ہو گا، "آمَنَ" والا قانون جاری نہ ہو گا، لیکن ادغام کے بعد بقانون دو ہمزہ متحرکہ (اوادم والا قانون) دوسرے ہمزہ کو "واوٗ" بنایا جائے گا۔

[2] یہاں ہمزہ میں قوانین مہموز اور "یاء" میں قوانین اجوف جاری ہوں گے۔

[3] اس باب میں مہموز اور مضاعف کے قوانین جاری ہوں گے۔

[4] مرکبات کے یہ ابواب بھی مستعمل ہیں:

بابِ پانزدہم: صرفِ صغیر ثلاثی مجرد مثال واوی ومہموزاللام ازباب فَعَلَ يفعَلُ چوں اَلْوَبَاؤُ (اشارہ کرنا)۔

بابِ شانزدہم: صرفِ صغیر ثلاثی مجرد مثال یائی ومضاعف ازباب فَعِلَ يفعَلُ چوں اَلْيَمُّ (سمندر میں پھینکنا)۔

﴿ابوابِ رباعی مجرد مرکبات﴾

بابِ اول: صرف صغیر رباعی مجرد مہموز ومضاعف رباعی ازباب مرکبات چوں اَلطَّأْطَأَةُ (سر جھکانا)۔

بابِ دوم: صرف صغیر رباعی مجرد معتل واوی (واوٗ بجائے فاء ولام اولیٰ) ومضاعف رباعی ازباب مرکبات چوں اَلْوَهْوَبَةُ (کتے کا ڈر کی وجہ سے بڑبڑانا)۔

بابِ سوم: صرف صغیر رباعی مجرد معتل یائی ومضاعف رباعی ازباب مرکبات چوں اَلْيَهْيَبَةُ (یاہ یاہ کہنا)۔

بابِ چہارم: صرف صغیر رباعی مجرد معتل واوی (واوٗ بجائے عین ولام ثانی) ومضاعف رباعی ازباب مرکبات چوں اَلْقَوْقَاةُ وَالْقِيْقَاءُ (مرغی کا کڑکڑانا)۔

بابِ پنجم: صرف صغیر رباعی مجرد معتل یائی ومضاعف رباعی ازباب مرکبات چوں اَلْحَيْحَاةُ وَالْحَيْحَاءُ (پڑھنا)۔

بابِ ششم: صرف صغیر رباعی مجرد مثال یائی ومہموزاللام ازباب مرکبات چوں اَلْيَرْنَاةُ (مہندی سے رنگین کرنا)۔

﴿ابوابِ رباعی مزید فیہ مرکبات﴾

بابِ اول: صرفِ صغیر رباعی مزید فیہ مہموز ومضاعف رباعی ازباب تفعلل چوں اَلتَّكَأْكُؤُ (الٹے پاؤں واپس آنا، بزدل ہونا، اکٹھا ہونا)۔

بابِ دوم: صرف صغیر رباعی مزید فیہ معتل واوی (واوٗ بجائے فاء ولام اولیٰ) ومضاعف رباعی ازباب تفعلل چوں التَّوَهْوُهُ (کتے کا ڈر کی وجہ سے بڑبڑانا)۔

﴿صفتِ مشبہ کے اوزان﴾ (۱)

صَعْبٌ	صِفْرٌ	صُلْبٌ	حَسَنٌ	خَشِنٌ
نَدُسٌ	زَئِمٌ	بلِزٌ	حُطَمٌ	جُنُبٌ
أَحْمَرُ	كَابرٌ	كَبِيْرٌ	غَفُوْرٌ	جَيِّدٌ
جَبَانٌ	هِجَانٌ	شُجَاعٌ	عَطْشَانٌ	عَطْشٰى
حُبْلٰى	حَمْرَاءُ	عُشَرَاءُ		

﴿صیغہ مبالغہ کے اوزان﴾ (۲)

(۱) صفت مشبہ کے اوزان زیادہ ہیں، صاحب فصول اکبری نے دوسو تینتالیس (۲۴۷) اوزان ذکر کئے ہیں، مذکورہ تیئیس (۲۳) اوزان صاحب علم الصیغہ نے ذکر کیے ہیں۔

(۲) صیغہ مبالغہ کی تعریف: الصِّيْغَةُ الْمُبَالَغَةُ:"هُوَ ذَاتٌ مَّوْصُوْفٌ بِزِيَادَةِ الْفِعْلِ كِيْفِيَّةً أَوْ كَمِيَّةً". صیغہ مبالغہ وہ اسم ہے جو فعل کے کرنے والے پر دلالت کرنے کے ساتھ ساتھ فعل کے معنی میں ایک قسم کی زیادتی اور کثرت کو ظاہر کرتا ہے۔

- مبالغہ کے مشہور اوزان درج ذیل ہیں:

وزن	فَعَّالٌ	فَعَّالَةٌ	فَعِّيْلٌ
مثال	عَلَّامٌ	عَلَّامَةٌ	صِدِّيْقٌ

- مبالغہ کے صیغے دو قسم پر ہیں: (۱)۔ قیاسی، (۲)۔ سماعی (۲)
- قیاسی کے پانچ اوزان ہیں:

وزن	فَعَّالٌ	مِفْعَالٌ	فَعُوْلٌ	فَعِيْلٌ	فَعِلٌ
مثال	مَنَّاعٌ	مِدْرَارٌ	جَزُوْعٌ	سَمِيْعٌ	خَصِمٌ

- سماعی کے اوزان زیادہ ہیں:

وزن	مثال	وزن	مثال	وزن	مثال	وزن	مثال
فِعِّيْلٌ	صِدِّيْقٌ	مِفْعِيْلٌ	مِسْكِيْنٌ	فُعَلَةٌ	هُمَزَةٌ	فَاعُوْلٌ	طَاغُوْتٌ
فُعَّالٌ	كُبَّارٌ	فُعَالٌ	عُجَابٌ	فَيْعُوْلٌ	قَيُّوْمٌ	فُعُّوْلٌ	قُدُّوْسٌ
فُعُلٌّ	عُتُلٌّ	مُفَعِّلٌ	مُكَسِّرٌ	فَعَّالَةٌ	فَهَّامَةٌ		

صیغہ مبالغہ کے متعلق چند قاعدے ذہن نشیں رکھیں:

- اہل حرفہ اور پیشہ وروں کے لئے "فَعَّالٌ" کا وزن خاص ہے۔ جیسے "خَيَّاطٌ، حَجَّامٌ، بَزَّازٌ".
- صیغہ مبالغہ دراصل فاعل ہی کی ایک قسم ہے جس میں اسم تفضیل کی طرح معنی مصدری زیادتی کے ساتھ پایا جاتا ہے۔
- مبالغہ کے صیغے مذکر و مؤنث کے لیے یکساں استعمال ہوتے ہیں۔

ضَرَّابٌ	طُوَّالٌ	حَذِرٌ	عَلِيْمٌ[1]

[1] ● کبھی مبالغہ میں مزید زیادتی کے لیے اسم کے آخر میں تاءزائدہ لائی جاتی ہے۔ جیسے "عَلَّامَةٌ" بہت جاننے والا۔
● اسم فاعل اور صیغہ مبالغہ میں فرق یہ ہے، کہ اسم فاعل میں فاعلیت کے معنی میں زیادتی مقصود نہیں ہوتی جبکہ صیغہ مبالغہ میں معنی فاعلیت کی زیادتی مقصود ہوتی ہے۔
● اسم مبالغہ میں زیادتی فی نفسہٖ ہوتی ہے جب کہ اسم تفضیل میں زیادتی غیر کی نسبت ہوتی ہے۔ جیسے "زَيْدٌ أَعْلَمُ مِنْ عُمَرَ" زید عمر سے زیادہ جاننے والا ہے۔ اسم مبالغہ اور صفت مشبہ میں ایک فرق یہ ہے کہ اسم مبالغہ فعل متعدی سے مشتق ہوتا ہے جبکہ صفت مشبہ فعل لازم سے مشتق ہوتا ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ مبالغہ میں معنیٰ فاعلیت کی زیادتی مقصود ہوتی ہے جبکہ صفت مشبہ میں ایسا نہیں ہوتا۔
● مبالغہ کا صیغہ ثلاثی افعال کے مصادر سے ہی مشتق ہوتا ہے غیر ثلاثی افعال سے اس کا اشتقاق بہت کم ہے۔
● اسم فاعل کی طرح صیغہ مبالغہ بھی فعل والا عمل کرتا ہے۔(شرح الرضی: ۱/۷۳۱، المستقصی فی علم التصریف: ۴۶۶-۴۶۹، الصرف العربی: ۱۰۳).